

نوٹ جس کتاب پر مولف کے قلمی دستخط مندرج ہے

جلو درخ

یعنی

بہل ہندوستان جہان استاد ناظم یار جنگ دیر الدولہ علیہ الجباب

نواب فتح الملک بہادر نواب مرزا خان صاحب حضرت داغ

دہلوی مدظلہ العالی کی باتصویر سوانح عمری

مولفہ

خاکسار سید علی حسن احسن مارہروی احقر تلامذہ حضرت موصوف

بالقابہ مدظلہ العالی

۱۹۰۲ء

مطبع شریک دکن پانچواں بازار خان کینا بی شہید

حسب الطبع جہڑی ہو گئی ہے

فہرست مضامین

| صفحہ | خلاصہ مضمون | صفحہ | خلاصہ مضمون |
|------|-------------------------------|---------|---------------------------|
| ۱۷ | لطیفہ | ۱- تا ۷ | تہنید |
| ۱۹ | قلعہ شاہی کی جدائی | ۷ | سایج ولادت |
| " | ولیمہ بہادر کا انتقال | ۸ تا ۱۰ | خاندانی حالات |
| ۲۰ | رامپور جانا | ۸ و ۹ | زائچہ پسینہ |
| " | والی رامپور کی قدر افزائی | ۱۰ | مرزا صاحب کا قلعہ میں آنا |
| ۲۱ | سکلتے کا پہلا سفر | " | تعلیم |
| | نواب خلد اشیاں کو مرزا صاحب | ۱۲ | مختلف فنون کی تعلیم |
| ۲۲ | کے ساتھ خصوصیت - | ۱۳ | ابتداء شاعری |
| ۲۳ | رامپور کے مشاعرے | ۱۳ | شرکت مشاعرہ اول |
| ۲۴ | حضرت اسیر کی انصاف پسندی | ۱۴ | داد بخن |
| | مرزا صاحب کی زبان پر لوگوں کے | ۱۶ | مختلف شاعروں کی شرکت |

| صفحہ | خلاصہ مضمون | صفحہ | خلاصہ مضمون |
|------|---------------------------------|----------|------------------------------------|
| ۲۵ | مقامات کا سفر | ۲۴ | خیالات |
| " | حیدر آباد میں آنا | ۳۴ تا ۲۵ | تقلید زبان کی بحث |
| ۲۶ | دربار اعلیٰ حضرت میں رسائی | ۳۴ | مرزا صاحب کے سفر |
| ۳۷ | تاریخ ملاقات حضور | ۳۵ | پٹنہ کا سفر |
| " | ایام امید داری میں حیدر آباد سے | ۳۶ | پٹنہ کا مشاعرہ |
| | پھر دلی جانا۔ | ۳۷ | کلکتہ کی قیام گاہ |
| | تاریخ ورود حیدر آباد | " | کلکتہ میں ملاقاتیوں کی کثرت |
| ۳۸ | امید داری کا زمانہ | ۳۸ | سلطیفہ |
| " | حضور کی غول کا آنا | ۳۹ تا ۳۸ | اہل کلکتہ کی قدر دانی |
| ۳۹ | تقریر تمخواہ | ۳۹ تا ۳۸ | کلکتہ میں آپ کی مخالفت اور وہاں کی |
| " | اصناف تمخواہ | | مشاعرے۔ |
| " | تاریخ اصناف | ۴۰ | کلکتہ سے معاہدہ |
| " | عطیات شاہی | | راپور سے قطع تعلق۔ |
| " | عطیات شاہی کے شکریے | ✓ | راپور سے آنے کے بعد مختلف |

| صفحہ | خلاصہ مضمون | صفحہ | خلاصہ مضمون |
|------|-------------------------------|----------|------------------------------------|
| | مرزا صاحب کی زندگی میں انتقال | ۵۹ | ۵۰ تا ۵۹ میں مختلف تاریخیں |
| ۱۲۱ | کی افواہیں۔ | ۵۶ | مرزا صاحب کا ادھر سے مقابلہ |
| ۱۲۳ | لطیفہ | ۵۷ | مرزا صاحب کی عام مقبولیت |
| " | حاسدین | | مرزا صاحب کے کلام پر عامیانہ الزام |
| ۱۲۵ | شاگردوں کی تعداد | ۵۸ | اور اس کا محاکمہ |
| " | شاگرد کرنے کا طریقہ | ۵۹ تا ۶۰ | مرزا صاحب کے کلام انتخاب |
| ۱۲۶ | اعلیٰ حضرت کا ذکر | ۶۰ تا ۶۱ | قصائد و مشنوی کا انتخاب |
| ۱۲۷ | اعلیٰ حضرت کے کلام کا انتخاب | ۱۱۱ | کلام کا اندازہ |
| ۱۲۸ | بعض تلامذہ کے نام | ۱۱۲ | شعر کہنا۔ |
| ۱۳۱ | مرزا صاحب کے ذاتی خصائص | ۱۱۵ | شاگردوں کی اصلاح |
| ۱۳۵ | خطابت شاہی | " | اصلاح دینے کا طریقہ |
| ۱۳۶ | انکسار | ۱۱۷ | حسن و نظام کے کلام کی اصلاح |
| ۱۳۷ | انصاف پسندی | ۱۱۸ | اصلاح کی قسمیں |
| " | ظرافت طبع | ۱۱۹ | منوئے اصلاح |

| صفحہ | خلاصہ مضمون | صفحہ | خلاصہ مضمون |
|----------|--------------------------------|------|---------------------------|
| ۱۳۸ | سفر حج | ۱۳۸ | مرزا صاحب کا عام برتاؤ |
| ۱۳۹ | پرہیز گاری | ۱۳۹ | حقوق العباد کا خیال |
| " | احباب | ۱۴۰ | راقم کے ساتھ برتاؤ |
| ۱۵۱ | حضرت امیر مرحوم کی آمد | ۱۴۲ | قطبہ بطور ہدایت نامہ |
| | ملک کے لایق بند گون اور مورخون | ۱۴۴ | مرزا صاحب محض شاعر نہیں |
| ۱۵۲ | کی رائیں | ۱۴۵ | مرزا صاحب کی شوق کی چیزیں |
| ۱۵۷ | خاتمہ | ۱۴۷ | وضع و شکل |
| ۱۶۰، ۱۵۹ | سماج طبع | ۱۴۸ | شادی |



نبی نوع انسان کو تمام موجوداتِ عالم میں اشرف المخلوقات مانا گیا ہے اور اس
 مانے ہوئے شرف کا یقین کر لینا ایسا ہی آسان ہے جیسا دن کو دن اور
 رات کو رات سمجھ لیں۔ لیکن درحقیقت وہ انسان اس شرف کے پانے کا مستحق
 نہیں ہے جس نے اپنے دل و دماغ اپنے آنکھ کان اپنے ہاتھ پاؤں اور
 دوسرے اعضا سے جانوروں کی طرح بے سوچے سمجھے کام لیا ہے۔ ایسی
 خلقت کا وجود جو اپنے فرائض منصبی کو ادا نہ کر سکے عدم کے برابر ہے اور اسی کے
 مقابل میں اُس مخلوق کا عدم جس نے اپنے کاموں کو قانونِ قدرت کے مطابق نبھا
 دیا ہے عین جو سمجھنا چاہیے۔

ابتدائے آفرینش سے آج تک جس شخص نے اشرف المخلوقات
کا موزوں خطاب پایا ہے اُس کا نام اُس کا حال اور اُس کے تمام فضائل تلاش
پیش نظر ہیں اور یہی اُس کے دائمی وجود کا ادنیٰ ثبوت ہے بجا وجودیکہ اُس کو دنیا سے
گزرے ہوئے صدیان گزر گئیں لیکن ۵

| | |
|---------------------------------|------------------------------------|
| زندہ است نام نیکو دشیر وان بوجل | اگرچہ بسے گزشتہ کہ نوشیر وان نمائد |
|---------------------------------|------------------------------------|

اس معمولی تمبید سے میر انشا یہ ہے کہ انسان اشرف المخلوقات
اسی وقت ہو سکتا ہے جبکہ اپنی زندگی میں اپنے تمام فرائض کو عمدہ طریقہ سے
ادا کرے اور اگر وہ ایسا کرے گا تو اُس کے بعد اُسکی آنے والی نسلیں ہمیشہ
اُسکی یادگار باتوں سے اچھا سبق لیں گی۔ بیشک یہ ہمارا فرض ہے کہ جہانتک
ہم سے ہو سکے اپنے موجودہ یا گزشتہ زمانے کے برگزیدہ انفاس کی
یادگار باتوں کا عکس اپنے لوح دل سے صفحہ کاغذ پر اتار جائیں تاکہ جس طرح ہم
اس وقت اسلاف کے واقعات و ملفوظات دیکھ دیکھ کر اور سن سنکر بہت سے
فائدے حاصل کرتے ہیں۔ آئندہ بھی یہ سلسلہ نہیں جاری رہے ۵

| | |
|-------------------------|--------------------------|
| نام نیک زوگان صنایع مکن | اسا باند نام نیکت برتدار |
|-------------------------|--------------------------|

مشکل سے مشکل کام کا خیال دل میں لے آنا معمولی اور سہل بات ہے۔

لیکن اُسکی عملی کارروائی ایک ایسی اہم اور غیر معمولی محنت ہے جو انسان کے
 چھکے چھڑا دیتی ہے اور اکثر دیکھا گیا ہے کہ ہم جیسے خیالی پلاؤ پکائیوالے
 ہمیشہ ادھر مین ٹنگے رہتے ہیں مین نے جس کام کے لیے قلم اٹھایا ہے
 وہ بہت ہی دشوار گزار منزل ہے اور مجھ سے شخص سے اس کام کا سر انجام
 ہونا عجب اتفاق ہے عموماً تاریخ کا میدان طے کرنا بڑی پامردی کا کام ہے
 خصوصاً کسی نامی شخص کی لائیٹنگ قلمبند کرنی ایسی سنگدلانہ اور دشوار گزار راہ ہے جس کا
 طے کرنا کوئی آسان نہیں اگرچہ اگلے زمانے سے کہیں زیادہ اسوقت خاص
 اردو زبان میں شاعری کا چرچا پایا جاتا ہے جس شہر میں جس قصبے میں دیکھیے
 بیسیوں شاعر موجود ہیں مگر اس بہتات سے کیا ہوتا ہے ہر زمانے اور ہر صدی اور
 ہر دور میں شاعری انہیں چند انفاس کے قدموں سے لگی رہی ہے جنکے
 سر عام مقبولیت کا سہرا بندھا ہے اور جنھوں نے اپنی قادر الکلامی سے اپنے
 آپ کو استادمنا دیا ہے۔

ہندوستان میں عموماً دلی اور اُسکے بعد لکھنؤ کے لوگ اہل زبان مانے
 جاتے ہیں اور انھیں دو شہروں میں ایسے ایسے اساتذہ مقرر کئے ہیں جنکے
 سکے تمام ملک کے دولوں پر بیٹھے ہوئے ہیں مگر افسوس ہے کہ اب صفحہ

عالم پر انکی مثالیں کہیں نہیں پائی جاتی اور جو دو ایک نفوس جنگو اسلاف کا
 فخر کہتا چاہیے باقی رہ گئے ہیں انھیں کے دم کا یہ سب دمامہ ہے انکے بعد
 چاروں طرف سناٹا ہی سناٹا نظر آئے گا۔

خدا غریب رحمت کرے جناب مکنی منشی میر احمد صاحب امیر مینائی مرحوم کو جو
 آخری دور میں لکھنؤ کا نام روشن کر گئے مگر اب اُن کا نام مشہور کرنے والا بچہ
 اُنکے کلام کے کوئی دکھائی نہیں دیتا۔

لکھنؤ سے زیادہ دلی کے لیے رونا ہے اب سے سیکڑوں برس پہلے
 یہی وہ سرزمین ہے جس میں زبان اردو نے نشوونما پا کر بڑے بڑے
 اساتذہ اور قابل گون کی توجہ سے دن دوئی رات چو گئی ترقی حاصل کی اور آہ
 اب وہی دلی ہے جس میں سوائے ایک ذات کے آگے خدا کا نام ہے
 کیا صحیح ارشاد ہوا ہے ۵

| | |
|-------------------------------|----------------------------|
| پھر اتنا ہی نہیں اسے داغ کوئی | غنیست ہے جہان میں دم ہمارا |
|-------------------------------|----------------------------|

یہ بھی دلی کی بلکہ تمام ملک کی خوش قسمتی ہے کہ اس آخری دور میں جہان اُستاد
 نواب فصیح الملک بیاد حضرت داغ مدظلہ سے باکمال شاعر نے اسلاف
 کا نام روشن کیا۔ یہی وہ باکمال شاعر ہے کہ باوجود ایشیائی شاعر ہونیکے

ابنِ نچرلی شاعری میں بھی ہر طرح صدر انجمن بننے کا مستحق ہے یہی وہ نامور استاد ہے جس نے اپنی زندگی میں کیا بلحاظ شہرت کیا بحیثیت عزت ابتدا سے اب تک تمام شاعروں میں صدر نشینی کا مرتبہ پایا یہی وہ قابلِ فخر سخن ور ہے جس نے اردو زبان کو باوجود اسکی ابتری اور بے قدری کے جو انانے زمانہ کی ہاتھوں ہوئی حد کمال تک پہنچایا۔ اور اب یہ بات دہم و گمان میں بھی نہیں آتی کہ اس سے زیادہ بھی اردو زبان کی صفائی ممکن ہے۔ یہ دعوے بڑھیل نہیں ہیں۔ بلکہ انکے ثبوت میں حضرت موصوف کا تمام کلام شاہد ہے۔ یوں تو ہندوستان میں اردو زبان کے بہت سے شعرا اور اساتذہ ہوتے آئے ہیں اور ہوتے چلے جائیں گے۔ مگر جسطرح مولوی حالی صاحب پانی پتی کے فارسی کی شاعری کا حضرت غالب مغفور پر خاتمہ ہو گیا ہے اسی طرح حضرت دامن کے نام پر اردو شاعری کا اختتام ہے یہ تو نامکن تھا کہ ایسے بالکمال اور نامور شخص کی للیقیت تمام ملک میں کوئی شخص نہ کہتا مگر یہ یقینی بات ہے کہ جسطرح یہ مختصر سوانح تحقیق سے جمع کیے گئے ہیں ایسا ذریعہ اور ن کو مشکل سے مل سکتا تھا۔ جسے پیسہ اخبار لاہور میں شاہیہ عالم کے مرقعات اور نچرلی چھپنی شروع ہوئے اس وقت سے مجھ کو خیال تھا کہ شاید اسکے لائق اور قابلِ اطمینان

حضرت جہان استاد کے حالات موجودہ اور مطبوعہ تذکروں سے زیادہ درج اخبار
 کریٹکس مگر نومبر ۱۹۰۱ء کا پیسہ اخبار دیکھتے سے معلوم ہوا کہ اُنکو کوئی معتبر ذریعہ
 حالات دریافت کر نیکا غلاما بلکہ مجبور ہو کر اُسی اخبار میں حضرت کے تلامذہ وغیرہ سے
 آپ کے حالات قلبیہ کرنے کی استدعا کی ہے منشی محمد الدین صاحب فوق
 جو ایک مستند اور لائق شخص ہیں اور جنکو حضرت استاد کی شاکر گرد ہونے کا
 فخر حاصل ہے ایک عرصے سے حضرت موصوف کی بلاغت لکھنے کا ارادہ
 کر رہے تھے بلکہ برادر مذکور نے بارہا اس کے متعلق حضرت استاذ کی خدمت
 میں عریضے بھیجے چونکہ اُسی زمانے میں اس کام کو میں انجام دے رہا تھا اسلئے
 یہ حالات اُن تک نہ پہنچ سکے۔ اسی طرح اور بھی چند احباب کے خیالات
 سوانح عمری لکھنے کے متعلق ہوئے مگر کیا کیا جائے خدا کو یہیں منظور تھا کہ
 فصیح اللغات کے ساتھ ساتھ اسکی ہی اشاعت ہو میں مختصر سوانح عمری میں
 سہولت و ولادت۔ زراچی نسب نامہ۔ بچپن کا زمانہ۔ تعلیم۔ شوق شاعری۔ دلی کے
 مشاعرے۔ قلعے کی صحبتیں بہادر شاہ بادشاہ کے مشاعرہ میں شرکت۔
 عام احباب کی صحبت۔ استاد کی اصلاح۔ غدر کے متعلق حالات۔ استاد کے
 سامنے اور اُنکے بعد مشاعرہ میں معرکے۔ اساتذہ زمانہ کی داد سخن۔ رامپور

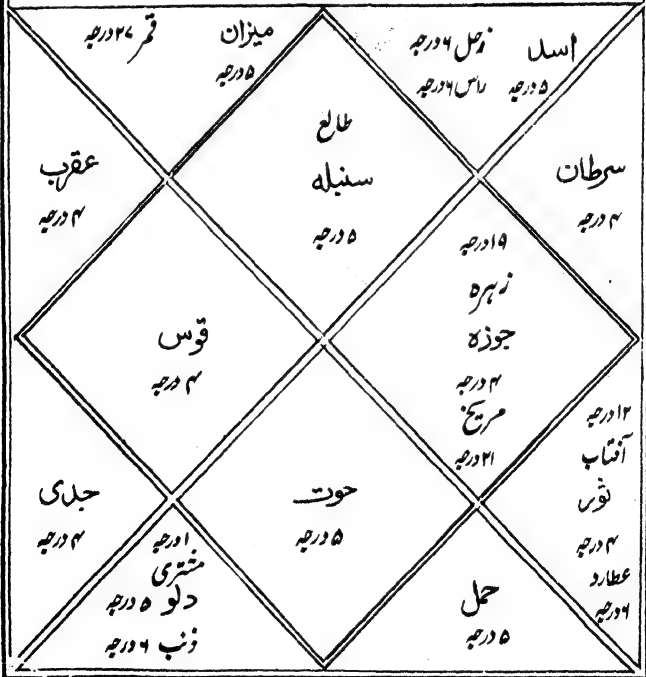
کاسفر۔ وہاں کی ملازمت نواب خلد آشیان کی قدر دانی۔ اہل لکھنؤ کی صحبت
 رامپور کے شاعروں کی کیفیت۔ خلد آشیان کی وفات۔ رامپور سے قطع تعلق
 مختلف مشاعرے۔ مختلف سفر۔ دکن آنیکا خیال۔ دکن میں آنا۔ امیدواری کا
 زمانہ۔ دربار حضور میں باریابی۔ خدمت استاد ی کا پانا اور خطاب حاصل کرنا۔
 اور انکے سوا وہ سب باتیں جو سوانح عمری سے متعلق ہیں بطور اختصار لکھ بند
 کی ہیں۔ اس مختصر پیشگیج کے بعد اگر مستقل طور پر کامل سوانح عمری لکھنے کا خیال
 ہوگا تو سوائے اُن زبید باتوں کے جو سوانح اپنی راے سے کتاب کو ضخیم کرنے
 کے لیے لکھا کرتے ہیں۔ تمام ضروری باتیں اس میں ملینگی خدا سے امید ہے
 کہ ملک میری اس بکار آمد خدمت کی ضرورت قرار کرے گا۔ اب یہاں سے سوانح عمری
 کے متعلق فردا فردا ہر ایک ضروری واقعہ بیان کیا جاتا ہے۔

نواب مرزا خان المتخلص داغ المصططب ببلبل ہندوستان جہان
 استاد ناظم یاجنگ دبیر الدولہ فصیح الملک بہادر بتاریخ ۱۲ ذی الحجہ ۱۲۶۶ھ بمطابق
 ۲۵ مئی ۱۸۳۱ء موافق ۱۲۔ بیالکھہ ۱۸۹۰ء بمکرمی روز چہار شنبہ دو بجے دکن
 بعد بمقام شاہجہان آباد دہلی محلہ چاندنی چوک حائیں پیدا ہوئے مشہور ولایت
 پنڈتوں اور جو تیشیوں۔ نے جو آپکا زانچہ بنایا ہے اسکی نقل علیحدہ کاغذ پر

کر کے ہر بیٹا پرین ہے مرزا صاحب کے خاندان اور حسب و نسب کے
 حالات جو کہ اجمالاً اُنکے بعض خاندانی اعزاء سے معلوم ہوئے اور جن کی
 تفصیل و تصدیق خود جناب موصوف نے فرمائی یہ ہیں کہ مرزا صاحب کے والد
 ماجد کا نام نواب شمس الدین احمد خان تھا اور آپ کے آبائی خاندان کا سلسلہ
 محمد بن حنیفہ سے ملتا ہے۔ مشہور بزرگ حضرت خواجہ احمد یسوی رحمۃ اللہ علیہ
 آپ کے اجداد بزرگوار میں تھے۔ چنانچہ ریاض الدولہ محمد مرزا خان دہلوی صاحب
 اشرف الاخبار نے جو اپنا خاندانی شجرہ مرتب کیا ہے اور جسکی ایک نقل بجنسہ
 زانچہ کے ساتھ منسلک ہے اُسکے حاشیے پر خواجہ احمد یسوی رحمۃ اللہ علیہ
 کی نسبت یہ عبارت تحریر کرتے ہیں کہ "از اولاد خواجہ احمد یسوی کہ ہمہ خود را بخواجہ
 موصوف منسوب میکنند خواجہ محمد امین دریا کند صاحب سجادہ بودند و در حقیقت
 خواجہ احمد یسوی سوائے دختر اولاد نداشتہ بودند۔ بابر از زادہ خود دختر
 خود منسوب فرمودند و از انہا کہ اولاد شد ہمہ خود را از اولاد خواجہ احمد یسوی
 شمار میکنند و حال خواجہ موصوف در تمامی کتب تواریخ اولیائے کرام مرقوم
 است۔ بہر حال جسطرح کہ ہزاروں قبائل عرب اپنے اپنے گہر بار چوڑ چوڑ کر
 عراق و عجم وغیرہ میں جا ہا کر جا بے اسی طرح مرزا صاحب کے آباد اجداد

تایخ ولادت

۱۲ ذی الحجہ ۱۲۴۶ھ مطابق ۵ مئی ۱۸۳۱ء موافق ۳۱ اپریل ۱۸۸۸ء
 شہید اکبری روز چہار شنبہ ۲۱ گھڑی دوپہل یعنی دو بجے دن کے



خواجہ محمد امین

خواجہ رحمت اللہ

خواجہ عبدالرحمن

عارفستان

نواب
قاسم جان

نواب
خان

خان

محمد حسین خان

محمد حسین

محمد حسین

محمد حسین

نواب

نواب

نواب

نواب

نواب

نواب

نواب

نواب

نواب

بھی متفرق و منتشر ہو کر سر قند و بلج زمین متوطن ہوئے۔ مرزا صاحب کے
 پردادا انواب عارف خان اور اُنکے بہائی نواب قاسم خان اپنی قوم کے
 بہت سے ہمراہیوں کے ساتھ عالمگیر ثانی کے عہد میں وارد ہندوستان
 ہوئے۔ اور جبکہ شاہ عالم بادشاہ صوبہ بنگال کی مہم پر تھے۔ ان دونوں بہائیوں
 نے شریک جنگ ہو کر بادشاہ کو مدد دی یہ اور ایسی بہت سی باتوں نے نواب
 قاسم خان اور اُنکے بہائی کی وقعت بادشاہ کی نگاہ میں بڑھادی چنانچہ پیش گاہ
 سلطانی سے نواب شرف الدولہ سہراب جنگ کا خطاب عطا ہوا۔ اسکے
 بعد نواب عارف خان صاحب امیر الامرا نواب نجف خان بہادر کی مصاحبت
 میں رہے۔ مرزا صاحب کے دادا نواب احمد بخش خان مرحوم برٹش گورنمنٹ
 کے بڑے خیر خواہ اور جان نثار تھے۔ بھرتپور کی مشہور مہم اُغین کے ہاتھوں
 سر ہوئی اور ہمیشہ گورنمنٹ برطانیہ کی وفاداری کا دم بھرتے رہے۔ کچھ دنوں
 ریاست الوری میں بھی اُن کا تعلق رہا ہے۔ جنرل لیک صاحب بہادر کے
 زمانے میں اور اُنکے توسط سے نواب موصوف کو اُن کی خیر خواہیوں کے
 جلد و میں برٹش گورنمنٹ نے فخر الدولہ رتھم سنگ کا خطاب عطا فرمایا اور اسی
 میں ریاست فیروز پور جو احاطہ پنجاب میوات واقع ہے عطا کی۔ غرض کہ مرزا

صاحب کے آبا و اجداد ہندوستان میں آکر ہمیشہ مغز و ممتاز رہے اور
اب تک نواب فخر الدولہ رسم جنگ کا خاندان مشہور خاندان ہے
ریاست لوہارو اسی خاندان میں بفضلہ تعالیٰ موجود ہے۔ فخر الدولہ رسم جنگ
نواب احمد بخش خان بہادر کے چار بیٹے تھے جیسا کہ شجرہ منسلک سے
ظاہر ہے۔ ۱۲۵۲ھ میں جبکہ آپ کے والد کا انتقال ہوا تو اُس زمانے میں
مرزا صاحب اسے خور و سال تھے کہ آپ کو اسکے متعلق اس وقت کی کوئی
بات بھی یاد نہیں۔ بہر حال اُس پریشانی کے زمانے میں مرزا صاحب کی والدہ
ماجدہ نے صاحب عالم مرزا محمد سلطان فتح الملک بہادر ولیعہد شاہ دہلی
کے دامنِ عاطفت میں امان لی اور اپنی زندگی کا بہت بڑا حصہ محلِ شاہی
میں گزارا اور نواب شوکت محلِ میگم صاحبہ خطاب پایا۔ مرزا صاحب بھی اپنی
والدہ کے ساتھ قلعہ شاہی میں پیرہنچے۔ اور گویا وہیں آپ کی تعلیم کی بنیاد
ہوئی۔ اگرچہ تعلیم کا سلسلہ اس سے پہلے شروع ہو چکا تھا۔ اور رامپور میں
مولوی غیاث الدین صاحب غیاث اللغات سے فارسی کی درسی کتابیں
پڑھی تھیں مگر پھر قلعہ میں آکر مستقل طور سے مولوی سید احمد حسین صاحب
ولہ میر غلام حسین صاحب المتخلص بشکیبا۔ جو میر تقی میر کے شاگرد تھے

شجرہ منسلک

آپ کے معلم مقرر ہوئے فارسی کی درسی کتاب میں مرزا صاحب نے اعمین بزرگ
 سے نام لکین۔ کتاب کا سبق لینے کے بعد خط کی مشق بھی ہوتی تھی چنانچہ
 پہلے مشہور خوش نویس سید امیر صاحب پنج کش دہلوی کے شاگرد ہوئے
 اور پھر معمولی اوقات میں مرزا عباد اللہ بیگ صاحب سے جو امیر صاحب کے
 شاگرد رشید تھے اصلاح لیا کیے۔ پرانے زمانے کی تعلیم میں جہاں اور بہت
 سی عمدہ باتیں تھیں منجملہ ان کے ایک بات سب سے اچھی اور قابل قدر یہ تھی
 کہ ہر شخص اپنی اولاد کو اپنی حالت اور زمانے کی ضرورت کے لائق مختلف
 علوم و فنون میں تعلیم دلوانا چاہتا تھا تاکہ اس کو اپنی ضرورتوں میں دوسروں کا
 محتاج اور دست نگر نہ بننا پڑے۔ اگر شمار کیا جائے تو اگلے زمانے کا کوئی
 لکھا پڑھا آدمی ایسا نہ ملے گا جو علاوہ درسی تعلیم کے مختلف فنون میں ہر کسیتی کیستی
 پر جو رنگ لگانا سپاہ گری۔ ہانگ۔ بنوٹ۔ وغیرہ وغیرہ سے واقف و آگاہ نہ ہو
 بخلاف اسکے اگر اس زمانے میں کسی تعلیم یافتہ گریجوئیٹ کو بلا مشق کیا جائے
 تو شاید فی ہزار ایک شخص بھی ایسا نہ ملے جو ان فنون کے ناموں سے
 بھی گوش آشنا ہو پھر جاننا تو بڑی بات ہے۔ کم سے کم اس پرانی طرز تعلیم
 کا نتیجہ ضرور ہوتا تھا کہ تعلیم پانچواں اگر سب علوم و فنون میں کمالیت کے درجے

پر نہ پہنچتا تھا تو بھی اُسکو ایک ایسی عام واقفیت یقینی ہو جاتی تھی جسکی وجہ سے بہت کچھ اُس کا ملکہ بڑھ جاتا تھا اور وہ ہر ایک موقع پر اور ہر ایک محل میں اپنے آپکو کسی مقابل سے کم ثابت نہ ہونے دیتا تھا۔

مرزا صاحب نے بھی ضرورتِ زمانہ کے موافق بہت سی باتیں حاصل کیں قلعہ شاہی کے متصل ہونے سے جو خصوصیت اور جو آسانیاں تعلیم میں آپکو میسر ہوئیں اور جو ذی کمال اُسکا آپکو ملے وہ عام طور سے اور لوگوں کو نصیب نہیں ہو سکتے تھے۔ اجمالاً فنِ سپاہ گری کے کل اصول اور تمام باتیں قلعہ میں رہ کر آپ نے سیکھی ہیں۔ چنانچہ عند التذکرہ ایک مرتبہ فرماتے تھے کہ مرزا عباد اللہ بیگ صاحب جن سے میں نے لکھنے کی مشق کی تھی انھیں سے بات بھی سیکھی اور مرزا سنگلی بیگ سے جو خاندان میر جاد علی میں مشہور پھیلپتی باز تھے۔ پھگپتی علی مد کی سیکھی اور گہوڑے کی سواری کا طریقہ سجن خان اور بندو خان چابک سواران شاہی سے حاصل کیا اور بندو ق لگانی اور تیر لگانا اور چورنگ لگانا اور سینا کاٹنا صاحبِ عالم مردِ فاتح الملک بہادر سے سیکھا۔ اسی طرح اور تفرق فنون مختلف لوگوں سے حاصل کیے۔ یہ قاعدے کی بات ہے کہ انسان بڑی بھلی جس صحبت اور جس محل میں

رہتا ہے۔ اُسکی تاثیر اور اُس کی تعلیم کش کا لہجہ کی طرح ایسی دشمن ہو جاتی ہے جو مٹائے نہیں مٹ سکتی قلعے میں پہنچکر ابتدا سے شروع سے جہان اور بہت سی باتوں کا چرچا دیکھا وہاں سب سے زیادہ شاعری کی گرم بازاری بھی پائی۔ آپکی خداداد اور ہونا طبیعت کا رجحان اسیطرت زیادہ رہا اور اس آتش شوق کی بھڑکانے والے سامان بہت کچھ جمع ہو گئے۔ خاقانی ہند سلطان الشعرا جناب شیخ محمد ابراہیم حضرت ذوق علیہ الرحمۃ کا زمانہ تھا اور یہ بادشاہ اور ولیعہد کے استاد ہونے کی وجہ سے اکثر قلعے میں تشریف لایا ہی کرتے تھے۔ مرزا صاحب کی ذہانت خداداد اور تیزی طبع دیکھ کر صاحب عالم مرزا ولیعہد بہادر نے آپکو حضرت ذوق کا شاگرد کیا جب آپکو خاقانی ہند کی شاگردی کا شرف حاصل ہوا اسوقت آپ کا سن گیارہ بارہ برس سے زیادہ نہ تھا۔ اُس زمانے میں علاوہ قلعے کے اکثر شہر میں مختلف مقامات پر مشاعرے ہوا کرتے تھے۔ مرزا صاحب نے پہلے پہل نواب مصطفیٰ خان مرحوم المتخلص شیخ شیفیتہ کے مشاعرے میں غزل پڑھی جسکی طرح میں پہلا مطلع یہ فرمایا تھا ۵

شرد برق نہیں شعلہ و سیاب نہیں کس لیے پھر یہ ٹھہر تادل بیتا یہ نہیں

اگر چہ اب یہ مطلع دیوانوں میں نہیں رکھا گیا ہے مگر اہل نظر اس مطلع کو

دیکھ کر بارہ تیرہ برس کے لڑکے کی جو دتِ طبع کا اندازہ کر سکتے ہیں بظاہر اس
شعر میں دو ایک بندشیں پرانی طرز کی ہیں۔ مگر ایک ایک حرف ایک ایک لفظ
سے آہٹ کی پڑتی ہے بھرتی کا نام نہیں یہی وہ باتیں ہیں جو شاعر کو کتاب
سے نہیں آسکتیں بلکہ ۵

| | |
|---------------------------|-------------------------|
| این سعادت بزورِ بازو نیست | تانا بخشد خدا کے بخشندہ |
|---------------------------|-------------------------|

اس شاعرے میں غزل پڑھنے کے بعد پھر تو یہ حالت ہو گئی کہ جہاں
کسی معزز شاعرے کا ذکر آتا اور پہنچے۔ بات یہ تھی کہ سوائے فارغ البالی اور
اطمینان اور ابتدائی زمانے کے اُس وقت کے لوگ اور اُس زمانے کی طبیعت
ایسی انصاف پسند اور منصف مزاج تھیں کہ اگر کسی شاعرے میں کوئی معمولی
بچہ بھی غزل پڑھتا تو اسکو اس قدر داد و سخن دیا جاتی تھی کہ خواہ مخواہ ہر شاعرے
میں جانے کو اُس کا جی چاہتا تھا اور ایسا ہونا کوئی عجیب بات نہیں کیونکہ
انسانی طبیعت فطرتاً تعریف پسند واقع ہوئی ہے۔ مرزا صاحب سماتے
تھے کہ ایک مرتبہ محلہ زینت باڑی میں مشاعرہ ہوا۔ گیسو اپنا۔ جادو اپنا اسی
ردیف قافیہ میں مصرع طرح دیا گیا۔ مولوی امام بخش صہبانی کا زمانہ تھا میں بھی
غزل کہہ کر لے گیا۔ جب میں نے یہ مقطع پڑھا کہ ۵

بچہ

لگ گئی چپ تجھ سے داغِ خیزن کیوں لپی | مجھ کو کچھ حال تو کہنت بتا تو اپنا۔

اسکو سنتے ہی آفرین صد آفرین کہتے ہوئے حضرت صہبائی اُٹھے اور مجھے گلے سے لگایا اسوقت جناب استادِ موصوف بالقابہ و مدظلہ العالی کا بھی یہی حال ہے جب کہی میرے سامنے مشاعرے میں تشریف لینگے دیکھا گیا کہ بمقابلہ پرانے کہنے والوں کے نو مشقون کی زیادہ تعریف فرمائی بلکہ ایک مرتبہ نصیحتاً نہ فرمایا بھی تھا کہ ”بہائی“ جب تک ان نو مشقون کو داؤ سخن نہ دیجائے گی تو آگے کہنے کے لیے اور پڑھنے کو جبرت کیا ہوگی اور دل کیا بڑے گا۔

ایک مرتبہ نجم الدولہ حضرت غالب مرحوم نے قلم نکلے۔ دم نکلے۔ ہم نکلے۔ اس روایت وقافیہ میں بڑے زور کی غزل کہی اتفاقاً یہی طرح قلمے کے مشاعرے دیکھی مرزا صاحب فرماتے تھے کہ ”میں نے اس زمین میں غزل کہی مگر چونکہ یہ پاس مصرع طرح اُسی شب کو پہنچا۔ جس شب کو مشاعرہ تھا اس لیے اتنی مہلت نہ ملی کہ دو ایک روز پیشتر استاد کے پاس لیجا کر اصلاح لیتا۔ مشاعرے کا وقت قریب ہوا اور ابھی بادشاہ برآمد نہ ہوئے تھے کہ میں نے دیوان خاص میں وہ غزل استاد مرحوم کو سنائی انہوں نے غزل کو سنکر فرمایا کہ خاصے

شعر میں۔ اتنے میں بادشاہ تشریف لے آئے اور شاعر شروع ہو گیا
میں نے بھی اپنے نمبر سے غزل شروع کی جب یہ شعر پڑھا کہ ۵

ہوئے مغرور وہ جب آہ میری براثر دیکھی | اکس کا اسطرح یارب نہ دنیا میں بھرم نکلے

یہ شعر سنکر بادشاہ نے اپنے پاس بلایا اور پیشانی پر بوسہ دیا۔ غرض کہ اس
زمانے میں دلی کے بہت کم ایسے مشاعرے ہونگے جن میں مرزا صاحب
نہ شریک ہوئے ہوں۔ بادشاہ کی موجودگی تک برابر دیوان عالم کے
مشاعرہ میں شرکت رہی۔ نواب اصغر علی خان المتخلص بنیم شاگرد رشید حضرت
مومن دہلوی کے ہاں دہوم دہام سے مشاعرے ہوتے تھے۔ وہاں بھی اکثر
جاتے رہتے تھے۔ شہزادہ مرزا اصابر صاحب مرحوم نے دلی میں اکثر مشاعرے
کیے اُن میں بھی بالالترام شریک رہے۔ ہر مشاعرے میں سامعین آپکی
غزل کو غور اور شوق سے سنا کرتے تھے۔ یوں تو عموماً تمام مشاعرے سے
آپ داد و تحسین لیتے تھے مگر بومی امام بخش صاحب صہبائی اور مفتی صدر الدین
خان صد الصدور اور مرزا اسد اسد خان غالب جیسے بالکمال اساتذہ خصوصاً
مرزا صاحب کے کلام اور طبیعت کے معترف و مداح رہتے تھے۔ ابتداً
عمر سے آپکی طبیعت سہل و سلیس تھی اور زمین تہی اکثر ناواقف آپکی کم عمری اور

نوشقی کو دیکھ کر اے زنی کیا کرتے تھے کہ انکی غزل استاد ذوق کہہ دیا کرتے
ہیں ورنہ اس عمر میں ایسی طبیعت نہیں ہو سکتی۔ بعد انتقال حضرت ذوق مرحوم کے
جب بڑے بڑے معرکہ آرا اور امتحانی مشاعروں میں کلام پڑھا کر اہل مشاعرہ سے
جسد واد سخن لی اسوقت لوگوں کی آنکھیں کھلیں اور اسی زمانے سے
زمانے میں آپکی شہرت ہوتی گئی چنانچہ ایک غزل کے قطع میں فرماتے ہیں

| | |
|--------------------------|------------------------|
| بعد استاد ذوق کے کیا کیا | شہرت افزا کلام داغ ہوا |
|--------------------------|------------------------|

منجھ

ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ نواب اصغر علی خان نسیم کے ان مشاعرے میں
حضرت ذوق و حضرت غالب و حضرت مومن وغیرہ اساتذہ شریک تھے اور اہل
کے لیے اس روایت وقافیہ میں مصرع طرح دیا گیا تھا۔ مرزا صاحب نے
اس زمین میں سرسری فکر کی تھی بلکہ استاد سے اصلاح بھی نہیں لی تھی کہ مشاعرے
کا دن آگیا اتفاق سے اسی دن مشاعرے میں مرزا صاحب کو استاد ذوق اور
حضرت مومن کے درمیان میں بیٹھنے کو جگہ ملی۔ یہ قاعدہ تھا کہ جس مشاعرے
میں خاقانی ہند سلطان الشعر حضرت ذوق شریک ہوتے تھے اس مشاعرے
میں سب کے بعد اُنھیں کا نمبر ہوتا تھا۔ جب سارا مشاعرہ غزلیں پڑھ چکا اور مرزا
صاحب کا نمبر آیا تو استاد ذوق نے ان سے غزل پڑھنے کے لیے

ارشاد کیا مرزا صاحب فرماتے تھے کہ میں اچھی اچھی غزلین سن چکا تھا۔ اُن غزلوں کے بعد میری غزل کا رنگ جتنا ہوا نہیں معلوم ہوتا تھا۔ اس لیے مصلحتاً میں نے وہ طرح کی غزل چھپالی اور استاد سے کہا کہ طرح میں تو کچھ فکر کی نہیں ہے اگر ارشاد ہو تو غیر طرح عرض کروں استاد نے پڑھنے کی اجازت دی۔
میں نے یہ مطلع پڑھا

| | |
|------------------------------------|---------------------------------------|
| عجب اپنا حال ہوتا جو وصال یاد ہوتا | اکبھی جان صدقے ہوتی کبھی دل تباہ ہوتا |
|------------------------------------|---------------------------------------|

یہ مطلع سنتے ہی تمام شاعرے میں ایک خاص کیفیت پیدا ہو گئی اور ہر طرف سے آفرین و مرحبا کی صدا میں آنے لگیں۔ اس غزل کے پڑھنے سے پیشتر بہت دیر سے شاعرے میں سکوت تھا اب جبکہ اول سے آخر تک مرزا صاحب کی غزل کی واہ و اہوئی تو استاد ذوق کو اپنی غزل کے رنگ نہ جیتنے کا خیال پیدا ہوا چونکہ مرزا صاحب اُنکے برابر ہی میٹھے ہوئے تھے اُنکی ہر ایک ادا کو دیکھ رہے تھے۔ استاد ذوق علیہ الرحمۃ چپکے چپکے بار بار یہ فرماتے جاتے تھے کہ لاجول و لا قوۃ کیا فرد گزاشت ہوئی ہے کیا فرد گزاشت ہوئی ہے۔
اس کا مطلب یہ تھا کہ میں نے انکو غیر طرح پڑھنے کی کیون اجازت دیدی۔
بدوشور سے ایامِ غدر تک مرزا صاحب کا زمانہ بالکل اطمینانی زمانہ تھا کوئی

تردد کسی قسم کے افکار پاس نہ پہنچنے پاتے تھے اس عالمگیر بے اطمینانی نے
 جہان بیکڑوں خانہ انون کو اور ہزار باندگان خدا کو تباہ و پریشان کیا وہ ان آپکو
 بھی متردد و متفکر بنا دیا۔ ہنگامہ غدیر سے کچھ دنوں پیشتر آپ کے مربی آقائے نامدار
 صاحب عالم مزار فتح الملک ولیعہد بہادر نے بقصنائے آلہی یکایک دباے
 بیضہ میں انتقال کیا اس صدمہ جانکاہ سے اُس وقت جس قدر آپکو پریشانی اور رنج
 ہوا ہو تھوڑا ہے۔ واقعی آپکا یہ فرمانا بجا ہے کہ "میں نے اپنی عمر میں چند ایسے
 روح فرسا و جانگز ہمدئے اٹھائے ہیں جنکے بیان سے کلیجہ شقی ہوتا ہے
 اور ان صدموں میں سب سے بڑا صدمہ ولیعہد بہادر مدوح کے انتقال کا
 ہے" اس سانحہ ہوشربا کی جو تباہی آپ نے فرمائی ہے وہ بطور یادداشت
 یہاں لکھی جاتی ہے ۵

| | |
|-----------------------------------|--|
| دہش مقامِ حنت زکرم کریم غفار | غم فتح ملک سلطان چہ بلائِ جہان و دل شد |
| بکشید آہِ حسرت و دود و دوازدہ بار | چونواغِ خصالِ حلتِ دل در دمندِ پدید |

دوسو بارہ میں اگر لفظ آہ کے عدد یعنی ۶ سے ضرب دیجائے تو حاصل ضرب
 ۱۲۶۲ ہوگا اور یہی نہ مقصود ہے۔ ابھی اس صدمہ عظیم کی یاد دلِ غمگین سے
 نہ جانے پائی تھی کہ دس مہینے کے بعد غدر کا ہنگامہ شروع ہو گیا یہ ہنگامہ ۱۲۵۶ھ

میں واقع ہوا اور اسکے کم و بیش اکثر حالات ہر شخص کو معلوم ہیں۔ یہاں اُن کی
 تفصیل فضول ہے۔ غرض کہ جب تک یہ ہنگامہ فرو نہ ہو طرح طرح کی پریشانیوں
 اور تکلیفیں عام مخلوق کو پہنچتی رہیں۔ اس انقلاب زمانے کے بعد مرزا صاحب
 ریاست رامپور کو تشریف لے گئے اور فردوس مکان نواب یوسف علی خان
 بہادر کے سایہ عاطفت میں پناہ گزین ہوئے نواب موصوف اپنی حیات
 تک ہمیشہ بطور مہمان نوازی کے سلوک کرتے رہے نواب فردوس مکان
 کے بعد خلد اشیان نواب کلب علی خان بہادر نے اپنی قدروانی اور لطیف
 خسروانی سے مرزا صاحب کو ریاست میں باقاعدہ ملازم فرما کر اپنی مصاحبت
 میں رکھا اور بطور عمدہ خاص کارخانہ جات اصطلح۔ وگاڑی خانہ۔ و فرکش خانہ
 و کنول خانہ۔ و شہر خانہ۔ سپرد کیا مرزا صاحب نے ۲۴ برس تک مصاحبت
 کے ساتھ ساتھ ان سب کاموں کو نہایت خوبی اور عمدگی و دیانت سے سرانجام
 دیا اور بڑے نیک نام اور بے لوث رہے نواب خلد اشیان کو آپ پر بہت
 بڑا بھروسہ اور اطمینان تھا اور بہت زیادہ آپ کی عزت اور قدر فرماتے تھے ہمیشہ
 کلام کرتے وقت بہائی نواب مرزا خان کہہ کر خطاب کیا کرتے۔ اکثر اپنے
 ہم عصر رؤسا و ارجکان سے آپ کی تعریف کیا کرتے تھے اور یہی کہتے کہ یہ

رامپور صاحب

دلی رامپور کی قدر و قدر

میرے بہائی مین۔ جب کہی کسی ریاست سے کوئی نواب یا راجہ یا ولایت سے کوئی لارڈ یا فلنٹ گورنر وغیرہ آتے تو اکثر انکی فرود گاہ اور اُنکے استقبال کے انتظام داہتمام کے لیے نواب صاحب مرزا صاحب کو بھی منتخب کر کے بھیجا کرتے۔ نواب صاحب اپنی عادت کے موافق مراہم خسروانہ سے ہمیشہ علاوہ ماہوار جیب خاص سے بہت کچھ سلوک کیا کرتے تھے۔ ان باتوں کو وہی لوگ خوب جانتے ہیں جو نواب خلدآشیان کی خدمت میں رہ چکے ہیں۔ اس قدر دانی کا ادنیٰ ثبوت یہ تھا کہ نواب خلدآشیان کے زمانے میں ریاست رامپور کیا بلحاظ ظاہری ثروت کیا بلحاظ عسرت کیا بلحاظ شہرت اور کیا بلحاظ مجمع اہل کلام طرح سے موجودہ ریاستوں میں زیادہ نامور تھی۔

جس قدر نواب خلدآشیان کو مرزا صاحب سے محبت تھی اُسی قدر آپ بھی اُن پر فریفتہ تھے۔ واقعات اور حالات معلوم ہونے کے بعد یہ کہنا ذرا بھی مبالغہ نہیں ہے کہ دونوں طرف گویا ایک نقش تھا۔ ہر اکیسلنسی لارڈ لانس صاحب بہادر و سیرائے ہند کے زمانے میں نواب خلدآشیان کلکتہ تشریف لے گئے تھے۔ اور کسی کونسل کے ممبر مقرر ہوئے تھے یہ وہ زمانہ ہے جبکہ کلکتہ میں نہ بھاگارتی کا بل بناتھا اور نہ وائٹ روڈس کا وجود تھا۔

نواب خلدآشیان

نواب صاحب بہار نے اپنے قیام کے لیے کئی کوٹھیاں کرایہ پر لی تھیں۔
 حسب قاعدہ ایک کوٹھی اپنے لیے تجویز کی اور دوسری کوٹھی میں دیگر معزز
 روسا و اعزاء کو رہنے کی اجازت دی مگر مرزا صاحب کو خاص اپنے پاس رکھا
 اور فرمایا کہ میرا محافظ سوا کے تہا رہے کون ہے۔ اس قسم کے بہت سے
 واقعات ہیں جن کا بیان کرنا اگرچہ بے موقع نہیں ہے مگر طول کے خیال سے
 قلم انداز کیے جاتے ہیں۔ یہی قدر دانیان نہیں اور ایسے ہی تعلقات تھے
 جنہوں نے مرزا صاحب کے دلی جذبات کو تصدیق باللسان کر کے دکھایا
 چنانچہ ایک غزل کے مقطع میں فرماتے ہیں ۵

| | |
|-------------------------------------|-----------------------------------|
| ہر چند را سپور میں گھبرا رہا ہے داغ | اس طرح جائے کلب علی بن کو چوڑا کر |
|-------------------------------------|-----------------------------------|

اب تک حضرت موصوف مظلہ العالی کا یہ حال ہے کہ جب کہیں اپنے
 گہر میں اپنے بزرگوں اور عزیزوں کی فاتحہ دلوالتے ہیں تو اس نیا ن کے نواب
 پانیوالوں میں نواب خلد آشیان کا نام بھی ضرور ہوتا ہے۔ خود میں نے کئی
 مرتبہ فاتحہ دیتے وقت اُن کا نام بھی لیا ہے بظاہر یہ ایک معمولی بات معلوم
 ہوتی ہے لیکن چشم حقیقت سے دیکھا جائے تو اس قسم کے التزام سے سچی
 محبت اور وفاداری کی بو آتی ہے۔

گو نواب فردوس مکان کے زمانے ہی سے راہِ پور میں شعر و سخن کی گرم
 بازی شروع ہو گئی تھی مگر نواب خلد آشیاں کے عہد میں جہان اور بیت
 سی باتوں کو فروغ ہوا وہاں شاعری کا چرچا بھی حدِ کمال کو پہنچ گیا تھا۔ خود نواب
 صاحب کو مذاقِ شاعری سے ایک خاص ذوق تھا۔ منشی مظفر علی صاحب سیر
 بحرِ قلیق۔ منشی امیر احمد امیر پٹنامی۔ حکیم سید ضامن علی جلال۔ منشی اسماعیل حسین میر
 منشی احمد حسن خان عروج۔ منشی امیر السد تسلیم وغیرہ جیسے بڑے بڑے
 نامی شعرائے روزگار ریاست میں موجود تھے۔ ان سب لکھنؤ کے سربراہ اور وہ
 شاعر دن کے مجمع میں دلی کے نامور شعرا میں صرف مرزا صاحب ہی کا دم تھا۔
 راہِ پور کے رؤسا و اراکین اکثر شاعرے ہو کر کرتے تھے۔ مرزا صاحب نے
 غدر کے بعد پہلے پہل صاحبزادہ محمد رضا خان صاحب کے ہاں کے شاعرے
 میں غزل پڑھی تھی جس کا یہ مشہور مطلع ہے ۵

| | |
|----------------------------------|-----------------------------------|
| بھولے بھٹکے جو ترکھن چلا آئی ہیں | اپنی تقدیر کے چکر میں چلا آتے ہیں |
|----------------------------------|-----------------------------------|

کبھی کبھی خاص نواب صاحب بہادر کی طرف سے بھی مشاعرہ ہوا کرتا تھا گو
 نواب صاحب بذاتِ خود اس میں شریک نہیں ہوتے تھے مگر وہ مشاعرہ ریاست
 ہی سے نامزد ہوتا۔ ایسے مشاعرے کا اہتمام و انتظام مرزا صاحب کے سپرد

ہوتا تھا۔ ہر ایک مشاعرے میں مرزا صاحب کی غزل پر لوگوں کی نگاہیں ہوتی
 تھیں اور زیادہ تر آپ کے شعر چلتے تھے۔ اکثر آپ کی غزلیں سن لینے کے بعد
 آدھے سے زیادہ مشاعرہ اٹھجاتا تھا۔ منشی مظفر علی امیر کا یہ مقولہ سنا گیا
 ہے کہ وہ کلام پسندیدہ ہے جو مشاعرے سے باہر جائے۔ اکثر حضرت امیر
 یہ کیا کرتے تھے کہ مجلسِ مشاعرہ برخواست ہونے سے پہلے خود باہر آڑ میں
 کھڑے ہو جاتے اور جانے والوں میں دیکھا کرتے کہ لوگوں کی زبانوں پر کس کا
 شعر ہے۔ انہیں کا قول تھا کہ میں نے اکثر مرزا دل غ ہی کا شعر باہر سنا ہے دیکھا
 ہے بعض ناواقفوں کے ایسے خیالات فاسد بھی سنے ہیں کہ مرزا صاحب
 نے رامپور میں رہ کر اور شعرا کے لکھنؤ کی صحبت پا کر اپنے اسلاف اور اپنے
 شہر کی طرز چھوڑ دی ہے اور بالکل اہل لکھنؤ کے مقلد ہو کر وہیں کی بندشیں
 وہیں کے چوچے وہیں کے استعارے غرضکہ وہیں کی روش اختیار کر لی
 ہے حیرت ہے کہ ایسی الٹی انگاہانے والے بھی ابھی تک دنیا میں موجود
 ہیں۔ اس خیال کے موید اگرچہ اب بہت کم نظر آتے ہیں اور جو ہیں وہ کبھی کبھی
 دلی زبان سے اس طرح کہہ جاتے ہیں جس سے اُن کا مطلب صاف ظاہر
 نہیں ہوتا۔ مگر ہم اس موقع پر مجبور ہیں اور جو کچھ جواب ہماری رائے ناقص میں

ان لچر اور پوج خیالات کی بابت آئیے اسکو بغیر ظاہر کیے نہیں بندہ سکتے۔
 خیال کرنے کی بات ہے کہ جس اہل زبان اور زبان دان نے ابتدائے
 عمر سے ۳۰-۳۲ برس تک اپنی جگہ پر شوق سخن کی ہو وہ دوسری جگہ جا کر
 یکایک اپنی مادری زبان سے ایسا نا آشنا ہو جائے گا کہ اسچنے مقلد دن
 کی تقلید کرنے لگے۔ بغرض محال اگر یہ دعویٰ مان بھی لیا جائے تو یہ بات
 دکھانی چاہیے کہ مرزا صاحب نے اہل لکھنؤ کی کیا پیروی کی ہے اور کس قسم
 کی تقلید فرمائی ہے کیا رامپور جانے سے پہلے جس طرز میں مرزا صاحب
 فرماتے تھے اُسکے خلاف طرز اختیار کی یا لکھنؤ کے محترقات و تصرفات
 اپنے کلام میں داخل کر لیے کیا دم جہان سے کو دم دہاگا باندہ کیا موتی تبید ہنہ
 (ریائے سعادت) کو موتی بیدار یا مجہول کہا کیا تم جیسے کو تم ایسے
 فرمایا کیا ماشا اللہ کو ماشا اللہ سے کہا۔ آخروہ کیا تقلید کی ہے ہمارے خیال
 میں تو کچھ نہیں آتی تو ابتدا سے مرزا صاحب کے کلام میں جو لطافت
 جو جدت جو صفائی جو دلچسپی اور جو رنگ دیکھتے ہیں وہی آج تک موجود ہے
 اگر ان برسے پوچھیے تو ہم مرزا صاحب کے کل معاصرین شعر کو (کیا وہ لوگ
 جو رامپور میں تھے اور کیا وہ حضرات جو اب جا بجا موجود ہیں) دکھا سکتے

ہیں کہ ان سب نے کیا کیا تقلید کی ہے اور کتنا اتباع کیا ہے اور کر رہے
 ہیں۔ ہمارے اس دعوے کی دلیل یہ ہے کہ دیکھنے والے معاصرین مرزا
 صاحب کے ابتدائی کلام کو پہلے بہ نظر غور دیکھیں پھر اس کے بعد کا کلام بخشم
 انصاف ملاحظہ کریں جو کچھ فرق ہو گا ظاہر ہو جائے گا۔ اور پھر یہ بات بھی
 بآسانی سمجھ میں آجائے گی کہ موجودہ طرز کا کون موجب ہے۔ کوئی صاحب ہکو
 یہ بات بھی بتائیں کہ مرزا صاحب سے پہلے لکھنؤ میں وہ کتنے استاد تھے
 جنہوں نے اس رنگ میں اور موجودہ طرز میں کچھ کہا ہے۔ اگر کسی ایک کا بھی
 نام لیا جائے تو ممکن ہے ہکو یہ خیال ہو کہ شاید ان کی ہی تقلید مرزا صاحب
 نے فرمائی ہے۔ چونکہ یہ کتاب کوئی مکالمے کی کتاب نہیں ہے اس لیے
 اس بحث کو طویل دینا نامناسب سمجھ کر اس کے متعلق اور چند ضروری باتیں
 لکھ کر دوسری طرف توجہ کی جائیگی۔ سب سے پہلے ہمارا دعویٰ یہ ہے کہ اہل
 زبان کے کلام میں چند ایسی ماہر الامتیاز باتیں پائی جاتی ہیں۔ جو غیر اہل زبان
 کو میسر نہیں ہو سکتیں اور وہ باتیں ایسی ہیں جیسے محاورے بندی۔ روزمرہ کی
 پابندی۔ فصاحت و بلاغت کے ساتھ الفاظ کی مصلحت بیان میں صفائی کلام
 سننے ہی سمجھ میں آجائے اور اس کا اثر ہوتا اور اسی طرح بہت سی باتیں ہیں جو کلام

کے دیکھنے سے معلوم ہوتی ہیں۔

راقم نے دلی کا رہنے والا ہے نہ الحمد للہ لکھنؤ کا البتہ اہل زبان کا مقلد ہی
میر ہوا سے لیکر زرا صاحب تک تمام اساتذہ دہلی کے کلام کا وقتاً فوقتاً مطالعہ کیا ہے
باتین جو بیان لکھنؤ میں ان سب کے کلاموں میں پائی گئیں دلی اور لکھنؤ کی زبانوں میں
جو فرق بتایا گیا ہے وہ حضرت ناسخ مرحوم کے وقت سے ہوا ہے گویا اسی زمانہ
سے لکھنؤ کی زبان دلی کی زبان سے علحدہ تصور کی گئی ہے۔ یہاں اساتذہ
کرام کے کلام پر نہ کوئی ریمارک کیا جاتا ہے نہ ریلو یا وہ نہ اس کا موقع ہاں یہ بات
دکھائی جاتی ہے کہ حضرت ناسخ سے اس وقت تک (جب کو تقریباً کم و بیش
سو برس کا زمانہ فرض کر لیجئے) اگر سب شعراے لکھنؤ کے کلام سے محاورہ
بندی روزمرہ کی پابندی۔ صفائی بیان میں اثر وغیرہ یہ سب باتیں تلاش
کی جائیں تو شاید اہل دہلی کے کسی ایک شاعر کے برابر ہوں۔ مگر یہ کوئی تعجب
انگیز بات نہیں ہے ناسخ مغفور نے دلی کے نہ لکھنؤ کے وہ پیارے ایک
دوسری جگہ سے آئے اپنے شوق سے فن شاعری میں کمال حاصل کیا
اور اپنی خوشی سے ایک خاص طرز پسند کی جسکو وہ نباہ گئے اس سے کسیکو
اٹکار نہیں ہو سکتا کہ اہل لکھنؤ میں وہی پہلے شخص ہیں جنہوں نے پرائی کھین

اور پرانے الفاظ اپنے کلام میں استعمال نہیں کیے۔ البتہ یہ کہنا غلطی ہے
 کہ اُن کی دیکھا دیکھی یا بقول مخالفین کے صاف لفظوں میں کیونکہ کہا جائے
 انکی تقلید سے اہل دہلی نے وہ الفاظ مٹ کر رکھے۔ یہاں ایک نکتہ
 سمجھنے کے لائق ہے۔ مثلاً ایک وہ شخص جسکو ایک خاص کام کرنے کی کہی
 عادت نہ ہو اور اُس کام کے مقررہ اصول بھی قابلِ ترمیم ہوں اتفاق سے
 اُس اجنبی کو ایسے ہی وقت میں وہ کام انجام دینا پڑے جبکہ اُس کام کے
 اصولوں میں ترمیم ہو کر آسانیاں شروع ہو گئیں ہوں تو ایسی حالت میں
 اُس ہواوقف کو کیا معلوم ہوگا کہ اسکے پہلے اصول کیا تھے وہ تو انہیں
 ترمیم شدہ اصولوں پر کام کرے گا جو آئے پائے اب اسکے برخلاف
 ایک وہ شخص جسکے ہاں پیشہ پڑے وہی کام ہوتا چلا آتا ہے اور اب وہ اس
 کام کے پرانے اصول کی ترمیم پر متوجہ ہوا ہے تو ظاہر ہے کہ بمقابلہ اُس
 اجنبی کے اس کو از حد وقتیں اُٹھانی پڑیں گی کیونکہ اُس نے تو ایک وقت
 میں موجودہ اصول معلوم کر کے اپنا فرائض کام شروع کر دیا اس بیچارے کو اپنی
 ساتھ تمام متعلقین کو اس ترمیم کی طرف متوجہ کرنا پڑے گا اور یہ ناممکن ہے کہ
 برسوں کی عادت بڑی ہوئی دنوں میں چھوٹ جائے البتہ جو اس کام سے

محض شمشاد ہوا اسکو جو بات بتادی جائے یا جو بات وہ پسند کرے اس کو
 بغیر کسی کی مخالفت اور وقت کے انجام دیتا رہیگا۔ اب یہاں اس حوالہ کی تفصیل
 کیجاتی ہے۔ اہل لکھنؤ کا یہ کہنا کہ زبان کی صفائی اور اسکی تربیت ہمارے سوا
 کسی نے نہیں کی اسوقت تک ہرگز قابل تسلیم نہیں جب تک اسکا ثبوت نہ دیا
 جائے یعنی یہ بتایا جائے کہ دہلی میں پہلے صرف فلان محاورہ یا لفظ بولاجاتا
 تھا پھر ہم نے اسکو یوں درست کیا اور اہل دہلی نے اسکو مان لیا اور اسی طرح
 بولنے لگے۔

ہمارا دعویٰ یہ ہے کہ ولی میں جو محاورات مستعمل ہیں عام اس سے کہ وہ
 پرانے ہوں یا نئے سب اہل دہلی کے تجویز کیے ہوئے ہیں باہر والوں کو
 اس میں دخل نہیں چونکہ عام طور سے ہر کہ دمہ پر کسی کا یہ جبر ہو نہیں سکتا کہ ہر شخص
 یکساں بات کہیے کر نے پر اور تربیت شدہ محاورات کے استعمال پر مجبور کیا
 جائے اسلیئے یقینی بات ہے کہ تمام اہل دہلی اپنی اپنی جگہ قدیم و جدید
 سب محاورے استعمال میں لاتے رہے ثقافت شعرا میں اس کا زیادہ لحاظ
 رہا اور وہی وقتاً فوقتاً تربیم اور متروک کرتے رہے۔ یہ کہنا کہ آئے ہے جائے
 ہے کی جگہ آتا ہے۔ جاتا ہے یا سون کی جگہ سے۔ تین کی جگہ کو۔ ایدھر کی

جگہ ادھر یا اور اسی قسم کی ترمیمیں اہل لکھنؤ نے کی ہیں۔ ہم اس وقت مان سکتے
 ہیں جبکہ ہکویہ ترمیم شدہ الفاظ اہل لکھنؤ کے وجود سے پہلے یا حضرت
 ناسخ کے معاصرین کے زمانے میں اہل دہلی کے ہاں نہ ملین جب میر تقی
 میر اور سودا سے ذوق تک ہکودونوں طرح کے الفاظ ملتے ہیں۔ پھر کوئی وجہ
 نہیں معلوم ہوتی کہ اہل لکھنؤ کو موجب مانا جائے کہ ہکود کہا یا جائے کہ ہم
 غالب سے پہلے کس نے اہل لکھنؤ میں اس موجودہ صاف نشر لکھنے کے
 ابتداء کی اور آج لکھنؤ میں وہ کون شخص ہے جو اس طرز کی تقلید نہیں کرتا۔ ساتھ
 ہی اسکے یہ بات بھی بتائی جائے کہ اہل لکھنؤ کے مختصرات و تصرفات دلی
 میں کس زبان دان نے اپنے کلام میں استعمال کیے ہیں۔ یہاں بمعنی گھر
 کے جسطرح دلی میں کہتے ہیں کہ ہم آپ کے ہاں گئے تھے۔ ایسے موقع پر
 لکھنؤ میں آپ کے یہاں گئے تھے کہا جاتا ہے یا اندھڑ بمعنی آندھری کے۔ ہرگز
 اینٹھنے کی جگہ بالائی۔ ملائی کی جگہ بجائے ٹکیہ کلام کے سخن ٹکیہ۔ اس قسم
 کے الفاظ کی وقت اہل زبان کی نگاہوں میں اسی قدر ہے جس قدر دکن کی
 نکو۔ اور بنگال کی مہاروا اور گجرات کی اپن کی قدر ہے اس قسم کے اختراعات
 کی اہل دہلی نے ہمیشہ مخالفت کی ہے چنانچہ اس کی تائید میں ہمارے ایک

مہربان بہائی نے سخن تکبیر کے متعلق مرزا غالب مرحوم کا ایک شعر سنایا تھا
جو بیان لکھا جاتا ہے ۵

| | |
|---------------------------------------|-------------------------------------|
| روا رکھو نہ رکھو ہے جو لفظ تکبیر کلام | اب اُسکو کہتے ہیں اہل سخن سخن تکبیر |
|---------------------------------------|-------------------------------------|

مثال کے طور پر یہاں چند شعرا تازہ سلف کے لکھے جاتے ہیں جن سے
یہ بات ثابت ہوگی کہ موجودہ الفاظ جنکو اہل لکھنو حضرت ناسخ و غیرہ کے ایجاد
بتاتے ہیں اُس زمانے میں بھی مستعمل تھے (میر) ۵

| | |
|--|-----------------------------------|
| مربوطا میں تجہ سے بھی یہی نافرمانا اہل | اس باغ میں ہر منہ گل بے خار نپایا |
|--|-----------------------------------|

ستی کی جگہ سے کہا گیا ہے (میر) ۵

| | |
|---------------------------------------|------------------------------------|
| دل سے آنکھوں میں لہو آتا ہر شاید اکمل | انکماش میں بقیاری کی یہ سپوڑا چھلک |
|---------------------------------------|------------------------------------|

آئے ہر کی جگہ آتا ہے موجود ہے (میر) ۵

| | |
|-----------------------------------|--|
| کیونکر تمہاری بات کرے کوئی اعتبار | طاہر میں کیا کہو ہو سخن زیر لب سے رکھا |
|-----------------------------------|--|

جہاں ”کیونکہ“ کے کیونکر بھی کہا گیا ہے۔ (سودا)

نہ جانے حال کس سانی کو یاد آتا ہے شیشے کا

کہ لے لے ہچکیان جوڑا نخل جاتا ہے شیشے کا

آئے ہے۔ جہاں سے کی جگہ آتا ہے جاتا ہے ہی موجود ہے ۵

| | |
|--|------------------------------------|
| سودا کہے ہتھیاار سے یکوہنین غرض | ادوہر کھلی جوزلف ادوہر دل بکھر گیا |
| ایدہر کی جگہ ادوہر کہا گیا ہے (درد) | |
| جگ مین آکر ادوہر ادوہر دیکھا | تو ہی آیا نظر جدہر دیکھا |
| ایدہر-ادوہر-جدہر کی جگہ ادوہر ادوہر جدہر موجود ہے (درد) | |
| ذکر میرا ہی وہ کرتا تھا صریحا لیکن | مین نے پوچھا تو کہا خیر یہ دور تھا |
| کرے ہتھ کی جگہ کرتا تھا۔ مین پوچھا کے محل پر مین نے پوچھا کہا ہی (درد) | |
| مراجی ہے جیتک تری جستجو ہے | ربان تب تک ہے یہی گفتگو ہے |
| اُس زمانے مین تک بھی کہا جاتا تھا۔ (سوز) | |
| عارضی حسن پر نہ ہو غم دور | میرے پیارے یہ گو ہے یہ میدان |
| پیارے بروزن فعلن بھی موجود ہے ۵ | |
| خدا کے لیے میرے اے ہنشینو | وہ مانگا جو جا ہے اُسکو بلا لو |
| خدا کی سون کی جگہ خدا کے لیے اور جا ہے کی جگہ جاتا ہے انہوں نے بھی کہا ہے غرض اسی طرح سے اکثر وہ الفاظ جو حضرت ناسخ کے ایجاد کیے ہوئے بتائے جاتے ہیں سب اگلوں نے کہے ہیں اور جو اُن سے رہ گئے وہ حضرت عذوق وغالب و مہمن نے صاف کیے اور اُنکے بعد | |

تو اب حضرت جہان استاد فصیح الملک بہادر نے جو کیا وہ موجود ہے۔ اصل بات صرف اتنی ہی ہے کہ ثقہ محاورات جو دلی سے لکھنؤ میں گئے انہیں کو نسخ نے استعمال کیا پرا نے الفاظ عام طور سے انہوں نے سنے نہ اُسے کوئی غرض رکھی۔ اس قسم کا دعویٰ کہ جناب نسخ نے اردو زبان میں صرف دو نوجوئے کلمہ دون سے صفائی کی بالکل بے اصل ہے اس کا کوئی ثبوت نہیں اُن کی صفائی اور اُن کی بندشوں اور ترکیبوں کی جو عام طور سے پرانے لوگ تعریف کرتے ہیں اسکی وجہ یہی ہے کہ جطر ح اساتذہ سلف نے پرانے سب الفاظ ایک ساتھ ایک جگہ اپنے کلام میں استعمال کر جاتے تھے اس طرح انہوں نے نہیں کیا محض وہی الفاظ استعمال کیے جو اُن کے مقابل میں فصیح تھے مولف تذکرہ آبجیات شیخ نسخ کے حالات لکھتے لکھتے ایک جگہ یوں لکھتے ہیں کہ ”اُس عہد تک شعراے لکھنؤ اُن استادوں کو شاگرد تھے جن کا دریاے کمال دلی کے سرچشمہ سے نکلا تھا۔ اور فصحاے لکھنؤ بھی ہر محاورے کے لیے دلی ہی کو فخر سمجھتے تھے کیونکہ وہ اکثر انہیں بزرگوں کے فرزند تھے جنہیں زمانے گردش نے اُڑا کر وہاں پھینک دیا تھا۔ پس شیخ صاحب اور خواجہ صاحب حمید رعلی آتش کے کمال نے لکھنؤ کو دلی

کی قید پابندی سے آزاد کر کے استقلال کی سند دی اور وہی مستند ہوئے
اب جو چاہیں کہیں ہم نہیں روک سکتے چنانچہ شیخ صاحب فرماتے ہیں۔ ۵

اے خطا سگے گورے گالوں پر یہ تو نے کیا کیا
چاندنی راتیں یکایک ہو گئیں اندھیا ریاں

اگرچہ دلی میں بچے سے بڑھے تک اندھیری رات کہتے ہیں مگر لکھنؤ
والے کے ٹوکنے کا منہ نہیں۔ کیونکہ جس خاک سے ایسے ایسے صاحب
اکمال اٹھیں وہاں کی زبان خود سند ہے بکا ولی میں نسیم کہتے ہیں۔ ع
گھو ماما ند زو گھر گھر۔ دلی والوں کی زبان سے گھومنا ممکن نہیں۔

ہاں تو اب یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ گئی کہ حضرت جہان استاد نواب
فضیح الملک بہادر داغ دہلوی نے جو کچھ فرمایا وہ اپنی ہی زبان سے ہے اور جو
جو الفاظ اور محاورے ستر وک فرمائے وہ اپنے ہی اجتہاد سے نہ باہر والوں
کی تقلید سے اور اگر ایسا وہ نہ کرتے تو کون کرتا ۵

غیر وکا اختراع و تعریف غلط ہو دلغ | اردو ہی وہ نہیں جو ہماری زبان نہیں

ریاست رامپور میں مرزا صاحب کا قیام چالیس پینتالیس سال تک رہا
اور مختلف اوقات میں بارہا سفر کا اتفاق ہوا جن میں اکثر بکار سدا رکھنا پڑا

مرزا صاحب کے سفر

اور کبھی کبھی اپنی ضرورتوں سے بھی سفر کیا۔ سب کی تفصیل نہ یاد ہے نہ لکھنے کی ضرورت۔ ایک مرتبہ بھارت خاص رامپور سے دہلی اور لکھنؤ وغیرہ مقامات میں ہوتے ہوئے کلکتہ تشریف لیکے تھے اور وہاں کم و بیش تین مہینے قیام کیا تھا۔ اثنائے سفر میں اٹھ روز پٹنہ عظیم آباد میں بھی مقیم رہے اور وہاں ایک مشاعرے میں بھی شرکت فرمائی تھی جس روز آپ وہاں پہنچے تھے اُسی دن کسی رئیس شہر کے ہاں مشاعرہ ہوا آپ کی خبر تشریف آوری سنکر وہاں کے عمائد و رؤسا آپ کی قیام گاہ پر آئے اور مشاعرے میں چلنے کے لیے اتنا امر کیا کہ باوجود تھکان اور زحمت سفر مجبور ہو گئے اور مجلس مشاعرہ کو اپنے قدم مہینت ملازم سے عزت بخشی۔ مشاعرہ بہت بڑا تھا شہر ہونے کی وجہ سے مجمع بھی مشاعرے میں خاصا تھا۔ جب سب اپنی اپنی غزلیں پڑھ چکے تو آپ نے غزل پڑھنے کے لیے استمداد لگی۔ جو وقت آپ کے ہمارے کو صاحب مشاعرہ گئے تھے اُنکے سامنے اُسی وقت آپ نے میر جکیں شعر فرمائے تھے اور دس پانچ مشاعرے میں آتے آتے کہہ لیے تھے۔ بہر حال وہ غزل آپ نے پڑھی جس کا ایک مطلع و مقطع یہ ہے ۵

| | |
|----------------------------------|--------------------------------------|
| اس کعبہ کو کبھی دیران نہیں دیکھا | اُس بت کو کب لائے کا ہمان نہیں دیکھا |
|----------------------------------|--------------------------------------|

کیون پوچھتے ہو کون ہو یہ کیسی ہوشیارت

کیا تم نے کبھی داغ کا دیوان نہیں دیکھا

آپ کی غزل پڑھنے سے پہلے ہی مشاعرے کو بہت طول ہو گیا تھا مگر جب اپنے غزل شروع کی ہے اس وقت سبکی اچھی ہوئی طبیعتیں ٹہر گئیں سب کے اکھڑے ہوئے دل جگلے آپ کی غزل سننے کے بعد بھی سنخوردن کا اُٹھنے کو جی نہیں چاہتا تھا۔ باقاعدہ مشاعرہ ہو جانے کے بعد بہت سے فداے سخن بیٹھے رہے اور دیر تک یہ خاص مجلس بھی گرم رہی انہیں خاص لوگوں میں ایک صاحب نے اپنا کلام سنانا شروع کیا اور ایک ہی غزل کے اتنے شعر سنائے کہ پھر سب لوگ اگتا گئے آخر جب وہ اپنا کلام ختم کر چکے تو مزاحصا نے انہیں کی غزل کے ہر طرح ایک شعر پڑھا جو وقت کے وقت دہین موزون فرمایا تھا۔

جسمین لاکھوں برس کی حوریں ہوں

ایسی جنت کو کیا کرے کوئی

جاننے والے جان سکتے ہیں کہ اس شعر کا اثر مشاعرے میں کیا ہوا ہوگا اور اس ایک شعر نے کتنی غزلوں اور کتنے دیوانوں کے برابر داغ سخن لی ہوگی ایک معمولی اور سچا اثر تو یہی تھا کہ مشاعرے میں اور شاعری سے باہر ہر ایک سننے والے کی زبان پر یہی شعر تھا۔ کسی نے کیا سچ کہا ہے۔

ع قبولِ خاطر لطفِ سخنِ خدا داد است۔ قدرِ قائمہ۔

کلکتے میں ناخدا کی مسجد کے سامنے آپ ٹھہرے تھے اور جب تک وہاں رہے برابر مشاعرے ہوتے رہے ایک مشاعرہ تو لوگوں نے آپ ہی کے مکان پر کیا تھا جس میں ٹیائبرج کا خاندان شاہی اور بہت سے ملازمان و عائدین خاندان شاہی محض آپ کی خاطر سے شریک ہوئے اور اس طرح اکثر مختلف مقامات شہر میں مشاعرے ہوا کیے۔ برابر آپ کے قیام تک وہاں یہی کیفیت رہی کہ روزانہ صبح شام بیسیوں اور سیکڑوں نئے نئے مشتاق و رسا و عائدین آپ سے ملنے کے لیے آتے تھے ان میں بعض مشتاق ایسے بھی ہوتے تھے جنکو اپنے کاموں سے ذرا مہلت نہ ملتی تھی مگر آپ سے ملنا ایسا ضروری خیال کرتے تھے کہ اپنا کام ہرج کر کے آتے اور صرف آپ کے دیدار سے مشرف ہو کر چلے جاتے ان کے چلے جانے کے بعد معلوم ہوتا کہ فلاں رئیس آئے تھے اور اس طرح چلے گئے۔ ایک مرتبہ کا ذکر مرزا صاحب فرماتے تھے کہ میں ایک صاحب مشاعرہ کی فرمائش سے انہیں کے سامنے غزل کہہ رہا تھا اور اس وقت ایسا مصروف و مہنگ تھا کہ کسی آنے والے پاؤں کی آہٹ یا باتوں کی آواز قطعاً انہیں نہ

سنائی دیتی تھی ایسی حالت میں دو شخص بزرگ صورت سفید ریش جو
 صورتوں سے مغز حکام معلوم ہوتے تھے اور جنگی موجودہ حالت سے یہ بات
 بھی ظاہر ہوتی تھی کہ یا تو یہ کہیں سے سفر کیے ہوئے آرہے ہیں یا کہیں
 جانے کو تیار ہیں بہر حال وہ دونوں صاحب مکان میں آئے اور جھان میں
 بیٹھا ہوا فکر سخن کر رہا تھا مقابل میں آکر خاموش کھڑے ہو گئے اور اسی طرح
 انکو دس بار منٹ گزر گئے اتفاق سے دو ایک آدمی اور صاحب مشاعرہ
 عبدالرزاق صاحب جو میرے ہم صحبت تھے میرے انتشار طبیعت کی وجہ
 سے کوئی بات بھی ان سے نہ کر سکے۔ تھوڑی دیر میں جب میں نے سر
 اٹھایا تو اپنے سامنے دو اجنبی شکلین دیکھیں۔ ایسی حالت میں اکثر دیکھا گیا
 ہے کہ آدمی گھبرا جاتا ہے اور چونکہ وہ ایک دوسرے ہی عالم میں ہوتا ہے
 اس لیے ایسی بے اختیاری میں اُسکے منہ سے ایسے کلمات نکلتے
 ہیں جو بالکل بے موقع ہوتے ہیں۔ مرزا صاحب فرماتے تھے کہ میں نے
 اُن پیر مرد اجنبیوں کو دیکھ کر بیساختہ یہ کھا کہ "ہیں ابھی سے یہ منکر نکیر کہاں
 آگئے" میں ابھی زندہ ہوں اسکے بعد دو ایک منٹ تک وہ دونوں اُسی
 طرح کھڑے رہے اور بغیر کچھ کلام کیے فوراً نیم مشاعرہ میں واپس چلے گئے

اُنکے جلتے ہی بہانہ مصعبیتوں نے قہقہہ لگایا اور اُن لوگوں کے
 اتنے عرصے سے آنکلی اور کھڑے رہنے کی سب کیفیت بیان کی چھہ
 تحقیق کرنے سے معلوم ہوا کہ ایک صاحب ضلع پٹنہ کے منصف
 یا صدر الصدور تھے اور دوسرے بھی اسی طرح کہین کے حاکم تھے مشاعر
 کی خبر سنکر حضرت میرے دیکھنے کو اتنی دور سے ابھی آئے ہیں اور بعد
 مشاعرہ فوراً ریل پر واپس جائیں گے۔ ہمارے نزدیک یہ بات ذرا بھی
 قابلِ استعجاب نہیں ہے کیونکہ قدر شناس اور صاحبِ نظر وہی لوگ ہیں
 جو اپنے ہم عصر کلمائے روزگار اور افتخارِ اسلام کے وجود کو مغتنم سمجھ کر کم
 کم اُنکی زیارت کو بھی اپنا فرسختے ہیں اگر ہم پرانی تاریخین اور ملفوظات
 دیکھیں تو ہنگو ایسی ہزاروں مثالیں ملیں گی۔ اسی مہینے کا ذکر ہے کہ ایک دن
 مین حسب معمول حضرت قبلہ مدظلہ العالی کی خدمت میں حاضر تھا کہ دو صاحب
 جو بالکل اجنبی اور نووارد تھے تشریف لائے۔ بعد سلام و مصافحہ جب
 اُن کا نام اور آنے کا سبب پوچھا گیا تو ایک صاحب نے اپنا نام سید
 اسد اقدار دوسرے صاحب نے حاجی عبدالسبحان بتایا اور عرض
 یہ بیان کی کہ ہر گاؤں کی تعطیل میں فرصت پا کر محض آپکی زیارت کے لیے

کلکتے سے حیدر آباد کل شکو آئے ہیں جو وقت وہ دونوں صاحب
 آئے تھے دن کے دس بجے کا وقت تھا حضرت اُستاد می و ملاذی نے
 اپنے اخلاقِ حسنہ کے موافق اُنکو مدعو کیا اور آدمی کو حکم دیا کہ اُن کا اسباب
 قیام گاہ سے لے آئے جسکے جواب میں اُن صاحبوں نے یہ کہا کہ ہلوگ
 محض آپکی زیارت کے لیے اتنا وقت پا کر چلے آئے ہیں۔ اب اتنی
 فرصت نہیں ہے کہ ہم ایک دن ہی یہاں ٹھہریں جو ہماری آرزو تھی وہ
 پوری ہو گئی اب ہمیں اجازت دیجئے کہ ہمارا مقدمہ وہاں پیشی میں ہے۔
 اسی وقت گیارہ بجے کی ٹرین میں چلے جائیں گے ہر چند اُن سے اصرار
 کیا گیا حتیٰ کہ دوپھر کے کہانے کے لیے کہا گیا مگر اُن صاحبوں نے
 ایک نہ مافی اور نہ نایت سچے عذرات اور اپنا خلوص ظاہر کر کے اُس وقت
 واپس تشریف لیگئے۔ واقعی یہ ہے کہ اہل کلکتہ نے مرزا صاحب کے
 زمانہ قیام میں آپکی قدر و منزلت آپکے لائق کی تھی یہاں ہم بطور نمونہ ایک
 اشتیاق نامہ کی نقل کرتے ہیں۔ یہ خط مرزا آسمان جاہ بہادر ابن السلطان
 محمد واجد علی شاہ اودھ نے اُس وقت آپکی خدمت میں بھیجا تھا جبکہ آپ
 سلمہ میں اعلیٰ حضرت بندگانِ عالی متعالی دامت اقبالہم و ملککم کے ہمراہ

کلکتہ تشریف لگئے تھے۔ اس اشتیاق نامہ کے دیکھنے سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ آپ کے دوبارہ کلکتہ سے چلے آنے کے بعد وہاں کے قدر شناس حامد و رُسا کو آپ سے ملنے کا کقدر اشتیاق تھا اور آپ کے کمال نے انکو کقدر گردیدہ بنا لیا تھا خط مذکور کی نقل بحر فیہ ہے۔

”سخن سنج مکتہ دان نازک خیال جادو بیان فصیح الملک نواب مرزا خاں بہاؤ
زید اللہ منزلتہ۔ بعد ما وجب کے مدعا نگار ہوں۔ پرسون گورنمنٹ ہاؤس
میں جو منجھ سے آپ سے ملاقات ہوئی تھی وہ ایسی نہ تھی جس سے سیری
اور سرور کمال ہوتا۔ چونکہ فی زمانہ آپ شاعر و مین میر سے نزدیک واقعی
بلبل ہندوستان اور سحر بیان ہیں جیسا لطف کہ مجھ کو آپ کے کلام میں آتا
ہے ایسا مرزا شاعران حال کے کلام سے نہیں ملتا اور اس وقت کلکتہ میں
آتا بھی آپ کا حسن اتفاق سے ہوا کیا خوب ہوتا کہ آپ سے ایسی صورت
ملاقات کی ہوتی کہ آپ کی زبان سے آپ کا کلام سننے میں آتا اور دل لطف اٹھاتا
دنیا میں کوئی صاحب کمال ایسا نہیں گزرا جسکے دُش دوست اور پچاس
دُشمن نہ ہوئے ہوں اور واقعی جب تک ایسا نہ ہوا اس وقت تک اس فیہ رنگ
زمانہ میں اہل ہنر کی شناخت نہیں ہو سکتی۔ مگر وہ مخالف بھی بڑا خوش قسمت

کلکتہ میں آپ کی مخالفت

اور قابلِ قدر ہے جو اپنی مخالفت کے زمانے میں اچھی طرح صاحبِ جوہر کو جانچ کر اور آزما کر اپنے افعال سے منفصل ہو اور پھر دل سے اُس کا معتقد ہو جائے جس زمانے میں مرزا صاحب کے قیام کی وجہ سے کلکتہ میں مشاعرے ہو رہے تھے اُسی زمانے میں وہیں کے کوئی صاحب آپ کے سخت مخالف تھے اُنکے حسد کی حالت یہ تھی کہ جہاں کہیں آپ کا کلام سنتے وہاں سے اُٹھ جاتے اتفاق سے ایک مشاعرے میں وہ صاحب بھی شریک ہوئے جس میں مرزا صاحب بھی تشریف رکھتے تھے حسبِ قاعدہ جب تمام اہلِ مشاعرہ نے غزلیں پڑھ لیں۔ اور مرزا صاحب اپنی غزل پڑھنے کے لیے تیار ہوئے تو وہ بزرگ اپنی عادت کے موافق اُس جگہ سے اُٹھ کر ایسے مقام پر جا بیٹھے جہاں اُنکے خیال میں آواز نہ آسکتی تھی جو وقت آپ نے اپنی مرصع غزل کا یہ مطلع پڑھا کہ ۵

| | |
|---------------------------------|--------------------------------------|
| شبم سے شبِ ہجر کی غلٹ نہیں جاتی | سو شوب پڑین جب بھی یہ رنگت نہیں جاتی |
|---------------------------------|--------------------------------------|

اسکے پڑھتے ہی تمام مشاعرے میں ہر طرف سے شور و تحسین و آفرین بلند ہوا وہ حضرت مخالف جو ایک کو نے میں بیٹھے ہوئے تھے ایسی دادِ سخن پر بہت متعجب ہوئے اور لوگوں سے پوچھا کہ وہ کیا شعر ہے جسکی اتنی تعریف

ہو رہی ہے کسی نے یہی مطلع پھر انکو سنایا۔ اس سچے اور با اثر کلام سے
 انکی ایسی قلب مائیت ہوئی کہ سنتے ہی یہ چین ہو گئے اور اپنی جگہ سے
 اٹھ کر حباد صدم حبا کہتے ہوئے حضرت موصوف کے پاس آ بیٹھے پھر اپنی
 بیجا مبالغہ کی معافی چاہ کر بہت تن آپ کا کلام فصاحت التیام سننے لگے۔ وہی
 جس طبیعت میں خدا داد انصاف پسندی کا مادہ ودیعت ہوتا ہے وہ کبھی
 ہمیشہ کسی بیجا مبالغہ پر قائم نہیں رہ سکتا۔ غرض کہ اسی طرح آپ کی وجہ سے
 کئی مشاعرے کلکتے میں ہوئے۔ ایک مشاعرے کی طرح میں آپ کی
 غزل کا یہ شہر شعر ہے ۵

| | |
|--|---------------------------------|
| اک چشمہ حیوان ہی تو اک چشمہ کوثر | دو قطرے ہیں آبِ نغم شیر سے باہر |
| کلکتے کے ایک مشاعرے میں جو غزل آپ نے پڑھی تھی اس کا مقطع | |
| یہ ہے ۵ | |

| | |
|---|----------------------------------|
| چسین یہ چین یہ شہر ایسی طرب بھر | داغ کلکتے سے لاکھوں داغ دلیر چلا |
| چونکہ آپ ریاست رامپور کے ملازم تھے اور ملازم بھی ایسے کہ نواب خلد اشیاں ایک دم بھی آپ کا حبار ہنایا پسند نہیں کرتے تھے جب خدمت کے دن ختم ہو گئے تو آپ کلکتے سے رام پور تشریف لے آئے اور | |

نواب خلد آشیان مرحوم کی حیات تک یہیں بسکر کی نواب موصوف
کی رجسٹر کے بعد ریاست میں جو بد نظمیوں اور جو خرابیاں واقع ہوئیں
وہ جاننے والوں پر پوشیدہ نہیں۔ ایسی حالت میں ایسا شخص کیوں کر
رہ سکتا تھا اور سچ ہے۔ ۵

| | |
|------------------------------|-----------------------------|
| وہ سارے لطف تھم خلد آشیان تک | رہے کیا مصطفیٰ آباد میں داغ |
|------------------------------|-----------------------------|

بالآخر آپ نے لاہور ریلے کا حساب کتاب اور تحویل دو چار مہینوں
میں سمجھا بھجا کر راپور کو خیر باد کیا ۵

| | |
|-----------------------------|------------------------------|
| وہی دم تھا غنیمت وہ نہیں ہے | کئی محفل کی رونق داغ کے ساتھ |
|-----------------------------|------------------------------|

۱۸۸۷ء مطابق ۱۲۷۳ھ میں آپ راپور سے بالکل قطع تعلق کر کے
دلی تشریف لے آئے اور حیدر آباد دکن میں تشریف لائے تک مختلف
مقامات کی سیڑھاں تھیں رہے۔ لاہور۔ امرتسر۔ ریاست کشن کوٹ۔ اجمیر تشریف
آگرہ۔ بنگلور۔ علیگرہ۔ متہرا۔ جے پور۔ ریاست منگول ان شہروں میں
اپنے تلامذہ اور مشائق کو جلوہ دیدار سے مشرف کیا گویا ان مقامات
میں تشریف لاکر تاریخی دنیا میں ایک قابلِ قدر یادگار چھوڑی۔ ۵

| | |
|-------------------------------|--------------------------|
| جہان آباد ہر منزل ہے احمد داغ | قدم باہر نکالاجب مکان سے |
|-------------------------------|--------------------------|

اور شہر ون کے مقابلے میں اگر کے کو آپ کے قیام سے زیادہ شرف حاصل ہوا یہاں آپ نے دو ایک مشاعرہ بھی شکر کی تھی۔ نواب خلد آشیان کے زمانے تک نہ آپ کو کسی دوسری جگہ جانیکا خیال ہوا اور نہ آپ جاسکتے تھے مگر ان کے بعد آپ کو فکر ہوئی اور مختلف خیالات دل میں آنے لگے ریاست حیدر آباد و کن صانہ اللہ عن فقن الزمن ہندوستان میں سب سب بڑی ریاست سے اور ہمیشہ سے یہاں مجمعِ خلافت سے یہاں ہر ملکین اور ہر ایک بہن کی کماحقہ قد کیجاتی ہے۔ جہاں اور بہت سی امتیازی باتیں شانِ ریاست کے لیے ہونی چاہئیں وہاں ایک بات یہ بھی ہے کہ قدیم زمانے سے ہر ایک فن کا کوئی نہ کوئی اُستادِ کامل ریاست کی طرف سے مامور رہتا چلا آیا ہے۔ چنانچہ حضرت شاہ نصیر وغیرہ منجملہ اور اُستادوں کے شاہی اساتذہ میں شامل تھے۔ مرزا صاحب کو حیدر آباد آنے میں کچھ دنوں تک پس و پیش رہا مگر تقدیر الہی کہہ رہی تھی کہ ۵

والا تہذیب اور تہذیب

| | |
|---|---------------------------------|
| ہند سے تاج دکن داغ ہے شہر تیری | ابو کچھ اور ترا بخت رسا کہتا ہے |
| آخر یہی ہوا کہ ۵ سالہ میں آپ حیدر آباد تشریف لائے اور پہلے | |
| پہل محلہ بادارشیدی معبر میں مولوی سیف الحق صاحب دہلوی مترجم اخبار آ | |

سرکاری کے مکان سے متصل ایک دوسرے مکان میں مقیم ہوئے آپکی
 شہرت و ناموری نے آپکی تشریف آوری سے پہلے ہی حیدرآباد کے
 قدر شناسوں کے دلوں میں گہر کر لیا تھا۔ اور وہ کون سا سخن دوست
 شخص ہوگا جسکی محروم آنکھیں آپکے جلوے کی مشتاق ہنوں اور وہ کس کا
 سخن شنوکان ہوگا جو آپکے قدم مینست لزوم کی انہٹ نہ لیتا ہو۔ تمام شہر
 میں آپکے آنے کی دھوم مچی ہوئی تھی اور ہر ایک شوق بھرا دل آپکا مشتاق
 تھا۔ شدہ شدہ بندگان عالی مقامی قدر قدرت آیہ رحمت اعلیٰ حضرت
 حضور نظام دکن خلد اللہ ملکہ و اقبالہ کو بھی اطلاع ہوئی اور اسی درمیان میں
 مرزا صاحب نے اپنی پہلی عرضی راجہ گردباری پرشاد صاحب بہادر عرف
 بنسی راجہ المتخلص بہ باقی کی معرفت بیگاہ سلطانی میں بھیجی جسکے بعد آپکو
 باریابی کا حکم ہوا اور آپ حاضر دربار ہوئے اور ایک قصیدہ سنایا جسکا پہلا مطلع
 یہ ہے ۵

| | |
|--|--------------------------------|
| میں ہوا باد یہ ہما طرف ملک دکن | سر مہ چشم غزالان ہوئی گرد دامن |
| اس شرف یابی کی تالیخ آپنے یہ فرمائی ہے ۵ | |
| قد مبوس حضرت کا حاصل ہو ا | بڑے شوق سے اور ارمان سے |

حصہ دوم کی تاریخ پوچھیں اگر یہ کہہ دیتے داغ سلطان سے

اول مرتبہ جب آپ حیدر آباد تشریف لائے تھے اُس وقت آپ کے یہاں کے مصارف کا پورا اندازہ نہیں کیا تھا اور یہ یہاں کے اخراجات کی حالت معلوم تھی اس لیے آپ کو حیدر آباد آکر پھر ایک مرتبہ مصارف ذاتی کے انتظام کو دلی جان پڑا اور دس مہینے تک مختلف مقامات میں رہے اس مرتبہ جب آپ حیدر آباد سے دلی کو گئے ہیں تو اسی اثنا میں بنگلور اور بمبئی بھی تشریف لے گئے تھے۔ آپ کی اس غیر حاضری کے زمانے میں بندگانِ اعلیٰ حضرت نے آپ کو یاد فرمایا چنانچہ نواب داور الدولہ دوار الملک بہار کے ذریعے سے آپ کو اطلاع ہوئی اور طلب کیے گئے۔ دس ماہ کے بعد مرزا صاحب پھر حیدر آباد میں تشریف لے آئے اور منتقل قیام کیا جس وقت میں آپ مولوی سیف الحق صاحب کے قریب مکان میں قیام پذیر تھے آپ کے دوست مولوی ظہور علی صاحب ساکن اٹاواہ وکیل ریاست حیدر آباد آپ کو اپنے مکان میں لے آئے تھے اور یہیں تا صدور فرمانِ ملازمت مقیم رہے۔ غرض کہ خود ادا ماہ الہی مردہ ریاست حیدر آباد دکن ۱۲۹۶ھ مطابق ۷ مارچ ۱۸۷۹ء کو آپ حیدر آباد میں تشریف لائے اور ساڑھے

تین سال کامل اُمید داری کی۔ حیدر آباد کی اُمید داری کا زمانہ اور اسکے
مصادف وہی لوگ خوب جان سکتے ہیں جنہوں نے ہماری طرح یہاں
رہ کر اُمیدوار و کمود دیکھا ہے اور خود بھی مزا چکھا ہے۔ بڑے بڑے مستقل
مزا جوں کو دیکھا ہے کہ ایسی اُمید و بیم کی حالت میں اپنی طبیعت کے
انتشار سے ہمت ہار بیٹھے ہیں۔ مگر مزا صاحب ابتدا ہی سے شاہی
دربار کی خوب سے واقف تھے اور وہاں کے کل معاملات کو اچھی طرح
سمجھتے تھے آپ کے پائے استقلال کو ذرا بھی لغزش نہ ہوئی اور ع
مرد آخر میں مبارک بندہ الیسا۔ پر عمل رہا۔ چنانچہ دیر آید درست آید کے
موافق ۲۶ جمادی الثانی ۱۳۰۸ھ کو دریا کی شنبہ بجے شب کو مولوی ظہیر علی
صاحب کے مکان پر فرمانِ رحمت نشان یعنی بندگانِ عالی متعالی علیہم السلام
اصف سادس ادام اللہ ملکہ و اقبالہ کی غزل ایک مہر شدہ لفافے میں
چند چوہدار لیکر حاضر ہوئے اور زبانِ یہ کہا کہ صبح آٹھ بجے حاضر دربار ہو کر
ارشاد ہوا ہے۔ آپ نے اُمید وقت اُس غزل کو دیکھ کر واپس کیا اور
علی الصلیح حسب الطلب حاضر ہو کر نذر دی اس تاریخ سے یہ سلسلہ اصلاح
مشرع ہو گیا اور روزانہ مراجع خسروانہ بڑھتے گئے۔ اس تقرر سے نو مہینے

کے بعد ۲۰ ربیع الاول ۱۳۰۹ھ مطابق ۱۶-۱۷ آذر ۱۳۰۸ء کو ایک مراسلہ
 نشان (۷۵) علاقہ پولٹیکل فیمنس سے اس مضمون کا صادر ہوا کہ سرکار نے
 آپ کے نام چار سو پچاس روپے سکہ حالی ماہوار کا وظیفہ ابتداء سے ورود سے
 منظور فرمایا ہے۔ تین برس تک یہی وظیفہ ملتا رہا اسکے بعد ۶ ربیع الاول ۱۳۱۲ھ
 بحکمِ سلطانی آپ کا وظیفہ ایک ہزار روپیہ ماہوار مقرر ہوا اور جب آپ ار حیدر آباد
 ہوئے اُس تاریخ سے تاحدد و حکم مذکور ایک ہزار روپیہ ماہوار کے حساب
 سے رقم خزانہ شاہی سے عطا کی گئی اس اصنافی کی تاریخ آپ نے یہ
 فرمائی ہے ۷

اصناف

| | |
|--------------------------------------|-----------------------------------|
| ہو گیا میرا اصناف آج دو نے سوسوا | یہ کرم اللہ کا ہے یہ عنایت شاہ کی |
| اس ترقی کی کہو اسے دماغ یہ تاریخ رقم | ابتداء سے اپنی سارے پانوں نقدی یہ |

عطا شد شاہی

اب تک آپ کو محلات شاہی کی کچہری سے جو صحت خاص سے متعلق ہیں
 ایک ہزار روپے سکہ حالی ماہوار اس خاص کی مدین ملتے رہتے ہیں۔ علاوہ
 اس تنخواہ کے وقتاً فوقتاً پیشہ گار سلطانی سے مختلف عطیات بھی پاسے
 ہیں ایک گاؤں کا مرزہ جسکو حیدر آباد میں منقطعہ بھی کہتے ہیں معہ ایک باغ
 بند گان عالی متعالی دامن اقبال ہم نے خرید فرما کر آپ کو عطا کیا۔ ایک مرتبہ ہرنگس ڈی

کی شکار گاہ میں اعلیٰ حضرت نے ایک مرصع گھر طری عطا فرمائی فی البدیہہ آپسری
یہ تاریخی قطعہ کہ کر پیش کیا ۵

| | |
|---|--|
| <p>شجاعت سخاوت ہمیشہ ہے تو ام ادھر شیر مارے ادھر توڑے بخشے عنان جب اٹھائی تو پھر کون رو کر ہوا یہ کسے شوق صید افگنی کا بہت سے مے سامنے شیر ماری دل و دست جب تک نہ قبضہ میں ہو گئے اڑاے رُپے پھینک کر آسمان پر جولی بائیں شانے پہ بندوق سہ زنی خصوصاً مجھے محتاج تیر کا عالم اڑاے بہت اسطرح بھی نشانے کوئی کیوں پریشان ہو جب پڑے زنی ہو تو جبراک پر خیر گیر سب کے فرست میں رشک فلاطون لہجہ</p> | <p>وہ آصف میں پائی وہ آصف میں لگی خدا نے یہ جہوت یہ بہت عطا کی نہندی نہ نالانہ جنگل نہ جھاڑی نہ برسات مانے نہ گرمی نہ سردی لگی شیر کے سر میں یہ دل پہ گولی لگی نہ ہر بار بندوق ایسی لگی ہر رُپے کے نشانے پہ گولی تو حیرت ہوئی پیغمبر دم پہ طاری اک حضرت لگا تے ہیں بندوق یونہی کسی میں سنی تھی نہ یہ بات دیکھی ہر دم تملطف تسلی تشفی پھر اُسے خیال است مالی و ملکی طبیعت میں کان سخن جانِ معنی</p> |
|---|--|

مرے حال پر جو عنایت ہے اب تک
 سر اسر کرم ہے یہ شاہِ دکن کا
 سلاطینِ عالم سے کیا مجھ کو طلب
 نہیں ہفت اقلیم سے کچھ تمنا
 ہوئی ابتدا سے وطن ہی میں حاصل
 پس عذر عطارام پورا ہوتا مسکن
 یہاں مجھ کو بختِ رسا کیون نہ لاتا
 ملامتِ قدردان ہر سرور
 سعادت کا ہوا اپنے طالع کو مژدہ
 یہی آرزو ہے یہی ہے تمنا
 ادا ہو نہ حقِ نمک جب بھی ہرگز
 کرم پر کرم ہے عطا پر عطا ہے
 نمکخوار کی پرورش ہر طرح ہے
 گھڑی جب ملی مجھ کو میں نے یہ جانا
 ستاروں سے روشن وہ ہیر و جڑیں

وہ مشہورِ عالم ہوئی ہے کہانی
 بھلا کیا ہون میں اور کیا میری ہستی
 کسی سے غرض کچھ نہ پروا کسی کی
 کہ اپنے لیے ہے یہ سرکارِ عالی
 نمکخواری شاہِ مجاہدِ دہلی
 مری قدر کی سب نے لیکن نہ ایسی
 اب وجد ہوئے سب بٹیس و سپاہی
 بگڑ کر بنی ہے یہ قسمت کی خوبی
 مبارک ہو بختِ رسا کو ترقی
 کوئی کامِ انخام ہو جب مرضی
 نقدِ ہو سو جان سے گریہ فدی
 یہ ہمیں یا الہی رہے لطفِ شاہی
 زہرے دلنوازی زہرے سرفرازی
 مرے بخت کی ساعتِ نیک آئی
 کہ خورشید کی آنکھ بھی جن سے چھپکی

| | |
|--|---|
| مرصع منور گھڑی شاد نے دی ۱۳۱۱ھ | لکھواس گھڑی داغ تاریخ زریبا |
| اسی طرح ایک مرتبہ گھڑی کا طلافی توڑا مرصع ہوا اپنے نوراً یہ قطعہ تاریخ پیش کیا ۵ | |
| کہ فدی کو کیا کیا عنایت ہوا یہ سونے کا توڑا عنایت ہوا سنہ ۱۳۱۲ھ | عطیات پیہم کا کیا شکر ہو بدیہہ کہو داغ تاریخ تم |
| ایک بار دو تلوارین عطا ہوئیں یہ جڑتہ قطعہ تاریخ بھی فرمایا ۵ | |
| یہ وہ تلوارین ہین زرخون کا ہنین جن کا علاج جو ہر دآب کی یہ شکل کہ بحر متواج سر بسر ہین سہر بدخواہ ہنین کی محتاج لکھدے ای دوا مع عنایت ہین علاج سنہ ۱۳۱۳ھ | تیز ہین تیز نگاہوں سے بھی لگی دھارین لکھاٹ دونوں کو خوش سلاست دونوں کی تاتا مغربی اور جنوبی ہین یہ دونوں ہمیشہ یترے قبضے میں ہو تاچ عطا خوشی |
| علم صنایع میں تاریخ کا میدان جس قدر تنگ اور مشکل ہے اُس کو جاننے والے جانتے ہیں اس صنعت کی تعریف یہی ہے کہ جو واقعہ بیان کیا جائے اُس کا تمام وکمال پتا مادہ تاریخ ہی سے لجاوے اگر کسی کے انتقال کی تاریخ کہی جائے تو اُس میں کم سے کم سے یہ بات ضرور ہونی چاہیے کہ مادہ پڑھو سے واقعہ معلوم ہو جائے یہ نہیں کہ مرنے کی تاریخ افسوس رفتے نکالی | |

جائے یہ صیح ہے کہ افسوس رفت میں سنہ مقصود نکلے ہیں مگر یہ نہیں معلوم
ہوتا کہ کون کیا کہاں کیا اور کیا گیا۔ اصلی اور عمدہ مادہ تاریخ ذہبی ہے جو مصرعون
کا محتاج نہ ہو مذکورہ بالا تاریخین اگرچہ بہت عجلت میں فی البدھیه کسی گئی ہیں مگر
ان میں کوئی مادہ ایسا نہیں جو مصرعون کا محتاج ہو اور یہی تاریخ کی اعلیٰ
صفت ہے۔ مرزا صاحب نے اور بھی سیکڑوں تاریخین کہی ہیں جو آپ کے
دیوانوں میں موجود ہیں حضرت بندگانِ عالی مقامی دام اقبالہم کی شکا کا
میں تو یہ کیفیت تھی کہ ادھر شیریں پر گولیاں چلتی تھیں ادھر تاریخوں کی بھرا
ہوتی تھی سب تاریخین بغیر تعمیہ داخلی و خارجی کے بہت صاف اور اپنے
اپنے مطالب پر عادی ہیں۔ مرزا صاحب سے پہلے بھی اس ریاست
میں اسی عہدے پر اور شعراء بچکے ہیں مگر بقدر عزت و توقیر آپ کی ہوئی وہ اور کو
نقصیب نہیں۔ آپ استاذ السلطان ہونے کے سوا خاص بندگان
عالی مقامی دام اقبالہم کے اسٹاف میں بھی داخل ہیں۔ ہر ایک باقاعدہ
در بار شاہی میں مثل اور امرائے عظام کے آپ بھی طلب فرمائے جاتے
ہیں۔ ہر باقاعدہ دربار میں آپ ایک خاص یونی فارم ڈریس پہن کر
جاتے ہیں جس میں سیاہ ترکی کوٹ جسکے کناروں پر کارچوبی کام ہوتا ہے

اور اُسی کے ساتھ پتلون ہوتی ہے اور بجائے عمامہ وغیرہ کے نہ نصب داری
 پکڑی پہنی جاتی ہے جو خاص حیدر آباد کی ایجاد شدہ ہے۔ دربار وغیرہ
 میں جانے کے لیے ہینڈ آپ کے لیے اصطبل شاہی سے جوڑی کی
 گاڑی آتی ہے۔ جب کہی حیدر آباد سے باہر اعلیٰ حضرت دلی نعمت شریف
 لے جاتے ہیں تو آپ بھی اسٹاف کے ساتھ ہوتے ہیں خود ہنگام حضور
 آپکی بہت عزت و قدر فرماتے ہیں۔ دربار میں کسی رئیس و امیر کو سوا چند
 امر کے بیٹھنے کی اجازت نہیں اُن بیٹھنے والوں میں مرزا صاحب بھی ہیں
 ایک مرتبہ آپ نے یہ رباعی کہہ کر اعلیٰ حضرت میں پیش کی ۵

| | |
|----------------------------------|----------------------------------|
| اچھے بُرے مل جاتے ہیں بازاری آدم | اب تو نظر آتے ہیں بدشواری آدم |
| مرغوبہ و دلپسند و الفن اے داغ | سنتا ہوں کہ باغون میں ہیں سرکاری |

اس رباعی کے جواب میں دربار عالی سے بہت سی کشتیاں سرکاری
 باغون کے آموں کی آپ کے لیے بھیجی گئیں جنکی تعریف میں آپ نے یہ
 قطعہ موزون فرمایا ۵

| | |
|-------------------------------|---------------------------|
| شاہ نے دین آدم بھی کشتیاں | بحر عطا کیا ہی ہوا مو جزن |
| کشتیوں میں آدم جو ہیں رنگ رنگ | داع کا گھر آج ہے رشک چمن |

سرخ مین ہو لالہ رخون کی بھار
 زرد مین ہے رنگ گل زعفران
 آم کے منہ پر ہے سیاہی کہ ہے
 اَلْفَنُّ و مرغوبہ اللہ الثمر
 ایسے کہان پر یون کے پر سبز سبز
 طوطا پری لال دیا دلپسند

آم ہر جام زمرہ کی شکل
 سونگھ کے ہو جائے معطر دماغ
 رنگ ہے وہ شوخ کہ جیسے پری
 گر کبھی ان آموں کا رس چوس لین
 انبہ شیرین جو اسے ہو نصیب
 یہ ہی تو ہیں جنت دنیا کے آم
 ایسے ریلے ہیں وہ نازک مین پوت
 سیکڑوں قسمیں اسی میو کی ہیں
 واقعی ان آموں کی تعریف مین

سبز مین ہے سبز خطون کی پھمن
 کیسری پوشون کی ہے اک انھن
 مرد مک چشم بست سیمتن
 ذائقے مین غیرت شہد عدن
 ایسے کہان حورون کے سیب فتن
 کہتے ہیں نامی اسے اہل دکن
 لال دیا صورت لعل مین
 منہ پہ لگاؤ نکے ہے شک فتن
 اور وہ خوشبو کہ معطر دلہن
 ہونٹ ہی چاٹا کرین شیرین دہن
 نام بھی شیرین کا نہ لے کو بہن
 انکا ہی مصلع ہے بہشتی لب
 جیسے کہ ہوں دلبر نازک بدن
 پھر ہے یہ افراط کہ لاکھوں ہی مین
 کم ہے جہان تک کہ مین اہل سخن

| | |
|---|---|
| قند کا کوزہ بنے اپنا دہن نطق بھی چکے دم عرض سخن شرکت اسمی سے ہے شیریں دہن انبیاء اللہ نبیاً تا حسن اور ثریا ب ہون اہل زمن خسر و محبوب نظام دکن | قاش بنے اسکی جو اپنی زبان دیکھیے شیرینی گفت و بھیر نام تو ہے گرچہ یہ معنی نہون مجبو کہ یہ مصرع بہت آیا پسند پھولے پھلے شاہ کا باغ مراد فیض رسان دل غ کو یارب رہے |
|---|---|

اس وقت اگر مورخانہ حیثیت سے دیکھا جائے تو تاریخی دنیا میں جہان
استاد نواب فصیح الملک بہادر حضرت داغ دہلوی سے زیادہ مشہور اور معزز
شاعر کم سے کم ہندوستان میں کوئی اور نہ ملے گا۔ امین شاہ نہیں کہ حضرت
امیر خسرو سے اب تک شعراے اردو میں اکثر اور بھی اساتذہ مشہور ہیں مثلاً
فیضی۔ بیدل۔ فقیر آزاد۔ میر سودا۔ غالب۔ ذوق۔ مومن۔ میر حسن۔ ناسخ۔
آتش انیس۔ دبیر۔ امیر وغیرہ مگر ان لوگوں کا ذکر اکثر خاص طبقوں میں
کیا جاتا ہے عام طور سے بہت کم لوگ انکو جانتے ہیں اور ایک امتیازی
فرق مرزا صاحب کی ناموری اور ان اساتذہ کی شہرت میں یہ ہے کہ حقیقت
شہرت و ناموری آپکو اپنی زندگی میں حاصل ہوئی ہے اس قدر شاید ہی کسی کو

مرزا صاحب کا اور شعرا سے مقابلاً

نصیب ہوئی ہو۔ فارسی شعرا میں بلبل شیراز حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمۃ کی شہرت محتاج بیان نہیں بلکہ عجم کا حال معلوم نہیں ہندوستان میں تو مکتب کا کچھ بچہ بلبل شیراز کے نام سے واقف ہے ہم کہہ سکتے ہیں کہ اس وقت یورپ میں کوئی علم دوست سوسائٹی اور ہندوستان میں کوئی شہر کوئی قصبہ اور کوئی لکھا پڑھا آدمی ایسا نہ ملے گا جو بلبل ہندوستان حضرت جہان استاد کو بخانا ہو یا کہیں آپکا ذکر نہ ہوتا ہو مشہور ہے کہ انگلینڈ اور جرمن و فرانس وغیرہ مقامات میں آپ کے دو اویت پہنچ گئے اور جا بجا اردو کورس کے لیے آپ ہی کا کلام فصاحت الیام منتخب کیا گیا۔ اس کا ذکر دو چار برس پیشتر انگریزی اور اردو متعدد اخباروں میں ہو چکا ہے۔ آپ کے دلپسند کلام کی طرف بالطبع رجحان اور عام مقبولیت کا اندازہ اس لطیفے سے ہو سکتا ہے ایک مرتبہ ہمارے ایک دوست نے ایک خاص جلسے میں اپنا کوئی معمولی شعر پڑھا اتفاق سے سننے والوں میں کچھ لوگ دوسری طرف متوجہ تھے انھوں نے اچھی طرح نہ وہ شعر سنا نہ واؤنچن دی ہمارے دوست کو یہ بے توجہی پسند نہ آئی۔ اور پھر ان لوگوں نے مخاطب کر کے کہا کیوں حضرات آپ نے اس شعر کو نہ سنا اس تقاضے پر وہ لوگ مخاطب ہوئے اور مکرر وہ شعر پڑھوایا اسی اثنا میں ایک

صاحب نے پوچھا کہ شاعر کس کا ہے ہمارے دوست نے مذاق کہا کہ
حضرت داغ کا شعر ہے۔ یہ سنتے ہی وہ لوگ ہن زبان ہو کر کہنے لگے کہ اگر
اس کا شعر ہے تو بھان اس پر پھر سنائیے :

دو ایک مرتبہ تقریباً یہ امتحان ہمنے خود کیا ہے کہ مختلف مقامات
پر محض عوام سے اور شعرا و اساتذہ کو پوچھا گیا کہ تم فلاں صاحب کو جانتے
ہو تو انہوں نے اپنی نادانیت ظاہر کی مگر جب مرزا صاحب کا نام لیا
تو ان لوگوں نے بھی کہا کہ مان صاحب ایک شاعر کا نام تو سننا ہے جنگی
غزلیں بہت گائی جاتی ہیں۔ بعض گو تاہ نظر ناواقف مرزا صاحب کے کلام
پر حاسدانہ الزام لگاتے ہیں کہ آپ کی شاعری عوام پسند ہے حالانکہ یہ ہنیں
سمجھتے کہ وہی کلام پسندیدہ ہے جبکہ مطلب خاص و عام سبک فہم میں یکساں
طور پر آجائے اور اسی کلام کی قدر کیجاتی ہے جو قائل کے منہ سے نکلتے
ہی سننے والے کی سمجھ میں آجائے یہ ہنیں کہ سننے والے کا ہیجا کہا جائیں
اور براغرض کی طرح سامع کو کچھ احساس نہ ہو ایسے سر پھرانے سے کیا حاصل
اور اگر اس بیجا الزام کا مطلب یہ ہے کہ عمدہ کلام وہی ہوتا ہے جو صرف
خاص لوگوں کی سمجھ میں آئے اور عام اس سے محض ناواقف دہیں تو عیاؤ

مرزا صاحب کا
مرزا صاحب کا
مرزا صاحب کا

بالمشبہ بالتشبیہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ قرآن پاک عامہ خلایق کی ہدایت کے لیے
 نہیں اُتراسا بلکہ وہ ایک خاص گروہ کے لیے مخصوص ہے اور قرآن عَزَّوَجَلَّ
 غَیْرِ ذِی عَوَجٍ لَعَلَّہُمْ یَتَّقُوْنَ مین ضمیر ہم۔ اسی گروہ کی طرف ہے خاص جلیون
 مین اور عام لوگوں مین گائے جانے ہی سے اگر کلام معمولی سمجھا جاتا ہے تو
 کیا مرزا صاحب سے پہلے یہ عام طلے اور قوالی مسدود تھی اور کیا اُن جلیون مین
 اساتذہ کی غزلیں نہیں گائی جاتی تھیں یا کیا وہ گانے والے علم موسیقی کے
 علاوہ صدرہ اور شمس باز نہ بھی پڑھے ہوئے ہوتے تھے۔ اگر حضرت امیر
 خسرو اور حافظ شیرازی وغیرہ کی غزلیں تو المون اور طالعون کے گانے سے
 معمولی کلام مین داخل کیجاتی ہیں تو ہم بھی اُن لوگوں کے ہمزبان ہو کر کھہ
 سکتے ہیں کہ مرزا صاحب کا کلام بھی ایسا ہی ہے حیرت ہے کہ ایسے صاف
 اور فصیح کلام کو عوام کا کلام کہا جاتا ہے جس مین وہی بول چال وہی محاورے
 اور وہی الفاظ استعمال کیے گئے ہیں جو ثقہ لوگ روزمرہ بولتے ہیں۔ اگر آپ کے
 کلام مین کوئی مسترد اور ذلیل محاورہ مستقل ہو اسے تو ہکوتا یا اجاے مصحفی و
 انشا کی طرح اگر کہیں پہلے بازی کی گئی ہو تو دکھائی جائے یا کسی کی ہجو کی گئی
 ہو تو بتائی جائے۔ جب یہ نہیں ہے تو پھر کس بنا پر عوام کا کلام کہا جاتا ہے

اور کس طرح کوئی صاحب فہم ایسے ذلیل و عودن کو مان سکتا ہے۔ ہمنے کے طور پر ہم یہاں مرزا صاحب کے کلام سے مختلف مطالب و مضامین کے اشارہ لکھتے ہیں جن کے مطالعے سے ناظرین سخن فہم اندازہ کر سکتے ہیں کہ یہ سہل الممتنع کلام کیا درجہ رکھتا ہے۔

| | |
|---|--|
| <p>اگرچہ جواب ہے یہ تیرے کبر و ناز کا ایسے نیاز مند ہیں اسے بے نیاز ہم احمد رسول تیرا مصحف کلام تیرا آپ جو حکم کریں گے وہی ہو جائیگا کہاں بوئے گل اور بوئے محمد خوشا خلق و خوئے ملکوتی محمد کروں طے ان آنکھوں سے کوئی محمد حقیقت میں جو دیکھنا تھا نہ دیکھا نہ ڈھونڈنا نہ پایا نہ سمجھا نہ دیکھا کبھی داغ کو رہنے تنہا نہ دیکھا مگر پھر جو دیکھا کہاں میں کہاں تو</p> | <p>اگرچہ مرتبہ مرے عجز و نیاز کا محشر میں بھی کسی کے اٹھائیں گے ناز ہم ایمان کی کہیں گے ایمان ہے ہمارا دیکھ لیا یہ مرزا حشر میں جو جائے گا کہاں باغِ جنت کہاں باغِ شرب ادھر دستِ خوش ہیں ادھر غیرِ راضی بنیں دستِ مرگان مرے پاؤں یا رب ان آنکھوں نے کیا کیا تماشا نہ دیکھا نہ ہمت نہ قسمت نہ دل نہ آنکھیں تری یاد ہے یا ہے تیرا قصد رگ جان سے نزدیک سے ہر جان تو</p> |
|---|--|

حقیقت میں ہے ماسوا چیز ہی کیا
 نہ تو مجھ کو چھوڑے نہ میں تجھ کو چھوڑوں
 دلبر سے جدا ہونا یاد لگو جدا کرنا
 یہ کام نہیں آسان انسان کو مشکل ہے
 وہ دور بھی ہیں جب بھی تصویر میں قرین ہیں
 روز مرہ تا ہوں روز حسینتا ہوں
 اپنے دل کا مکان اور ہی ہے
 ملک الموت اسکو کسیا لیگا
 عشق کے ہیں جہاں شیب و فراز
 سیر جس کی زمین ہے بے نقطہ
 گرچہ ہے وہ کریم بندہ نواز
 تو مٹائے گی اے قیامت کیا
 اے فلک تیری مہربانی کیا
 سبق اچھا پڑھا دیا تو نے
 ہم نکلے ہوئے زمانے کے

ادھر تو ادھر تو یہاں تو وہاں تو
 وہیں تو جہاں میں وہیں میں جہاں تو
 اس فکر میں بیٹھا ہوں آخر مجھے کیا کرنا
 دنیا میں بھلا ہونا دنیا کا بھلا کرنا
 ہم نہ خود و دار فترت جو ہیں بھی تو نہیں ہیں
 زندگی کا کوئی حساب نہیں
 اس میں اک میہاں اور ہی ہے
 دل میں عاشق کے جان اور ہی ہے
 یہ زمین آسمان اور ہی ہے
 تیسرا وہ جہاں اور ہی ہے
 بے نیازی کی شان اور ہی ہے
 مرثون کا نشان اور ہی ہے
 داغ کا مہربان اور ہی ہے
 دل سے سب کچھ بھلا دیا تو نے
 کام ایسا سکھا دیا تو نے

کچھ تعلق رہا نہ دنیا سے
 کس خوشی کی خبر سنا کے مجھے
 لاکھ دینے کا ایک دینا ہے
 کیا بتاؤں کہ کیا لیا میں نے
 بے طلب جو ملا مجھ کو
 تمام امنہ نہ قابل لبیک
 جس قدر میں نے تجھے خواہش کی
 رہبر خضر و ہادی الیاس
 مٹ گئے دل سے نقشِ ہاں سب
 ہے یہی راہِ منزلِ مقصود
 مجھ کو گھٹا رکھو جو بخشہ یا
 داغ کو کون دینے والا تھا
 دلوں کو دیکھا عجیب نگ قدرتِ امین
 لینے والے کی تو کوئی حد بھی ہے
 تیرے جلوے کا تو کیا کہنا مگر

شغل ایسا بتا دیا تو نے
 غم کا پتلا بنا دیا تو نے
 دل بے مدعا دیا تو نے
 کیا کہوں میں کہ کیا دیا تو نے
 بے غرض جو دیا دیا تو نے
 کعبہ مجھ کو دکھا دیا تو نے
 اُس سے مجھ کو سوا دیا تو نے
 مجھ کو وہ رہنما دیا تو نے
 نقشہ اپنا جا دیا تو نے
 خوب رستے لگا دیا تو نے
 تو جھم کو کیا دیا تو نے
 جو دیا اے خدا دیا تو نے
 ایک آئینہ ہے لیکن بسکی صورتِ امین
 دینے والے کو بہت سا چاہیے
 دیکھنے والے کو دیکھا چاہیے

کسی طاقت ہے کہ کوئی بڑی آپکی
 بھر دین عجب داین اس شجہ حقیقہ میں
 ہر ادا مستانہ سر سے پاؤں تک چھائی ہو
 بیشکل کیا اس بت کا فر کو خدا نے
 تھکوا چاہا تو خطا کیا ہے تہا دو مجھ کو
 دل میں عاشق کے تصور کو کھٹکتی ہے
 کہتے ہیں وہ عید وصف گل فر بہار پر
 پری جال بھی انسان ضرور ہوتا ہے
 اداسے خاص ہر معشوق کیلیہ خوش
 انسان خور و ہون تو حوروں کو کم نہیں
 تم شہرہ جال سے کہن کہاں نہیں
 اب شرم سے نظریں تری منو کی نہیں ہیں
 ایک بھی بات کا پورا نہیں دیکھا عشق
 جنت میں جا میں ہم کہ جہنم میں جا میں ہم
 غم سے کھین بجات طے چین پائیں ہم

ساری دنیا آپکی ساری خدائی آپکی
 اک ٹیڑھ سا دگی میں اک سیدہ بانگین میں
 اُن تری کا فر جوانی جو شہ پر آئی ہوئی
 تجھے کہہ سمجھے کوئی مانے کہ نہ مانے
 دوسرا کوئی تو اپنا ساد کھا دو مجھ کو
 ان حسینوں کی غضب نوک پلک ہوئی ہے
 طرہ ہے اپنی ایک جوانی ہزار پر
 پھر اوپر آنکھ ہوا چھی تو حور ہوتا ہو
 بڑی بھی شکل ہو جب بھی غرور ہوتا ہو
 ایس چمن کی بھول میں وہ اس چمن کی بھول
 میں اضطراب لہو جہان ہوں نہاں میں
 یہ حیا نشین گوشت نشین پردہ نشین ہیں
 دل شکن سیکڑوں میں عہد شکن لاکھ پڑ
 لمباے تو کہیں نہ کہیں تجھ کو پائیں ہم
 دل خون میں نہاے تو لگا نہا میں ہم

فلک نے کینہ لیا تو زلزلہ مین نے وفا
 داغ کے دل کا تو کچھ بہید پنا یا ہنسنے
 حسرتیں پہلے اس بزم سے چلیں والے
 جو دل دکھا رہا ہے مزا ہر گھڑی مجھے
 معشوق جائے حور ملے مے بکا تو آب
 پاس اپنے د لکے رہو دیجیے میر بھی دل
 خلق کے اعمالنا چھین لو گنا حسرت مین
 خط کو کمر سے باندھا آخر تو بوجھ اٹھایا
 تم سے بچ کر اک وفا حصے مین اپنی لگئی
 آرام کے لیے ہے تمہیں آرزو مرگ
 لطف مے تجھ سے کیا کہوں زاہد
 تم سے کیا شکوہ ہے گلہ اس سے
 دل کو اس عاجزی سے دیتا ہوں
 آئین گے بیشمار فرشتے عذاب کے
 تمہیں نے داغ نرے تم اٹھاؤ نہیں

ازل مین وہ ہی بلا جسکو جو پسند ہوا
 ایک حسرت سی برستی ہے مگر آنکھوں پر
 ہاتھ ملتے ہی اٹھے عطر کے مٹنے والے
 آنکھوں سے سو برس بھی دکھایا نہ جائیگا
 محسرت مین دو سوال کرینگے خدا سے ہم
 اک خوشی کو چاہیے اک غم اٹھانی کیلئے
 گم ہوا ہے ہاتھ سے قاصد کو دلبر کا جواب
 میری زبان بھی رکھ لے ایسا نامہ بردار مین
 تنہ غوبی کو ٹیسی چہوڑی زمانیکے لیے
 اے داغ اور چین پنا یا فنا کر بعد
 ہائے کجست تو نے پی ہی نہیں
 جس نے رسم وفا نکالی ہے
 کوئی جانے سوال کرتا ہے
 مسید بن حشر غیر کی تربت مین چاہیو
 سلف کو یونہی مرے یار ہو لی آتی ہو

عجب اپنا حال ہوتا جو وصال یار ہوتا
 موت آتی ہے قیامت کو یہاں تک آتی
 ترے وعدے پر شکر ا بھی اوصیر کرتے
 یار کا پاس نزاکت دلِ نشادر ہے
 مجھے مانتے سب ایسا کہ عدو بھی سجدہ کرتے
 کیا بزاکت ہے کہ آئینے میں
 لاکھ آفتین آئین لاکھ ستر چھائین
 کچھ تو پڑے دباؤ دلِ بیقرار پر
 دوست اور ایسا دوست ایکدم میں مرجا
 وہ عید کو خود آئے ہیں لمنے کو ہارنے
 یہ شیخ نے بوائے ہیں یہاں تجھ کو اب کج
 جسدن ہو ملزار نوے معشوق نہ ہم کو
 مرجاؤں اگر میں تو ستم کون اٹھائے
 قصور دار ہوں مجھ سے قصور ہوتا ہے
 ہمیشہ عذر بھی کرتے ہوئے نہیں بنتی

کبھی جان صدقے ہوئی کبھی دلِ شاد ہوتا
 پیچھے پیچھے کسی دامن کر لگی رہتی ہے
 اگر اپنی زندگی کا ہمین اعتبار ہوتا
 نالہ رکتا ہوا تہمتی ہوئی فریاد ہے
 دریا رکعبہ بنا جو مرا مزار ہوتا
 عکس ساتھ کھینچا جاتا ہے
 اک ترے نہونے سے بھر گیا مکان
 پارا بھرا ہوا مری تربت میں چائیکر
 دل غریقی رحمت ہو تھا حزا جہان اپنا
 یہ دن تو دکھایا شبِ فرقت کی دعلانے
 کبھرے ہیں جو مینا نے میں تیج کے دانے
 اُس روز سے رکھا نہیں تکیہ بھی سہرا فی
 زندہ مجھے رکھا ہے رقیبون کی دعلانے
 مگر جہی کہ یہ دلِ نا صبور ہوتا ہے
 وہاں سوال یہ ہے کیوں قصور ہوتا ہے

| | |
|--|---|
| <p>جو مے پون تو گنہگار کیا کردن واعظ اثر پذیر ہے دل گرم و سرد عالم سے زہرے نصیب طبیعت میں ہو جو آزادی اُنہیں نفرت ہوئی سارے جہان سے وہ کوہ طور تھا موسیٰ کا حصّہ کیا ہوں پھلی منزل تک تو مر کر اُنہیں جس بات سے تھی سخت نفرت آپڑی ہے بحث میرے قطر ہاؤشک سے یا الہی کوئی محشر میں نہو میرا قریب موت بھی سو بار آئی اور الٹی پھر گئی جو وقت میں نے توبہ کا سامان کر لیا قیامت آئی یہ خط کا جواب آیا ہے کہ بتک کچھے رہو گے کہ بتک تنی رہیگی مگر تو اُن سے دیکھیں آئندہ جو وقت تیرے بچے لگی اپنی تو جانا رہے</p> | <p>مجھے تو نام لیے سے سرور ہوتا ہے گھڑی میں نار گھڑی میں یہ نور ہوتا ہے بہت بلاؤں سے انسان دور رہتا ہے نئی دنیا کوئی لائے کہاں سے الہی میں تجھے دیکھوں کہاں سے اب آگے جاؤ گنا کیوں کرو بان سے وہی میا خستہ سخی زبان سے آج بوندین گرن رہا ہوں ابرو پر بار کی دور نہ لٹجائیگی دولت سب ترے دیدار کی شکل پہچانی نہیں جاتی ترے عیار کی کچھ بادل آسمان پر آکر برس گئے چائے بس میں ہوں لیجا کوئی آکر مجھے کسکی بنی ہے کسکی بنی رہے گی یا دوستی رہیگی یا دشمنی رہیگی کہ کبھی رنگ زمانے کا بدلتا ہی نہیں</p> |
|--|---|

یون دفن میرے ساتھ دل میقرار ہو
 مری آئین رقیبون کی دعائیں
 وہی کہتا ہوں میں سنا ہوں جو کچھ
 عرصہ حشر میں اللہ کرے کم مجھ کو
 ترکِ عادت سے مجھے نیند نہیں آنی
 نکالوں کس طرح خارِ تنہا سخت مشکل ہے
 جب اکھا استخوان کیجے تو مٹھی میں نیا دل ہے
 بھلا دیکھیں تو بازی کون لہجہ محبت میں
 بڑھا رہا ہے کیا کیا طالبِ دیدار ہو پورا
 خدا سیجی دعا مانگو تو یہ کہتا ہے وہ کافر
 جھڑکتے ہو مجھے کیوں دور ہی سی پاس آؤ
 تم دیکھو وہ شکنیں باندھتے ہیں پتھریل کی
 زہر بند دوا نہیں آتی
 ہم نہیں سو نگہتے کبھی وہ پھول
 کوئی تو محبت میں مجھے صبر فرادے

چھوٹا سا اک مزار کے اندر مزار ہو
 یہ فوجین لڑا ہی میں آسمان سے
 ملی ہے یون زبان انکی زبان سے
 اور پھر ڈھونڈتے گھبرائے ہو کیم جھک
 کہیں نچا نہواے گور سہرا مانا تیرا
 وہ اس ڈر سے نہیں چھوڑے کہ یہ کانٹوں بھرا
 آہی کیا حسینوں کو بھی دستِ غیب حاصل ہے
 تم اپنے نام کے دلیر اپنی نام کا دل ہے
 مرے پاسے نگہ پر بھی گمانِ دستِ آمل ہے
 خزا غیرت نہیں کیا یہ حیا بے صبر آمل ہے
 بڑھا کر ماتہ دل دیتا ہوں تم سمجھے ہو سال ہے
 کہ اپنا دم چرانا بھی دبان چوری میں ڈال ہے
 مر رہا ہوں قصدا نہیں آتی
 حسین بونے وفا نہیں آتی
 تیری توشل وہ سے نہیں دون نہ خدا

خدا شرم رکھ لے میری عاشقی کی
 وفا پر مجھے بدو عامل رہی ہے
 بدلتا نہیں حال بیمارِ نسیم کا
 چہانے لگے ہونٹ وہ بوسہ دیکر
 سنی ہے جو ظالم نے تاثیرِ اُلٹی
 موت زندہ چھوڑنے والی نہیں
 اشارہ اُس نگہ کا روح افزا ہو نہیں سکتا
 شکایتِ دوست کر سکتی تیری کر نہیں سکتی
 ہو گئی دیکھتے کیسی مری میرت بلکی
 کیا لطفِ تم یوں اُپہنیں حاصل نہیں ہوتا
 کیا تاکِ مین دم ہے دلِ دشوار طلب سے
 یہ داؤ ملی اُن سے مجھے کاوشِ دل کی
 انکا میکشی نے مجھے کیا مزا دیا
 ہر اک کو مستعارِ دلِ مبتلا دیا
 کوئی بھی طویلِ روزِ جزا سے غرض نہ تھی

وہاں امتحانِ وفا ہو رہا ہے
 خطا کیا تھی جسکی منزل رہی ہے
 بدل کر دو اپر دوا مل رہی ہے
 یہ جھوٹے کو اچھی منزل رہی ہو
 ہماری دعا کو دعا مل رہی ہے
 اس بلا سے کوئی گھر خالی نہیں
 کہ جادوگر سے اعجازِ مسیحا ہو نہیں سکتا
 کہیں ایسا بھی ہو سکتا ہو ایسا ہو نہیں سکتا
 دل سے نکلے ہین دمِ مگر گنجِ ارمانِ چادرِ
 غنچے کو وہ ملتے تھیں اگر دل نہیں ہوتا
 وہ کام بگڑتا ہے جو مشکل نہیں ہوتا
 جس کام کی عادت ہو وہ مشکل نہیں ہوتا
 سینے پر چڑھ کے اُسے خمِ مری پلا دیا
 یوں رہنے اک زمانے کو عاشق بنا دیا
 میری شبِ فراق کی صند نے بڑا دیا

گیا ہے عرشِ معلیٰ پر شورِ نالون کا
 کوئی خوبی نظر آتی نہیں تجھ میں ظالم
 لایا ہے مجھ کو بختِ رسا بزمِ عیش میں
 عالمِ یاس میں گھبرا کے نہ انسان بہت
 ہو گی فقط شریکِ دعا ایک بیکسی
 بیکسی صد نہ ہجران کی مجھے تاب نہیں
 دوڑ کر دستِ دعا ساتھ دعا کے جاتی
 تاثیر سے ہون دست کہ بیان کیے طے
 بوجھ ڈال نہ بہت دست دعا پر تاثیر
 آنکھیں تر کرلو و فطین کس لڑنے وصل
 تو دوست ہے سطحِ نہ لیں تیری بلالین
 مرادین مان رہا ہوں تھنا کے آئینی
 شکافِ خج سے امراہ کیا ہوا حاصل
 نبا ہو نہیں نفسِ واپسین نقاب سے
 دنیا میں کوئی لطف کرے یا جفا کرے

خدا بھلا کرے آزا دینے والوں کا
 او فلک پیری و صد عیب بجا کہ تو بہین
 مجھ سے دڑو کہ دوست مرا آسمان ہوا ب
 دل سلامت ہے تو محسوس بہت انکس
 میت پر اپنی آپ پڑھینگے نماز ہم
 کاش دشمن ہی چلے آئیں جو احبابِ عزیز
 پاس پہنچے پیدائند ہو کر پاؤں مری ماتھو نہیں
 دستِ جنوں کی مثل تو دستِ دعا نہیں
 مجھ کو ڈر ہو کہ مرا ہاتھ اتر جائے گا
 دو پھول سے نرگس کے بوہن کفیلین
 ہم کو دہرا کر تے ہریت دشمن کی بلا میں
 بکری گھڑی تھی دل مبتلا کے آئینی
 کہ اور راہ کھلی ہر بلا کے آنے کی
 نہ آ کے جانکی طاقت نہ جاسکے انکی
 جب میں نہیں بلا مری کچھ ہوا کرے

ڈھونڈھا اہل کوتاہی سراس چراغ سے

سچ ہے چراغ ہوتا ہے روشن چراغ ہی

مگر دیکھو تو پھر کچھ آدمی سے ہو نہیں سکتا

پریشانی مین کوئی کام جی سے ہو نہیں سکتا

تمام رات قیامت کا انتظار کیا

کہ ڈرتے ڈرتے خدا پر بھی آشکار کیا

یہ تو سمجھو کہ فلک ٹوٹ پڑیگا کس پر

انہی طرح سے آپ لکھے خط جواب مین

حاصل کیا یہ طرح ہو غرض ہے ثواب سے

عبر بڑا شکوہ ہوں تو زبان پر یہ ہوں

گو یا زمین پر سایہ مرغ پریدہ ہوں

اُس گلی مین بہت تن آج تمنا ہوں مین

واقعی کچھ بھی نہیں انسان مین

مری لاشے کو ٹکڑے دفن کرنا سوز و غم مین

مری قاتل کا چرچا کیوں ہی میری گوشت و خون مین

فرقت کی شب یہ کام لیا دل کو داغ سے

کھاتے تین داغ دوست مری دل کو داغ ہی

جو ہو سکتا ہے اس سو کہ کسی ہو نہیں سکتا

نہ رونا ہو طریقے کا نہ ہنسنا ہو سلیقے کا

غضب کیا ترے وعدی پر اعتبار کیا

کسیکے عشق نہان مین یہ بدگمانی تھی

استحسان نالہ دل کا تو کھا دون لیکن

کیا کیا فریب و لکھو دے اضطراب مین

ساقی کا دل نہ توڑینگے ترک شراب سے

بی تاب درد ہوں تو دل راز دار ہوں

افتادگی پہ بھی نہ گئی اسکی جستجو

آرزو بن گئے رہا ہوں کہ نکالے ز فلک

میرے مرنے کی خبر سن کر کھسا

رہ گیا کوئی تو تیغِ ستم کے یادگار و نمین

اہلِ کلام لیں تقدیر کو روئینِ منجھو کو سین

| | |
|-------------------------------------|--|
| چاک ہو پردہ وحشت مجھے منظور نہیں | در نہ یہ ہاتھ گریبان سے کچھ دہن نہیں |
| جھا کر تاپ ہے تو پہلے وفا کے | خدا کو مان اسے بندے خدا کے |
| بخوش ہوا ہے تو ہلکوا ستار | ڈرو سو کا رخا نے بہن خدا کے |
| اب وہ مجھ کھر رہے ہیں مری مان جائیے | اسد تیری شان کے قربان جائے |
| دنیا مجھے کہتی ہے برا حاضر و غائب | مجھ تو سبب کیا ہے کہ میں کچھ نہیں کرتا |

تذکرہ نویسوں کا قاعدہ ہے کہ جب کسی مشہور شخص کا کلام انتخاب کر کے ملک میں پیش کرتے ہیں تو اُسکے ساتھ ساتھ مقابلہ اور معاصرین شعرا کا ہر طرح کا نام بھی لکھتے ہیں۔ اور یہ اس لیے کہ دیکھنے والوں کو مقابلہ کرتے وقت اپنی رائے قائم کرنے کا کافی موقع ملے۔ مگر ہم نے مخصوص ایسا نہیں کیا کیونکہ ایسا مقابلہ کرنے والے اور ایسی رائے دینے والے وہی لوگ ہو سکتے ہیں جنکو بعد ریاض نے طبع سلیم اور اسے مستقیم عطا کی ہے۔ ناممکن ہے کہ ایسے لوگوں کی نظر وسیع نہ ہو۔ اس لیے فضول تھا کہ ایسے دیکھنے والوں کے سامنے انکا دیکھا ہوا کلام پھر پیش کیا جاتا۔ جو صاحب انصاف کی نظر کہتے ہیں وہ مرزا صاحب کے ان چند اشعار کو دیکھ کر محاکمہ کر سکتے ہیں چونکہ کسی معاصر استاذ کا کلام مقابلہ انتخاب نہیں کیا گیا اس لیے حضرت استاذی کے اشعار

سرسری طور پر چو یاد تھے اور جو ذہن میں آئے لکھ دیے گئے۔ نہ انتخاب میں کوئی خاص اہتمام کیا گیا نہ کسی کے مقابلے میں شعر منتخب کیے گئے۔ غزلوں کے بعد قصائد مثنوی کا انتخاب بھی ضروری تھا کیونکہ اصنافِ سخن میں انکا نمبر بھی بڑا ہوا ہے گو مرزا صاحب نے غزلوں کی طرح قصیدوں کی طرف زیادہ توجہ نہیں کی تاہم جو دو چار قصیدے کہے ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی قادر الکلامی اور ذکاوت طبع نے ہر ایک میدانِ سخن میں اپنے توسل فکر کی جولانی سے جھنڈے گاڑ دیے ہیں۔ ان چند قصیدوں کے سوا ایک مثنوی بھی مرزا صاحب نے کہی ہے اسکی عمدگی اور خوبی اہل ملک پر پوشیدہ نہیں۔ فصاحت و بلاغت۔ لطف بیان۔ سوز و گداز۔ اثر۔ تسلسل غرض جو باتیں مثنوی میں ہونی چاہئیں اُنکے علاوہ یہ خوبی تمام مثنویوں سے زیادہ اُس میں ہے کہ سچا واقعہ اور آپ ہیٹی ہے اس خصوصیت نے جو ترتیب اس مثنوی کو دیا ہے وہ کیا نصیب نہیں۔ اب ہم اسجگہ قصائد و مثنوی کا مختصر انتخاب کر کے ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔

قصائد

میں ہوا باد یہ بیانِ طرہ ملک و کن [] سر میر چشمِ غزالان ہوئی گردِ دامن

نازنینوں کی کمر بید کی شاخ اتران
 بستہ تاقم و سنجاب بنا سبز و دشت
 قطرہ شبنم ہر خار سے گوہر بے آب
 شاخ آہو پہ گمان پیچ و خم کا کل کا
 ڈرے ڈرے سے نو دوار فروغ انجم
 دیکھتے کوسوں سے مسافر کیہ آئی منزل
 خاک اس دشت میں آتی تھی کہ اڑتا ہو عبیر
 قوت نامیہ اس جوش پر امتد امتد
 چو کڑی ہو لے جو اس دشت کی سوگند خوشبو
 خار صحرائے انگلی کے اشارہ ہی بتائے
 دیدہ غول یا بان نے جلائی مشعل
 زرد مہتاب ہے تن عابد ترافض کی شکل
 شجر طہر کی مانند منور ہر غنسل
 آسمان سبز قدم ہو کے بنا سبز اختہ
 ندیان کوہ کی ہر رشک دیو جو شیر

موجہ ریگ روان زلف پریشان کی شکل
 تکیہ محفل کو خواب ہر اک خشت کہن
 زرد روانہ کھار سے ہر عمل بین
 سبز دشت میں ہے سبز و نوحا کی پہن
 باو جادوی سے عیان کا کھشان کلچرین
 صبح صادق کی طبع شام غریب ہی روشن
 آگے اس خاک کے مٹی اثر شکستہ تن
 دانہ موتیکا جو بوئیں تو ہو خرم خرم
 کہ یہاں آہو کی تاتار کا ہونشہ ہرن
 راہ ہو لے جو مسافر کوئی آوارہ وطن
 ہر گہوے سے عیان رقص بٹن سرین تن
 خشک ہو کر بھی بیابان میں یہاں نخل کہن
 ملک کیا کیا کہیں اس دشت و دشت این
 عکس افکن جو ہو اسبز کہ کھار و دمن
 جن سچ کی پٹے فردوس کی بھی غلین

| | |
|---|--|
| <p>موجیں کرتی ہوئی پھرتی ہو صبا مثل نسیم حوہیں پانی بھریں پگھٹ کا جو کھینچ گھٹ ایسے جھڑ کیے باہم ہن شریا تمثال اترتے خامہ چالاک کی پھرتی ہر عنان توت باہر دشا تہہ مکو ہو نوید</p> | <p>لہلہاتے ہوئے سیر کا نرالا جو بن ہوا اس انداز کا ہر ایک بت سیمین تن کہ زمین پر نظر آنے لگے پردین و پر ن مصفت دشت و جبل سے طرف شہر و چمن باغ کی مچ میں گل کھلتے ہیں گلشن گلشن</p> |
|---|--|

مطلع ثانی

وہ طراوت کا اثر ہے کہ دم سیر چین
 پانی دینے لگے یوسف کا یہاں چسا و وطن
 برگ برگ گل و گلزار یہاں تک پھیلا
 جس سے کو تار ہے گلچین کا سر اس درامن
 لالہ و گل نے جو یہی ہے قباے رنگین
 دیتی ہے خلعت نوروز بھار گلشن
 قلقل خمیشہ کی آواز ہے بستان بستان
 تو پتے پہ تقا مناس ہے کہ بشکن بشکن
 نوع و سان چمن مست ہوئے ہیں کیا کیا

کھینچنی ہے کمر سرد کو بھی شاخِ سمن
 و در طلبت کا اثر ہے کہ چمن میں خورشید
 گو ہر شبِ نیم شاداب سے بھرے دامن
 بویئے تخمِ محبت کو تو پیدا ہو وفا
 ڈالے پر تو رخ کو تو اُگے سیبِ ذوق
 لائے گر فضلِ خزان کو فلکِ نیل رنگ
 نیلی پلی ہو غضب دیکھ کے اُسکو سوسن
 پیر پروانہ جھلے پہو لون کا پسکھا ایسا
 کہ مٹے شمع کی بھی دل کی لگن دل کی جلن
 کیا عجب پوہیچے وہاں تک اثرِ فیض بہار
 فلسِ ماہی بھی کیلین صورتِ گلہائے چمن
 گر پوہنیں فضلِ بہاری کا راجہ ششِ عروج
 شاخِ طوبیٰ میں عجب کیا ہے کہلے نسترون
 کس طرح دستِ خانی نکرے غنچل چنار
 تیغِ اروی سے بہا پڑتا ہے خونِ بہمن

شہر اس شہر کا ہے نام یہی بلد ہے
 فخر کلکتہ و مدراس نظیر لندن
 ثانی غلہ دارم با بنی تزنین و حشم
 روکش چین و ختن غیرت بغداد و عدن
 چمپ گئی سقفِ فلک یون تریوان بلند
 تشری ڈانکدے ج طرح کوئی زیر لگن
 روشنی ایسی جواہر کی دکا نون مین عیان
 جنگے نظارے سے ہو چشم تیار و روشن
 ایسے شہر تکرے مین کیون نہ ہو خلقت و شاد
 ایسے مامن مین نہ کیونکر ہو زمانہ ایمن +
 شمعہ عدل کا وہ خوف ہے باز ارون مین
 نہیں ممکن کہ جو برتن سے بھی کھڑکے برتن
 ہاتھ باندھے ہوئے پھرتے ہین یہاں دست و راز
 لب سے رہتے ہین یہود و سار وقت سخن
 ذی خرد اتنے ہین ذی غم ہین اتنے کہ یہاں

کیا قباحت ہے اگر مکی جگہ بویے من
 ناظم و ناشر و مندرزانہ و دانا و ادیب
 عالم و عاقل و علامہ ہر اک ماہر فن
 حمید آباد کا بھیتا ہے جہان میں ڈھکا
 نوبتیں کیوں نہ بھین دھوم سے باون باون
 طفل مکتب بھی پڑھاتا ہے فلاطون کو سبق
 خلق ہوتا نہیں اس شہر میں کوئی کو دن
 حمید آباد سے کیوں جاے کھین بھیش آبد
 خوشتر از ملک سلیمان نہو کبون حسب وطن
 دشت و کوہ و چمن و شہر کی مداحی سے
 ایسی تشبیب کو زیبا ہے کہین چار چمن
 چمن آرائے دکن خسرو فیاض و جواد
 جسے شاداب کیا آپ کرم سے یہ چمن
 مرج میں لے سکے پڑھوں مطلع رنگین ایسا
 جس سے لے داغ ہو شرمندہ بہار گلشن

مطلع ثالث

| | |
|--|---------------------------------------|
| خسرو تیرنگن تیغ فگن شیرنگن | سیر محبوب علیجان ملک ملک دکن |
| داد گردا دود و داد رس و داد رس | فخر دین فخر نگین فخر زمان فخر زمن |
| پاک دل پاک نفس پاک نظر پاک نهاد | نیک خونیک سیر نیک روشن نیک چلن |
| قدروان قدر کن و قدر فر قدرت شاس | حاکم علم و عمل بادشہ فہم و فطن |
| آفتاب شرف اوج مہ عز و عسلا | شمع کاشانہ دین اختر بخت روشن |
| قاطع بنقض و حسد قانع بیداد و ستم | بانی عیش و طرب ماحی آلام و حزن |
| جمع جود و سخا مصدر الطاف و عطا | معدن حلم و حیا مخزن اوصاف حسن |
| صاحب جاہ و حشم وارث دیہم و سریر | ملک سیف اقلیم قتل قدیر ذوالمن |
| تیرے انوار کا پر تو ہے کہ ہے پر تو بہر | تیرے اخلاق کی خوشبو ہو کہ خوشبو چمن |
| ہات ڈالا ہے محالات میں بخشش فی تری | کہہ سکے کون عطا کو ترے بہا مکن |
| وہ گہر باہر اوست کرم ہے شاما | آگے اس فیض کی پانی بھر عباد و کی بھرن |
| ہن ہستی ہو دکن میں پیش ہے شہور | تو نے برساے گہر فیض سو معدن معاد |
| فیض ہے کہہ بیابان کو بھی ہنگام شار | لیتے ہیں لعل و گہر و لون پچھا کر اوس |
| کوئی سختی کرے اس عہد میں کیا ممکن ہے | موم سے بڑھ کے ہوا نرم مزاج آہن |

عہد میں تیرے جو معدوم ہو کیا ہو رہا ہے
 جو سلطان کو وہ ممنوع ہوئی طرز سوال
 وہ بھی چھپ چھپ کر یہاں دیکھتا ہوا بیٹ
 حکمت آموز فلاطون سے تری عقل سلیم
 ریشہ بیخ ز قوم اسکو بناتی ہے زمین
 آتشِ قمر سے رستم کا بھی ہو زہرہ آب
 تیرے مداح ہیں سب اہل نظر اہل کمال
 سوزِ باین گلِ صدفِ برگ سے لے قرضِ ہزار
 ہیں ترے عہدِ عدالت میں شکستہ احوال
 تنگدوین ہے یہ ماتم تری دینار سی

کاوشِ کینہ و آزار و غم و رج و الم
 زخم پہیلائے جو دامن تو بنے تر دامن
 زخم میں ٹانگے ہیں یادِ دو کے در پر چین
 بات چنتہ ہے تری را سے تری سخن
 تیرے اعدا کا نہ بیکار گیا مارِ کفن
 شمع کی طرح سے گھلبے تن میں تن
 آنکھ میں گھر ہے ترا تو ہے زبان پر سن
 تو کرے لاکھ طرح سے وہ تری مدح سخن
 دل شکن عہد شکن تو ہے شکنِ روزہ شکن
 بانگِ ناقوس پہ ہوتا ہے یقینِ شبن

دیکھ

آج وہ روزِ مبارک ہے وہ روزِ یومِ سعید
 وہوم سی وہوم خوشی سے خوشی چار طرف
 آج یہ خانے پر زندہ کی چڑ مانی دیکھو
 آج یہین قرضِ دیکھو وہاں ہوتا ہے

کہ گلے ملتی ہے خود شاہ کو اقبال و عید
 تشنگانِ گلگون کی برائی اُمید
 توڑ ڈالین نہ کہیں سیکہ کی سیر سید
 دستِ زاہد میں عوضِ پیرِ مغلان کی کھید

آج وہ دن ہے کہ پتے ہیں اس کو شام
 ہاں پو بادہ کر نو دیکھیں تو کتنا دم ہے
 سلمیٰ بادہ ہے وہ آج کے دن لد بخش
 زار خشک کے بھی زمین بھڑائے پانی
 حسن میں تلے ہیں یوں ڈالے جو لاہوش
 اعتدال آب و ہوا کا ہے عجب روح فزا
 ذہن کیا کند ہو ہوئے نہیں ہتیا بھی کند
 خست نفس اہل دکن میں زمانہ نام کو بھی
 نبض خورشید میں پائی جو حرارت تو فلک
 دیدنی ہے یہ بہار چمن بو قلمون
 چمن دہر میں سوا بار خزان آئے تو کیا
 جو ہو بیگانہ تعلق سے یگانہ ہو وہی
 نیک بد کا ہو ہر اک بات میں انسا نکو خیال
 وہی شہزورہ جس نے دبایا اس کو
 بس خبر دار ہو امی داغ ذرا ہوش میں آ

کی ہو دو چار برس پہلے جو ساقی نکشید
 خود ہی ساقی کی طرف سو نہی تاکید کیا
 ہوٹ چاٹا کرے اک گھونٹ چوٹی لڑجھٹ
 دست ساقی میں بھرا دیکھ اگر جام بنید
 جسطح برج میں میزان کو فلک پناہید
 زہر بھولے سے کوئی کھائی تو وہ بھی ہوش
 مثل یونان نہیں بلکہ یونان کوئی شخص لمبی
 نہ لے بہر دوا وہ ہونڈ ہے گزشتہ صد
 تخم سے قطرہ شبنم کے بنائے تبرید
 دیدہ دل سے کرے غور جو ہر فرصت
 نہو پڑ مردہ و افسردہ گل و صنف حمید
 کہ عجب شمع ہر زمانے میں نظر و تفرید
 دوست سر و عمدہ ذاتی ہو تو دشمن سر و عید
 نفس سرکش کو سمجھ کہ یہ ہو دیو مرید
 پند عطار کی اس مع میں کیسی تقلید

| | |
|--------------------------------------|---------------------------------|
| دیکھ سامانِ شہانہ کہ یہ ہے قابلِ دید | دیدہ دل سے اُٹھاپروہ غفلتِ غافل |
| چھائی سر کیا درو دیوار پہ دربارِ عین | آج دربارِ گہر بارِ شہِ والا ہے |
| کی فرشتوں نے بھی مضمون کی جگہ تائید | ہوش آتے ہی یہ مطلع مر سب پر آیا |

مطلع ثانی

جشنِ آراستہ شاہ کی مدت ہے مدید
 کیا عجب دیکھے اگر جیکے دوبارہ جمید
 شاہ و دشاہِ سلیمان چشمِ آصف جاہ
 شاہ و دشاہِ فریدون فروغِ خاک عبید
 صاحبِ بخت خوش و نسج و نسیر و زوسید
 میرِ محبوبِ علیخان شہِ یکیت اودید
 غصہ و قہر ہے کم سہو و خطا اُس سے بھی کم
 رحم و الطافِ فزون داد و دہش اُس سے مزید
 گم ہوا عہدِ عدالت میں تشددِ ایسا
 یہ لکینِ رسم کتابت میں بھی کاتبِ تشدید
 وقتِ انصاف کرے تھوڑی خطا پر بھی نظم

وقتِ الطاف و کرم عفو کرے جرمِ شہید
 سیدھے ہو جاتے ہیں اس عہد میں بانگو ترچھے
 کہیں مٹجائے نہ ابرو کے حسینان کی کشید
 شمعِ اقبال سے یوں چہرہ زیب و روشن
 جیسے و الشمس کی تفسیر سے قرآن مجید
 تیرہ باطن نظر آئے نہ کوئی کور سواد
 دلی قندیل میں روشن ہے چراغِ امید
 حیدر آباد رہے شاہ کے دم سے آباد
 جس سے ہر صورتِ اسلام نمودار و پدید *
 مسجدوں میں رہے یہاں شورا اذان و تکبیر
 خانقاہوں میں یہاں سلسلہ حمید
 کہیں تعلیم و تعلم سے بد رس و تدریس
 کہیں قرآن کی تلاوت سے بحسن تجوید *
 رہے کہیں تذکرہ عینیت و ذاتِ صفات
 رہے کہیں مشغلہ ذکرِ شہود و توحید

کیون نہو محکم و مضبوط بنائے اسلام
شاہِ دیندار کو ہر دم ہے لحاظِ شایب

مح حاضرین پڑھوں مطلعِ روشن ایسا
کہ چمک جائے مہربخت بھی مثلِ خورشید
مطلعِ ثالث

یون سلاطینِ دکن میں سے ترا دورِ سعید
جسطح سارے مہینوں میں مبارکِ عید
چار آنکھیں ہیں زمانے کی زمانے میں ترے
چشمِ لطف ایک بڑھی ایک بڑھی چشمِ اُسید
مان جاتے ہیں تری راے جہان آرا کو
اہلِ تفہیم میں ہوتی ہے جہانِ گفتِ شنید
یون تری راے کے پیرو ہیں تمام اہلِ خسرو
جسطح اہلِ تسنن میں سب اہلِ تقلید
دس سے دس لاکھ جو بنجائیں مقولِ عشرہ
کر سکیں وہ نہ تری راے کی ہرگز تردید

ہو گیا تیرے زمانے میں فلک کم آزار
 درد ہوتا نہیں عشاق کے دل میں بھی شدید
 چرخ کا پُٹھ لڑ جائے زمین دہشت سے
 الامان وقتِ سیاست جو کرے تو تہدید
 رسیدان باندہ کے رکھے جو عدو اپنی عمر
 تو بھی ہرگز نہ بنے جلِ متین جلِ ورید
 تودہ مدوح معرفت سے شاہانِ زمین +
 مین وہ مداح کہ قابلِ مرے سبحان و لبید
 تجھ سے آسائشِ مخلوق خدا کا ایجاد
 مجھے آسائشِ اندازِ سخن کی تجہدید
 مین سپہدار ہزاروں ترے منقاد و مطیع
 سیکڑوں اہلِ سخن سحر بیان میرے مرید
 اسطرح حکم میں تیرے نہیں ہوتا اجمال
 جسطرح شعر میں میرے نہیں ہوتی تعقید
 تجھ کو شاہانِ مری رتبہ فناء کے لہو

بھگو دیا ہے تری جوشنا کی تہیہ
 نہیں جتے مجھے استراقی و مشائین کچھ
 تھے فلاطون و ارسطو مرے شاگرد رشید
 ہے وہ نکال سے باہر حکومتی نہ پڑے
 نقرہ ماہ نہ لون مین نہ طلائے خورشید
 شاہ سے مرتبہ و منصب و خلعت کی عطا
 داغ سے حرمت نعمت شاہی کی رسید
 دیگر
 کیا جوان بخت و جوان سال ہوا ہے عالم
 فلک پیر بھی کھاتا ہے جوانی کی قسم
 ہو گئی فصل بہاری مین بھی ابکے برسات +
 جوش سے ابر بہاران کے ہوا یہ علم
 چرخ پر چھائی ہین اسطرح گھٹائین کا لی
 جسطح ہوں رخ معشوق پر زلفین برہم
 ہے سیہ ایرمین اس روپ و بگون کی قطار

انجسم کا ہشان کی ہو لڑی جیسے مبہم
 گردِ افلاس کو بھی ابرِ کرم دہوتا ہے
 ہمارے بارش میں ہے موتی کی لڑی کا عالم
 جوشِ پرچمتِ باری سے تعجب کیا ہو
 چاہِ بابل کا دہوان بھی جو بنے ابرِ کرم
 کہیں بادل کی گرج ہے کھین بجلی کی کڑک
 کہیں بوند کی پھولین کھین برسے چھم چھم
 نعرہٴ ست کا بادل کی گرج میں اندازہ
 نگہِ شوخ کا بجلی کی تڑپ میں عالم
 ابرِ نیسان سے ہوئی ایسی ترمی خشکی میں
 گائین و پیک تو آٹھے شعلہ کی جا مو جہیم
 آبِ شمسیر میں جو ہر ہے بشکلِ ماہی
 آبِ آئینہ میں خواص ہے عکسِ آدم
 پسلیان اب ہنیں دریا کی دکھائی دیتیں
 خوب تن تن کے روان ہونے لگے موجِ نیم

کشتیوں میں کہیں جلے ہیں چڑھے دریا کے
 ہو رہی ہیں کہیں تیرا کون میں شہر طین باہم
 قوتِ نامیہ ایسی ہے تو کچھ دور نہیں
 دوڑیں اٹھ اٹھ کے زمین پر سے اگر نقشِ قدم
 خاک میں جان ہے ایسی کہ نہیں اس کا عجب
 زندہ ہو جائیں اگر زیرِ زمین اہلِ عدم
 نارِ دوزخ بھی بنے آج گلستانِ خلیل +
 اگلے سوختے بھی ہوں گلِ گلزارِ ارم +
 بات کی شاخ میں بھی آج وہ ہے استحکام
 توڑنا چاہیں تو ٹوٹیں نہ کبھی قول و قسم
 اثرِ بادِ بھاری سے تعجب کیا ہے +
 گلِ فشانِ صورتِ گلزار ہو نخلِ ماتم
 ارض کو فوق سما پر ہے اسی موسمِ مین
 کہ زمینِ لوحِ زمرِ دے ہے فلک ہے نیلم
 وقتِ انشا اثرِ تازگیِ مضمون سے +

شاخِ سر سبز بنے ہات میں کاتب کے قلم
 خطِ گلزار ہو قسط اس پہ کھینچیں جو لکیر
 ہو برنگِ رگِ گل ریشہ سوراخِ قلم
 ہے وہ بالیدگی سبزہ سیراہ گہر
 زور سے جکے اکھڑ جاتے ہیں رہرو کے قدم
 شوخی رنگ سے مہندی کے ہے نق رنگِ شوق
 لالہ باغ پہ ہے لال پری کا عالم *
 کہیں طلاس چین کی ہے نواے دلکش
 کہیں آتی ہیں پیپون کی صدائیں پیہم
 ہے کہیں گل کی مہک تو کہیں بیل کی چپک
 کوک کوئل کی ہے ارگن سے بھی خوشتر مہر دم
 نکہت گل کا اثر ہو نفسِ مطرب میں
 گائین اس فصل میں گر رام کلی اہلِ نسیم
 بھینی بھینی ہے وہ خوشبو کہ معطر ہو دماغ
 ٹھنڈی ٹھنڈی وہ ہوائیں ہیں کہ دل ہو حرم

بوسے لیتا ہے شگوفے کے شگوفہ کھلکر
 شلخ سے شلخ گلے ملتی ہے کیا کیا باہم
 روز ہر باغ میں ہیں گلبدنون کے جلے
 چندریان ساڈیان سُرخ اُسپہ ترشح کم کم
 یہ ہے موجود وہ معدوم یہ تازہ وہ کہن
 باغ محبوب کہان اور کہان باغ اوم
 برہم عشرت کا عجب رنگ ہے اس موسم میں
 گاتے ہیں گوشت طار اہل طرب اہل نفسم
 سب سے سیارہ کو بھی لین و شرف حاصل ہے
 معتدل آج کے دن چارون عناصر باہم
 نہ ہے گرمی نہ کہین حد سے زیادہ سردی
 حیدر آباد میں ہے فصل کا ایسا عالم
 روز نوروز ہے وہ فرخ و مسعود و سعید
 کہ زحل کی بھی سعادت نہیں برہیس سے کم
 عکس بھی اسکا کرے بیضہ فولاد کو چور

بیضہ بازی نوروز ہے وہ مستحکم
آج دو قدر ہے انکے جو مقابل کیجے

تاج پر دین کے موتی نہ خریدے عالم
بیضہ مرغ کو اگر بیضہ گردون سے لڑائیں

خطا محوڑ سے لکیر اُسین ہو ثابست ہر دم
شور ہے قلقل بینا کا چلو آؤ بیو

مہینچون نے بھی چارکھی ہے کیا کیا اودھم
لائے مینخانہ پہ کیا آج قدم ہی پھسلے

پھسلے مہمن کا جو ایمان تو ہندو کا دھرم
نمود بخود بھی کوئی آپسے اٹھ سکتا ہے

مہفل عیش دین جم جاے یہاں بیٹھ کے جم
جشن نوروز ہے دربار شہ والا ہے

اہل دربار ہزاروں ہین یہاں کم سے کم
منصب و خلعت و جاگیر و خطابِ خدمت

خیر خواہوں کو عطا آج ہوئے ہین پیرسم

عکس بھی نذر گزاردن کا ہوا نذر گزارد

جا بجا آئینے ایوان مین مین تہ آدم

شاہ کے نام سے ہوتی ہے محبت پیدا

کیون نہ محبوب دل خلق ہو اسم اعظم

نام لیجے اگر اسکا تو آسیدم کھل جائے

عقدہ کار ہو کیسا ہی جو دشوار و اہم

خسر و نامور و بادشاہ نام آدر

شان مین جب کی کیا داغ نے مطلع یہ رقم

مطلع ثنائی

صاحبِ طیل و علم مالکِ شمشیر و قلم

میر محبوب علیخان شہ فرخندہ شیم

مالکِ مملکت و مال و منال و مکنات

صاحبِ دیدہ و طنطنہ و جاہ و چشم

کو کب ملک دکن باہ منیر دولت

مہر اقبال چشم چشم و چراغ عالم

بخت و اقبال و دماغ و نگہ و دل روشن
 فہم و ادراک و ذکا و عمل و علم علم
 جسکے جلوے سے چمک مہر جہاں تاب کی ماند
 جسکے چہرے سے دمک ماہ فلک کی مدہم
 بذل مین عدل مین ہے حاتم و کسریٰ کی مشال
 زرم مین بزم مین ہے ثانی اسکندر جم
 ایسی سطوت ہے کہ تھارتے ہیں اہل آزار
 موت بھی ڈھونڈ ہتی ہے اپنے لیے راہ عدم
 شاہ کا حرف سیاست جو ہوا ہے مشہور
 خوف سے دانت نکالے ہوئے ہیں سب مسموم
 بیہوش شاہ سے کہہ دے پانی پانی
 اگر آرزو بھی ترا خشنے کبھی ترشنے نہ صنم
 بازو سے باز مین ہو پرورش بجپہ قاز
 اور بڑھالے کو آغوش مین پالے نصیب غم
 گنج سلطان کی اگر دیکھ لے کثرت قارون

تو وہین ساتھ دولے کے نکلے بھرم
 اے زہے جو کہ ہے خونِ عطا خانِ خلیل
 اے زہے فیض کہ ہے دستِ سخا ابر کرم
 قدر ایسی ہے سپاہی کی جو پاتا یہ دور
 چھوڑ کر خدمت کا دوس کو آتا رستم
 نیکیان شاہ کی لکھی ہین ازل ہین جو بہت
 کچھ تعجب ہین فرسودہ ہون گر لوح و قلم
 حجاجِ حاضرین لکھ اے داغ وہ مطلعِ پیشل
 سُنکے اُسنے کہے جب کو زبانِ عالم +
 مطلعِ ثالث
 کیا عجب ناموری سے تری اے بحرِ کرم
 فلسِ باہی پہ ترا سکھ ہو مانندِ درم +
 حجِ ہین ایک تری ذاتِ ہین کتنے اوصاف
 بذل و انصاف و ہنر پروری و لطف و کرم
 نورِ ایمان سے وہ روشن ہے دلِ پاکِ ترا

دیکھے یہ جلوہ تو پروانہ بنے شمعِ حرم
 اور بھی دوسری پیدا ہو برابر کی اجل
 ملک الموت بھرے گرتری تلوار کا دم
 تو جو چاہے زہرے دھرمین کھٹکا باقی
 ماہی بھرکا بھی خار سے خالی ہو شکم
 گر کسی نرغ پہ ٹہرے تری جنسِ حنات
 تو فرشتوں کو یہ لالچ ہو کرین بیعِ سلم
 بے دم معرکہ حاصل تجھے وہ استقلال
 قطب تارے کی طرح سے نہ ہٹے تیرا قدم
 کئی مقصدِ آفاق ہے تیرا دیدار
 مردِ دم دیدہ ہون تیرا بن صفتِ طوفِ حرم
 تیرے ہی دستِ سخاوت کی کرامت کہیے
 یوں جو بے پادن کے چلتا ہے زمانے میں دم
 تیرا حکمی ہے ترا حکم کہ ٹلتا ہی نہیں
 تیرا انداز ہے تو مثلِ قضاے مبرم

تیرے بدخواہ کو ہر طرح سے غلین پایا
 اُس نے اُنکا بھی الم کو تو ملا وہ ہی الم
 حشر تک قبرِ یو سے یہ ندامتِ آئین
 ہائے غم وائے الم ہائے غضب وائے ستم
 یون ہے مردود عدد و بارگہ عالی سے
 جسطح رکھ نہ سکے خج پو ابلیس قدم
 سلمیٰ فن بھی عدو ہو تو نہو اُسکا گزر
 چوب دربانِ مین ہے موسیٰ کے عصا کا عالم
 ہے ازل سے یہ تیرے در کا سلامی شانا
 پشت ہے پر فلک کی اسی تسلیم سے خم
 دھنسل کیا۔ ہو جو تیرے عہدِ مین کوئی برباد
 کہ پر کاہ کور کہتی ہے بہگو کر شبنم
 حیدر آباد ہے جنتِ سواد لہ الامن *
 کہا کے گندم نہ یہاں سے کبھی نکلے آدم

دیگر

جود و سخا نظام کی ہمت کے ساتھ ہے
 دنیا میں نام اچکا شہر کے ساتھ ہے
 دل میں جو حوصلہ ہے تو جرات کر ساتھ ہے
 آصف کو الفت ایسی رعیت کر ساتھ ہے
 چونتیسویں ہے سالگرہ اب حضور کی
 کیونکہ خطاب میں نہ فلاطون عصر ہو
 جو ہے خدا کا حکم وہی بادشاہ کا
 کیا اتباع حکم شریعت ہے رات دن
 بدخواہ کا نظر سے کلیجہ نخل پڑے
 اولاد سے زیادہ ہے منظور پرورش
 جو کام مقتضی ہے ریاست کو واسطے
 کیونکہ ہر بھرانہ رعیت کا باغ ہو
 مسکین نواز بھی ہے مسافر نواز بھی
 دنیا کی ہے زبانہ شاہ و کن کا لطف

وابستہ خلق و امن دولت کے ساتھ ہے
 شہرت بھی ہے اگر تو حکومت کے ساتھ ہے
 آنکھوں میں ہے حیا تو مرد کے ساتھ ہے
 جیسے رسول پاک کو امت کے ساتھ ہے
 ساعت یہ نیک مین و سعادت کر ساتھ
 جو بات ہے وہ فہم و فراست کے ساتھ ہے
 طاعت کا لطف ہکوا طاعت کے ساتھ ہے
 کیا اعتقاد اہل طریقت کے ساتھ ہے
 وہ دبدبہ حضور کا سطوت کے ساتھ ہے
 کیسی رعایت اپنی رعیت کے ساتھ ہے
 سطوت کے ساتھ ہے وہ ریاست کے ساتھ ہے
 مشعر بادشاہ کی نیت کے ساتھ ہے
 کیا پرورش الہی عزت کے ساتھ ہے
 چرچا یہی تو حرف و حکایت کے ساتھ ہے

| | |
|--|--|
| <p>جرم و خطا کے واسطے تفتیش ہو پیر یہ اتحاد چاہیے انسان کے لیے نذر کی آبرو سے ہو آقا کی آبرو آصف ولیہ شیر فگن وہ ہے جسکی دہاک آصف ہو وہ خلیق کہ باغِ جہان میں آج آصف کا وہ ہو طالع فیروز و ارجبند آصف کا حق محتاقِ زنجوشلو دکن کیا کیا منصفی ہو طبع میں پرشور سے اہل زمین کو فخر نگیوں ہو کہ واسطہ دستِ نظام میں رہے یاربِ عثمان آصف رہے ہزار برس جسکی سلطنت</p> | <p>عفوِ خطا اگر ہے تو عجبت کی ساتھ ہے سیرت کا حسن خوبی صورت کے ساتھ ہے کیا پرورش ہر ایک کی سیرت کے ساتھ ہے سارے بہاروں میں شجاعت کے ساتھ ہے خوشبوئے خلق جسکی لطافت کے ساتھ ہے جسکا عروج شوکت و حشمت کے ساتھ ہے جو کام ہے خدا کا وہ حکمت کے ساتھ ہے کیا راستی مزاج میں خلقت کے ساتھ ہے اک آسمانِ جاہ و جلال کے ساتھ ہے اسلام جب تک اسمِ نبوت کے ساتھ ہے شان و شکوہ و شوکت و عظمت کے ساتھ ہے</p> |
|--|--|

| |
|--|
| <p>یارب دعا ہو داغ دعا گو کی مستجاب اُسکی دعا امیدِ اجابت کے ساتھ ہے</p> |
|--|

منشوی

ساتیا میں اگر دعا مانگوں تو بجز مے کے اور کیا مانگوں

یہ دعا اور مستجاب نہ ہو
 پارسائی کے بھول ہو جائیں
 خنم گردون کو جھید ٹوٹا لون مین
 کرہ نارا آتش تر ہو
 بطے کی طرح پھرے گردون
 ساتی ہے ہو چادر مہتاب
 میکدہ ہر مکان ہو جائے
 سر کے پر ہو یقین بادہ ناب
 آب قلزم شراب ہو جائے
 ہالہ مدہ دمان ساعز ہو
 بیل انگور کی ہے کاکہشان
 شور قلع ہو نالہ بلسل کا
 گرے مستون کی طرح پروانہ
 لب قاضی و شر بوا ہو مدام
 ساری دنیا ہو اور مستی اور

یہ دعا اور کامیاب نہ ہو
 یہ دعائیں قبول ہو جائیں
 منہ سے نالے اگر نکالوں مین
 دروے سطح خاک یکسر ہو
 مو جزن ہو وہ بادہ گلگون
 خنم گردون سے آسچین کر شراب
 خنم سے آسمان ہو جائے
 ننگ شر قند کا ہو جواب
 کاسے جاب ہو جائے
 مہانور بسان ساغر ہو
 ساعز بادہ اختہ تابان
 گل مین ہو رنگ ساغر کا
 گریہ شمع بھی ہو مستانہ
 محتب شوق سے ہوئے آشام
 رائدن شغل سے پرستی ہو

| | |
|--|--|
| <p>مردم دیدہ تک شرابی ہو خوف کیسا کہان کی بے ادبی کسکو اندیشہ گنہگار سی مے گلغام کے مزے لوٹیں اس پری کی ہے حور کی صورت</p> | <p>آنکھ پیدا ہو تو گلابی ہو انتہا کی ہے مجھ کو تشنہ بی اور ہی شے ہے رحمت باری ساغر و جام کے مزے لوٹیں ہے یہی نار نور کی صورت</p> |
|--|--|

بیانِ حالتِ فراق

| | |
|---|---|
| <p>اے فلک داد خواہ ہوں تجھے یہ ستم دیکھ اور مجھ کو دیکھ وہ نیکی ادائیں دہیان میں ہیں گر نہین وصل یار جانی کا ہجر باعث ہے خستہ جانی کا ہجر سے مرگ ناگہان بہتر عاقبت خاک میں ملتا ہے اس کو پوچھو جناب آدم سے ہے سید پوش میرے ماتم میں</p> | <p>اے فلک داد خواہ ہوں تجھے یہ ستم دیکھ اور مجھ کو دیکھ وہ نیکی ادائیں دہیان میں ہیں گر نہین وصل یار جانی کا ہجر باعث ہے خستہ جانی کا ہجر سے زخمِ جانستان بہتر ہجر دنیا سے یکے جاتا ہے دم پہ بنتی ہے ہجر کے غم سے تیرگی ہے جو یہ شبِ غم میں</p> |
|---|---|

سوے سرگول کرشب ہجران
 اس سیاہی میں کیا سحر ہو نمود
 دیکھ کر آہ آتشین کے شر
 داستان گوہے نالہ شبگیر
 کیون فلک انتہائے جور بھی کچھ
 یوں کیو ہلاک کرتے ہیں
 ہمہ تن یاس کر دیا تو نے
 دل ستانے سے درگزر ہی نہیں
 ہو گئے خاک پھلے لاکھوں
 میں ہی کیا ہوں تری جناکے لیے
 کسی کر دے سے کل نہیں آتی
 جی پہلتا نہیں کسی صورت
 صفت سے دونوں مل گئے پہلو
 چشم ٹٹا کے ہو دل غناک
 تب دوری پھڑتی ہے مجھے

اشکِ شبنم سے صبح تک گریان
 گھر گیا دود آتشِ نمرود
 دانتِ پیسا کیے بہت اختر
 خوب سوتی ہے چین سے تقدیر
 ظلم باقی رہا ہے اور بھی کچھ
 یوں جلاتے ہیں خاک کرتے ہیں
 ستیا ناس کر دیا تو نے
 آہِ مطلوب سے حذر ہی نہیں
 مر گئے کاٹ کر گلے لاکھوں
 رحم کر رحم کر خدا کے لیے
 نہیں آتی اجل نہیں آتی
 دم نکلتا نہیں کسی صورت
 چین بستر سے چل گئے پہلو
 سینہ صد پارہ و جگر صد چاک
 دمدم روح چھوڑتی ہے مجھے

ضعف سے قلب تھر تھراتا ہے
 چشم پر خون سے ندیاں جاری
 چھتی ہے کوئی شے کیلجے میں
 دل کی حالت مری ہے سینے میں
 لگ گئی کس کی بد دعا مجھ کو
 دل سے پیہر وں کلام کرتا ہوں
 غم جا نگاہ میہانِ دل کا
 جب فلک پر نگاہ جاتی ہے
 پہنچی ہے آسمان تک فریاد
 دو درِ دل سائبان ہے گویا
 رات دن مجمع پریشانی
 دل میں ہر آن کا ہر شے دوری
 دل ہے بیتاب تو جگر بے چین
 دل میں ہر وقت ایک تازہ ملال
 نامرادی مراد پاتی ہے

درد بھی اٹھکے بیٹھ جاتا ہے
 ریشِ نافذ سے تن پر گلکاری
 ہوک سی اٹھتی ہے کیلجے میں
 سانس چلتی چھری ہے سینے میں
 میرے اللہ کیا ہوا مجھ کو
 زندگی کو سلام کرتا ہوں
 اشکِ غماز رازِ دانِ دل کا
 عرشِ اعلیٰ تک آہ جاتی ہے
 نہ گئی اُن کے کان تک فریاد
 دوسرا آسمان ہے گویا
 خانہ آبادِ حسانہ ویرانی
 لب پر ہر وقت بسے مہجوری
 ہے مصیبت میں گھر کا گھر بچپن
 انقلابِ زمانہ شامل حال
 تلخ کامی مزے چکھاتی ہے

ناموس ہے وہ میری گناہی
 یہ جو لکھے قلم زبان نہ رہے
 بیکسی میری ننگسا رون میں
 لطف ملتا ہے جان کہولنے سے
 چشم تر پر ہے گوشہ دامان کا
 لحدِ تنگ کنجِ تنہا ئی
 چارہ گر سے دوا نہیں ہوتی
 دردِ دل کا علاج مشکل ہے
 کل جو امید تھی وہ آج نہیں
 جان جاتی ہے دل کے آنیے
 گردِ بیٹھے طبیب روتے ہیں
 بنفین چھوٹی ہوئی پلیسٹون کی
 ہر کوئی اپنی اپنی کہتا ہے
 جو اطباءے وحشتِ دل ہیں
 جو عیادت کو میری آتا ہے

پراثر ہے وہ میری ناکامی
 لوح محفوظ تک نشان نہ رہے
 نا اُمیدی امید واروں میں
 شاد ہوں رات دن کے رونے سے
 چاک ہنسنے لگا گریبان کا
 جیتے جی منہ پر مردنی جھانی
 نہیں ہوتی شفا نہیں ہوتی
 بجائے کل تو آج مشکل ہے
 مرضِ موت کا علاج نہیں
 موت آتی ہے اس بہانے سے
 مجھ کو میرے نصیب روتے ہیں
 پیش چلتی نہیں غریبوں کی
 اس میں اختلاف رہتا ہے
 انکو کپڑے چھڑانے مشکل ہیں
 دیکھ کر دور ہی سے جاتا ہے

میری باتوں سے وہم آتے ہیں
 بات کی بات میں پلٹ نہ پڑے
 مزہ وہ وصل کب سنا تے ہیں
 دشمن نام ونگ کون کہ میں
 بسلِ اضطراب کون کہ میں
 تیر غم کا نشانہ کون کہ میں
 عاشق بے وقار کون کہ میں
 مضطرب و آشک کون کہ میں
 چشمِ برادر یار کون کہ میں
 تیغِ حسرت اتر گئی دل میں
 اشک اڈے برس گئیں آنکھیں
 شوق کہتا ہے میرے ساتھ آؤ
 چین متا نہیں کہیں مجھ کو
 موت آئے یقین نہیں آتا
 اب کہاں وہ صفائیانِ منہ پر

سننے والوں کے ہوش جاتی ہیں
 یہ سڑی رہے کہیں لپٹ نہ پڑے
 لوگ یسین پڑھنے آتے ہیں
 اپنے جینے سے تنگ کون کہ میں
 مبتلاے عذاب کون کہ میں
 پائمالِ زمانہ کون کہ میں
 سب میں بے اعتبار کون کہ میں
 صیدِ دامِ فریب کون کہ میں
 ہمہ تن انتظار کون کہ میں
 بیقرار رہی ٹہر گئی دل میں
 دیکھنے کو ترس گئیں آنکھیں
 صنعت کہتا ہے بیٹھ بھی جاؤ
 آسمان ہو گئی زمین مجھ کو
 نفسِ واپسین نہیں آتا
 چھٹ رہی ہیں ہوائیاں منہ پر

رنج کھاتا ہوں اشک پیتا ہوں
 جتنے ارمان ہیں مرے دلمین
 کھیل کوئی نہ عمر بھر کھیلے
 پھوٹ کر روے پاؤں کو چھپا لے
 گر ہوں روکش یہ دیدہ پر نعم
 رنج کھانے سے کام ہے مجھ کو
 فکر افتائے راز سے خاموش
 افراق الفراق و درد زہان
 جو فرشتے ہیں آسمانوں پر
 غم دوری سے جان بیکل ہے
 کوئی مہمان جو میرے گھر آیا
 لین بلائیں ہزار مین نے
 اُسکو باتوں میں کھولتا تھا مین
 کبھی پیتا تھا پاؤں دھو دھو کر
 کبھی قدموں پر اُسکے گرتا تھا

یہی کھاپی کے روز جیتا ہوں
 سب وہ پیکان ہیں مرے دلمین
 ہم جو کھیلے تو جان پر کھیلے
 ہر گئے جن سے ندیاں نامے
 پانی پانی ہو گریہ آدم
 دانہ پانی حرام ہے مجھ کو
 کبھی کچھ ہوش میں کبھی ہیوش
 الامان الامان یہ شور فغان
 ہاتھ رکے ہوئے ہیں کانوں پر
 آنکھ اوجھل پہاڑ اوچھل ہے
 مین نے جانا پیاسہ آیا
 دین دعائیں ہزار مین نے
 خط مکر میں ٹٹولتا تھا مین
 کبھی ہنستا تھا خوب رو رو کر
 کبھی مین اُسکے گرد پھرتا تھا

حالِ اغیار پوچھتا تھا میں
 ڈھنگ کیا ہے صلاح کاروں کا
 رات دن کس سے گرم صحبت ہے
 یاد آتے ہیں اُنکو ہم کہ نہیں
 کون سرکار کا سلامی ہے
 اب وہ شعر و سخن کا ذوق بھی ہے
 رات دن کے ہیں مشغلے کیا کیا
 تھا تیر میں صورتِ تصویر
 میزبان کو جنون ہے سودا ہے
 شکلِ آئینہ منہ کو تکتا تھا
 سخت مجھکو ہوئی پشیمانی
 یوں تلاشی جو دیکے جا ئیگا
 پھر وہی جوشِ انتظار ہوا

خبر یار پوچھتا تھا میں
 رنگ کیا ہے امیدواروں کا
 کون سے شخص پر عنایت ہے
 سنتے ہیں داستانِ غم کہ نہیں
 کس سے ہر وقت ہکلامی ہے
 بزمِ آرائیوں کا شوق بھی ہے
 ہیں طبیعت میں دلوں کے کیا کیا
 یہاں کنگے یہ میری بقدر
 اُسکو حیرت یہ اجرا کیا ہے
 میری حالت پر اُسکو کتا تھا
 نظر آئی جو اُس کی حیرانی
 کون مہمان ہو کے آئے گا
 جوشِ آیا تو بشرِ مسار ہوا

گفتگوئے مشوق با تصویر عاشق

یاد کرتا ہے مجھکو یوں اکثر

یہ سناتا ہے کہ وہ پری پیکر

میری تصویر رکھنے میں نظر
اس ڈھٹائی سے تو ادھر دیکھے
کس طرح گھورتا ہے بلے شریہ
تو سہی رات دن رلاؤن تجھے
ایسی صورت پہ یہ دماغ ترا
حسن ہوتا ہے حاصل تصویر
شکل منحوس کیوں نظر آئے
ایسی تصویر کس کو بھاتی ہے
تجھے رونق نہیں ہے گہر کیلئے
ہنوکچہ اس سے رونق تعمیر
تو ہے رنج و ملال میں کس کے
کیوں ہے خاموش لب تو کہوں
لنستراتی کہان گئی تیری
آرزوے وصال کہہ تو سہی
جھوٹ سچ ہکو آزار مانا ہے

کو سنا چھٹیر نا یہ کہ کھکھ
آنکھیں پھوٹیں ہمیں اگر دیکھے
جی میں آتا ہے پھونک دوں تصویر
دیکھنے کا مزا چکھاؤن تجھے
خوب رکھا ہے نام داغ ترا
روسیہ تو ہے قابل تصویر
مول لیکر بھی ہمتو پچھتائے
پر بلا سے ہنسی تو آتی ہے
رکھ لیا ہے نظر گزر کے لیے
اور دہتا لگائے یہ تصویر
چپ لگی ہے خیال میں کس کے
وہ بڑے بول اتو بول ذرا
خوش بیانی کہان گئی تیری
کیا ہوا تیرا حال - کہہ تو سہی
عشق ہے یا فقط بہانا ہے

تیرے منہ میں زبان ہے کہ نہیں
 کون سا تھا وہ آئندہ خسار
 آئندہ تیرے منہ پر رہتا ہے
 دام دیکر تجھے خریدا ہے
 ہان زلیخا مجھے نہ ٹھیرانا
 بال باندہا مرا غلام ہے تو
 طائر رنگ اڑ کے چل نہ سکے
 بھاگ کر یوں نہ ہو جانا
 نہ کہیں گے کہ صورت اچھی ہے
 تیری تصویر کا بہانا ہے
 پہلے تو اسکو چاک چاک کر دین
 کیا یہ تصویر لا جواب نہیں
 آنکو تصویر پر نظر ہر دم

تجھ میں کبخت جان ہے کہ نہیں
 تجھ کو سکتے کا دیگیا آزار
 اُس نے کیا اپنا حال کہتا ہے
 تجھ پر ہر طرح اپنا دعویٰ ہے
 بنکے یوسف کہیں نہ اڑانا
 اسی باعث سے نیک نام ہو تو
 تیری حسرت کبھی نکل نہ سکے
 محض نا آشنا نہ ہو جانا
 ہان مگر کچھ طبیعت اچھی ہے
 تیرا خاکا بہت اڑانا ہے
 اور پھر میں جلا کے خاک کروں
 سوئے ایک کا جواب نہیں
 مجھ کو تقدیر پر نظر ہر دم

جواب نامہ معشوق از عاشق

کہ مرانا نہ اُسکو بچھنچا دے

یا خدا وہ فرشتہ بھجوا دے

کاسفس میرا ہی کاتبِ اعمال
 کوئی جائے جو گردِ بادِ اُدھر
 اے فغان اپنے زورِ مین لپچل
 اے مہمِ بزرگِ دشِ ایام
 ہے کہ ہر قاصدِ سیما نی
 اے ہوا بازِ دُن مین تو پھر کے
 ابرِ ترا شکِ ترکِ تو یسب
 یون ہمارا سلام پہنچانا
 اے میری جانِ جان سے بہتر
 اے پہ آسمانِ زیبائی
 اے بیتِ لا جواب مین صدقے
 شوخِ ردِ شوخِ چشمِ شوخِ کلام
 جہگوتیرے زرخِ نکو کی قسم
 تیرے افتِ بارِ مہم کی قسم
 اپنے آزار و رنج و غم کی قسم

اُسکو جا کر سنائے حالِ مالا
 جاؤن مین اُسکے ساتھ اڑا کر
 پہنچون مکتوبِ شوق سے آول
 تمہیں بچنچا دو چلتے پھرتے پیام
 کہے اُس سے مری پریشانی
 کھول دے پر مے کیوتر کے
 برقِ سوزِ جگر کو تو لیجا
 یون ہمارا پیام پہنچانا
 جان سے کیا جمان سے بہتر
 جانِ خوبی جہانِ زیبائی
 اے سراپاِ حجاب مین صدقے
 خوش وادِ خوشخامِ خوش اندام
 اپنے ارمانِ آرزو کی قسم
 عہد کی قول کی قسم کی قسم
 داغ کے درد کی الم کی قسم

تیرے قدموں کی تیرے سر کی قسم
 مصحف بروئے پر دنیا کی قسم
 سامنے دوسرا نہیں آتا
 بھول کر تجھ کو میری یاد آئی
 نہیں کہتا ہوں میں خوشامد سے
 اس قدر وہ بیان کون کرتا ہے
 یہی اک دن تری قسم ہو گا
 تجھ سے انصاف چاہتا ہوں میں
 آفتیں جتنی ہیں خدائی میں
 زندگی سے یاس ہے مجھ کو
 گو زمانہ ہو چاہئے والا
 تم بلاؤ نہ آؤن کیا ممکن
 میری عزت کو تم بھی جانتے ہو
 سب سے ہے تیری آرزو بڑھ کر
 رشک اٹھا کر مجھے نہ مرنا ہو

اپنے دل کی قسم جگہ کی قسم
 جھوٹ کہتا نہیں خدا کی قسم
 آئندہ دیکھنا نہیں آتا
 دلِ ناشاد کی مراد آئی
 تیرے احسان بڑھکے ہیں حد سے
 ایسے احسان کون کرتا ہے
 کہ مرا سر ترا قدم ہو گا
 چشمِ الطاف چاہتا ہوں میں
 میں نے جھیلین تری جدائی میں
 تیرے ملنے کی آس ہے مجھ کو
 نہیں مجرسانا ہے والا
 ہے سر اسرہ بات ناممکن
 میری غیرت کو تم بھی جانتے ہو
 آرزو سے ہے آبرو بڑھ کر
 زہر کھا کر مجھے نہ مرنا ہو

یہ نگاہیں کہیں نہ پھر جائیں
 بات کب ناگوار اٹھتی ہے
 داغ کھاؤں خدا وہ دن نہ کرے
 خونِ دل عاقبت نہو جائے
 آدمی آبرو نہ کھو کے رہے
 داغِ درِ عدن سے بہتر ہو
 مین اٹھاؤں وہ اس سفر کے مزے
 نیک و بد سب جتا دیا تم کو
 مین نہ لکھتا کبھی مگر لکھا
 یہ دعا ہے کہ برقرار رہو
 تم کو اللہ شادمان رکھے

ہم نظر سے تری نہ گر جائیں
 داغ سے کسکی عار اٹھتی ہے
 رشک اٹھاؤں خدا وہ دن نہ کرے
 سفرِ آخرت نہو جائے
 کیا رہے گر حقیر ہو کے رہے
 یہ مسافر وطن سے بہتر ہو
 بھول جاؤں تمام گھر کے مزے
 حال اپنا بتا دیا تم کو
 تدر و ان تم کو جان کر لکھا
 میرے حق میں وفا شعار رہو
 عمر بھر مجھے مہربان رکھے

جی تو چاہتا ہے کہ مسطورہ بالا اشعار کا مطلب فرداً فرداً نشر میں بھی
 بیان کیا جائے تاکہ ناظرین کو دو تا سلف حاصل ہو مگر کتاب کے طول ہو جانے
 کے سوا یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ اب کن لفظوں میں مطلب لکھا جائے
 کیونکہ وہ نظریاتی ہے جس میں نشر سے زیادہ مزا آتا ہے اور جو الفاظ نشر میں

لکھے جائیں گے وہی سب اُس میں موجود ہیں۔ اس لیے اس کا لطف ناظرین کتاب ہی کے مذاق پر چھوڑا جاتا ہے وہ خود اپنی اپنی جگہ پڑھ کر محکمہ محفوظ ہو گئے۔

ہم نے مرزا صاحب کے دواوین میں سے اشعار کا شمار تو کیا نہیں جو یہ بات بتائی جائے کہ آپ نے نقد ادب میں کس قدر شعر کہے ہیں مگر ان کا اندازہ یوں ہو سکتا ہے کہ ابتدائے مشق سے حضرت استاد ذوق مرحوم کی حیات تک آپ کا اتنا کلام جمع ہو گیا تھا جو ساٹھ جزوین لکھا گیا اور جس میں غزل۔ قصیدہ۔ قطعہ۔ واسخت۔ رباعی۔ مخمس۔ مہدس۔ خطوط۔ نظم و عروض وغیرہ ہر صنف کا کلام موجود تھا۔ مگر افسوس ہے کہ وہ دیوان کا دیوان ہنگامہ غدر میں ایسا تباہ و برباد ہوا کہ پھر اُس کا پتا نہ چلا۔ ایک ایک دو شعر جو یاد آتے گئے وہ لکھ لیے اور پھر ان میں کچھ اور شعر بڑا کر اس طرح چند پُرانی غزلیں پوری کر لی گئیں۔ اس مبسوط دیوان کے صنایع ہو جانے کے بعد رام پور کے زمانہ قیام میں آفتاب داغ اور گلزار داغ اور مثنوی فریاد داغ کی اشاعت ہوئی۔ پھر حیدر آباد میں مہتاب داغ چھپوایا گیا۔ اور اس کی اشاعت کے بعد آپ کے کلام کا مسودہ جس میں قریب قریب پورے

دیوان کا مصالحہ جمع تھا کسی مفید حریف نے اس طرح آزمایا کہ باوجود تلاش کے اب تک اُسکا پتا نہیں۔ بلکہ اس سوڈے کے کھو جانے پر انعامی شہنشاہ بھی دیا گیا تھا۔ مگر اُس کا پتا نہ چلا۔ اس گم شدہ کلام کی بھی وہی حالت تھی کہ جب کوئی شعر یاد آ جاتا ہے لکھ لیا جاتا ہے بعض بعض تلامذہ و احباب کے پاس جو دو ایک غزلین اتفاقاً اُس دیوان کی پہنچ گئی تھیں وہ کبھی کبھی کیسی معرفت ملی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مہتاب داغ کے بعد اب تک چوتھا دیوان شائع نہیں ہوا ورنہ آپ کے نزدیک اب تک حیدر آباد کے قیام میں دو تین دیوانوں کا شائع ہو جانا کوئی بڑی بات نہ تھی کیونکہ جس طرح آپ کا کلام زود فہم اور سہل المتبع ہوتا ہے اسی طرح آپ شعر بھی بہت جلد فرماتے ہیں اور شعر کہنے کا وہ عجیب اور مشکل طریقہ ہے جسکی نظیر دوسری جگہ یقینی نہیں مل سکتی۔ یعنی آپ عام شعرا کی طرح علیحدہ کسی گوشے میں بیٹھ کر کبھی شعر نہیں فرماتے بلکہ یہ کہنا ذرا بھی مبالغہ نہیں ہے کہ آپ سے تنہائی میں شعر ہی نہیں ہوتا۔ جب کہا تو جمع میں جب فکر کی توجہ کے سامنے ہم سب خادم اور نیز دوسرے احباب پاس بیٹھ رہتے ہیں اور آپ ہمیں مختلف قسم کی باتیں کرتے رہتے ہیں جنکو خود آپ بھی سنتے رہتے ہیں اور فکر سخن بھی ہوتی رہتی ہے۔ جو شعر آپ فرماتے

ہیں دو ایک دوسرا آدمی لکھتا جاتا ہے۔ فکر کرنے کے لیے کوئی خاص وقت بھی مقرر نہیں ہے۔ صبح شام۔ رات۔ دوپہر۔ اٹھتے بیٹھتے کہاتے پیتے جو وقت کہیے شعر موجود ہے۔ اور پھر یہ نہیں کہ جو شعر کہا جائے اُسکو دوبارہ سربارہ دیکھنے کی ضرورت ہو۔ گویا وہ نقش کا لُحڑ ہے جو بس نہیں ہوتا ہے

سبھو تچہر کی تم لکیر اُسے جو ہادی زبان سے نکلا

یہ جتنا آپکا کلام جو اس وقت تمام دنیا میں پھیلا ہوا ہے اسی طرح کہا گیا ہے۔ اب جو دیوان کہ زیر تصنیف ہے قریب قریب نصف کے زیادہ میرے سامنے کہا گیا ہے اور میرے ہاتھوں جمع ہوا ہے۔ اس میں جتنی غزلیں ہیں سب فی البدیہہ اور وقت کے وقت کہی گئی ہیں۔ ایک مرتبہ کئی احباب نے ملکر ایک ہی وقت میں مختلف زمینوں میں چار مصرع طرح دیے اور فرمایش کی کہ اس وقت ایک ساتھ سب میں غزلیں کہی جائیں۔ یہ کیفیت دیکھی گئی کہ آپ باری باری سے ہر ایک شخص کو اُن مختلف الاوزان زمینوں میں شعر کہ کھڑے تھے جلتے تھے اور آخر اسی طرح وہ غزلیں پوری ہو گئیں۔ اس زمانے میں بوجہ متعدد امراض اور بسبب مختلف مواعیات کے پانچ فکر اُس دست پر نہیں ہے جیسا کہ پچھلے زمانے میں متعدد رام پور کے اکثر مشاعروں میں یہ

کیفیت تھی کہ سرکاری مشاعروں کا کل اہتمام آپ کے سپرد ہوتا تھا۔ اس انتظام
 دا ہتمام میں آپ کو اپنی غزل کہنے کی ذرا بھی فرصت نہ ملتی تھی جب مشاعرہ شروع
 ہو جاتا اس وقت آپ مجلسِ مشاعرہ کے قریب ہی دوسرے کمرے میں فکر
 کرتے ایک صاحب قلمدان دکانِ غزلے بیٹھے رہتے اور آپ ٹہلتے ٹہلتے
 پوری غزل کہہ لیتے اور اس وقت مشاعرے میں پڑھ دیتے۔ زود گوئی کا ادنیٰ
 ثبوت یہ ہے کہ فریادِ داغ جیسی بمثل مثنوی صرف دو ذکی معمولی فکر کا نتیجہ ہے
 اکثر ایسے جلسے بھی ہوئے ہیں کہ بعض بے تکلف اصحاب کے اصرار سے
 تفریحاً زود گوئی کا امتحان کیا گیا ہے اور آپ نے ۱۵-۱۵ منٹ اور آدھ آدھ
 گھنٹے میں بڑی بڑی سیرِ غزلین کھٹ ڈالی ہیں۔ اکثر شعرا کی کیفیت یہ دیکھی اور
 سنی گئی ہے کہ وہ پہلے مصرع آخر کھ لیتے ہیں اور پھر دوسری فکر میں آنکے
 پہلے مصرعے لگاتے ہیں اور آپ کی کیفیت یہ ہے کہ جب زبان سے شعر نکلتا
 ہے تو پورا۔ بلکہ بارہا خود ہم نے ایسا دیکھا ہے کہ مصرع اول پہلے کہا اور
 دوسرا مصرع بعد کو فرمایا۔ زود گوئی اکثر اساتذہ کی مشہور ہے لیکن اکثر دیکھا گیا
 کہ زود گوئی کے سبب ان کے کلام میں کوئی عمدگی نہیں پیدا ہوتی۔ بخلاف آپ کے
 کہ زود گوئی میں بھی وہی رنگ ہے جو زیادہ غور و فکر میں ہونا چاہیے۔ یہ کوئی کرامت

یا خرقِ عادت نہیں ہے جو ناواقف اس بیان کو تعجب سے پڑھتے ہیں۔ بلکہ یہ ایک خاص نکتہ ہے جو شقِ سخن سے حاصل ہو سکتا ہے۔ اَلَا مَا شَاءَ اللہ۔ جس قدر جلد آپ اپنا کلام فرماتے ہیں اُسی قدر بلکہ اُس سے زیادہ کم وقت میں تلامذہ کے کلام کی حک و اصلاح ہوتی ہے۔ عموماً اصلاح کا طریقہ یہ ہے کہ ایک شخص شعر پڑھتا جاتا ہے اور آپ درست فرماتے جاتے ہیں۔ اکثر اساتذہ کا یہ طریقہ سنا گیا ہے کہ بجز چند خاص شاگردوں کے باقی عام تلامذہ کا کلام کسی نہ کسی سر پر آوردہ شاگرد سے متعلق ہوتا ہے اور وہی اپنی راے سے اُسکو درست کرتا ہے اور ایسا ہونا کوئی عجیب یا بُری بات نہیں کیونکہ کسی غیر معمولی کام کے لیے جب تک کوئی خاص وقت اور قاعدہ مقرر نہ کیا جائے اُس وقت تک معمولاً اُس کا سر انجام نہیں ہوتا۔ اور جبکہ روز بروز شاگردوں کی تعداد بڑھتی رہیگی تو کیونکر ایک شخص کو اتنی مہلت مل سکتی ہے کہ تمام اپنی ضرورتوں اور ذالی کاموں سے فراع ہو کر روزانہ بالآخر ام شاگردوں کا کلام دیکھا کرے اور اگر بہہ تن اس طرف توجہ کیا ایگی تو یقینی اپنے اور کاموں سے دست بردار ہونا پڑیگا۔ مگر باینہم بغلاف اور لوگوں کے مرزا صاحب بہ نفس نفیس ہر کہ وہ شاگرد کا کلام درست فرماتے ہیں۔ اصلاح بھی اپنے کلام کہنے کی طرح کیے

شاگردوں کی اصلاح

اصلاح دینے کا طریقہ

سامنے ہوتی ہے جو شاگرد حاضر خدمت ہوتے ہیں وہ کسی کسی موقع پر اپنی رائے بھی ظاہر کرتے ہیں اور اسکے لیے عام اجازت ہے اگر کسی کی رائے آپ کو پسند آگئی تو آپ کے ارشاد کے موافق لکھ دی جاتی ہے۔ اکثر ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک شاگرد نے کچھ کہا دوسرے نے کچھ کہا ایسی حالت میں اچھی طرح بحث کی جاتی ہے اور ماہ النزع لفظ کے ہر پہلو پر پورا لحاظ کیا جاتا ہے۔ آخر میں آپ کی رائے پر اسکا تصفیہ ہو جاتا ہے۔ اس طرح کی اصلاح میں ایک شاگرد کی بدولت اور حاضرین کو بھی بہت کچھ فوائد روزانہ معلوم ہوتے رہتے ہیں۔ جب سے راقم خدمت بابرکت میں حاضر ہوا ہے اس وقت سے اکثر اس قسم کی خدمتوں کا شرف خاکسار ہی کو حاصل ہوتا ہے میری تلامذہ کا کلام برابر راقم ہی سنا کر اصلاح لیتا ہے۔ چونکہ اس عمر میں اکثر مزاج مبارک ہمارا ہوتا ہے اور مختلف امراض خارج ہوتے ہیں اس لیے ایسے زمانے میں اصلاح کا کوئی اندازہ نہیں ہو سکتا۔ البتہ اطمینان اور صحت کے زمانے میں بہت سی تاریخیں ایسی گزری ہیں کہ بینل بینل چھپیں غزلین گھنٹے دو گھنٹے میں درست ہو کر روانہ ہو گئی ہیں۔ اگرچہ بعض وقت سرکاری کام کی وجہ سے بھی یہ التزام نہیں رہتا ہے تاہم روزانہ چار پانچ اور ماہوار سو غزلوں کی

اصلاح ضرور ہو جاتی ہے۔ علاوہ بندگانِ عالیِ متعالی و امم اقبال کی غفلتوں کے ہر شخص کا کلام ایک دوسرے آدمی سے ملتا ہے اور اصلاح لیتا ہے۔ بندگانِ اعلیٰ حضرت کا کلام ایک سر بہر لفافے میں چوبدار سرکاری کی معرفت آتا ہے اور اس کے لیے کوئی خاص وقت مقرر نہیں ہے جو وقت وصول ہوا اسی وقت سب کام چھوڑ کر ہم تن اُسی طرف مصروف ہو جاتے ہیں اور بعد اصلاح دوسرے سر بہر لفافے میں بند کر کے اسی طرح چوبدار کے ہاتھ واپس بھیج دیا جاتا ہے۔ اعلیٰ حضرت کے کلام کی اصلاح میں کوئی دوسرا شخص شریک نہیں ہوتا خود پڑھتے ہیں اور خود ہی لکھتے ہیں۔ ناظرین ضرور مشتاق ہونگے کہ جو اصلاح اعلیٰ حضرت کے کلام میں ہوتی ہے اُس میں سے دو ایک کا نمونہ یہاں ذکر کیا جائے گا۔ مگر ہم خود اس کے مشتاق ہیں۔ اگر کوئی ذریعہ ہوتا تو ضرور ایسا کرتے۔ البتہ اس موقع پر اور تلامذہ کی اصلاحوں کے نمونے دکھائے جاتے ہیں اور انکو دیکھ کر اندازہ کر لینا چاہیے کہ بلا امتیاز سب کے کلام میں کم و بیش اسی طرح حک و اصلاح کی جاتی ہے۔

جس طرح اُستادِ بنانا کوئی آسان اور اپنا اختیاری امر نہیں ہے اسی طرح کسی دوسرے کے کلام کو درست کرنا معمولی بات نہیں اور نہ یہ ہر شخص سے

ہو سکتا ہے۔ خیال کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اصلاح چند قسم کی دیجاتی ہے۔
 منجملہ انکے ایک تو یہ کہ قائل کے اصلی کلام کو کاٹکر اسکی جگہ دوسرا شعر خواہ
 اُسی مضمون کا یا دوسرے مطلب کا اپنے الفاظ میں موزون کر دیا جائے
 اور ایک یہ کہ قائل کے تمام الفاظ و مطالب اپنی جگہ قائم رہیں اور صرف
 نقاط و حروف و الفاظ کے تغیر و تبدل یا کمی و بیشی ہو جانے سے پست مضمون
 اعلیٰ اور ہلکے معنی دار ہو جائے۔ ظاہر ہے کہ بنسبت پہلی ترکیب اصلاح کے
 یہ طریقہ اصلاح کھد و مشکل اور دشوار ہے اور یہی وہ طریقہ ہے کہ جسکو یہ نہیں آتا
 وہ اصلاح نہیں دیکھتا۔ مرزا صاحب اپنے تلامذہ کے کلام میں اکثر ایسی جگہ
 و اصلاح فرماتے ہیں جس میں صرف حروف فی یا ایک آدھ لفظ کا تغیر و تبدل ہوتا
 ہے اور اگر کوئی مصرع بھی بنایا جاتا ہے تو انہیں الفاظ و مضمون میں جو اصل
 قائل کا ہوتا ہے۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اگر کوئی غلط محاورہ یا ناموزون
 لفظ ہو تو وہ بھی اپنی اصلی حالت پر چھوڑ دیا جاتا ہے۔ ہمیں افسوس ہے کہ
 اپنی بدتمتی سے وہ تمام اصلاحیں جمع نہیں کر سکے جو پچاس ساٹھ برس سے
 تلامذہ کے کلام میں ہو رہی ہیں اگر لمبیا تین تو ضرور ایک جداگانہ کتاب میں
 وہ سب باتیں لکھی جاتیں جن سے سخن فہم بشار فوائد حاصل کرتے۔ اس دہین

سال کے عرصہ میں وقتاً فوقتاً جس قدر ہلکے باتیں ملی ہیں۔ وہ بھی تمام یہاں نہیں
 لکھ سکتے کیونکہ اگر صرف اصلاحیوں کا ذکر کیا جائے تو ایک دوسری ضخیم کتاب ہو جائیگی
 تاہم بطور نمونہ کچھ اصلاحیہ نکتوں کی جاتی ہیں جو نائد سے نالی نہیں۔ راقم کا ایک
 شعر تھا ۵

| | |
|----------------------------------|-----------------------------------|
| دیکھنے کے لیے آیا ہے زمانہ اُسکو | اک تماشہ ہے مسافر بھی سفر سے پہلے |
|----------------------------------|-----------------------------------|

اس شعر میں صرف یہ اصلاح فرمائی گئی کہ آیا ہی کی جگہ آتا ہے بنا دیا۔ ان دو نقطوں
 کے تلے اوپر ہو جانے سے جو لطف شعر میں آ گیا ہے اُسکو جاننے والے ہی
 جان سکتے ہیں۔ ”آیا ہے“ نے آنے والوں کی آمد کو ختم کر دیا تھا جس سے اگرچہ
 شعر کا مطلب پورا حاصل ہوتا ہے مگر کوئی خاص لطف نہ تھا۔ ”اور آتا ہے“ میں
 آنے والوں کی کوئی حد مقرر نہیں ہو سکتی اور وہی تماشہ عہد ہوتا ہے جس کے
 مشتاق بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ اسی طرح ایک شعر تھا ۵

| | |
|---|------------------------------------|
| نہیں اٹھتیں نہیں ملتیں نہیں کھلتیں آنکھیں | نہیں ہے نشہ ہر یامیند متھیں آئی ہے |
|---|------------------------------------|

اسکو یوں درست فرمایا ۵

نہیں کھلتیں نہیں اٹھتیں نہیں ملتیں آنکھیں ۵

جس وقت اس شعر میں یہ اصلاح ہوئی تھی اُس وقت راقم اس بار ایک اور بلیغ بات

کو بالکل نہیں سمجھا تھا۔ مگر پھر دوسرے وقت اپنی جگہ پر خیال کیا تو پھر ک گیا کیونکہ اصلی شعر میں اصلاح سے پہلے تینوں باتوں میں وہ لطف نہ تھا جو کھلتے کے مقدم ہو جانے سے اب حاصل ہوا یعنی صرت کھلنے سے وہ دونوں باتیں بھی حاصل ہو گئیں جب آنکھ کھل گئی تو اُس کے لیے اُٹھنا بھی لازمی ہے اور جب اُٹھی تو ملنا بھی ضروری ہے۔ فافہم و تدبر۔ اسطرح ۵

| | |
|---|--|
| کسیدن بخودی میں جا پڑے تھو انکو سینے پر | بس اتنی ہی خطا پر ہاتھ کچلے میری بہتر سے |
|---|--|

اس شعر میں کچلے کی جگہ کچلا اور جا پڑے تھے کی جگہ جا پڑا بنایا گیا جس سے حالت بخودی پوری طور سے ثابت ہو گئی ورنہ حالت بخودی میں دونوں ہاتھوں کا جا پڑنا عین ہوشیاری بھی جائیگی۔ منشی ذوالفقار علی خاں صاحب گوہر کا ایک مطلع تھا ۵

| | |
|-----------------------------------|-------------------------------|
| بزمِ عدو میں کیا نہوا اور کیا ہوا | کہتا ہے صاف آپکا سرمہ بہا ہوا |
|-----------------------------------|-------------------------------|

اس میں یکے بزمِ کمرگ کا لفظ بنایا گیا جس نے اُس خاص فعل کو ثابت کر دکھا یا جس کی وجہ سے سرمے کے بہنے نہ بہنے میں اشتباہ تھا۔ نواب عزیز یار جنگ بہار متخلص بہ عزیز کا ایک شعر تھا ۵

| | |
|-----------------------------------|--|
| کیا جانیں آپ تیج کی لذت جنابِ خضر | انازان میں وہ ٹوٹا ہوا ہنی آبِ حیاتِ پُر |
|-----------------------------------|--|

اس شعر کا دوسرا مصرع یوں بنایا گیا ع مرتے ہیں وہ تو چشمہ آب حیات پر۔
 گو کیا اس مرنے کے لفظ نے شعر میں جان ڈال دی۔ غرض کہ یہ ایک دریا سے ناپیدا
 کنارا ہے جس سے ہزاروں تشنہ کا ان سخن سیراب ہوتے چلے جاتے ہیں اور
 یہ وہ باتیں ہیں جن کے وجدانی اثر کو زبانِ قلم ادا نہیں کر سکتی۔ ہر ایک سخن فہم
 کے اندازہ کرنے کو اتنی ہی مثالیں کافی ہیں۔ خدا اس مبدِ فیض کو کم سے کم
 اتنے ہی دھن اور جاری رکھے جتنا زنا اب گزر چکا ہے تاکہ ہم نئی پود کے
 لوگ بھی وہی بہارین دیکھ لیں جو ہم سے پہلے بارہ بھائیوں نے لطف
 اٹھائے تین۔

پُرانے لوگوں سے سنا گیا ہے کہ اگر کسی کے مرنے کی جموٹی خبر شہر پہنچ جاتی
 ہے تو خدائے تعالیٰ اس افواہ کے برعکس اُس شخص کے انعام میں برکت
 دیتا ہے۔ بہر حال اس خیال کی خواہ کوئی اصلیت ہو یا نہ ہو مگر میں اپنے دل کی
 دُہارس کے لیے مذاکی درگاہ سے ایسی ہی اُمید رکھنی چاہیے۔ مرزا صاحب
 جس زمانے میں رام پور شہریت رکھتے تھے وہاں ایک مرتبہ برسات کے موسم
 میں طغیانی کا بہت زور شور ہوا اور تمام گروہ و نواح کی ندیاں ابل پڑیں یہاں تک
 کہ شہر کے اندر بھی پانی چلا آیا۔ اور مراد آباد سے رامپور تک ایک پلٹ ہو گیا۔

مرزا صاحب کی زندگی میں انتقال کی آواز تین

اس طوفان بے ہنگام میں سیکڑوں جانین تلف ہوئیں بہت سے گھر برباد ہوئے
 ہر شخص اپنی جان و مال کی حفاظت میں مصروف تھا کہ مفسدانِ فتنہ پرواز نے
 دورِ احوال آپکے انتقال کی خبر مشہور کر دی پھر اسپر یاروں نے تصدیق
 کے لیے اپنی طرف سے بہت کچھ حاشیے چڑھائے چنانچہ یہ خبر فوراً رام پور سے
 دلی اور دلی سے تمام ملک میں پھیلنی شروع ہو گئی یہاں تک کہ مختلف اور معتبر
 اخباروں میں بھی اس افواہ کی اشاعت ہونے لگی۔ اکثر دنوں نے اس واقعے
 کی تائید بھی کئی کئی چھپوانی شروع کر دیں۔ منجملہ اور مورخوں کے ہمارے ایک
 معزز استاد بھائی نے بھی مثنیہ لکھا اور طرہ یہ کہ اس خبر کی تکذیب ہو جانے
 کے بعد وہ مثنیہ آپکے پاس اصلاح کے لیے بھیجا اور آپ نے بھی اصلاح دیکر واپس
 فرمایا۔ اسی طرح ۱۹۴۵ء میں نصیب دشمنانِ حیدر آباد کے اثنائے قیام میں آپ
 علیل ہو گئے اور پھر دوبارہ وہی پرانی خبر تازہ ہو کر اخباروں میں شائع ہوئی جس کی
 تکذیب خود آپ نے ایک اخبار میں اس طرح فرمائی وہ عبارت یہ ہے ”دشمنوں
 نے میری بد خبر اڑا دی ہے۔ اور حال یہ ہے کہ فضلِ الہی سے میں بخوبی صحیح
 و تندرست ہوں۔ بیماری جاتی رہی میں باقی رہ گیا دشمنِ دلع کا دل جلانا چاہتے ہیں
 انکو داغِ دل نصیب ہو۔“

اسی زمانے میں اس افواہ کے متعلق ایک عجیب و غریب پر لطف واقعہ ہے جو خاص ہرگز اسے۔ ایک دن ہم چند اصحاب اپنے مکان میں بیٹھے ہوئے تھے کہ دو شخص نووارد تشریف لائے۔ بعد معمولی مراسم اسلامی کے آپس میں مختلف باتیں ہونے لگیں۔ چونکہ ان دونوں صاحبوں نے اپنے آپکو دلی کارہنے والا بتایا تھا ہم نے ان سے یہ نہیں تذکرہ پوچھا کہ کیسے آپلوگ ہمارے استاد مرزا داغ صاحب کو بھی جانتے ہیں جسکے جواب میں ان دونوں نے کہا کہ ہاں ہم خوب جانتے ہیں مگر افسوس ہے کہ اسی ہفتے میں ان بچکار کا انتقال ہو گیا۔ ہکو یہ بات سنا کر بہت تعجب ہوا کہ یہ لوگ اپنے آپکو دلی کارہنے والا بتاتے ہیں اور اپنے ہی شہر کی ایسی لغو بات کہتے ہیں۔ ہمنے ان کی تکذیب کی مگر ان لوگوں نے پھر کہا کہ ہنہین صاحب وہی نواب مرزا خان صاحب داغ جکا مکان چاندنی چوک میں ہے انھیں کا انتقال اسی ہفتے میں ہوا ہے اور مزید برآں یہ کہا کہ ہم انکے دفن میں بھی شریک تھے۔ جب ان لوگوں نے یہ کہا تو اب ہکو انکے کاذب ہونے میں ذرا بھی شک نہ رہا کیونکہ مرزا صاحب اسوقت حیدرآباد میں تھے اور اتفاق سے اسی روز راقم کے پاس آپکا ایک نوادہ شخص نامہ بھی آیا تھا۔ جب وہ لوگ کسی طرح قابل نہ ہوئے تو وہ خط دکھایا

گیا کہ دیکھیے وہ توحید آباد میں بفضلہ تعالیٰ حیات قائم موجود ہیں۔ غرض کہ اس
 خط کو دیکھ کر وہ لوگ بہت سٹ پٹے اور خوب بنائے گئے اس طرح ایک
 روز حسب معمول قریب زمینے میں راقم خدمتِ سامی میں حاضر تھا کہ خطِ رسان
 نے آپ کے خطوط لا کر دیے آپ ان کو دیکھ رہے تھے۔ دیکھتے دیکھتے فرمایا
 ابو بھائی مبارک ہو آج ہماری سالگرہ ہو گئی۔ ہم سب حاضرین متعجب ہوئے کہ یہ
 کیا جملہ آپ نے فرمایا۔ جب اس سے کو پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ زمانے میں ہزاروں
 آدمیوں کی سالگرہیں ہوتی ہیں مگر سب کی سالگرہ ایک طرح کی ہو کر رہی ہے میری
 سالگرہ دنیا سے زالی ہے اور وہ یہ ہے کہ ہر سال میرے مرنے کی خبر مشہور
 ہوتی ہے۔ یہ کہہ کر وہ خط دیکھنے کو دیا۔ دیکھا تو واقعی ایک صاحب نے
 یہی لکھا تھا کہ یہاں آپ کے انتقال کی خبر مشہور ہو رہی ہے۔ طرفہ تریہ کہ آپ ہی
 کے نام خط بھیج کر آپ ہی سے تصدیق چاہتے ہیں۔ برین عقل دانش بیدار گیت
 یہ تو ظاہر ہے کہ ہر زمانے میں ہر ایک اہل کمال کے تھوڑے بہت
 ضرور حاسد ہوتے ہیں مگر ایسے حاسدین شاید ہی کسی اہل کمال کے وقت
 میں جمع ہوئے ہوں جیسے مرزا صاحب کے زمانے میں دیکھے جاتے ہیں۔
 کوئی سبب حسد کا خیال میں نہیں آتا۔ البتہ اس کے کیا کہا جائے کہ ہر عرصہ کو

آپ کے ساتھ بلا سبب بعض نے با اینہما آپ کے کمال کی قدر دانی دنیا میں اس قدر ہوئی اور ہو رہی ہے کہ آپ کے سچے عقیدت مندوں اور مہنر شماسوں کے سامنے مخالفین کی فتنہ پردازیان ہمیشہ بیکار ثابت ہوئیں یا شا اللہ چشم بد دور اس وقت صرف آپ کے تلامذہ کی تعداد اس قدر ہے جبکہ نمبر یکڑوں سے ہزار تک پہنچا ہوا ہے۔ جن میں بیسیوں ایسے ہیں جو محض اپنے فخر اور شہرت کے لیے آپ کا نام لیتے ہیں۔ باوجود اسکے کہ آپ بہت سی درخواستیں نامعلوم فرماتے ہیں جب بھی مہینے میں کم سے کم دس یا پانچ نئے نام شریک ہو جاتے ہیں۔ ابتدائے زمانہ سے اب تک کی کل تعداد تلامذہ معلوم نہیں البتہ جب سے آپ حیدر آباد میں تشریف لائے اس وقت سے ایک جبرٹر اس یادداشت کے لیے بنایا گیا ہے جس میں ہر شاگرد کا نام و نشان لکھا جاتا ہے۔ اس فہرست میں اس وقت تک نمبر تعداد ۸ سو سے مستجاوز ہیں۔ شاگرد ہونے کے لیے کوئی خاص طریقہ مثل عام استادوں کے یہاں مقرر نہیں ہے کہ پہلے کچھ مذاہم لیا جاتا ہو اسکے بعد کلام سنا جاتا ہو۔ مان ہو رہا ہے کہ ہر نئے شاگرد کو یہ ہدایت کر دی جاتی ہے کہ تم حسب توفیق حضرت علی کرم اللہ وجہہ حضرت نظامی گنجوی حضرت شیخ سعدی حضرت خواجہ حافظ شیرازی حضرت امیر خسرو دہلوی۔ حضرت

شاگردوں کی تعداد

شاگردوں کے کلام

خواجہ مہر محمد دہلوی۔ حضرت شاہ نصیر دہلوی۔ خاقانی ہند حضرت استاد و ذوق
 رحیم احمد علیہم کی فائزہ دلوادینا۔ غالباً اس موقع پر نامناسب نہ ہوگا۔ اگر ہم اپنے
 چند اُن استاد بھائیوں کے نام لکھ دیں جو ہمیشہ اپنے کلام کے ممتاز ہیں اور
 جنکے کلام کو وقتاً فوقتاً سنے بھی دیکھا ہے۔ اور جو تھوڑی بہت شہرت کے
 قابل ہیں۔ جس طرح اپنے استاد بھائیوں کا ذکر یہاں مناسب ہے اسی طرح اُس
 ذکر میں سب سے پہلے اعلیٰ حضرت بندگانِ عالیِ متعالیٰ کیوں خدم دار احشم
 نو شیرون معدلت سکنہ رشوکت رستم دوران افلاطون زمان فلک بارگاہ
 سپہ سالار مظفر الممالک فتح جنگ ہزائیس نواب میر محبوب علی خان بہادر
 نظام الملک آصفیہ النخاس۔ آصف سلطان دکن خلد اللہ۔ کے نام نامی
 کا لکھنا ضروری و لازمی ہے۔ ملاذہ حضرت استاد ذی مدخلہ کو اپنے ساتھ ایسے
 اہم گرامی کے سننے سے جقد۔ فخر و مباہات ہو کم ہے۔ اسمیگہ بندگانِ اعلیٰ حضرت
 کا صرف نام لکھنا کافی نہ ہوگا جب تک کہ عام شائقین کو نام نامی کے ساتھ
 آپکے کلام فصاحت الفصام کا نمونہ دکھایا جائے۔ بادشاہوں کا کلام حقیقت
 میں کلاموں کا بادشاہ ہوتا ہے۔ اور عموماً تمام شاعروں کے کلام سے جو
 امتیازی فرق کلام الملوک میں پایا جاتا ہے اُسکا ماننا ایسا ہی ضروری ہے

جیسا کہ بادشاہ کو بادشاہ تسلیم کر لینا۔ بندگانِ حضور کا جو مختصر اور منتخب کلام یہاں لکھا جاتا ہے وہ سب حضرت جہان استاد کے زمانے کا کہا ہوا ہے۔ اس قلیل حصے میں مضمون آفرینی اور فصاحت و بلاغت کے ساتھ جملہ زبان کی صفائی میں ترقی کی ہے اُس میں نہ صرف استاد کے مشورے کی تعریف ہے بلکہ خوب بندگانِ اعلیٰ حضرت کی توجہ اور قابلیت بھی قابلِ مدح ہے کہ اس قدر جلد استاد کا رنگ بالکل اپنی طبیعت اور اپنے کلام میں پیدا کر لیا۔ چند منتخب غزلیوں کے اشعار آبدار یہ ہیں جو غالباً ناظرینِ کتاب کے لیے نیا تحفہ ہے۔

آنکھ لہجائی تو رہا جاتی مری تقدیر بھی
گر نہ ہوتا شیر پھر تو خاک ہوا کسیر بھی
کیون یہ سفاکی ہے ظالم کچھ مری تقدیر بھی
اور ان سب پر ہر طرہ نام کی تاثیر بھی
قاتل اپنے ساتھ یوں کچھ جو امری تصویر بھی
یہ وہ نالے ہیں لایا دینِ عرش کی بغیر بھی
شست سے چھوٹا ہوا کتاب کوئی تیر بھی

وہ حجابِ انکس ہے کچھ ہاتھ نہیں تصویر بھی
خاکساری میں ہماری چاہیے تاثیر بھی
ہاتھ میں تیرے کمانِ شخست میں ہر چیز بھی
حسن و دلکش ہے ترا پھر شونخِ تقدیر بھی
زیرِ زانو سر بھی ہو گردنِ تیر بھی
بالِ بیکاسکی زلفون کا نہویا رب کبھی
دیکھ کر مجھ کو نگاہِ شونخ سے کرتے ہو شرم

حلقہ گیسو میں تیرے دل رہا کج چین سے
 زور سے شہ زور لاکھوں ہی دبا خاک میں
 اس لیے وہ دیکھتے ہیں دور سی میری شبیہ
 تم سے گرین نے وفا کی۔ یہ خطا کی بخشدو
 سرخ زینت رخسار دونی ایک ہوس میں ہوئی
 حسن لیلی کا یقین انکو نہیں کہتے ہیں وہ
 قبر بھی تھا وصل میں مجھ پر تو آخر مہر بھی
 اک زمانے کو کیا تسخیر آصف آپ نے
 نہ کبھی حبیبِ خجالت سے یہاں سر نکلا
 ملکین خاک میں کیا میری وفائیں غلام
 یہ تو فرما یہ پھر رشک بھی ہو گا کہ نہیں
 دیکھنا ضبطِ محبت کمر اہر آسو
 لیگا کس ہاتھ میں تو بھر کے نمکدان قاتل
 رہنے مانگی تھی دعا۔ دو ہمیں دل اور خدا
 اسکے اقبال سے کیا کیا نہوا دنیا میں

عیش خانہ ہو گیا ہے خلنہ زنجیر بھی
 سوجھ اڑن کا جوان ہو آسمان پر بھی
 وہم ہے ہوس نہ لیلے پاس کی تصویر بھی
 ہو ہی جاتی ہے بشر کی کچھ نہ کچھ تصویر بھی
 دیکھیے تعریف کے قابل ہو یہ تصویر بھی
 صورت اچھی ہو تو کچھ جو اسے کوئی تصویر بھی
 وہ گریبان گیر بھی تھے اور دامن گیر بھی
 آپ کی تقدیر اچھی آپ کی تدبیر بھی
 قیس دیوانہ تھا جامے سے جواب نہ نکلا
 حرفِ اسکار زبان سے تڑے کیونکر نکلا
 گر زمانے میں کوئی آپ سے بہتر نکلا
 آنکھوں آنکھوں میں پھر اور نہ باہر نکلا
 ایک سے تنگ کبھی ایک سے خنجر نکلا
 آبلہ دل کے عوض سینے کے اندر نکلا
 دواہ آصف تو نصیب کا سکندر نکلا

مژدہ قاصد کا روح افزا تھا
 میں نے پوچھا قیوب کیا تھا
 حشر میں بھی کہیں گے تجھے ہم
 اختلاف مزاج سے نہ بنی
 در جاناں پہ جیسہ سائی کی
 کہتے ہیں وہ کہے سنے پہ بخاؤ
 جلوہ تیرا کسی زمانے میں
 کہتے ہیں قتل کر کے عاشق کو
 اب زمانے کا رنج ہے آصف
 سوالِ وصل پہنچی نظر تھی کیا اُنکی ولہ
 مرے جو عشق میں عاشق وہ تھی قضا اُنکی
 یہ اُنکا قول ہے میری بلا ملے تجھے
 نہ اس کا مثل جہاں میں کہیں نہ اُسکا جوا
 ہزاروں جن کی شہرت سے ہو گئے برباد
 نیا ہونا ہر اک نامزدین نزاکت ہو

وہ فرشتہ خدا نے بھیجا تھا
 جکے بولے ترا کلیجا تھا
 تجھ پہ دعویٰ ہے تجھ پہ دعویٰ تھا
 کوئی قصہ نہ کوئی جھگڑا تھا
 اپنی تقدیر کا یہ لکھا تھا
 غیر کے پاس تم نے دیکھا تھا
 جس نے دیکھا تھا اُس نے دیکھا تھا
 اس نے کیا اپنے دل میں سمجھا تھا
 کیا خوشی کا کبھی زمانا تھا
 ہماری آنکھ میں پھرتی ہے وہ حیا اُنکی
 یہ آپ کہہ دین کرے مغفرت خدا اُنکی
 بلا میں اُسکی بھی لون گر ملے بلا اُنکی
 وفا وفا ہے ہماری جفا جفا اُنکی
 بند می ہوئی ہے زمانے میں کیا ہوگی
 ادا ادا سے ادا ہو ہر اک ادا اُنکی

| | |
|-------------------------------------|--------------------------------------|
| عجیب رنگ میں ہیں پوچھتے ہو کیا انکی | ملے تھے آج تو ہم بھی جنابِ آصف سے |
| چل بسے سب اپنی اپنی راہ سے | چشمِ دل خالی ہیں اشکِ واد سے |
| در نہ یوسف کو علاؤ چاہ سے | یوں : کھانا تھا طلبِ حرمِ عشق |
| وہ پلٹ آئے اُپنی راہ سے | جو تڑپتا چھوڑ کر مجھ کو گیا |
| فائدہ وائد سے باند سے | جھوٹی قسمیں کہا چکے توبہ کرو |
| خیر ہے یوں آئے خلوت گاہ سے | رنگِ فنی کیو پریشان ہوئے خشک |
| چاہنے والے تمہاری چاہ سے | جان دیدی گئے مگر ڈرتے نہیں |
| خوش ہوئے ہم ملے آصف چاہ سے | شکرِ آصف کو وہ کہتے ہیں آج |
| میرا ہے خدا اور نہ تیرا ہے خدا اور | انصاف کر گیا کوئی کیا اُس کے سوا |
| تدبیر تو کی اور تھی قسمت سحر ہو اور | تحریرِ محبت نے کیا اُنکو خفا اور |
| دو چار دن اُس کے لیے کر رہیں دوا | بیچنے کا نہیں آپکا بیمارِ محبت |
| کرنا ہوں جگر تھا مکے میں ایک دعا | گو بات کی طاقت نہیں مجھ میں شبِ ذلت |
| کہتے ہیں وہ ہر بات پر کہ ہم سے وفا | دو طرح کے پہلو ہیں سمجھ میں نہیں آتے |
| یہ بات تمہاری ہے کہا اور کیا اور | آصف تو کبھی قول سے اپنے نہ بچتا |
| سر بکفت دست بدل کوئی انسان جو | عشقِ معشوق سے کرنا اگر آسان ہوتا |

راز دل کیا لب خاموش کو پہنان ہوتا
 میں سنبھلتا نذر عشق میں کیا اسے ناصح
 دل کو برباد جو کرتے تو یہ گھر کا تھا
 بے مٹنا بھی کہیں عشق میں ہوتی بڑبڑ
 شوق دیدار ہی نے مجھ کو بہت تڑپایا
 تنگ ہوں زلیست میں شکر عیاد کیسیا
 ماہِ نوجب نظر آتا ہے تو میں کہتا ہوں
 سوے کا کل کی طرح حرف کبھرتے جاتی
 یاس نے خاک کیا دل کو مزاج بے ہوتا
 اپنا سر ہاتھ سے اپنے ہی قلم کرتے تھم
 اسے کما انداز تجھے شست کی حاجت کی تھی
 تم نے آصف کی نکلی قدر وہ ہو ایک ہی شخص
 تم مے حال پریشان کو نہیں جانتو کیا ^{دل}
 گو وہ کس ہین مگر اتنی ہی ندان نہیں
 ان کے معنی تو نہیں رکھو ہین تو غلام

میر ہی حسرت کی نگاہوں سے نمایان ہوتا
 تو نہ ہوتا مرا اللہ نگہبان ہوتا
 میرے نقصان کے ساتھ آپ کا نقصان ^{تو}
 ایک مٹتا تو مجھے دوسرا ارمان ہوتا
 کیا قیامت تھی اگر وصل کا خواہان ہوتا
 زہر دیتے جو مجھے آپ کا احسان ہوتا
 جامہ زیور کا یا اس کا شکر بیان ہوتا
 گر رقم انکو مرا حال پریشان ہوتا
 پھانس کی طرح کھٹکتا ہوا ارمان ہوتا
 عشق میں تیرے اگر غیر کا احسان ہوتا
 مرغِ دل آپ ترے تیرے قربان ہوتا
 ایسی خوبی کا تو پیدا نہیں انسان ہوتا
 اگر گردش دوران کو نہیں جانتو کیا
 میری حسرت مے ارمان کو نہیں جانتو کیا
 ہم تری روز کی ہائی کو نہیں جانتو کیا

| | |
|--|---------------------------------------|
| ایسے بھولے ہو کہ باتیں نہیں تین تین کو | قول کو عہد کو پیمان کو نہیں جانتے کیا |
| غیر پرہیز وہ فدا میرے جلائیے لے | دل میں اچھے برے اس کو نہیں جانتو کیا |
| کچھ تو ہے بہید جواب آنکھ چراتے نہیں | مرض عشق کے درمان کو نہیں جانتے کیا |
| یہ لچلوا تھ تو چلتے ہیں تہارے گھر پر | ورنہ ہم آفت دربان کو نہیں جانتو کیا |
| عاشق زار تہارا تو وہی آصف ہر | میر محبوب علی خان کو نہیں جانتو کیا |

اعلیٰ حضرت بندگانِ عالی کے بعد جو تلامذہ قابل الذکر ہیں ان کے نام یہ تخلص
 بلا امتیاز نمبر بیان لکھے جاتے ہیں۔ اہل دکن میں نواب عزیز یار جنگ
 بہادر المتخلص بعزیزہ خاص حیدر آباد دکن کے رہنے والے ہیں اور جو بہار
 طبیعت دار و جوان ہیں۔ مرزا مظفر حسین بیگ صاحب۔ باریق مولوی ابو الحمید
 صاحب آزاد وکیل ہائی کورٹ۔ حافظ محی الدین صاحب محفوظہ منشی سید
 عبدالصمد صاحب و اصفی منشی عبدالوارث خان صاحب وارث۔ نواب
 میر حسن علی خان صاحب امیر۔ متفرق مقامات میں منشی وحید الدین صاحب
 بیجو دہلوی۔ شاہزادہ مرزا امیر الدین صاحب ضیا۔ مولوی عبدالجی صاحب خجندیہ دہلوی
 منشی سید بشیر حسین صاحب نسیم بھرت پوری۔ مولوی حسن رضا خان صاحب حسن بریلوی
 منشی حیات بخش صاحب رسا منشی ذوالفقار علی خان صاحب گوہر رامپوری۔

منشی احسان علی خان صاحب احسان رامپوری۔ منشی سید امیر حسن صاحب ولیہ مارہروی
آغا شاعر صاحب دہلوی مرزا مجاہد الدین صاحب شکاری۔ گورگانی اقبال احمد صاحب
اقبال ایم۔ انکے منشی امتیاز احمد صاحب فاماہروی جناب صاحب دہلوی۔ منشی نیزیر حسن
صاحب نیم دہلوی۔ منشی ریاض حسن خان صاحب خیال۔ راجندر صاحب عیش۔
محمد ارموزا صاحب نادان برادر زادہ حضرت استادوی۔ مولوی سید محمد اسماعیل صاحب
ذبیح دکیل فتحگڑہ۔ صاحبزادہ مشرف یار خان صاحب شرف۔ منشی یوسف حسن
صاحب طیش مارہروی۔ منشی متین الدین احمد صاحب مچلی شہری۔ محمد نوح صاحب
نوح ناروی۔ محمد بشیر خان صاحب بشیر رامپوری۔ انکے سوا اور بھی استاد
بھائی ہونگے جنکا نام بیان لکھا جاتا۔ مگر چونکہ ہم نے وقتاً فوقتاً انہیں لوگوں کا
کلام اکثر دیکھا ہے اس لیے صرف انہیں پراکتفا کیا۔ یہ سب بھائی اپنی اپنی جگہ
بہت اچھا کہتے ہیں آخر الذکر یعنی بشیر رامپوری کا ذکر استاد کے تمامی تلامذہ
میں ضرور قابل توجہ ہے۔ خان صاحب مذکور ضعیف العمر حضرت استادوی کے
قدیم شاگردوں میں ہیں۔ اور نوشت خواند سے بالکل معذور ہیں مگر ایسا کہتے
ہیں کہ اُسکو سنکر کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ کسی ان پڑہ کا کلام ہے اور یہ
سب فیض استاد کی برکت ہے اُنکا کلام سننے سے حیرت ہوتی ہے۔

بلا مبالغہ یہ بات کہی جاتی ہے کہ انکے کلام میں کوئی تقطیع کی یا اور اسی قسم کی غلطیاں
جو ایسے کلام میں ضرور ہونی چاہئیں ہمنے نہیں دیکھیں۔ سچ ہے ۶
پروردگار جسکو یہ نعمت کرے عطا۔

مرزا صاحب کے ان مختصر سوال و جواب میں جس قدر واقعات و حالات لکھے گئے ہیں
وہ سب قابل غور ہیں مگر سب سے زیادہ یہ بات خیال کرنے کے قابل ہے۔
کہ آپ نے یہ شہر ہے یہ عزت یہ بات سب اپنی ہی کوشش اور محنت سے حاصل
کی ہے۔ حیدر آباد آنے سے پیشتر یہاں کے روسائے عظام نے خطوط بھیج
بھیج کر آپکو طلب کیا کہ آپ نے نواب غلام عثمان کے مقابلے میں ان تحریروں
پر ذرا التفات نہ کیا۔ اور یہاں آنے کے بعد بھی موجودہ امر اور وسا
نے مختلف پیرایوں سے آپکی اسیدواری کے زمانے میں بارہا کہا کہ آپ کیوں
استقد ذاتی تکلیفیں اٹھاتے ہیں ہمارے مکان موجود ہیں۔ آئیے اور جب تک
جی چاہے آرام و آسائش قیام فرمائیے۔ آپ نے جواب میں سب سے
یہی کہا کہ میں آپکی مہربانیوں اور قدردانیوں کا ممنون ہوں مگر یہاں آپکے
پاس نہیں آیا ہوں۔ میں آپکے صرف اتنا ہی چاہتا ہوں کہ اگر جی چاہے
اور کوئی حرج نہ ہو تو میرے لیے پیشگاہ سلطانی میں کلمۃ الخیر فرمادیا کیجئے۔

مرزا صاحب کے ذاتی خطاوص

اس قسم کی آن بان اور پاس وضع کے ساتھ امر بھی قابل قدر ہے کہ باوجود موجود
عزت و قدر کے آپ نے کبھی اپنے کسی مخالف کی بدخواہی نہیں چاہی۔ معاذین
نے طرح طرح کے طریقے آپ کے بدنام کرنے کو اختیار کیے ہجوین کہیں اخباروں
میں مضامین چھپوائے مگر آپ نے جب سنا یہی فرمایا کہ میں نے اس معاملے
کو منعم حقیقی کے سپرد کیا۔ بہر حال آپ کی نیک نفسی اور پاک باطنی کے سامنے
ایسے بد شرست و خبث باطن مخالفین و معاذین کبھی فروغ نہیں پاسکتے۔
الحق بعلو اولای علی۔

آپ کی شہرت اور نامور سی کچھ حیدر آباد کے آنے ہی پر منحصر نہیں تھی بلکہ
آپ نے ابتدا ہی سے وہ خدا واد نام آوری پائی ہے جس سے سدی خدائی
واقف ہے۔ آپ نے اول ہی اپنی معجزیاتی سے ملک کو خطاب دینے پر آمادہ
کر لیا تھا اور جکی بنیاد شاہ جہان آباد کے دربار شاہی میں پڑی۔ یعنی وہیں سے
پہلے پہل آپ کو خانی کا موزون خطاب خلعت کے ساتھ ساتھ عطا ہوا۔ ریاست
حیدر آباد دکن میں خطاب پانوالون کے لیے یہ قاعدہ مقرر ہے کہ خود خطاب
پانوالا اپنے لیے خطابی الفاظ تجویز کر کے پیشگاہ سلطانی میں اپنی درخواست
کے ساتھ پیش کرتا ہے اور اُس کے مجوزہ خطاب کی منظوری سرکار سے ہوتی ہے

مرزا صاحب نے اپنے واسطے کوئی خطاب خود تجویز نہیں کیا بلکہ آپ کی معمولی درخواست پر اعلیٰ حضرت پیشکار سلطانی سے بتایا، ۲۴ ربیع الثانی ۱۳۳۸ھ حسب ذیل خطابات تجویز فرما کر عطا فرمائے گئے۔ ببل ہندوستان جہان اُست و ناظم جنگ و بیر الدولہ فصیح الملک مع خانی و بہادری ان مذکورہ خطابوں میں پہلے ناظم جنگ ہی تجویز ہوا تھا مگر جب یہ معلوم ہوا کہ یہی خطاب کسی اور امیر کو بھی عطا ہوا ہے تو بجائے ناظم جنگ کے ناظم یا جنگ تجویز کیا گیا۔ سب خطابوں میں زیادہ تر فصیح الملک کا موزون خطاب مشہور ہوا اور قریب قریب ہر شخص آپ کو اسی خطاب سے پہچانتا ہے جو خاص سرکاری قلمی لفافے آتے ہیں اُن میں بھی ”فصیح الملک بہادر داغ صاحب دہلوی“ لکھا ہوتا ہے اور آپ بھی اپنے دستخطوں میں ”فصیح الملک داغ دہلوی“ تحریر فرمایا کرتے ہیں۔ اہل کمال کی اکثر یہ شناخت کی گئی ہے کہ زمانے کی سچی قدر دانیوں سے خواہ وہ کتنے ہی معزز و نامور ہو جائیں مگر وہ خود اپنے آپ کو معمولی شخص ہی سمجھتے ہیں۔ اور واقعی جو لوگ متکبرانہ حالت رکھتے ہیں وہ ہرگز صاحب کمال نہیں ہو سکتے۔ باوجود اس خداداد ترقی و ثروت و امارت کے مرزا صاحب کے مزاج میں نہایت عجوزانہ کم ساری ہے اور اس طریقے کی کامل پابندی کے

ساتھ قدر کرتے ہیں۔ چنانچہ اس مصنوع کو ایک غزل کے مقطع میں فرماتے ہیں

دل غمِ بشرِ نفس سے جھک کر ملیے | کچھ عجب چیز ملنا رہی ہے۔

آپ کے اخلاق حسنہ و سنیۃ اور مراسمِ شفقت و الطاف اس قدر وسیع ہیں جن کو دیکھ کر
 والے جانتے ہیں آپ کے انکسار کا سچا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ جب کبھی
 آپ کو سامنے آپ کی شہرت کا تذکرہ کیا گیا تو آپ نے نہایت حیرت و تعجب سے فرمایا کہ
 کیا لوگ مجھ کو جانتے ہیں اور اگر جانتے ہیں تو مجھ میں وہ کیا بات ہے۔ میں تو
 کچھ بھی نہیں جانتا۔

مزاج میں انصاف پسندی اور راستی کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے اگر کسی محتاج
 سے مخالف شخص کا کوئی غلط شعر سنایا جائے تو بجائے اس کے کہ اُس پر خود کوئی
 اعتراض کریں۔ لوگوں کے اعتراضات سن کر اپنی طرف سے اُس کلام کے معنی بتا کر
 ہیں اور فرماتے ہیں بہت اچھا شعر کہا ہے مثل اور شاعر دن کے بموئے سے
 کبھی آپ نے کسی کی ہجو میں ایک مصرع بھی موزون نہیں کیا۔

باوجود اس پیرائہ سالی اور متعدد امراضِ لاحقہ کے ہر وقت آپ شگفتہ دل
 اور خندہ پیشانی رہتے ہیں طبیعت میں شوخی اور بذلہ سنجی اس قدر ہے کہ اگر آپ کے
 لطائف و ظرائف جمع کیے جاتے یا اب کیے جائیں تو ایک جہاگاہ نہ کہتا ہے

انصاف پسندی

خلاف طبع

جب طح آپ کے یہ کل ظاہری معاملات و حالات صاف و پاک ہین اسی طرح بلکہ اس سے کہین زیادہ آپکا باطن بے ریا اور آئینے کی طرح روشن ہے۔ کینہ اور حسد و فساد سے آپکی طبیعت کو سون و دور ہے۔ اگر کسی شخص سے آپ ناراض ہوتے ہین یا کسی کی مخالفت کا ذکر ہوتا ہے تو اسی وقت تک جب تک اس کا ذکر رہے دوسرے وقت کچھ نہیں سہنے بلکہ دیکھتا ہے کہ ایک مخالفت کی مخالفتیں تین طور سے آپکو ثابت ہو گین اور اُسکے بیجا منافقت کا کامل ثبوت مل گیا مگر جب وہ آپکے سامنے آیا بخدا اُسی طرح اُسکی عزت اور تندرکیگی جیسی پہلے سے کی جاتی تھی۔ اور پھر اُسکے چلے جانے کے بعد بھی کوئی تذکرہ اُسکے متعلق نہیں سنا گیا۔ جو لوگ آپسے ہر وقت اور روزانہ ملتے رہتے ہین اُنکے حفظِ مرتب کا خیال اور اُنکے ساتھ ایسے اشتقاق کا برتاؤ کیا جاتا ہے جس سے ایک خاص لطیف یگانگت حاصل ہوتا ہے۔ اپنے خدام اور ملائکہ مخصوص اور عام اصحاب کے ساتھ ایسی شفقتیں فرمائی جاتی ہین کہ اپنی اپنی جگہ ہر شخص آپکو اپنا سچا اور حقیقی مربی سمجھتا ہے۔ اگر انصاف سے دیکھا جائے تو تمام فرائض انسانی میں حقوق العباد ایک اہم فرض ہے۔ اور جسکے لیے ہمارے پاک مذہب میں بڑے بڑے تاکیدی احکام نافذ ہوئے ہین۔ اور وقتی

صاحبِ فہم کے نزدیک عبادتِ الہیہ میں اس سے بڑھ کر کوئی عبادت مشکل نہیں۔ کیونکہ اور جتنی عبادتیں ہیں سب اپنے لیے ہیں اور یہ اور دن کے واسطے جو شخص صرت اپنے قدم کی خیر منانا رہتا ہے جسکی مختلف صورتیں ہیں یعنی (خواہ معتکف بن کر یا برائے نام تہاک الدنیا ہو کر یا اپنے آپ کو محض وارثِ شک بنا کر) وہ ہرگز ان خدا ترس اور سچے ایمان دار لوگوں کے مقابل میں قابلِ قدر نہیں ہے جو بفضلِ الہی ذوی القربی والیتمی والمساکین وابن السبیل کا لحاظ و پاس اس حکمِ ناطق کے موافق کرتے ہیں لن تنا لوال البرحتی تنفقوا عما تحبون اور ان شاء اللہ تعالیٰ یہی لوگ دنیا و دین میں نمائے الہی سے مستفیض ہو گئے اور ان لوگوں کو خسر الدنیا والاخرۃ کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوگا

| | |
|--------------------------|-----------------------------|
| ترسم زسی بکعبہ سے اعرابی | کین رہ کہ تو میری پیر کتانت |
|--------------------------|-----------------------------|

منجملہ اپنے تمام فرائض کے مرزا صاحب عزم فیضہ کو اپنے اعزہ و اقارب اور قدیم احباب و مستحقین کی پاسداری اور اُن کا خیال از حد رہتا ہے کسی شخص کو اپنی آنکھ سے تکلیف میں نہیں دیکھ سکے جبکہ ادنیٰ ثبوت یہ ہے کہ نصف سے زیادہ اپنی آمدنی تمامی اعداء و احباب وغیرہ کی خبر گیری میں صرف ہوتی ہے۔
خواد اپنی تنخواہ ملنے میں دیر ہو جائے مگر کم سے کم اُن مقررہ مستحقین کو بطرح

ممکن ہوتا ہے وقت پر پہنچایا جاتا ہے۔ اور ان مقررہ عطیائے سوامہرن
خیر کی مدد ہر وقت جاری رہتی ہے۔ آپ کے در سے کوئی سائل کبھی محروم نہیں
جاتا جو اسکی قسمت کا ہوتا ہے ملتا ہے۔ بہر حال جس اہل نظر نے آپ کو دیکھا ہے
اور نہ صرف دیکھا ہے بلکہ آپکی فیض صحبت سے مشرف ہوا ہے وہ کہہ سکتا ہے
کہ مرزا صاحب۔ اخلاقِ سنیدہ۔ خصائلِ حسنہ۔ مروت۔ سیرِ شہسوی۔ خدا ترسی۔ رحنِ نبوی
وغیرہ وغیرہ میں فردِ کامل ہیں۔

راقم الختم کے سلعہ جو بزرگانہ اشتقاق اور جو مریادہ الطاف میں انگلیہ خاکساری
جانتا ہے۔ اور یہ شفقت کچھ محبمی پر منحصر نہیں جو آپکا خادم ہے وہ اس سے
محروم نہیں۔ اور بشفقتوں کے علاوہ مخصوص اس کتاب کے لیے جو جو اشتقاق
فرمائے ہیں انکے بیان کو بھی ایک دفتر چاہیے باوجود سرکاری کام اور مختلف
مواقع اور چند در چند لمراض کے ہر وقت میرے معروضات جو اس تالیف سے
متعلق ہوتے تھے فوراً منظور فرمائے گئے۔ فطیح اللغات میں سیکڑوں محاورے
ایسے ہیں جنکے لیے استاد کی مہرِ رست تھی اور جو موجودہ کلام میں نہ تھے مگر
میری ناچیز استدعا پر فوراً اشعارِ سند یہ فرمائے گئے۔ میری بعض فرمائشیں ایسی
بھی ہوئی تھیں جن کی تعمیل طبعِ مبارک کو پسندیدہ نہ ہوئی تھی لیکن خاکسار کی خاطر

راقم الختم کے
سلعہ جو بزرگانہ
اشتقاق اور جو
مریادہ الطاف میں
انگلیہ خاکساری

اس قسم کی تکلیفیں بھی برداشت فرمائی گئیں۔ ایک مرتبہ راقم نے یہ بات عرض کی کہ اس کتاب میں شاعری کے متعلق وہ چند الفاظ بھی بتائے ضروری ہیں جنکی ضرورت اور تلاش روزانہ ہر مسے ناواقفوں کو رہتی ہے اور چونکہ اس کتاب میں کوئی لفظ کوئی لغت بغیر سند شعر نہیں لکھا گیا اس لیے ان فولید کے بیان کرنے سے اس وقت تک مجبوری ہے جب تک کہ اشعار سند یہ نہ ملجائیں۔ اور وہ الفاظ مثل تشبیہ۔ استعارہ۔ مثل۔ ردیعت۔ قافیہ ایلا وغیرہ کے تھے ظاہر ہے کہ اس قسم کے الفاظ غزل و قصائد میں تو آتے ہیں یا تو انکے لیے کوئی قطعہ مخصوص کہا جاتا یا فردا فردا شعر موزون کیے جاتے۔ چنانچہ آپ نے اپنی شفقت سے میری عرض کو قبول فرما کر ایک قطعہ بطور نصیحت نامہ فوراً منظوم فرما دیا اور جس میں مجھنا چیز کی فرمائش کا ذکر کر کے میری خاص عزت افزائی فرمائی۔ اگرچہ اُس قطعہ کے اشعار ٹکڑے ٹکڑے ہو کر اپنی اپنے مقام پر اصل کتاب میں موجود ہیں مگر ایک نئی چیز ہونے کی وجہ سے اور یکجائی کے خیال سے تاکہ کل تلامذہ اُس نصیحت نامے کو دیکھ لیں اُسکی نقل یہاں کیجائی ہے جو یقینی بے موقع نہیں۔

قطعه بطور ہدایت نامہ

| | |
|--|---|
| <p>اپنے شاگردوں کی سے مجھ کو ہدایت منظور شعر گوئی میں رہیں پیش نظر یہ باتیں چست بندش ہو ہوسست یہی خوبی ہے عربی فارسی الفاظ جو اردو میں کہیں الف وصل اگر آئے تو کچھ عیب نہیں جس میں گنجلک ہو تو تھوڑی بھی ضرورت ہے عیب خوبی کا بھنا ہے اک امر نازک یہ بھی اردو ہے جو پہلے سے چلی آتی ہے مستند اہل زبان خاص ہیں دلی والے جو ہری نقد سخن کہ میں پر کہنے والے بعض الفاظ چھوڑے ہیں اک معنی میں ترک جو لفظ کیا اب وہ نہیں مستقل اگرچہ تعقید بری ہے مگر چھیڑ کہیں</p> | <p>کہ سمجھ لیں ہر دل سے وہ بجا و بیجا کہ بغیر انکے فصاحت نہیں ہوتی پیدا وہ فصاحت سے گرا شعر میں جو حرف دبا حرف علت کا برا نہیں ہو گر ناد بنا لیکن الفاظ میں اردو کے یہ گناہ روزا وہ کناہ ہے جو تفسیر سے بھی ہوا ولی پہلے کچھ اور تھا اب رنگ زبان اور ہوا اہل دہلی نے اسے اور سب اور کیا اسمیں غیرون کا تصرف نہیں مانا جاتا سے مدح و کمال سے باہر جو کوئی بیڑ چھا ایک کو ترک کیا ایک کو قائم رکھا اگلے لوگوں کی زبان پر وہی تیا تھا ہو جو بندش میں مناسب تو نہیں عیب ندا</p> |
|--|---|

شعرین حشو و زوائد بھی بڑے ہوتے ہیں
 اگر کسی شعرین لطائف جلی آتا ہے
 استعارہ جو مزے کا ہو مزے کی تشبیہ
 اصطلاح اچھی نثر اچھی ہونڈش اچھی
 ہے اصناف بھی ضروری مگر ایسی تو ہوں
 عطف کا بھی ہے یہی حال ہی صورت
 لغت و نشر آئے مرتب وہ بہت اچھا ہی
 شعرین آئے جو ایہام کسی موقع پر
 جو نہ غریب طبیعت ہو بڑی ہر وہ روایت
 ایک مصرع میں ہوتا ہے دوسرے مصرع میں
 چند بحرین متعارف ہیں فقط اردوین
 شعرین ہوتی ہے شاعر کو ضرورت اسکی
 مختصر یہ ہے کہ ہوتی ہے طبیعت استاد
 بے اثر کے نہیں ہوتا کبھی مقبول کلام
 اگرچہ دنیا میں ہوئے ادیبین اہل کون شاعر

ایسی بحرین کو سمجھتے نہیں شاعر اچھا
 وہ بڑا عیب ہے کہتے ہیں اسے بی معنی
 اس میں اک لطف ہوا اس کہنے کا پھر کیا کہنا
 روز مرہ بھی رہے صاف فصاحت بکھرا
 ایک مصرع میں جو ہو چار جگہ بلکہ سوا
 وہ بھی آئی متوالی تو نہایت ہے بڑا
 اور ہو غیر مرتب تو نہیں کچھ بیجا
 کیفیت اُس میں بھی ہر وہ بھی ہوتا اچھا
 شعر بے لطف ہو کر قافیہ ہو بے ڈھنگا
 یہ غتر گر بہ ہوا میں نے اسے ترک کیا
 فارسی میں عربی میں ہین مگر ان کے سوا
 اگر عرض اُسے پڑا وہ ہے سخنور دانا
 دین الدکی ہے جسکو یہ لغت ہو عطا
 اور تاثیر وہ شے ہے جسے دیتا ہو خدا
 کس فن سے نہیں دیتی ہے یہ غملی پیدا

| | |
|--|---|
| <p>جنگل اللہ نے دی فکرِ رسا طبعِ رسا انکی درخواست سے اک قطعہ یہ چیتہ کھا</p> | <p>سید احسن جہر و دوست بھی شاگرد بھی ہیں شعر کے حسن و قبا ج جو انہوں نے پوچھے</p> |
| <p>پند نامہ جو کہا داغ نے بیکار نہیں کام کا قطعہ ہے یہ وقت پہ کام آئے گا</p> | |
| <p style="text-align: center;">— ﴿﴾ —</p> <p>گو اس زمانے کی تعلیم یافتہ لوگ آپ کو دیکھ کر مجموعی حیثیت سے آپ کے مستقلیہ رائے قائم کریں کہ مرزا صاحب ایک پرانی روش کے بزرگ ہیں اور آپ کے دماغ کو محض شاعری کے لیے مخصوص کیا گیا ہے مگر وہ شخص جسے آپ کی صحبت پائی ہے اور جس نے مختلف قسم کے معاملات میں آپ کا تجربہ کیا ہے وہ ہرگز اس خیال کا موید نہیں ہو سکتا ہے۔ اس موقع پر پہلے آپ کے دو شعر لکھے جاتے ہیں۔ اُس کے بعد سلسلہ کلام شروع ہو گا۔</p> | |
| <p>دیکھا ہے دیکھنے کی طرح اک جہان کو گنہ اسے اک ٹٹانہ ہماری نگاہ سے</p> | |
| <p>اس سچے مضمون کو پڑھنے کے بعد اس شعر کا مضمون مان لینے کے قابل ہے کہ۔</p> | |
| <p>وہ آزمودہ کار تو ہے گردِ ولی نہیں</p> | <p>جو کچھ بتاے دل غ اُسے مان لیجیے</p> |

بطاہر ابتداء سے آپ کو شعر و سخن کا شوق رہا اور اگرچہ اب آپ حمید آباد میں محض
 اسی کام پر مامور ہیں مگر یہاں آنے سے قبل ریاست رامپور میں اور رامپور سے
 پہلے قلعہ شاہی میں آپ نے مختلف کاموں میں اوقات بسر کی ہے اور گویا
 اُس زمانے میں شاعری محض تفتن للطبع تھی ورنہ اصلی کام وہی تھا جو ایک پولیس
 دماغ کا آدمی کر سکتا ہے۔ معاملہ یہی مردم شناسی اور مغز سخن کو پاجانا اور اسی قسم
 کی وہ تمام باتیں آپ میں موجود ہیں جو ایک غیر شاعر اور مدبر شخص میں ہونی چاہئیں
 تیری دانائی کے قائل تھے بلکہ غلاموں مثلاً

آکے دماغ اور آپ کی طبیعت کی قابلیت و صلاحیت کا اندازہ کر کے زمانہ سابق
 میں چودہ پندرہ برس کی عمر میں آپ کو ایک معزز پورین حاکم نے تحصیل داری کے
 لیے منتخب کیا تھا مگر خود آپ نے ان جھگڑوں میں بھینسا منظور نہیں فرمایا۔ اس
 بیان کی تائید میں اور بہت سے واقعات و حالات ہمارے ذہن میں ہیں مگر اور
 وجہوں کے سوا طوالت کتاب کے خیال سے وہ سب باتیں قلم انداز کیجاتی
 ہیں۔ یہ قاعدے کی بات ہے کہ ہر ایک شخص کو اپنی طبیعت کی پسند کے موافق
 کسی نہ کسی ایک خاص چیز یا چند چیزوں کا شوق اور باتوں سے زیادہ ہوتا ہے
 اور اگرچہ بطاہر وہ اسکی ضرورتوں سے سوا ہوتی ہیں مگر اسطرح جمع کیجاتی ہیں۔

شوق کی چیزیں

جسطرح اور نہ دوسری چیز میں فراہم کیجاتی ہیں۔ مرزا صاحب کو ابتدا سے چند چیزوں کا ایک خاص شوق رہا اور اب تک ہے۔ سواریوں میں گھوڑے کا شوق ہے حالانکہ اب خود کبھی سواری نہیں ہوتے مگر جب بھی چار۔ پانچ گھوڑے اصطبل میں موجود رہتے ہیں۔ دوسرا شوق ہڈتاروں میں تلوار کا ہے کہ عمدہ سی عمدہ نایاب تلواریں آپ کے پاس موجود ہیں۔ تیسرے مکان اور مکان کی آرائش کا شوق اور خیال ہے۔ یہاں جس مکان میں اب آپ رہتے ہیں گو وہ آپ کے رہنے کے لیے موزوں نہیں مگر ایسا درست کیا ہے اور سجایا ہے جیسا کہ شوق کا مقتضی ہونا چاہیے اس آرائش نے مکان کی حیثیت بنا دی ہے۔ سب چیزوں سے بڑھکر جس کا آپ کو شوق ہے وہ کتاب ہے۔ گو ابتدائی زمانے کی جمع کی ہوئی کتابیں اور عمدہ عمدہ مرقع وغیرہ غدر میں تلف ہو گئے سہا ہم اسوقت ماشا اللہ چشم بدور چار۔ پانچ الماریاں ہزار کتابوں سے مملو ہیں۔ اور روزانہ تعداد بڑھتی جاتی ہے۔ ہر چہینے میں کم سے کم پچاس ساٹھ روپے کی نئی کتابیں لکھنؤ۔ بمبئی وغیرہ مقامات سے آجاتی ہیں کتابخانہ میں اگرچہ کم و بیش کل علوم و فنون کی کتابیں موجود ہیں مگر زیادہ تر شاعری سے متعلق دوادین فارسی دارود۔ تاریخ و سیر۔ طب رمل و نجوم کا ذخیرہ ہے۔ مؤرخانہ

فن سے آپکو ایک خاص دلچسپی ہے کیونکہ خود رمل و نجوم میں کافی واقفیت رکھتے ہیں۔ چنانچہ بمغلہ اور ملازمین کے ایک پنڈت صاحب مقرر ہیں جو اپنے وقت پر آکر بحث کیا کرتے ہیں۔ آپ کے روزانہ مشاغل میں کوئی خاص پابندی اوقات نہیں ہے زیادہ تصنیف و اصلاح اور کتب بینی کا شغل رہتا ہے یا شبکو ایک آدھ گھنٹہ چند مصحبت لوگوں میں گانا سننے کا مشغلہ رہتا ہے اسناد و ذوق مرحوم بھی گانا سننے کے بہت شائق تھے۔ وہی حال آپکا ہے۔ اور یہ ایک ایسی دلچسپ تفریح ہے جو غفلتاً ہر شخص کو پسند ہے۔ کوئی شخص علم موسیقی کے اصولوں کو بے قدری کی نگاہ سے نہیں دیکھ سکتا یہ وہ خوش چیز ہے کہ آدمی تو آدمی جانور بھی اس سے مانوس ہوتے ہیں۔ یہی اثر وہ باد و ہوا کی وجہ سے بے اختیار خوش الحانی کی طرف دل کھچا جاتا ہے۔ سماع اور شاعری کا قریب قریب یکساں حال ہے جس طرح بغیر خوش آوازی کے سماع میں دلچسپی نہیں ہو سکتی ہے اسی طرح بغیر اثر کے کلام میں لطف نہیں آسکتا۔

| | |
|--|---------------------------------------|
| فرماتے ہیں وہ سنتے ہیں جب آواز کرنا شروع | ۱۔ صد زبان دے تو زبان میں ہوا اثر بھی |
|--|---------------------------------------|

مرزا صاحب کی وضع اور لباس بالکل قدیم طریقہ کا ہے۔ گو اس زمانے

کے موافق کچھ معمولی ترمیم ہو گئی ہے مثلاً انگریزوں کی جگہ شیردانی یا بجائے
قدیم ٹوپوں کے حیدر آباد کی منصب داری پگڑی یا ترکی ٹوپی کو بحیثیت مجموعی
یہ وضع ایسی نہیں جس پر نئی روشنی کا اطلاق ہو سکے۔

موجودہ قدوقامت اور صورت شکل کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ
شہاب کے زمانے میں آپ خوشنود اور خوش رنگ قومی جوان تھے اس کا
بین جو نوٹو دیا گیا ہے۔ وہ زمانہ حال ہی کا ہے۔

۱۵۔ برس کی عمر میں آپ کی شادی ہوئی۔ حیدر آباد میں تشریف لائے ہوئے
آپ کو چودہ پندرہ سال ہو چکے یہ ہیں ۱۳۱۷ھ میں آپ کی اہلیہ نے وفات
پائی اور سید یوسف شریف صاحب کی درگاہ میں مدفون ہوئیں۔

مرزا صاحب نے منجملہ اہل سفر وں کے نواب خلد اشیاں کے ساتھ
سفر حجاز بھی کیا ہے اور زیارت حرمین شریفین زاد ہا اللہ شرفاً و تعظیماً
مشترف ہو کر مناسک حج و زیارت بھی ادا فرمائے ہیں آپ کا مذہب آپ کے اس
مقطع سے معلوم کرنا چاہیے ۵

یہ داغ ہے صحابہ عظام کا مطبع

یہ داغ جاننا ہے آل رسول کا

آپ اپنے اخلاق سننے کی بدولت ہمیشہ مسکراتے رہے ہیں بلکہ

بازگشت گاری

ان مشاغل سے قاطبۂ نفرت ہے۔ بارگاہ الیسا ہوا ہے کہ آپ کبھی سخت
علامت میں مبتلا ہوئے ہیں یا آپ کی عوارض لاحقہ کو دیکھ کر ڈاکٹروں نے اور
اطباء نے رائے دی ہے کہ آپ کے لیے دواؤں سے زیادہ شراب مفید ہے
اسکا استعمال ضرور کرنا چاہیے آپ نے ایسی راہوں کی کبھی منظور نہیں فرمایا۔ ڈاکٹری
دوا اسی عام خیال کی وجہ سے نہیں استعمال کرتے یہ ایک عجیب بات ہے
کہ باوصف اس احتیاط و انتقا کے آپ کے بعض رندانہ کلام میں وہ اثر اور وہ
کیفیت پائی جاتی ہے جو واقعی پینے والوں کی باتوں میں ہونی چاہیے مگر
غور کیجئے تو یہ ہیں۔ یہ اس فن کا غیر اکتسابی ہونا ثابت ہوتا ہے۔

۱۰۱

مرزا صاحب کو اس وقت تک جن جن لوگوں سے ایک خاص ربط اور اتحاد
رہا ہے یہاں اُن کا ذکر کرنا بھی ضروری ہے منجملہ اور احباب کے آپ ہمیشہ
جناب مولوی عبدالحق صاحب منطقی خیر آبادی مرحوم اور جناب منشی امیر احمد صاحب
امیر مینائی مغفور کے مداح رہے اور ان رفیقوں کے انتقال کا واقعی جو صدمہ
آپ کو ہوا ہے اسکا اندازہ مشکل ہے۔ حالانکہ زمانہ ہم فنی ہوئے کی وجہ سے
یہ سمجھا ہے کہ امیر و داغ میں مخالفت تھی مگر باہمی ارتباط اور خط و کتابت کے
دیکھنے سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ منشی صاحب مرحوم میں اور آپ میں

وہ روابطہ اور کچھ ہستی تھی جو حقیقی بھائیوں میں ہونی چاہیے۔ ہمنے جو خطوط منشی صاحب کے مرزا صاحب کے نام آئے ہوئے دیکھے ہیں ان سے اُن کی الفت کا اندازہ ہوتا ہے اور جو کیفیت آپکی منشی صاحب کے حیدر آباد کے آتے وقت ان آنکھوں سے دیکھی ہے اُس سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ سچی محبت اسکا نام ہے۔ یوں سمجھنے کے لیے زمانہ جو چاہے سمجھے۔ شاعر کے جو خاص دلی جذبات ہوتے ہیں اُن کا اظہار الفاظ میں مشکل ہی ہنیں بلکہ نامکن ہے مگر نقد و سخن اور گہری نظر ڈالنے والے نشست اور بندش الفاظ سے بعض وقت دلی جذبات کا کچھ کچھ اندازہ کر سکتے ہیں۔ ہم یہاں دو مشہور مقطع لکھتے ہیں جن میں صرف ایک ایک لفظ ایسا ہے جس سے دلی آرزو اور تمنا نکلی پڑتی ہے۔ اور دونوں شخصوں کے دلی جذبات کا اندازہ ہوتا ہے۔

| | |
|----------------------------------|-----------------------------|
| کہان ہم اے امیر اب اور کہان فراغ | وہ جلسے ہو چکے خلد آشیان تک |
|----------------------------------|-----------------------------|

اس شعر میں کہان کے لفظ کو اگر غور سے دیکھا جائے تو ٹھیک اندازہ ہوگا کہ یہ لفظ بے ساختہ پر حسرت دل سے نکل کر زبانِ حال کا ترجمان ہوا ہے۔

ہے۔ اسطرح ۵

اے دلعزیز ہے دکن بہت دور لکھنؤ
ملتا میر احمد وسید جلال سے

اس شعر میں بھی ملنے کے لفظ سے وہی بات ظاہر ہوتی ہے جو کمان
میں بیان کی گئی۔

جب منشی صاحب مرحوم کا سیو پال سے اطلاعی خط مزید صاحب کے نام آیا اور
کہ ہم فلان تاریخ یہاں سے روانہ ہونگے اس وقت کی خوشی کا اندازہ نہیں ہو سکتا
ایک عجیب بیٹا باندہ مسرت کے ساتھ اُنکے رہنے کے لیے مکان وغیرہ کا
انتظام و اہتمام کیا جاتا تھا۔ باوجود دورہ و حج مفاصل آپ خود بار بار اُس مکان
میں آتے جاتے جو منشی صاحب کے واسطے تجویز کیا تھا خود اپنے سامنے ہر
ایک آسائش کا سامان ترتیب سے رکھواتے اور سب سے کہتے جاتے کہ
جامع المتفرقین نے پندرہ برس کے بعد ایک رفیق کو ملا یا ہے۔ مگر افسوس کہ
اس نیرنگی زمانہ کے ہاتھوں یہ فوری خوشی بہت جلد دائمی رنج سے بدل گئی۔
جو وقت منشی صاحب کا انتقال ہوا ہے اُس وقت بے ساختہ آپ کی زبان سے یہ
پر حسرت مطلق نکلا۔ ہائے کیا دردناک سچا مضمون ہے ۵

خاک اُس سے عشق نے چھوڑا دی تھی
دشتِ مہن مجنون کی مٹی لالی تھی

بظاہر اس مختصر سوانح عمری میں جتنی ضروری اور مفید باتیں تھیں سب آئین

عزیز میر احمد

اب آخر میں ہم حضرت اُستادی مدظلہ کے متعلق جو ماکے کے بزرگوں اور لائق مورخوں اور تذکرہ نویسوں نے مختلف اوقات میں تصویبی بہت اپنی اپنی رائے لکھی ہے وہ بحرِ فہمانِ نقل کی جاتی ہے جسکے دیکھنے سے اور پڑھنے سے یہ بات ثابت ہو جائے گی کہ آپ کو نہ صرف آپ کے تلامذہ و معتقدین ہی نے اُستاد مانا ہے بلکہ ملک میں عموماً بڑے بڑے اساتذہ اور اہلِ لہرائے نے آپ کا لوہا مان لیا ہے۔

حضرت غالب جیسے اکل کھڑے مزاج کے آدمی کو کون نہیں جانتا جس شخص کی مخالفت پر آمادہ ہوئے عمر بھر اُسے اچھا نہ کہا خواہ وہ اچھی ہی بات کیوں نہ کہے قاتلِ مرحوم سے ہمیشہ جج رہی اُنکو طرح طرح سے اپنی مخالفت آمیز فقروں سے برا بھلا کہتے رہے۔ بالین ہما انصاف پسندی کے موقع پر جب کسی تعریف کی تو ایسی کی جس سے بڑہ کر حدِ تعریف نہیں ہو سکتی اور ایک اُنکی تعریف گویا زمانے کی تعریف سمجھی گئی۔ سنا گیا ہے کہ منجمد اور اشعار کے حضرت اُستادی کے یہ چار شعر بھی اکثر پڑھا کرتے تھے۔ اور دادِ سخن دیتے تھے۔ وہ اشعار یہ ہیں۔

| | |
|------------------------------|----------------------------|
| تیرے جلوے کا تو کیا کہنا مگر | دیکھنے والے کو دیکھا چاہئے |
|------------------------------|----------------------------|

ماکے قابل اور لائق بزرگوں اور مورخوں کی رائیں

| | |
|--|--|
| رخ روشن کر آگے شمع رکھ کر وہ یہ کہتے ہیں | آدھر جاتا ہوں دیکھیں یا ادھر چھو انہ آتا ہوں |
| افتادگی پہ بھی نہ لگتی اس کی تجو | گویا زمین پر سایہ عجب پریدہ ہوں |
| انکی طرف سے آپ لکھی خط جواب میں | کیا کیا فریب دلو دیکھئے انتظار میں |

جب مرزا صاحب کا دیوان گلزارِ داغ طبع ہوا ہے اس وقت اس کے عمر بزرگ نواب نصیر الدین احمد خان المتخلص بہ نیر و نشان نے ایک مختصر قطعہ لکھ کر آپ کو پاس بھیجا تھا۔ نواب موصوفت کی قابلیت اور نامور سی زمانے پر محقق نہیں ہے وہ کوئی معمولی آدمی نہیں تھے انکی تعریف عام تعریف نہیں ہو سکتی اس قطعہ کے پڑھنے سے یہ بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ ایک بزرگ اپنے سنہ خرد اور لایق عزیز کی تعریف کس طرح کرتا ہے

| | |
|----------------------------|----------------------------|
| نادم آن نخلبند معنی را | کہ بیاراست از سخن صد باغ |
| گل رنگین باغِ دل افزوز | درد خوشبوے عطر میزد دماغ |
| اوجِ نازک خیالی اورا | باید آن سوے عرش جست سر باغ |
| معنی لغز از دلش ریزا ن | چون مے ناب از کتا را باغ |
| کردہ مشکین غزالِ مضمون صید | صفوہ خاطرش حسن را راغ |
| جمع کردہ کلامِ روشن خویش | کہ شبتان فکر راست چرباغ |

| | |
|-----------------------------|--------------------------|
| ہرگز از طبع تازہ اشش دلخواہ | سدا الحمد دست داد و سراغ |
| سال ختمش بخوان کہ این دیوان | زود بہ لہا جدید سکہ تراغ |
| ساخت این قطعہ نیکو ازد ہلی | نزد نواب میرزا ابلاغ |

منجملہ اور خطون کے ایک خط حضرت امیر مینائی مرحوم و مغفور کا ایسا ملا جس میں حضرت استاد مدظلہ کے کمال کا اعتراف پایا جاتا ہے۔ اپنے مفید طلب اسکی کچھ عبارت یہاں نقل کی جاتی ہے۔ یہ خط ۲۶ جولائی ۱۹۲۷ء کا لکھا ہوا ہے۔ وہ لکھتے ہیں یہ میرے پرانے یار پرانے غمگسار حضرت داغ سلامت۔ خداوند تعالیٰ یوں فرماتا آپکے اعزاز کو بڑھائے اور اس فن کو چمکائے۔ ملک کو آپکی قدر ہو یا نہ ہو میری نظر میں تو جب قدر ہے اسکو آپکا دل بخوبی جانتا ہوگا۔ آپ حاسدان کو تہ اندیش کا کچھ خیال نہ کریں۔ ارباب کمال خصوصاً وہ جسے زمانہ کچھ موافقت کرتا ہے ہمیشہ محمود ہوا کرتے ہیں محمود ہونا سرمایہ ناز و فخر ہے حاسد ہونے سے خدا محفوظ رہے۔ فقط یاد آور می کامنت پذیر۔ امیر فقیر

تذکرہ انتخاب یادگار مطبوعہ تاج المطالع میں حضرت امیر مینائی مرحوم آپکا ذکر اس عبارت میں فرماتے ہیں "داغ نواب مرزا خان خلیف نواب"

شمس الدین خان مغفور چوالیس برس کی عمر صاحب دیوان شیخ محمد ابراہیم ذوق
دہوی کے شاگردوں میں فرد کمال - خوش مذاق ہونے میں یکساٹی حاصل -
سرکار فیض آثار کے ملازم و معتد خاص - اصطلیل و فراشناختی کی دود و غلی سے
اختصاص - وطن اصلی انکا دہلی ہے - الخ

تذکرہ غنیچہ ارم مطبوعہ مطبع نجفی کلکتہ میں مولوی محمد علی نجف صاحب نجف -
آپ کے حالات اسطرح لکھتے ہیں - " داغ - سخنور یکتا شاعر بے ہمتا و اب
مردا خان بہادر دہلی مولد و تقرب یافتہ و مشیر خاص حضور پر پوز نواب صاحب
بہادر والی دارالسرور رام پور دام اقبالہ خلف الصدق فردوس مقام غلد
مکان نواب محمد شمس الدین خان بہادر - برگزیدہ ترین شاگرد خاقانی بہند کلیم زمان
شیخ محمد ابراہیم ذوق استاد حضرت ظفر شاہ دہلی نور الدین مرقد ہماست و حمید الدہر
فرید العصر خوش خوش سخنے گو خوش سخن کمال فن شیوا زبان جادو بیان کمال کلام متون
عالم سخن مختلفہ کلامش آب دلائے است کہ تشنہ کامان لہوادی تلاش سخن را
باقداح مہمعین سیراب میکند و سخنش سحر بلائے است ہچون افسون افسون
سازان قلوب سامعین را سخنر مینماید - متانت کلامش با فصاحت و بلاغت
ہمچنان و سلاست سخنش با لطافت و نفاست ہمزبان آن قدر تلامذہ دارد

کہ محضرش محال می نماید۔ الخ

تذکرہ طوبہ کلیم مطبوعہ مطبعہ منصفیہ ام اگرہ میں مولوی سید نور الحسن خاں صاحب
فرزند کلان امیر الملک والا جاہ نواب سید محمد صدیق حسن خاں صاحب آپ کے
متعلق یہ لکھتے ہیں "داغ۔ نواب مرزا خان خلف نواب شمس الدین خان
بہادر برگزیدہ ترین تلامذہ خاقانی ہند شیخ ابراہیم ذوق است و از مشیران خاص
فرمان روائے را میسر من وادارغا جانہ است۔ بہ چند تلامذہ فی صورتی
صورت نہ بستہ۔ درین نزدیکی گفتار دلاویز خویش را فرہم آوردہ کلزار داغ
نام دیوانے ترتیب دادہ است بعد طبع کیے نزد نامہ گرداؤ فرستادہ شوخی
کہ در کلام دست بندہ ندانم کہ امر و ز دیگرے را دادہ باشند و زبانی کہ ادما بخشیدہ
اند فی زمانہ ہیج کسے را میسر نیست۔ بیشتر ازین تالیش گفتار وے چہ توان
گفت خیر الکلام ماقول۔ الخ۔

تذکرہ گلستان سخن مطبوعہ منشی نو کا شہر میں شاہزادہ مرزا قادی بخش بہادر المتخلص
بہ صابر و دیوی آپکا حال یوں رقم فرماتے ہیں۔ داغ تخلص ہے شیخ افروز
بزم محبت گرمی مہنگامہ الفت دوست صداقت التیام۔ نواب مرزا نام جوان
خوش و جا بہت کا کہ پاکی سیرت و لطف صورت کو نیم خوبی میں فرماہم

اور صفائے باطن اور حسنِ ظاہر کو محفلِ کمال میں ماہم رکھتا ہے ادب و تواضع
ایک جامہ ہے اُسکے تمام احوال پر راست اور خلق و مروت ایک ذخیرہ
ہے اُسکے گنبدِ طبع میں بے کم و کاست خمیرِ صافی اور فروغِ مشرق اور آفتاب
شونجی فکر اور طبعِ لمعہ برق اور سحابِ معنی کی رنگین اور عبارت کی متانت اور الفاظ
کی شستگی اور کلمات کی تنگدستی حدِ اوصاف سے خارج ہے فنِ سخن میں شیخ
ابراہیم ذوقِ غفرِ تہذیب و استفادہ اور فیضِ استاد اور طبیعتِ رسا کی امداد سے
آرائشِ بزمِ کمال میں آمادہ ہے الخ۔

ان تذکروں کے علاوہ اور کتابوں میں رسالوں میں اخباروں میں وقتاً
وقتاً ملک اور اہل ملک نے اپنی اپنی رائیں ظاہر کی ہیں۔ اُن سب کا اقتباس
اس لیے بیکار سمجھا کہ فی زمانہ قریب قریب ہر وہ شخص جو اس کتاب کے مطالب
کو دلچسپی سے پڑھ سکتا ہے ہم سے زیادہ مذکورہ بالا کتب و رسائل و اخبار کی
سیرین کر چکا ہوگا۔ فضول ہے کہ سنی ہوئی اور پڑھی ہوئی باتوں کو پھر سنایا
جائے۔ اور وہ ہرایا جائے۔

سوانحِ عمری سے جو جو باتیں متعلقِ تحقیق و وہ سب ان اجزائیں لکھدی
گئیں۔ اور ابھی چونکہ فصیح اللغات کا اصلی اور ماہم کام باقی ہے اس لیے

اس بیان میں اختصار کیا جاتا ہے۔ جن لوگوں نے حضرت اُستادی نواب
فضیح الملک بہادر مدظلہ کو اپنی خوش قسمتی سے دیکھ لیا ہے وہ ان حالات
کو پڑھ کر یہ شعر پڑھیں گے ۵

| | |
|------------------------------------|-----------------------------|
| تو بھولنے کی چیز ہنہیں خوب یاد رکھ | اے داغ ک طرح تجھ ولی بھلائی |
|------------------------------------|-----------------------------|

اور جن مشتاقوں کو ابھی یہ موقع ہنہیں ملا ہے اُن کی خدمت میں یہ اجزا دیے کہیں
کے لیے پیش کیے جاتے ہیں ۵

| | |
|-------------------------|---------------------------|
| داغ سادو سرانہ دیکھو گے | گل ہزاروں ہین ایک صورت کے |
|-------------------------|---------------------------|

الراقم
خاکسار سید علی حسن۔ آسن ماہر دی۔ دولتانہ اُستادی حضرت نواب فضیح الملک
بہادر داغ دہلوی۔ حمید آباد دکن۔ ۱۴ دسمبر ۱۹۱۷ء

تاریخ طبع عطیہ

عالیجناب علی القاب استاذی و ملاذی جہان استاد
بیل ہندوستان استاد السلطان مقرب الخاقان
ناظم یار جنگ دبیر الدولہ نواب فصیح الملک بہادر
حضرت داغ دہلوی مدظلہ العالی۔

| | |
|-------------------------------|-------------------------------------|
| زندگی کے مرے حسن و سوانح لکھے | عمر کے باغ کا یہ آنکھ سے جلوہ دیکھو |
| داغ نے مصرع تاریخ کہا پر جستہ | جلوہ داغ کا یہ آنکھ سے جلوہ دیکھو |

۱۳۲۰ھ

تاریخ ترتیب عطیہ

عالی مرتب والا منزلت معظمی و مکرمی جناب شاہزادہ
صاحب عالم مرزا خورشید عالم بہادر گورگانی المتخلص

خورشید برادر حضرت استاد مدظلہ

| | |
|-----------------------------|------------------------------|
| بہت خوب احسن نے لکھ کر سونچ | کرین سیرب اکی سے ہر باغ نادر |
| یہ ترتیب کا سال خورشید عالم | کہا میں نے ہے جلوہ داغ نادر |
| | ۱۳۱۹ھ |



کتابخانه مجلس نظام اعظمی دیوان فصاحت عثمان

داعی و دیوی خلف ذاب تمسک الدین از حقیر خان نوزاد الله مرقد و ...

ما يهتكم الله من الدين

رویف الاف
وبہ نستعین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

| | |
|---|--|
| <p>آفتابِ بامِ عرش سے مژدہ موت پہول کا محتاجِ فوق و تحت : وہ عرضِ طول کا ایسا کہان ہے ذہنِ ظلموم و جہول کا کونین میں ہے رنگِ فقط ایک پہول کا در مانِ دلِ عسلیلِ خزینِ و ملول کا یہ ہے طریقِ دولتِ دین کے حصول کا</p> | <p>میں کلمہ گو ہوں خاصِ حسد اور رسول کا وہ پاک بے نیاز تجسم سے ہے بری انسان سے بیان ہوں کیونکہ غفارتِ آ و دونوں جہان میں ہوئے محمدؐ کے خطرو صلی علیٰ ہے نامِ محمدؐ میں کیا اثر طاعتِ خدا کی اور اطاعتِ رسولؐ کا</p> |
|---|--|

یہ داغ ہے صحابہٴ عظام کا مطیع
 یہ داغ جانِ نثار ہے آلِ رسول کا

یہ ہے بخش دینا بندے کو کا تمیر
 محروم رہ نجانے کل یہ غلام تیر

| | |
|-------------------------------------|--|
| جنگ بان ہر منہ میری جی ہونا تم تیرا | جنگ ہر دل بھلین ہر دم ہو یا دینیری |
| احمد رسول تیرا مصحف کلام تیرا | امان کی کہن گے ایمان ہر ہمارا |
| ہر نور پاک روشن ہر صبح و شام تیرا | سید المرسلین محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وسلم |
| آیا سلام جسکو پہنچا پیام تیرا | اُس شاہ دنیا کے در کا ہون میں سلامی |
| اسفل مقام میرا اعلیٰ مقام تیرا | ہر تو ہی دینے والا پستی سے دے بلند |
| واجد احد صفہ ہر اللہ نام تیرا | نیم چون بچگون ہر بے شہہ ذات تیری |
| دینا ہر رزق سبکو ہر فیض عام تیرا | مردم کیوں بہنیں جی ہر کے کیوں لوین |

یہ داغ بھی نہوگا تیرے سوا کسیکا

کونین میں ہر جو کچھ وہ ہر تمام تیرا

| | |
|--|--------------------------------------|
| یاد آتا ہر ہمیں ہاے زمانا دل کا | اچھی رت پھنکے ٹوٹ کے آنا دل کا |
| میں سناؤں جو کہی دل سے فنا دل کا | تم بھی شہ چوم لو میا ختہ پیارا آجائے |
| نہ ہٹکا ناہر چکر کا نہ ہٹکا نا دل کا | انگہہ یار نے کی خانہ خرابی ایسی |
| کیونکہ آجائے تجھے غیر دن سے لگا نا دل کا | پوری منہدی بھی لگانی نہیں آتی تنگ |
| میں نے پوچھا تو کیا مجھ سے بیانا دل کا | غفہ گل کو وہ مٹی میں لے آتے تھے |
| ہوش آتا ہر قوتا ہر ستانا دل کا | اے حسینو لگا کر کین ہی رہے یا اللہ |
| کہ بُرے وقت میں ہو جائے ہٹکا نا دل کا | وے خدا احد مجھ سینہ و پہلو کے سوا |
| انکا جانا نہ تھا ابھی کہ یہ جانا دل کا | میری آنکھوں سے کیا ہی وہ ٹپ کر نکلتے |

| | |
|---|--|
| <p>بگہ شرم کو مٹیاب کیا کام کرب انگلیان ناز گریبان میں لکھ جاتی ہیں حور کی شکل جو تم نور کے پتے جو تم چھوڑ کر اسکو تری بزم سے کیونکر جاؤں بے دلی کا جو کہا حال تو فرما نہ میں</p> | <p>زنگ لایا تری اکہون میں ہمانا دل کا سخت و شکار ہر ہاتون سے دبانا دل کا اور اسپر نہیں آتا ہر جانا دل کا اک جب نہ کا اٹھانا ہر اٹھانا دل کا کر لیا تو نے کہیں اور ٹہکا نا دل کا</p> |
| <p>بعد مدت کے بھاسر داغ سمجھ میں آیا وہی دانا ہر کہا جس نے نہ مانا دل کا</p> | |
| <p>سبب کہلا یہ ہمیں آنکے سہ پہ چپانے کا طریق خوب ہر یہ عمر کے بڑھانے کا چڑھاؤ پھول مری قبر پر جو آئے ہو وہ عذر جرم کو بدتر گناہ سے سمجھے بتنگ آکے جو کی میں نہ ترک رسم وفا جھان میں کرتے ہیں تہم تہم کے اخیال میں نہ سوچئے ہم کہ تیر تیغ ہو گی خلق اللہ اثر ہر اب کی نے مندین وہ اسی زاہ سمائیں اپنی نگاہوں میں ایسے ویسے کیا لگی ہر چاٹ مجھے تلخی محبت کی</p> | <p>اٹا نہ لے کوئی انداز مسکرانے کا کہ منتظر ہوں تاحشر اسکے آنے کا کہ اب زمانہ گیا تیوری چڑھانے کا کوئی محل زبا اب قسم ہی کہانے کا ہر اک سے کہتے ہیں یہ حال ہر ٹٹانے کا گیا تو پہر یہ نہیں میرے ہات آئے کا گہٹا نہ حوصلہ قاتل کے دن بڑھانے کا کہ نقشہ تک بھی نہ اترے شراب خانے کا رقیب ہی سہی ہو آدمی ٹھکانے کا علاج زہر سے مشکل ہر زہر کھانے کا</p> |

| | |
|---|--|
| <p>تہیں رقیب نے پیجا کھلا ہوا پرچہ لگی ٹکاسے میل کی خانہ برابری</p> | <p>نہ تھا نصیب لفا ذہبی دھانے کا چراغ گل میں بھی تنکا ہر شیانے کا</p> |
| <p>مردا غ اور خواہش قیل قصور ہر یہ فقط اُنکے منہ لگانے کا</p> | <p>دل مجھ سے ترا باے ستمگر نہیں ملتا دودن بھی کسی سے وہ برابر نہیں ملتا</p> |
| <p>یہ اور قیامت ہر کہ مگر نہیں ملتا یا یہ ہر کہ مجھ سے کوئی بہتر نہیں ملتا سر ملتے ہیں اُس کوچہ میں تہ نہیں ملتا حضرت کا دشتونے ابھی پر نہیں ملتا جب وعدہ کیا پر وہ مقرر نہیں ملتا لوصاف بنا دودن دل مضطر نہیں ملتا آئینہ تو ملتا ہر سکندر نہیں ملتا ملتے سے میرجاں کوئی کینو مگر نہیں ملتا ایسا یہ مزا ہر کہ مگر نہیں ملتا مجھکو نہیں ملتا کوئی ساغر نہیں ملتا وہ کونسا فتنہ ہر جوا طہر نہیں ملتا مرا ہون جو معشوق گہر بھی نہیں ملتا</p> | <p>یا ترک ملاقات کی خو ہو گئی اونکو ایکاش ہم اب ٹھوکرین کہا کر ہی سنہلتے زاہد نے اوڑائے توصفات ملکوتی انکار سے اُمید ہر اقرار سے ہر یاس کیا پوچھنے ہو نرمین کیا ڈھونڈ رہے ہو تصویر تو پیدا ہر مصور نہیں پیدا ہر آبلے میں خار ہر ہر زخم میں پیکان کینو مگر نہ مرین موت پہ بیمارِ محبت کیا عید کے دن بھی مضان ہر کہ جو ساق محل میں تری عید کے دن میر گلے سے پر دانی کا چہی قہ ہر میل کا بھی موسم</p> |

| | |
|--|---|
| <p>اس قافلہ سے کوئی پھر گز نہیں ملتا عکس کا آئینہ سے باہر نہیں ملتا</p> | <p>یار ب مرے اشکو نشے نہ تاثیر جدا ہو اس سے ہی کوئی وصل کی صورت نکل آتی</p> |
| <p>ہر وقت پڑھے جاتے ہیں کیرن داغ کے لکھا کیا تم کو کوئی اور سخنور نہیں ملتا</p> | |
| <p>جو دل آیا تو پہرا چھا ہوا کیا یہ سنکر چپ رہیگا دور کیا جو پوچھے ہم کو اسکا پوچھنا کیا مگر جو ادا ہو وہ ادا کیا سنا کیا آپ نے میں نے کہا کیا نکلتا ہر ہمارا مدعا کیا کھلے رہتے تھے یوں بند کیا کر گیا اور تو اس سے سوا کیا ابھی جیتے جی میں مر گیا کیا ہمارے لب پہ رکھا ہر گلا کیا ترے دلیں ہی میں اراں کیا کیا کبھی کہنا اسے یہ ہو گیا کیا یہہ کی ہر بخشوانے کو خطا کیا</p> | <p>حسینوں کی وفا کیسی جفا کیا برائے کہنے سے کہیئے مدعا کیا دیرین کیوں پریش روز جزا سے نگاہ ناز سے دیکھیں وہ پہر کیوں بگڑ بیٹھے عبت ذکر وعدہ پر وہ دل کو چیر کر سوا بکھین ادا چاک گریبان کی اڑائی یہ سنو یا فغان بے اثر نے مری محبت سے کیوں پختے ہیں اجنا ذرا دم لو کہیں گے حال دل ہی عدو ہو وصل ہو میرے گلے ہرن کبھی تڑپا کے دل سپر مات رکھنا نگاہ رحم حبرم عشق پر کیوں</p> |

| | |
|---|--|
| کہا ظالم نے سکر داغ کا حال بہت اچھے ہیں اُنکا پوچھنا کیا | ۲ |
| سمجھ کر سو نچکر بیدار کرنا یہ پہ پہ کہنا یہ پہر ارشاد کرنا بہلا دو نگاہ تجھے میں یاد کرنا پنسا کر دام میں آزاد کرنا اکہی دو دن گھر آباد کرنا قسم ہر تمکو وہ بیدار کرنا نکرنا یا ستم ایسا کرنا مرے مولا میری امداد کرنا | بڑا ہر شاہ کو ناشاد کرنا نہیں آتا حسین برباد کرنا عدو کے عزم میں یوں فریاد کرنا مرے صیاد کو اک کہیل ٹھہرا جو آنکھوں میں ہر دل میں ہو وہی نو رہے بعد فنا ہی جس کی لذت ہمیں شوق جہاں یہ تو کہہ دو غم دنیا و دین میں مبتلا ہوں |
| چپا ناراز وصل احباب سے داغ پھر ارمان مبارک بادر کرنا | |
| تکیہ کلام آچکا ہے ہر سخن میں کیا پڑتا ہے نام غیر کا تیرے دہن میں کیا یاروں نے گھر کو آگ لگا دی ظن میں کیا اسکے سوا ہے اور تیری انجمن میں کیا خالی کفن پڑا ہے دہرا کفن میں کیا | میں راز دل بیان کروں انجمن میں کیا تعریف پر مری یہ الجھنا سخن میں کیا ہر ساتھ ساتھ شام غریبی کچھ دہان فتہ فساد رشک تغافل غور ناز میں غلہ میں ہوں اور نکیرین قبر میں |

| | |
|---|--|
| <p> قاصد کے فیصلہ سے مرے ہوش اڑ گئے غربت میں پوچھ لیتے ہیں بادِ صبا ہم کیوں سخت گفتگو نہیں کرتے رقیب سے مٹھی میں دل تھا جو اٹھے مات جہاڑ کے عرضِ مصال پر یہ دوحرفی جواب ہر زیر زمین ہی مجھے قیامت پار ہی اُس بیوہ کے شکوہ سے بے چین ہو گیا بنگھو بھی ہر خبر ترے ملنے کے ڈھنگ میں - تسخیرِ جذبِ عشق کی تاشیرِ الامان - سن سن کے میری شوخیِ تقریر یوں کہا </p> | <p> کیا جانے کہدیا اُسے دیوانہ پن میں کیا رہتا ہر ذکرِ خیر ہمارا وطن میں کیا کچھ چوٹ لگتی ہر لبِ پیمان شکن میں کیا اُجھا ہوا ہر زلفِ شکن و شکن میں کیا ہر اک سخن میں کیوں کہی ہر اک سخن میں کیا فتنہ کا عطر اُسے ملا تھا کفن میں کیا پیغامبر کے اک لگی تن بدن میں کیا خلوت میں کیا خیال میں کیا انجمن میں کیا جادو ہر آپ کی نگہِ سحر فتن میں کیا توبہ ہر یہ زبانِ بیگی دہن میں کیا </p> |
|---|--|

ار داغِ قدر دان سخن اب وین تو ہیں
 تعریف اس نعل کی نہ ہو گی دکن میں کیا

| | |
|--|---|
| <p> توبہ سر تسلیم جھکا یا جاتا میں کسی دن جو غایت سے بلا یا جاتا اعز اک ترے قربان کہ وقتِ خلوت میں گنہگار نہوتا جو اکہی مجھ کو باغِ ہستی سے عدم میں ہر سو کیفیت </p> | <p> ہم جو سمجھتے تھے اگر تجھ میں نہ پایا جاتا بیشتر مجھ سے مجھے چوڑ کے سایا جاتا وہ کہیں ہم سے تو گہر تک نہیں چایا جاتا ہر برس نامہ اعمال دکھایا جاتا عمر رفتہ سے پلٹ کر نہیں آیا جاتا </p> |
|--|---|

| | |
|--|---|
| <p>ضعف ایسا کہ نہیں جان سے جایا جاتا منہ پہ قاصد کے اگر قفل لگایا جاتا ہم بھی کچھ دبستے کچھ آنکھوں بھی دیا جاتا گر ترے کوچہ کی مٹی سے بنایا جاتا بولتا میں تو گلامیرا دیا جاتا تو اگر آنکھ چراتا تو دکھایا جاتا</p> | <p>شوق ایسا کہ تری ماہ میں مر کر بھی چلن بدگمانی مجھے گھبرائے نہ دیتی اتنا وہ خریدار ہی دل کے نوے کیا کچھ فتنہ سازی سر دلی بھی قیامت ہوتی انہی مغل میں قسیبوں نے کسے آویزا حسن کی شان میں ہر رنگ جلوہ انہی مٹی</p> |
| <p>اٹھ کے کچھ سے بجاتا جو منہم خانے کو اور چہرہ داغ کسان بار خدا یا جاتا</p> | |
| <p>صبر سے ناز سے تمکین سے ٹھکر چھڑتا بھٹک دیکھ جو نہیں آپ سے خنجر چھڑتا اسی جنوں لاشہ مراقبہ کے اندر پھرتا آسمان بنگے بگولہ سر محشر پھرتا مضطرب آئینہ میں حلقہ جو ہر پھرتا یہ سمجھ لو کہ یہ سودا نہیں لیکر پھرتا ڈھونڈتا مجھ کو تری بزم میں سا پھرتا ہات میرا جوڑے سینہ پہ اکثر پھرتا بیٹھتا رات بھر اس کچھ میں من بھر پھرتا</p> | <p>کاش تو گور غریبان پہ نہ مضطر پھرتا میرے ہی اتنے مشکل مرئی سان بگی بیڑیاں ڈال کے گردن نکر تے اجا خاک میں ملنے کی جب داد ہمار مٹی دم تزیین جو ذرا آنکھ تمار می پھرتی کچھ گرہ میں بھی ہر جو د لکے خریدار بنے میں نہوتا تو مزا بادہ کشی کا بھی نہ تھا جوش پر اور قیامت کی جوانی آتی رہنا بنگے جو قندیر مجھے یحیائی</p> |

| | |
|--|---|
| <p>چرخ کواکب لگاتی اگر آہ سوزان لطف تھا میں بھی وصل کہیں چھپاتا یہ نہ کہیے کہ نہیں اہل فامین کوئی تم نہ آتے توجہ انداز کہانے ہوتے کیا مرے ہات میں کل بھی جو پھرانا ہو</p> | <p>صوت شعلہ بجا لے چکر چھرتا آدمی نکا مری ٹوہ میں گھر گھر چھرتا نام اک شخص کا ہی میری بن پر چھرتا بیٹھتا بزم میں بن کر کوئی تن کر چھرتا پند گو دل کسی محبوب سے کیونکر چھرتا</p> |
| <p>✓</p> | <p>دماغ چھٹی درستی کی گدائی نہ کبھی چتر شاہی بھی اگر قیس کے سپر چھرتا</p> |
| <p>غیر کا میں بھی اگر چاہنے والا ہوتا پارسا کوئی اگر تاکنے والا ہوتا قیس کو آبلہ پا سے ہوا کیا حاصل جان ایکاش محبت میں سنبھل کر جاتی تیشہ فرادنے بیکار سنبھالا عشق مستغناق کے پھر پھر بھی نکر تا نرمی عیسے یوسف کا بیان ہی کیا دیکھنا کچھ قیامت تو تھی ہجر کی شباسی تھی شکستہ اندک کی تعریف کیا اس نے ہم سناتے جو کوئی درد ہمارا سنتا</p> | <p>ڈھنگ بس چاہ کا دنیا سے بڑا ہوتا دختر رزنے بڑا نام اچھا لا ہوتا پارمین ناقہ لیلی کے پھر چھا لا ہوتا موت کی موت سنبھالے کا سنبھالا ہوتا کام بنتا جو ذرا دل کو سنبھالا ہوتا آسمان گرہن تن روئی کا کالا ہوتا در نہ ہر بات میں تیرا ہی حوالا ہوتا اس بلا کو کسی تہہ بیر سے ٹالا ہوتا تو نے ہم میں تو کوئی عیب بکا لا ہوتا دل دکھاتے جو کوئی دیکھنے والا ہوتا</p> |

| | |
|--|---|
| <p>لبت مہربان میں زارہ کے پیالہ ہوتا دھوپ میں رنگ نہ کس طرح سے کالا ہوتا باتوں باتوں میں فقط کام نکالا ہوتا دل بیتاب نے محشر سے نکالا ہوتا</p> | <p>ملکے اکبار اگر پھر اُسے ملتی نہ سرب تیرگی زلف کی خورشید رخ یار سے کر نامہ بردیکھ کے تیور اُنھیں خط دینا تھا خیر گزری کہ رہی خلق میں گھٹ کر فریا</p> |
| <p>در دفرقت کی کھٹک وصل میں کیا مٹ جاتی آہ تھمتی اگر اے داغ تو نا لا ہوتا</p> | |
| <p>اس طرف بھی نہ کوئی تیر نظر چھوڑ دیا سر پہ احسان ہے اس لئے چھوڑ دیا کہ ادھر دلوں کو چھینا یا تو ادھر چھوڑ دیا شکر ہے اُسے مراد امن تر چھوڑ دیا بے لپٹا کے گلے وقت سحر چھوڑ دیا رحم کھا کر تجھے اے دیدہ تر چھوڑ دیا دامن اسکا جو سہرا گزر چھوڑ دیا ہنیں معلوم کہ جنگل میں کہ چھوڑ دیا اُسے وہ ذکر جو تھا آٹھ پر چھوڑ دیا پڑھ کے خطا پیون کے کچھ سن کے چھوڑ دیا یہ تو فرمائے دودن میں اگر چھوڑ دیا</p> | <p>دل کو تاکا تو میری جان جگر چھوڑ دیا چھوڑنا مجھ کو نہ بسمل و مگر چھوڑ دیا یہ تلوں مرے صیا دکا دیکھے کوئی کھڑے کھڑے کیا ناصح کا گریبان میں کیا نزاکت کی شکایت پر غنیمت جانو کام سب خانہ خرابی کے ہوئے ہیں تجھے سے پھر کہاں تھانہ پنا تھانہ بان تھانہ لیکن تھی ترے دیوانہ کو گھر سے دست غیر کے حال سے مطلب جو ہمارا نکلا نامہ برزندہ نہ چھٹا کبھی اُس لیکن آپ چھین جائیں گے ہم آپ نہ تکلیف کریں</p> |

۱۲

داغ وارفتہ طبیعت کا ٹھکانا کیا ہے

خانہ برباد نے مدت ہوئی گھر چھوڑ دیا

منہ

جب اُس نے حالِ دلِ مبتلا کہا تو کہا بچائے تجھ سے خدا
 کچھ اور اسکے ہوا مدعا کہا تو کہا ہماری جانے بلا
 کہا جو اُس نے کہ ہو سر سے پائون تک بے عیب تو بولے وہ لایب
 دغا شعار دستم آشنا کہا تو کہا لیگی تجھ کو سزا
 غم فراق سنایا تو سنکے نہ آیا ہمیں نہ جسم آیا
 رقیب کا جو ذرا ماحبر کہا تو کہا یونہی ہی تجھے کیا
 نہ دل وہی ہر نہ عاشق کی جان نوازی ہے یہ بے سباز غریز
 عذاب پریش و زجر کہا تو کہا ہمیں نہیں پروا
 خدا کے بند و نپیر ایسا ستم روا نہ کرو ذرا خدا سے ڈرو
 کسی غریب نے بالتبا کہا تو کہا کسی کو کیوں چاہا
 شکایت پیش غم سے کیا ہو دل ٹھنڈا اثر ہو جب اُٹا
 ہماری باتوں سے دل جگیا کہا تو کہا جلائے میں ہر مزا
 حد و کا ذکر جو ہم چھیڑ سے نکالتے ہیں وہ سات ٹاٹے ہیں
 یہ کیا طریق ہے اے بے وفا کہا تو کہا تجھے تو ہر سودا
 پتے کی اُس نے جو کوئی کہے قیامت ہے کہ اُس سے نفرت ہے

حسین کہا تو سنا خود نما کہا تو کہا
 شیر و شوخ ہر وہ داغ چھ تو ہر ظاہر
 کسی نے چھبٹر سے منکوب کہا تو کہا
 بہت بگڑ کے بجا
 عبث ہوئے تر بھر
 کہ چھبٹر کا ہر مزا

| | |
|---|---|
| <p>تو ہی اپنے ہاتھ سے جب ذرا با جاتا ہا جس توقع پر تھی اپنی زندگی وہ مٹ گئی مینے دیکھا انکی زلفوں کو تو فرما گئے اب کمر دینے وہ رسم و راہ بھی موقوف کر دل چڑا کر آپ تو بیٹھے ہوئے ہیں جیسے مرگ دشمن کا زیادہ سے ہر محکوم ملال ہو سکے مطلب نگاری کیا پریشان جیسے اچھی صحت کی رہا کرتی تھی اکثر ناک جھکا کس قدر انکو فراق غیر کا افسوس ہر کاش سا توں آسمانوں پر گر سیکھ برق آہ دیکھو دیکھو مجھ پر ساتے رہو تیرنگاہ حرص و انگیر و نیل مال دنیا بے بہا</p> | <p>دل کی بھی پروا نہیں جاتا رہا جاتا رہا جو بھروسہ تھا ہمیں وہ آس رہا جاتا رہا آپکا دل کھل پڑا گم ہو گیا جاتا رہا ورنہ برسوں نامہ بر آتا رہا جاتا رہا ڈھونڈھنے والے سے پوچھے کوئی کیا جاتا رہا دشمنی کا لطف شکوہ کا مزا جاتا رہا ذہن میں آتے ہی حرفِ مدعا جاتا رہا رنگین آنکھیں مگر وہ دیکھنا جاتا رہا بات ملتے ملتے سب رنگ خنّا جاتا رہا حیف ہوا سکا ہمارا سامنا جاتا رہا صیدِ جدم آنکھ سے اوجھل ہوا جاتا رہا جس قدر حاصل کیا اُس سے سوا جاتا رہا</p> |
|---|---|

دوغ کچھ درہم تھا جسکا اُخسین ہوتا ملال
 ہو گیا گم ہو گیا جاتا رہا جاتا رہا

ایسے آنے سے تو بہتر تھا نہ آنا تیرا

سب نے جانا جو پتا ایک نے جانا تیرا

کسکے اُجڑے ہوئے زمین ہر ٹھکانا تیرا

شام غم بہت ہر عجیب وقت سُہانا تیرا

کام آتا ہر جُرسے وقت میں آنا تیرا

زنگ لایا ہر پچھ لاکھے کا جانا تیرا

کیا خطا کی جو کما میں نے نہ مانا تیرا

مجھ کو واسطہ ہنسنا تا ہر رولانا تیرا

انہیں دیا چار گھر و زمین ہر ٹھکانا تیرا

کہیں نیچا نہوای گور سہرا مانا تیرا

وہ بچہ کہتے ہیں بڑا دل ہر توانا تیرا

اک قیامت کا اُٹھانا ہر اُٹھانا تیرا

ہم نہ سمجھے کہ یہ آنا ہر کہ جانا تیرا

سخت شوار ہر دھوکے میں ہی آنا تیرا

لے چلا جان مری دھڑکے جانا تیرا

اپنے دلو بھی بتاؤں نہ ٹھکانا تیرا

تو جو امی لطف پریشان رہا کرتی ہر

آرزو ہی نہ رہی صبح و ظن کی مجھ کو

یہ سمجھ کر تجھے اسی موت لگا رکھا ہر

اس دل شیفہ میں آگ لگانے والے

تو خدا تو نہیں اس ماضع نادان میرا

سچ کیا وصل عدد کا جو قلعہ ہی نہیں

کعبہ و دیر میں یا چشم و دل عاشق میں

ترک عادت سے مجھے نیند نہیں آنے کی

میں جو کتا ہوں اُٹھائے ہیں بہت رنج و فراق

بزم دشمن سے تجھے کون اُتھا سکتا ہر

اپنی آنکھوں میں ابھی کو ند گئی بجلی سی

یونہی کیا آئیگا تو فرط نزاکت سے یہاں

داع کو یوں وہ مٹاتے ہیں یہ فرماتے ہیں

تو بدل ڈال ہوا نام پُرانا تیرا

ہونا ناحق کی گلہ بپہرائے تیرا

دیکھے منصور اگر آج زمانہ تیرا

| | |
|--|---|
| <p>وہ دن آتے ہیں ہاتھ زمانہ تیرا تیرے تیرے لگتا ہر نشانہ تیرا یا اکہی کوئی لٹتا ہر خزانہ تیرا یا د آجائے مجھے کاش بہانہ تیرا نام لیتا ہر مری جان زمانہ تیرا بار کا کل سے نہ کھا کبھی شانہ تیرا بول لٹھتا ہر مری جان فسانہ تیرا ہر تن صاف عجب آئینہ خانہ تیرا تیرے اڑ کے لپٹتا ہر نشانہ تیرا تو زمانے کا عدو دوست زمانہ تیرا ابھی باقی ہر لڑکپن کا زمانہ تیرا کل ہمارا تھا جو ہر آج زمانہ تیرا عہد کا عہد بہانے کا بہانہ تیرا</p> | <p>داغ ہر ایکے باپ پر مرفسانہ تیرا ہر دے دل سے کھلتی ہیں ہزاروں آہیں بواہوس کو بھی ہوا نقد محبت پہ غرور موت سے وہ ہی تم نزع بہانہ کر لون تو نے مارا نہیں عاشق کو مگر کچھ تو بتا غیر کی غش اٹھائی تو نہ ہو خواب میں آج صفت حسن کرے کوئی کسی پر مین - تیرے ہر عضو میں تصویر کا عالم دیکھا بنگیا آہن پیکان بھی مگر مقنا طیس اس سلیقہ کی عداوت کہیں دیکھی سنی قل عشاق کیا کھیل سمجھ کر تو نے مدعی دیکھ ہمیں چشم حقارت شے دیکھ وعدہ حشر پہ بے ساختہ دل لوٹ گیا</p> |
|--|---|

| | | |
|---|---|---|
| 173 | میرزا داغ ہو یا شاہ دکن مور و لطف اور دن رات رہے جشن شانہ تیرا | 111 |
| مبارک ہو ہمیں کو عنم ہمارا مزاج اب ہو گیا برہم ہمارا | - | غرض کس کو کرے ماتم ہمارا خدا ہی کچھ سنبھالے تو یہ سنبھلے |

| | |
|--|---|
| <p>کوئی دیکھے ذرا دم حنم ہمارا کہ تم سے بڑھ کے ہر عالم ہمارا نہ قسمت سے حصہ کم ہمارا کہیں اٹکا ہوا ہر دم ہمارا ہوا کیونکر تمہارا غم ہمارا تماثلی ہر اک عالم ہمارا</p> | <p>گڑا رکھی ہر جان ایسی جہنا پر خوشی بزم میں کیا رنگ بدلا دیے جا ای فلک پورا ہی آزاد کہیں الجھا ہوا ہر دل تھارا کسی کے آشنا ہوتے نہیں تم ترے عالم کو جب سے پہننے دیکھا</p> |
| <p>۱۱۱</p> | <p>پھرات بھی نہیں اے رداغ کوئی غنیمت ہر جان میں دم ہمارا</p> |
| <p>خواب میں بھی تو مرے ڈر سے نہ آیا تنہا اُس نے ہم کو نہ کبھی جلوہ دکھایا تنہا قبر میں مجھ کو نہ رکھا بارخدا یا تنہا خاک کھلایا جو کسی شخص نے کھلایا تنہا رہ گیا مجھ کو جہاں چھوڑ کے آیا تنہا ایک تو ہو کہ مجھے تو نے جلا یا تنہا دل نے سینہ میں بہت شور مچایا تنہا جان سے اُس کو نہ مارا جسے پایا تنہا تو نے برسوں مجھے را تو نکو سلا یا تنہا</p> | <p>قسمت اسکی ہر کہ جسے اُسے پایا تنہا حسن بے پردہ ہوا آنجناب سرا ہو کر بیچ اُس شوخ کی تصویر کسی پرکے ہوتا میرے ہمراہ مر دوست بھی غم کھاتے تین میں اُٹھی ادی پر خا میں ہوں تیر قدم عود و عجم کی طرح جل گئے پروانہ و شمع کوں پکس گئی زمانہ میں خبر لیتا ہر قتل عالم کا دہشوق مرے قاتل کو اے فلک نے زیر زمین مجھ کو سلائے اللہ</p> |

| | |
|---|--|
| ساقہ لاکر وہ رقیبوں کو یہ فرماتے ہیں ایک مین جاؤ گنگا ہستی سے تراغم لیکر خلوت ناز کے تھنے ہی اڑاے مین مرے | کیا سبب تھا جو مجھے تو نے بلایا تنہا واقعی جاگے گا تنہا ہی جو آیا تنہا ہمنے ہی لطف قصور کا اٹھایا تنہا |
|---|--|

| | |
|---|--|
| راز داروں کو رسی قون کو خبر کرنی تھی داغ تھے تو وہاں رنگ جاتا تنہا | |
|---|--|

| | |
|---|--|
| بلاتے جو دشمن ہوا ہر کسی کا دعا مانگ لے تو تم ہی اپنی زبان سے اوہ ہر آکلیجہ سے تجھ کو لگاؤں | وہ کافر صنم کیا خدا ہر کسی کا کہ پورا ہو جو مدعا ہر کسی کا تجھی پر نورل آگیا ہر کسی کا |
| کیکی تپش میں خوشی ہر کسی کی ڈاڈا لد واپنی زلفوں کا یہ ہمیشہ سے ہمنے بٹتے ہی دیکھا | کبکی خدش میں مڑا ہر کسی کا مقدر بہت نارسا ہر کسی کا مگر دل ہی رنگ وفا ہر کسی کا |
| تمہیں اس سے کیا بحث کیوں پوچھتے ہو عدم میں ہی یاروں کو بہنے تو ڈھونڈنا میری بزم میں آکے وہ پوچھتے ہیں | کوئی تذکرہ ہو رہا ہر کسی کا نشان ہو نہ کو سون پتا ہر کسی کا بڑا حال ہمنے سنا ہر کسی کا |
| تمہیں فکر کیوں رنج کیوں لاگے کیوں کر اُسی نے بنایا ہر اپنا کسی کو نچے جان کس طرح تیری آواز | کسی سے اگر واسطہ ہر کسی کا جو دل سے کوئی ہو رہا ہر کسی کا قصا پر کہیں بس چلا ہر کسی کا |

| | |
|---|---|
| <p>نہیں مانتے اسہیں کیا ہر کسی کا یہ سچ ہر تو بس فیصلہ ہر کسی کا وگر نہ کوئی سپر ہر ہر کسی کا ہمیشہ زمانہ رہا ہر کسی کا یہہ کیا دیکھتے دیکھنا ہر کسی کا</p> | <p>میری التجا پر بگڑ کر وہ کہتا وہ کرنے لگے ہن قیامت کی باتیں سنا کرتے ہن چپڑ کر گالیاں ہم وہ کب تک رہیگا زمانے کا دشمن تجابل تغافل سے دزدیدہ نظریں</p> |
| <p>بظاہر نہ جانے نہ جانے نہ جانے تجہ داغ دل جانتا ہر کسی کا</p> | |
| <p>تو نہیں اپنی بات کا پورا آدمی ہو صفات کا پورا داد کر اپنے بات کا پورا کر کے سامان ہر بات کا پورا پڑ گیا کائنات کا پورا وعدہ کرا التفات کا پورا</p> | <p>نہ کیا وعدہ رات کا پورا قدر ہوئی ہر دین و دنیا میں نینجان وہ نہ جاؤں اہل قاتل میں چلا کس خوشی سے مقفل بارے اپنے ہجوم حسرت سے ہر بھی دلہی کی ساری بیا</p> |
| <p>داغ تو اس شقیعہ امت سے کر ہر دس نجات کا پورا</p> | |
| <p>آج ہم وقف کئے دیتے ہیں اودل اپنا سُنہ تو بولے ذرا خنجر قاتل اپنا</p> | <p>قبضہ کرنا ہر ہر اک حور شامیل اپنا حلق پتھر ہر اگر اس سے سوا دل اپنا</p> |

| | |
|------------------------------------|---|
| ایک ہو کر کہی اُنکا ہو کہی دل اپنا | عیش و عشرت میں اُدھر ہر تو مصیبت میں ہر |
| آپ نے آپ بچا لاہر مقابل اپنا | پیر کر دل کو برے دیکھ لیا نورِ جلال |
| آج یوں کوچ ہوا ہر کئی منزل اپنا | دین دنیا سے گھر گھر سے گھر |
| اسطرح داغ منائے مہ کا مل اپنا | قبہ روضہ اطہر چہ بین فرسا ہو |
| آدمی دیکھ لے ہر کام میں حاصل اپنا | چین مجاے جو ناکامی جاوید ملے |
| دام سے چھوٹے ہی چھوٹ گیا دل اپنا | باغ میں فصل خزان اور شہر میں یران |
| آپ ہی خون کر لے کہیں قاتل اپنا | تنگ و غیرت سبب ہو نہ نزاکت و دم بخ |
| سوچتے ہی نہیں وہ موت کو سہل اپنا | یہ تڑپنے کا سبب اور یہی ہو جاتا ہر |
| دب رہے سایہ اگر ڈال دے محل اپنا | تا توانی سے رساقیس ہو کیا لیلی تک |
| آپکا اس میں اجارہ تو نہیں دل اپنا | خاک میں اسکو ملائیں گے نہ دینگے ہرگز |

قطع

| | |
|-----------------------------------|-----------------------------------|
| دو گہری جلسہ وہ اجاب کے شامل اپنا | یا داتے ہیں وہ شخاص صاحب منزل |
| اُن سے ملنے کو چٹا ہر بہت دل اپنا | نہیں اکثر نشان و رجو کچھ باقی ہیں |
| حیدر آباد میں کی قدر ہماری عر داغ | |
| شاو د آباد رہے خسرو عا دل اپنا | |
| چشم بیا کے لئے اور اک کی | پردہ عرفان نہیں ہر چاک کی |
| کوئی بے ذرہ ہر اپنی خاک کی | نور سے خالی نہیں یہ خاکدان |

| | |
|--------------------------------|--------------------------------|
| ساقی و میمن نہ دمی ایک ہر | ہم نہ سمجھے پاک کیا ناپاک کیا |
| صیدِ دل کے واسطے ہر دام عشق | جب نہو نچیر تو فتراک کیا |
| صیقل آئینہ عرفان بن | کون جانے ہر یہ مشت خاک کیا |
| موت سے غافل نہونا چاہیئے | دیکھو اس صیاد کی ہر تاک کیا |
| شوق ہو تو منزل مقصود پر | دونوں ہنچیں ہست کیا چالاکیا |
| ہر عجب درِ محبت میں مزا | خاطر آرزوہ و غمناک کیا |
| پا سے استقلال ثابت چاہیئے | کر سکے گی گردشِ افلاک کیا |
| رہنا دشوار رستے لے چلا | پنج رہیگا دشت و حشت ناک کیا |
| موج طوفان خیر و صرصر تند و تیز | کر سکے اس جوش میں تیراک کیا |
| نیک ہوں اعمال تو پھر دیکھیئے | بندہ گئی اسلام کی پردہ پاک کیا |

خو سے اے داغ دیکھیں منکرین

ہر جناب صاحبِ لولاک کیا

| | |
|------------------------------|------------------------------|
| جذبِ دل آزما کے دیکھ لیا | اُس نے کچھ شکر ا کے دیکھ لیا |
| غیر کو مُنبہ لگا کے دیکھ لیا | جھوٹ سچ آزما کے دیکھ لیا |
| اُنکے گہر داغ جا کے دیکھ لیا | دل کے کہنے میں آ کے دیکھ لیا |
| کتنی فرحتِ فراہی بوسے وفا | اُس نے دل کو جلا کے دیکھ لیا |
| کبھی غش میں رہا شبِ وعدہ | کبھی گردن اٹھا کے دیکھ لیا |

لوگ کہتے تھے چپ لگی ہر شے
 جاؤ بھی کیا کرو گے مہر و وفا
 زخمِ دل میں نہیں ہر قطرہ خون
 کیجئے بزم سے ہمیں رخصت
 حسن کیا بے قسم ہر نایاب
 جنسِ دل ہر پھوہ وہ نہیں سودا
 عمر عاشق سے ہر راز و کلف
 وہ اثر جس کو دل ترستا تھا
 اُدھر آئینہ ہر اُدھر دل ہر
 نہ لیا اُس نے خط و شرات سے
 اب خریدار ہی نہیں کوئی
 قابلِ آشیان کوئی نہ ملا
 اُس نے صبحِ شبِصال مجھے
 اوکو خلوتِ سرا میں بے پردہ
 نگو ہر وصلِ غیر سے انکا
 غیر کو ساتھ لیکے ہم ڈوبے
 یہ نئی سیر ہر کہ گلشنِ مین

حالِ دل بھی سُنا کے دیکھ لیا
 بار بار آتما کے دیکھ لیا
 خوب ہمنے دبا کے دیکھ لیا
 جو سُنا تھا وہ آ کے دیکھ لیا
 شہر در شہر جا کے دیکھ لیا
 ہر جگہ سے منگا کے دیکھ لیا
 خوب ہمنے گھٹا کے دیکھ لیا
 آگے آگے دعا کے دیکھ لیا
 جس کو چاہا اُٹھا کے دیکھ لیا
 نامہ بر کو بلا کے دیکھ لیا
 مول اپنا بڑا کے دیکھ لیا
 تنکا تنکا اُٹھا کے دیکھ لیا
 جاتے جاتے بھی آ کے دیکھ لیا
 صاف میدان پا کے دیکھ لیا
 اور جو ہمنے آ کے دیکھ لیا
 آپ نے ضد دلا کے دیکھ لیا
 گل کو بلسل بنا کے دیکھ لیا

| | |
|--|--|
| رشتک ہزار نامہ پرنے اسکا جمال | میری آنکھوں سے جا کے دیکھ لیا |
| داغ نے خوب عاشقی کا مزا جل کے دیکھا جلا کے دیکھ لیا | |
| <p>ادبیری دل سے بپا گریہ دزاری رکھنا چشم عاشق میں پہر و یاد دل شیدا میں چڑ جاؤ مان جاؤ ہوئی صبح شب وصل نمود بزم سے میں سبک ہو کے کہیں اُٹھ جاؤ چمن کو چہ جانان سے مری تربت پر زریب و تیہن ہیں یہ سنا نہ ادائیں کیا کیا دست گستاخ سے سینہ میں نہ ہو گی تکلیف بوالہوس غیر ہیں یا ہم میں تم ہی منصف آئین تہم تہم کے مرے دل کو چراغتے کہی کہنا نہ رقیبوں کو تم اپنے گہر میں چشم خونخوار کہیں جانے پڑے بے خوف</p> | <p>آخری وقت ذرا شرم ہماری رکھنا کیا ضرورت ہے کہ کہی تم نہ سواری رکھنا سلسلہ نامہ و پیغام کا جاری رکھنا بوجہ احسان کا سپر مرے بہاری رکھنا لاکے دو پہول ہی اعراب دہاری رکھنا بے پیے بھی تجھے آنکھوں کو خواری رکھنا تم تصور میں مری سینہ فکاری رکھنا کچھ لگی لپٹی نہ اُنکی نہ ہماری رکھنا تینغ بے آب ذرا کند کٹاری رکھنا اور رکھنا تو بعد ذلت و خواری رکھنا اپنے قبضہ میں یہ بہ شہباز شکاری رکھنا</p> |
| درہم داغ دیا داغ کو جیسا تھے اپنے عشق میں سکہ بھی جاری رکھنا | |
| اس التفات پر یہ تغافل ستم ہوا | جتنا بڑا تھا حوصلہ اتنا ہی کم ہوا |

| | |
|---|--|
| <p> جاتا رہا ملاپ تو دونوں کو غم ہوا جب پہرہ سنا کہ داغ کا آزار کم ہوا دم ٹوٹا رہا شبِ وعدہ تمام رات تنہا نہ کا نظارہ ہی گردن کا بوجہ ہر تیری گل کی کا ایک آدنی نشان ہے یہ بھی بڑا کرم ہے کہ میزانِ عدل میں مقبول ہو نہ مجھ سے مسلمان کی دعا تیرے بغیر رونق پیدا وہی نہ تھی ہر سرفراز خاک بھی تیرے خرام سے افسوس ہر قریب نے کی آپ سے غلام احوالِ غطا اسکا ڈر کہ آئے نہ آئے اس مجبور میرے دل کو ہی نفرت سی ہو گئی مسجد میں اذنِ عالم ہی میکدہ میں رک کب شکوہ عتاب سے بے لطفیانِ مٹین کیا دل دھڑک رہا ہر فویدِ وصال سے مشتاقِ فوج کب ہیں بہرے پہ ہاتھ </p> | <p> اتنا ہوا کہ مجھ کو سوا اس کو کم ہوا زانو پہ ہات مار کے بولے ستم ہوا کیا رشتہ حیات بھی تیری قسم ہوا جب سامنے پڑا سرِ تسلیم خم ہوا پیدا اسی سے جادہ راہِ عدم ہوا میرا گناہ غیر کے عصیان سے کم ہوا یارب درِ قبول بھی بیتِ القنم ہوا مجبور آسمان شریکِ ستم ہوا اہل ہار ہا زمین پہ جو نقش قدم ہوا مجھ کو بھی رنجِ آپ کے سر کی قسم ہوا گر بادہ طہور میرے حق میں سم ہوا نقشِ فاجہان سے اب کا اعدم ہوا دنیا کا کام دین سے بڑا کھرا ہم ہوا شرمندگی بڑی جو وہاں غصہ کم ہوا جسکو خوشی ہوئی اسے آخر کو غم ہوا سب کچھ ہوا اگر تری خنجر میں دم ہوا </p> |
|---|--|

اے داغ شکر کر رہی تھیں رسمِ در

منجھیرن کا فضل خدا کا کرم ہوا

| | |
|-------------------------------------|---------------------------------------|
| میر می حشت سے جو اسکا دل حیرا لیا | بخہ گریسنے لگا چاک گریبان اُٹا |
| خاک کیا کیا نہ اڑائی ترے یوانوں نے | دشت پر دشت بیابان بیابان اُٹا |
| روستے روستے وہ تبسم جو کبھی یاد آیا | پھر گیا اشک بھی اگر سرِ شرکان اُٹا |
| تو شبِ عدہ کرا می ل منظر فریاد | پھر نہ جائے کہیں دروازہ بہان اُٹا |
| سخت برگشتہ کی تاثیر کہاں جاتی ہر | خال کھولوں تو کھلے بات میں قمران اُٹا |
| خیر سے قتل ہی کرنا نہیں آتا اب تک | حلق پر پھیرتے چمنخبر بران اُٹا |
| ہونٹ چاٹا ہی کیا ہر دہن زخم جگر | آج جھجلا کے جو قاتل نے نمکدان اُٹا |
| مجھ کو ظالم نے دربار سے اُٹا پھیرا | دار پر لٹکے اکہی سرِ دربان اُٹا |
| نازیہ ہر نہ کیا قطع تعلق بنے | وہ جانے میں جھا کر کے بھی احسان اُٹا |
| لے چلا بارگتہ میں تو عدم کو مجبور | اختیار اسکو ہر گچھیر دسا مان اُٹا |
| دیکھ کر راہ شب وصل میں کیوں نہ گئی | کر نہ بیٹھیں وہ کہیں شکوہ ہجران اُٹا |
| چڑ گئی لینے کے دینے سرخشت بیکو | ہو گیا نفع کی اُمید میں نقصان اُٹا |

۹ خانہ آیا جو وہاں نہ آئے اور داغ

نامہ برزندہ پھر آئے کسی عنوان اُٹا

| | |
|----------------------------|---------------------------------|
| رُوے اندر نہیں دیکھا جاتا | دیکھیں کیوں مگر نہیں دیکھا جاتا |
| کیا رہیں ہم کہ ترا چال چلن | پاس رہ کر نہیں دیکھا جاتا |

| | |
|---|---|
| <p> بجھکو مضطر نہیں دیکھا جاتا تیز خنجر نہیں دیکھا جاتا دل کے اندر نہیں دیکھا جاتا خط کو لکھ کر نہیں دیکھا جاتا جھکوا ہر نہیں دیکھا جاتا کوئی ساعہ نہیں دیکھا جاتا جانبِ در نہیں دیکھا جاتا اور اکثر نہیں دیکھا جاتا ہمسے گھر گھر نہیں دیکھا جاتا آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھا جاتا اُنسے دم بھر نہیں دیکھا جاتا ہمسے دستِ نہیں دیکھا جاتا </p> | <p> رشکِ دشمن بھی گوارا لیں دیکھ کر گردنِ عاشق کس دن اسی پریشان نظری کیوں تلاش کس کو بھتا ب کہہ دیکھے غلطی دل میں کیا خاک اُسے دیکھ سکیں تو بے کے بعد بھی حنا کی خالی کیا شبِ وعدہ ہوا ہوں بیخود بار بار دیکھ لیا ہو اُس کو ہم جہاں ہیں وہیں دیکھیں گے تجھے اوسیریِ نعش اٹھانے والے اب یہ فوجت ہو کہ میرا صدمہ خط مرا پھینک دیا یہ لکھ کر </p> |
|---|---|

مختصر یہ ہے کہ اب داغ کا حال

بندہ پرور نہیں دیکھا جاتا

| | |
|---|--|
| <p> آخر اُن سے ملا ہو ہی گیا تھا جو ممکن محال ہو ہی گیا لب پر آکر سواں ہو ہی گیا </p> | <p> کچھ ہمیں بھی حیاں ہو ہی گیا مشکل اُنسے وصال ہو ہی گیا دل میں جب تک رہا رہا شکوہ </p> |
|---|--|

| | |
|---|--|
| <p>آپ کو افعال ہو ہی گیا شوق خواب و خیال ہو ہی گیا ایک دم فون کا حال ہو ہی گیا کہ ہنسی میں ملال ہو ہی گیا آج پورا سوال ہو ہی گیا تمکو حاصل کمال ہو ہی گیا آخر آخر زوال ہو ہی گیا دل مرا پامال ہو ہی گیا برق نور جمال ہو ہی گیا جیتے جی کا وبال ہو ہی گیا رخ سے ظاہر ملال ہو ہی گیا اب ہمارا یہ مال ہو ہی گیا اُن کو میرا خیال ہو ہی گیا وصل میں بھی وصال ہو ہی گیا</p> | <p>نہ کہا تھا کہ سچ نہ کہو اُو یاس انجام کار ہو ہی گئی رنگ لایا ہر عشق آخر کار دل لگی کا بھی کچھرا انجھام ایسے وعدے کئے کوئی جانے شرط ہو جو زمین بھی شافی دولت حسن ہو کہ دولت زور رفتہ رفتہ تمہاری چالوں سے اُپرنی کھ کے آگ بھڑکا دی مرض عشق سے شفا نہ ہوئی گو کیا ضبط ذکر دشمن پر لیکے دل یہ سمجھ لیا تمنے کو برائی سے ہو مگر احسن نہ بچی جان اُن اداؤں سے</p> |
|---|--|

کمریار کے مصفا میں سے

داغ نازک خیال ہو ہی گیا

یوں گھٹہ نہ تباہ ہو کیسا

اب دل ہر مقام بیکسی کا

رونا ہر اب اُس مہنی خوشیکا
 کس کس کو مزہ ہر عاشقی کا
 پھر دیکھتے عیش آدمی کا
 گلشن میں ترے لبوں نے گویا
 تیرا بھی تو حسن ہر وفا باز
 لیتے نہیں بزم میں برا نام
 جیتے ہیں کسی کی اُس پر ہم
 گھیرا ہر ہجوم غم نے اتنا
 بستی ہر بُری کبھی جو دل پر
 ماتم سے برے وہ دلین خوشی میں
 اتنی ہی تو بس کسر ہر تم میں
 ہم بزم میں اُنکی چپکے بیٹھے
 تم کو چہ غصہ میں نہ جانا
 جب ایسی وفا پہ پھ جفا ہو
 کس کس نے لئے ہیں تیرے بوج
 جو دم ہر وہ ہر باغینت
 آغاز کو کون پوچھتا ہر

ماتم ہر ہر ہر زندگی کا
 تم نام تو لو بھلا کسی کا
 بستا فلک مری خوشیکا
 رس چوس لیا کھلی کھلی کا
 ہوتا ہی نہیں کوئی کسی کا
 کہتے ہیں خیال ہر کسی کا
 احسان ہر ایسی زندگی کا
 ارمان ہر مجھ کو بیکسی کا
 کہتے ہوں بُرا ہو عاشقیکا
 محض پر نہیں نام بھی مہنیکا
 کہتے ہیں مانتے کسی کا
 محض دیکھتے ہیں ہر آدمیکا
 اُس راہ میں ہر گزر کسی کا
 جی چھوٹ نہ جائے آدمیکا
 ہر لعل نیک فشان جو پھیکا
 سارا سو دا ہر جیتے جی کا
 احباب اچھا ہو آدمی کا

| | |
|---|--|
| <p>اک معرکہ مرگ و زندگی کا آنا جانا کبھی کبھار جس میں نہ ہو رنگ فاریکا</p> | <p>بالین پہ پرے رہا شبِ غم روکین اُٹھیں کیا کہ ہر غنیمت کہتے ہیں اُسے زبانِ اُردو</p> |
| <p>ایسے سے جو داغ نے بننا ہی سچ ہو کہ یہ کام تھا اُریکا</p> | <p></p> |
| <p>تم نے اس کام سے حذر نہ کیا زہر نے بھی مجھے اثر نہ کیا اس لئے اُن کو جنبہ نہ کیا کو س دو کو س بھی سفر نہ کیا اب جو کرتے ہو پیشتر نہ کیا جس نے دامن کیسا تر نہ کیا اب کیا وہ جو عمر بھر نہ کیا بقصہ اُنکے مزاج پر نہ کیا تجھ کو اپنا پیامبر نہ کیا دل بیتاب بنے مگر نہ کیا</p> | <p>ظلم کس کس غریب پر نہ کیا عقی شبِ حیر کیا گراں جانی نشہ کیسا وہ سحر کہ دیتے شامِ غربت کو آپ کیا جانیں مر چلے ہم تو رحم کرنے لگے زادِ خشک کے لئے جو وہ مژ دل کے ہاتھوں ہر سخت مجبوری عشق نے قید کر لیا مجھ کو ہو گئی چوک چمے امرِ ناصح کوئی دن اور صبر کرنا تھا</p> |
| <p>مسکو ہم با وفا تو کہہ دیں گے داغ نے اعتبار اگر نہ کیا</p> | <p></p> |

پڑی آنکھ جس کوہ پر طور نکلا
 یہ ہمایہ دل کا بہت دور نکلا
 کہیں ناز کی کہیں نور نکلا
 دبا کر جو دیکھا تو ناسور نکلا
 جہنم کا شعلہ بھی کا فور نکلا
 مگر ایک نکلا تو منصور نکلا
 کہ میں بزم سے نشہ میں چور نکلا
 کہ گھر سے ترے کوئی محسوس نکلا
 جہاں شاخ میں کوئی انگور نکلا
 نہ یہ دور نکلا نہ وہ دور نکلا
 کہ جنت میں جسے جبر حور نکلا
 یہ تیرے زمانے میں ستور نکلا
 خدا کے لئے کیوں یہ مذکور نکلا
 وہ عیب پر فن بہت دور نکلا

جہاں تیرے جلوے سے معذور نکلا
 جگر ساتھ اشکوں کے محبوب نکلا
 تجلی کسی کی وہ جلوہ سیکا
 یہ تجھے تھے ہم ایک چرکا ہر پس
 دم سرد کو آگ کیونکر لگاؤں
 نہ نکلا کوئی بات کا اپنی پورا
 پلائی مجھے ذکر واعظ نے ایسی
 نقش پا لغزش پا ہر شاہ
 وہ مگرش ہوں اس چوس لیتا ہوں کا
 وجود عدم دونوں گھر پاس نکلی
 کہان ربکہ توبہ نب ہوں الہی
 ہوا تھا کبھی سر قلم فاصد نکلا
 شب وصل ذکر عدو پر وہ بو
 بہت دم دیے پاس پھٹکا نہ ہرگز

سمجھتے تھے ہم داغ گم ہوگا

گردہ تو عالم میں مشہور نکلا

فرشتوں سے بازی بٹ لگیا

زمین سے قدم عرش پر لگیا

مراد دل وہ تیر نظر لے گیا
 کہوں کیا کہ ہر سے کہہ لے گیا
 وہ پھر مجھ سے دل جیلہ گر لے گیا
 دیا دوست کو بزم دشمن میں خط
 تصور میں بھی اب تو آتی نہیں
 چھپا یا بہت ہمنے پہلو میں دل
 رقبہ بونکے ہاتھوں سے عشر کے دن
 شکایت سنی آج کیا کیا تری
 سگانی تھی خاک دریا کج
 کھلایا کیا کیا آپ کھائی کیا
 کلیجہ جو اب مجھ کو آتا نہیں
 دھرا کیا ہر اب لینے آئے ہو کیا
 بڑے وقت کا کوئی ساتھی تو ہو
 وہاں تک جو چھپا شب غم کا حال
 بچا لے گیا جان گر تجھ سے غیر
 نہ تھا دور مجھ سے وہ ناوگ فلن
 شب حجب زنا مرا عشق

جگر لینے والا جگر لے گیا
 جدھر لے گیا راہ سبر لے گیا
 ادھر دیگیا تھا ادھر لے گیا
 غضب نوک کی نامہ بر لے گیا
 کوئی کیا تمہاری کمر لے گیا
 کوئی لینے والا مگر لے گیا
 تمہیں چھین کر میں اگر لے گیا
 کہ دشمن مجھے اپنے گھر لے گیا
 چرا کر مرا چارہ گر لے گیا
 عدم کو جو زادِ عنصر لے گیا
 ترا تیر شاہ جگر لے گیا
 کوئی تم سے دل پیشتر لے گیا
 مجھے بھی مرا نامہ بر لے گیا
 کوئی راہ چننا خبر لے گیا
 وہ کیا لے گیا اپنا سر لے گیا
 بہا کر نہ خون جگر لے گیا
 فرشتوں سے پہلے خبر لے گیا

| | |
|---|---|
| وہ ہشیار تھا پھیر کر لے گیا | ترے ہاتھ دل چپا کیوں قریب |
| یہ کیا ایسی وحشت ہوئی داغ کو اٹھا کر کہاں گھر کا گھر لے گیا | ۲ |
| غمیہ گل ہو کے کھلا گل کبھی طبل نہوا قتل کرنے میں کبھی تسمک تو تامل نہوا شکر ہر کشتہ انداز قفا نسل نہوا مگر افسوس برنگِ حنیم کا گل نہوا انجمن شہر خموشاں ہر اگر غل نہوا ختم یہ سلسلہ دور تو سلسل نہوا خونِ دل بہکو ملا جب بھی تو گل نہوا اوک سے پی جو میسر ترحِ مل نہوا کیا ہوا جزو سے معلوم اگر گل نہوا بچہ سے ایدل نہوا صبرِ تحسین نہوا | شکلِ اصلی سے کبھی رنگ تبدیل نہوا وعدہ کرنے میں تو ہر بار گزارے برسوں آنکھوں آنکھوں میں کیا اوسنے مرا کام تمام دو دو دل میں کوئی اندازِ گل ہی آتا اہل فریاد سے دھوم تری محفل کی باز آیا نہ ستگر ستم پیہم سے ہجر میں شہرت دیدار کی خواہش ہی کب گدائے درخشاں کو عار آتی ہر گل سے گلزار ہو دریافت گہر سے معدن نہ کہا تھا کہ نکرنا کبھی اُسے شکوہ |
| داغ مرنے ہر ادا پر رُخ و گیسو کیسا یہ کبھی شیفتہ لالہ و سنبل نہوا | ۳ |
| دبے آپ سے وہ کوئی اور ہوگا ستم ہو چکا یا ابھی اور ہوگا | جواب اس طرف سے بھی فی العجب تفاؤل سے بڑھ کر بھی کیا جو ہوگا |

| | |
|---|--|
| <p>ابھی وہ کیا عہد کیا دور ہوگا پُرانا وہ سامان بے غور ہوگا نہ یہ خطلم ہوگا نہ یہ جور ہوگا ابھی حادثہ کچھ نہ کچھ اور ہوگا مرا حال کب قابل غور ہوگا دکن رشک کشمیر ولا ہو رہوگا زمین اور ہوگی فلک اور ہوگا کہ قسمت کا ہوتا بہرہ طور ہوگا</p> | <p>نہ عاشق کو شکوہ نہ معشوق کیش لئے جاؤں جنت میں دنیا کی چیزیں وہ عائن قیامت کی ہم کیوں نہ لگیں جب آئی بلا جس میں دل بھولا خدا جانے کس دن وہ دیکھیں گے کہ یونہیں گر حسیں کی آمد ہر سگی کیکانہ ہوگا قیامت میں کوئی عبث و فکر دنیا عبث فکر عبثی</p> |
| <p>عیادت کو وہ داغ کی خوش خوش گئے یچھ جانا کہ اب طور بے طور ہوگا</p> | |
| <p>آکے بڑھتے تو کچھ پت ملتا کوئی تجھ کو اگر جڑا ملتا میں نہ ملتا تو تم کو کیا ملتا کاش یہ دشمنوں میں جا ملتا ہم سے ملنے تو کچھ مزہ ملتا زندہ رہنا جو دل تو آملتا بندگی سے خدا نہیں ملتا</p> | <p>عرش و کرسی پہ کیا خدا ملتا اس جفا کا بھی مزہ ملتا زر ملا گھر ملا غلام ملا مدعی بن کے دل بغل میں رہا غیر سے مل کے کیا لیا منے تیرے کوچہ میں چھوڑ آئے تھے حاشتی سے ملے گا امراہد</p> |

| | |
|---|--|
| <p>یا نہ ملت جواب یا ملت تم نہ ملے تو دوسرا ملت کوئی دشمن ہی کام کا ملت روز اک دل مجھے نیا ملت</p> | <p>نامہ بر ڈر کے بہاگ آیا ہے اک نہ اک ہم لگاے رکھتے ہیں دوستوں نے تو کچھ نہ نکلا کام روز اک دل لگی نئی ہوتی</p> |
| <p>✓</p> | <p>تمکو یہ مل گیا ہر قسمت سے داغ ساور نہ دوسرا ملت</p> |
| <p>غافل کو ہوشیار کیا ہمنے کیا کیا چوٹے کا اعتبار کیا ہمنے کیا کیا تمنے ہی انتظار کیا ہمنے کیا کیا اوپر کو مالدار کیا ہمنے کیا کیا کیون جبر اختیار کیا ہمنے کیا کیا تجگو خدائے خوار کیا ہمنے کیا کیا اُسکو یہی مقرر کیا ہمنے کیا کیا کسکو صلاح کا کیا ہمنے کیا کیا کیون شکوہ بار بار کیا ہمنے کیا کیا اچھو نکو دل نے پیار کیا ہمنے کیا کیا خالی تمہیں نے وار کیا ہمنے کیا کیا</p> | <p>غم اُسپر آشکار کیا ہمنے کیا کیا وعدے پر انتظار کیا ہمنے کیا کیا ہاں ہاں ٹپٹپٹے گداری تمہیں نے آ اتر رہا ہر نقد محبت پہ دل بہت کیا فرض تھا کہ صبر ہی کرتے فراق میں کہتے ہیں شکایت بیداد و جور پر تعریف عشق سن کے کہا تک نہ خیال ناصر بھی ہر رقیب یہ معلوم ہی نہ تھا پتلے تو مفصل وہ ہوے پھر بگڑ گئے کہہ دینگے ہم تو داؤد اور محشر سے صاف بہکا تمہارا ہاتھ ہمارا قصور کیا</p> |

| | |
|--|--|
| <p>تڑپا دل در کھائے جگر نے بھی مانع ہجر اب ہی تو در و عشق ترقی پذیر ہے دم خم جو انکی تیغ کا دیکھا غضب ہوا آئینہ کو کے صاف دل اپنا دکھایا فرقت میں ہم تو خون جگر بھی نہ کھاسکے</p> | <p>انکھوں نے انتظار کیا ہم نے کیا کیا گر ایک سے ہزار کیا ہم نے کیا کیا پسنگلے کا ہار کیا ہم نے کیا کیا کیون انکو شرمسار کیا ہم نے کیا کیا وہ دل نے زہر مار کیا ہم نے کیا کیا</p> |
| <p>—</p> | <p>—</p> |
| <p>یہ میں ہزار جگہ حشر میں پکار آیا وہ اس واسے وہاں جا کے شرمسار آیا اب یہ مجھ سے کہنے کو ظالم سہ فرار آیا کہیں تپانہ ملا سخت سو گوار آیا یہ حال تھا شب وعدہ کہ تہہ لگد ترا ہی کو چہ پھکانا ہی خاکسار و کا نرسے اٹرائے وہاں خوش ہا لیا انعام وہ بولے سچ تو نہ آیا کہی یقین مجھ کو ہوا ملال جب اُسے تو چھا گیا اندھیر جو وجہ دیر کی پوچھی کہ یہ قاصد نے</p> | <p>کہ اور یہی کوئی مجھا گنا پکار آیا رقیب پر مجھے بے اختیار پیا ر آیا مرے بغیر تجھے کس طرح فسر آیا گل گل گل دل گم گشتہ کو پکار آیا ہزار بار گیا میں ہزار بار آیا جو زندہ آہم کامین مرا غبار آیا یہاں جو نامہ بر آیا تو اشکبار آیا دروغ وعدہ کیا اورا غبار آیا کہ دل میں آتے ہی انکو ہونے غبار آیا گزارنے تھے مصیبت کے دن گذر آیا</p> |

گزر گئی اسی گردش میں اپنے لیل نہا
 اُڑا نے مین ملک الموت بھی تیرے ہنگ
 خدا کی واسطے جو ٹی نہ کھائیے تمہیں
 ہزار فتنے جلومین مین لاکھ ہنگ
 تمہاری شوخ مزاجی سے چاگئی حیرت
 کہاں تھے شکوہ تمہیں کچھ خبر ہی ہو کہ نہیں
 شکستہ دل ہوئی کس کس طرح میری بہ
 رقیب سے بھی وہ مین بدگمان بخل
 کمال عشق کو فریاد قیس کی ہوئی
 کبھی دہوپ کی گرمی سے رنڈیج آئے
 وفا شعار کو غفلت شعار کون کہے
 لگائیں لاش پہ تلوارین اُسے مقتل مین
 وہ کیوں ہوئے میرے مشتاق خیر ہو یا
 عجب نہیں جو معاصی میں جہ مزرش
 یہ عقدہ عاشق و معشوق کے چپس کے ہلا
 پلا دے آج سر شام چھپو اسی سے

شب فراق گئی روز انتظار آیا
 ہزار بار بلایا تو ایک بار آیا
 مجھے یقین ہوا مجھ کو اعتبار آیا
 تمہارے ساتھ تو سامانِ دُزگاریا
 تمہیں قرار نہ آیا مجھے دستار آیا
 کوئی پکارنے والا بہت کچھ پکار آیا
 پیئے ہوئے جو کوئی زند بادہ خواریا
 کہا یہ مجھ سے تمہارا صلاح کار آیا
 وہ پختہ کار ہر دل جکا بار بار آیا
 ہوا کے گھوڑے پر ابر کرم سوار آیا
 دمِ اخیر نہ آیا سرِ مزار آیا
 جو میرے بعد بھی آیا مرا ہی وار آیا
 طلب مین کل ہی خط آیا تھا آج تار آیا
 گنہ کی تو خیالِ مالِ کار آیا
 سمجھ مین مسئلہ جبر و اختیار آیا
 کہ تیری بزم مین اک مین ہی دُور آیا

دُور سے جو حشر مین وہ چھپو دیکھتے ہی کہ

| | | |
|---|--|--|
| | ۲ مراد سبق مراد داغ جان نشا کیا | |
| <p>جنگل میں جا کے کیت ہانا نہ رہی کیا متی نہیں ہر دلی طرح سے نظر بھی کیا وہ چوڑ دینگے گہر کی طرح رہ گئی کیا انسان کو عزیز رہا اپنا گہر بھی کیا پیدا نہ ہوتی ورنہ تہا ری کمر بھی کیا عاشق خراب خستہ رہے پیشہ بھی کیا آتا ہر کام وقت پر ادنیٰ ہنر بھی کیا غل ٹھکیا کہ سخت بلا ہر نظر بھی کیا نازک خرام اسکی طرح ہر سحر بھی کیا روتے ہیں میرے حال پر یار و در بھی کیا مٹ جائیگی یہ سوزش داغ جگر بھی کیا کل شب کو با قون ہاتھ لٹا ہر اثر بھی کیا</p> | <p>بہو لالچے تو بہول گیا اپنا گہر بھی کیا نشد مجھ سے آنکھ چڑایا نہ کیجیے تے نہیں ہاں یہاں ٹھونڈے لینگے ہم مرقد سے تابہ حشر نکلتا نہیں کوئی بشتے ہی بشتے علم اکہی میں رہی سکر فناء قیس کا ظالم نے یہ کہا فرما دجوے شیر سے مشہور ہو گیا مٹے ہی اس سے آنکھ خوش گیا مجھے یار شب فراق بسر ہو چکے کہیں ہمیشین پیل سی کیسی ہو دیکھنا مٹے ہیں میری لاش پہ کافر کیون غریز میرنی عاکے ساتھ دعا کی قیے</p> | |
| | ۳ کیوں داغ کے سوال سے چپ لگ گئی تھیں آتا نہیں جواب سمجھ سوچ کر بھی کیا | |
| <p>تہا رقیب تو آخر وہ نام کس کا تھا یہ کام کس نے کیا ہر یہ کام کس کا تھا</p> | <p>تہا رے خط میں بیا اک سلام کہا تھا وہ قتل کر کے مجھے ہر کسی سے چھپا تھا</p> | |

| | |
|---|---|
| <p>تمہیں ہی یاد ہو کچھ یہ کلام کسکا تھا مقیم کون ہوا ہر مقام کسکا تھا تمہاری بزم میں کل اہتمام کسکا تھا کہو وہ تذکرہ نامہ کسکا تھا سنا جو تونے بدل وہ پیام کسکا تھا لحاظ آپ کو وقتِ خرام کسکا تھا خیال لگو میرے صبح و شام کسکا تھا یہاں ارادہ شربِ مدام کسکا تھا تباہ حال بہت زیرِ بام کسکا تھا خیال خام یہ سوداے خام کسکا تھا جو لطف عام وہ کرتے یہ نام کسکا تھا</p> | <p>دفا کرینگے نبائینگے بات مانینگے ربانہ دل میں وہ بیدر داور در دریا نہ پوچھ گچھ تھی سیکھی ہائے آؤ بھگت تمام بزم جسے سن کے رہ گئی مشتاق ہمارے خط کے تو پڑے کسے پڑا بہن اٹھائی کیون قیامت عہد کو چھین گذر گیا وہ زمانہ کہوں تو کس سے کہوں ہمیں تو حضرت واعظ کی بند نے پلوتی اگرچہ دیکھنے والے ترے ہزار و تیس وہ کون تھا کہ تمہیں جسے بیون جانا انہیں صفات سے ہوتا ہر آدمی ہو</p> |
| <p>ہر اک سے کہتے ہیں کیا داغ بیون نکلا یہ پوچھے اسنے کوئی وہ عنلام کسکا تھا</p> | <p>دل عاشق اسیران کیونکے حال میں دیکھا جواب خط کا میرٹ کی نہیں تیرے بنا کا</p> |
| <p>طلسم عشق تو دیکھو کہ شیشہ مال میں دیکھا اُسے کس حال میں چھو اُسے کس حال میں دیکھا اگر تھوڑا سام باقی کسی پاماں میں دیکھا حینو کا تماشا خوب نینے مال میں دیکھا</p> | <p>لگائیں ٹہو کرین اُس فتنہ کرنے اور جلا کر نہ اندر کا کہا ہر نہ ایتلی ف کی پراں</p> |

| | |
|---|---|
| <p>چلے کہتے ہیں کیا کیا ذمی کمال عالی پر ہماری پائیالی اس سے بڑکراو کیا ہوگی رہا کرتی ہر ہکوف کر آئندہ زمانے کی پہرے ہم دریدہ کوچہ کوچہ ڈھونڈتے جسکو کہتے تھے عشق قوام داو رحمتہ مقرب بنین متاع حسن کی کب تک بیگی گرم زار</p> | <p>اثر دیکھا تو آصف جام کے اقبال میں دیکھا بچا جو فتنہ گرد و فتنے تیر حال میں دیکھا ہمیشہ زائچہ اُس سال کا اس سال میں دیکھا وہ نقد دل تہا رے گوشہ و مال میں دیکھا یہی اک تونے میرے نامہ اعمال میں دیکھا کمی پرینچ ڈلا جس نے کہا ٹال میں دیکھا</p> |
| <p>ہم ہے میرج داغ کے مذہب سے حیران کا فرمون کہیں بر حال میں دیکھا کہیں اُس حال میں دیکھا</p> | |
| <p>تقلید سے اہد کی حاصل میں کیا ہوتا توبہ ہر حسینوں کو گر پاس وفا ہوتا تم لطف اگر کرتے تو حال زمانے کا ساقی تری مفضل میں چرچا ہی نہیں کجا دل نے مجھے تڑپایا انگنہوں نے کیا روا غیر فکی شکایت پر فرقت کی حکایت ارمان ہم آغوشی میں سنسکے ڈھٹا ساقی ہر درد کی امی قاتل لذت مجھے جیتی ناصح بھی شام سے میری ہی کہتی ہر</p> | <p>انسان ملک بنا بندہ نہ خدا ہوتا کیا جانیئے کیا کرتے کیا جانیئے کیا ہوتا ایسا ہی ہوا ہوتا ایسا ہوا ہوتا اس سے قہر بہتر تھا کچھ ذکر خدا ہوتا اپنے لئے ہوا یہ کچھ بیگا فتنے کیا ہوتا گرم نہ خفا ہوتے تو کون خفا ہوتا اس کہنے کے میں صدمہ پہر کہئے تو کیا ہوتا سرشانہ گلا سینہ بہم بہم کے جُدا ہوتا نادان نہ تھا کیونہ سبھا کے برا ہوتا</p> |

| | |
|---|---|
| <p>تہا غیر ہی ساتھ آنکے کتر کے گھر مجھ سے وہ محل دشمن میں جب مجھ کو طلب کئے کیا مجھ سے ہی تہا ہو تعریف تر قاتل ہم جانکے نام نصف ہیں اور طلب تجھ سے ہم کو تو عدم میں ہی نیند آئی نہ خوشترک اچھا ہر نہیں آئے وہ ہو پک کر مرن عاشق کا ذرا سا دل تسکین ہی کیا اگلی محفل میں سنایا تھا افسانہ غم میں نے</p> | <p>میں خیر سوئی ورنہ جگر اہی ہوا ہوتا وہ وقت مرنے کا تھا اس وقت مرا ہوتا خجھر ہی بان بنتا جب شکر ادا ہوتا وہ فیصلہ ہی کیا تھا جو روزِ جزا ہوتا کچھ آنکھیں ہی لگ جاتی گردل نہ لگا ہوتا قامت تو قیامت تہا سایہ ہی بلا ہوتا چھوٹا ہو کہ سچا ہو وعدہ تو کیا ہوتا الزام میں رکھا ہی خلوت میں کہا ہوتا</p> |
| <p>فریاد و فغان سے تم ادا غم بڑے پھیرے کچھ ہی نہ کیا ہوتا کچھ ہی نہ ہوا ہوتا</p> | <p>داغ اک داغ کے جگر میں پڑا بات اٹکا مری کمر میں پڑا اب سنا ہر کہ تیل سر میں پڑا بال سامیری چشم تر میں پڑا گر خلل خوابِ فتنہ گرین پڑا کیون نشان تیرے سنگِ دین پڑا ہم کو یہ کام عمر بھر میں پڑا</p> |
| <p>جب وہ نادان عدم کے گہر میں پڑا ایسے نشہ کے کیون نہوں قربان شبِ وعدہ گزر چکی آدھی وقتِ نظارہ اُسکا تارِ کمر اس رفعتِ تھم کہ پھر قیامت ہو گر نہیں تھا کوئی جبینِ فرسا عاشقیِ حجت تر مصیبت ہو</p> | <p>داغ اک داغ کے جگر میں پڑا بات اٹکا مری کمر میں پڑا اب سنا ہر کہ تیل سر میں پڑا بال سامیری چشم تر میں پڑا گر خلل خوابِ فتنہ گرین پڑا کیون نشان تیرے سنگِ دین پڑا ہم کو یہ کام عمر بھر میں پڑا</p> |

| | |
|---|---|
| <p>ایک ماتم خدا کے گہر میں پڑا یہ سفینہ عجب بہنور میں پڑا فرق انکی مری نظر میں پڑا نامہ پایا ہر رہگذر میں پڑا ایک جگر ادا دل و جگر میں پڑا پچ تقبیر نامہ بر میں پڑا آبلہ پاسے نامہ بر میں پڑا</p> | <p>مر گئے اہل کعبہ اُس بت پر دو بلی جاتی ہر کشتی عشاق جلوہ گر دل ادھر ادھر رخسار نامہ بر کا تو کچھ پت نہ ملا بات میں اُنکے دیکھ کر تلووار سُن کے پیغام وہ ہوئے برہم شوق اگر مہمان ہوا تو کیا</p> |
| <p>جب چلا داغ کوئے قاتل کو ایک گہرام اُس کے گہر میں پڑا</p> | |
| <p>کوئی فرشتہ کان میں میرے پہ گیا آنکھوں کی راہ خونِ تمنا ہی بہ گیا یہ کون آج گہر سے ترے رُوس گیا اعترقب یہ خونِ جگر جم کے رہ گیا عاشق کو یہ بجانے کوئی بے گنہ گیا وقتِ کلام میرے کڑی بات سہ گیا وہ مُنہ ہی مُنہ میں چلتے ہوئے چہرہ گیا آیا جو رُوس پید بہان رُوس گیا</p> | <p>وہ رشک حور شب کو کہیں گہر کے گیا رونا تھا دلکا بھر میں لالے جگر کے تھے سایہ سے جکے داغ پڑے ہیں میں نشہ کی وجہ سے میری نگہیں نہیں پہنچ اسو سٹے وہ کہتے ہیں مُردے پر اہتمام ناصح بھی شکستہ ستم و اسفندیار دشنام یاد عاتقی شکایت کہ شکر تھا یہ تیرے کد ان ہی ہر کا جل کی کوٹھری</p> |

| | |
|--|---|
| <p>یہ ہم سے چوک ہو کسی یہ ہم سے رہ گیا دریا کی طرح شیرہ انگور بہ گیا</p> | <p>محفل میں غیر سے بھی کرنا تھا التفات مجھ پر شہ نہ شراب کو دیکھا جو تاک میں</p> |
| <p>معشوق اور اُس کے خریدار ہو گئے اب داغ تیرے ہاتھ سے اے رشک مہ گیا</p> | |
| <p>آپ نے شکوہ بیدار نہ دیکھا نہ کہیں افسانہ فرما نہ دیکھا نہ شہر اس طرح کا آباد نہ دیکھا نہ کوئی تجھ ستم ایجا نہ دیکھا نہ اثرِ نالہ و فغاں نہ دیکھا نہ تو وہ کہتے ہیں کیسے یاد نہ دیکھا نہ کوئی اس طرح کا برباد نہ دیکھا نہ پاسانی کا یہ ایجا نہ دیکھا نہ کہ ترا سا قد آزاد نہ دیکھا نہ آپ ساحنِ خدا واد نہ دیکھا نہ</p> | <p>نامہ عاشقِ ناشاد نہ دیکھا نہ اگلے وقت کوئی کہانی سے انہیں نہ اب ترے کوچ کی بستی کو نظر لگتی ہو آسمانِ در سے کرتا ہر تجھے جھکے سلام ہم سے کہتے ہیں سلف یونینِ عاشقِ نا کام پوچھتا ہوں جو کوئی خط کا ہمارے مضمون خاک ہی اب تو نہیں خانہِ دل میں افسوس دیرِ خود بیخوشی میں مہفتہ اٹھ لے لے سرو کیا فقہ محشر ہی جو دیکھتے تھے دیکھیں یوسف ہی جو حضرت کو کہیں علی</p> |
| <p>آپ اپنے کو جو شاگرد کا شاگرد گئے داغ سا ہمنے تو استا وند کیا نہ</p> | |
| <p>دیکھتے ہی طرفِ حرم شایل دیکھا</p> | <p>وصل کی شبِ فروغِ مہِ کامل دیکھا</p> |

نبض بیکہ بھی دو کہی دل دیکھا
جو مرا کتیرا جس نے مراد دل دیکھا
موت بھی چو نہ سکی جھک جو اُلفت میں
ناخدا سے کہو بہنے دے ہمار کی شتی
قابلِ دید تہین اُسوقت داینِ اوکی
بزمِ اغیار میں تعریف مری ہوتی ہر
دلِ شوار طلب لوٹ ہر دشواری
اُسے آوازہ کسا یہ ہی ہمارا قہر پر
کیا سمجھتے نہیں ظاہر کی ملاقات کو ہم
بزمِ اغیار کا یہ حال بتا امرِ قہر
کیا دلا دہر کوئی اُسکا کلیجہ دیکھے
گالیاں دیتے ہو پھر کہتے ہو یہ بھی مجھے
عشق کی چوٹ کو دل ہر گھر گردن تو نہیں
منزلِ عشق ہر سنانِ مقام امِ محبوب
مست تھی اکبہ تری مل تھا ہمارا بخود

پہر کیا قتل نیا آپکو قاتل دیکھا
گردنِ غیر میں وہ ہاتھ حایل دیکھا
میں نے پھر پھر کے اجل کو کئی منزل دیکھا
ہم نے گرداب جو دیکھا لبِ ساحل دیکھا
آئینہ دیکھ کے جب مژد مقابل دیکھا
آج یہ طرفہ تماشا سہرِ محفل دیکھا
لے لیا ہم نے وہی کام جو مشکل دیکھا
گر نہ یوں میں کیسکو مرے شامل دیکھا
دل نہار نہ ملا ہم نے گلے مل دیکھا
تو نے کسی طرف اُس شوخ کو مانل دیکھا
جس نے بیتابِ محبت میں مراد دل دیکھا
ہم نے جھکوا اسی لائق اسی قابل دیکھا
جس نے تلوار نہ کھائی اُسے بسمل دیکھا
ماقد دیکھا نہ یہاں کوئی نہ محمل دیکھا
ہم نے دونوں کو دمِ معرکہ غافل دیکھا

اُسے جب حکم دیا تہا تجھے مر جانا تھا
داغِ تودے نہ سکا جانِ ترا دل دیکھا

| | |
|---|---|
| <p>خدا کے واسطے جلد ہی میری خبر لینا کمی ہو حضرت زاد تو جسے بہر لینا کہ ہر دو انہیں دشمن کو دوست کر لینا سراغ چور کا ہر اک مقام پر لینا پہنچ رہا ہر ذرا اسکی بھی خبر لینا یہ کون بات ہر اک دن بگاڑ کر لینا بڑا ہو یہ کہ بہلا ہو ہمیں مگر لینا بڑا مقابلہ ہر تم ہی بن سنو لینا بُری نہ نکلے یہ پکی ضرور کر لینا یہ کیا کہ دل کہی لینا کہی جگر لینا دُمانی دینے لگے وہ گئی کر لینا بہار آتے ہی ہمکو تو قرض کر لینا تہین ہر شرم تو انکھون پہ ماتہ دہر لینا بتائیں ہم تہین آتا نہیں اگر لینا</p> | <p>ادھر کی سدا بھی ذرا آئی پایہ بر لینا جوئے فروش سے سودا بنے تو کر لینا بگڑ کے جائیں تو نادان بنگے آئیں ہم چڑا کے دل کوئی چلتا ہوا ہر آسمان ہم سٹکار تیر نظر دل ہوا جگر نہوا عبت نہا کے وعدہ سے تم تو ڈرتے ہو ہمارے سر ہی پڑا اب تو عشق کا سودا شبیہ لائینگے رست کی ایل مصر ہوا کہی کہی نکل آتی ہر جس دل چلی آ قناعت آکھو ہوتی نہیں کسی شے پر اُچھہ کے تار نگہ سے پڑا جو کچھ چٹکا مدام پیرنمان کی ہن ناشین ہم ہمیں تو شوق ہر بے پردہ تمکو دیکھیں گے فریب دیکے لیا دل تو کیا لیا تھے</p> |
|---|---|

غرض تہین جو سنو اُن سے غیر کا شکوہ

یہ قصہ مول نہ اے داغ اپنے سرینا

کہ اپنا گھر ہر اپنا اور ہر اپنا وطن اپنا

نہ بدلے آدمی جنت سے بھی میتِ اخراج اپنا

| | |
|--|---|
| <p> زبان اپنی دہن نکاز زبان مازکی دہن اپنا دکھا کہیں کہ مکرور و کمون کر با کہیں اپنا کہ جو سنا ہر اسکے کہیں چہتا ہر سخن اپنا یہ نہ مادی بیہ نافرہی یہ تہا دیوانہ پن اپنا کیا ہر تازہ اس تیزاب نے زخم کہیں اپنا جواب ہر پیر پن اپنا وہی ہوگا کفن اپنا کہیں ان لوٹنے والے سے بچا ہر چین اپنا ذرا دل تہا مہین پہلے سے اہل سخن اپنا محبت میں کہان سپر ہوتا ہر کو کہیں اپنا ہر گناہ آدم آخر ہی جو ہر سخن اپنا بڑھائے اعتبار آکے وہیمان شکیں اپنا لب معجز مآپ اپنا گھاہ سحر فن اپنا تہا ہی چال سے ہٹا چلا ہر کچھ چلن اپنا کالے حوصلہ ماؤن گن شمشیر زن اپنا سمجھتا ہر اسی کو شیخ اپنا برہمن اپنا سوال صل سے کیوں ایگان جاسخن اپنا چل اپنی ماہ لے تو کام کرا کر ابرن اپنا </p> | <p> جو یوں ہو چل تو تہا سے سبج و محن اپنا نہ سید ہی چل چلتے ہیں سہی بات کرتے ہیں عجب تاثیر پیدا کی ہر وصف نوک شرگان نے پیام وصل قاصد کی زبانی اوپر ہر آنے جراحت دل کی لائی رنگ آنسو ضبط کرتے پکار کہا جنو کے ہاتھ سے اسی کیسی اسکو گھاہ وغرہ کوئی چھوڑتے میں گلشن دل کو کہے میترہ میں وہ کا فر ہوگا بنے آہر یہ ہر موقع مل گیا اچھا اسے تیشہ لگانے کا ہم اپنے قول سے پہرتے ہیں کشت مہیا یقین وصل کیا آئے کوئی دن تہا کہیں نہ ترما ہون جیتا ہون اتر و نون کہاتے ہر اک سے ٹیٹو کی چلتے ہیں بگڑی ہر ڈنڈی یہ عین یہ جگر بیہ دل یہ ہر جتن جھڑک خبر کس کو وہ کس کا تہا وہ کس کا ہر کو کا یہ ہم سمجھے ہوئے ہیں تم نے مانا ہر مانو انجھن کیوں ہر دیوانو فیصلہ عشق و دین </p> |
|--|---|

| | | |
|--|---|--|
| | <p>جو تختے لادو گل کے کیلے وہ دیکھ لیتے ہیں تو فرماتے ہیں وہ ہر داغ کا یہ ہر چین اپنا</p> | |
| <p>طالع خفہ کو میکش کے جگاتی ہر گہٹا سینہ پہٹ جا ترا کیا تر جی پانی ہر گہٹا پانی بہر بہر کے زمانے کو پلاتی ہر گہٹا نار بارش یہ نہیں تیر لگاتی ہر گہٹا کہد و خاموش ہر کیون شور مچاتی ہر گہٹا اس تیش میں اجل آتی ہر ساقی ہر گہٹا کیا برستی ہر کہ دریا ہی بہا تی ہر گہٹا ہجر میں مجھ کو بلائیں کے ڈراتی ہر گہٹا زور سے شور سے یہ ہر مردہ سناتی ہر گہٹا کبھی اتراتی ہوئی جہنمی آتی ہر گہٹا</p> | | <p>جب دُہوان دہار گر جتی ہوئی آتی ہر گہٹا دل بھور کے نالوں سے جو ہو ہم آواز تو تو اک قطرہ ہی دیتی نہیں انحراف سیما ہجر محبوب میں بیتاب ہوں بس کی طرح رات بہر جاگے ہیں اب گنہ لگی ہر گہٹا صورت تہیجی اب میں میکش بیتاب وعدہ کرتے ہیں جس دُزبہاں کی گنا تین کی طرح چمک جاتی ہر سر رکلی تو بہ بخوار کی مقبول ہر جب چاہے کہ جب اٹھاتے ہیں دم بادہ کشی ہر داغ</p> |
| | <p>نہیں سافون میں مرے پاس وہ ہوش ہر داغ مجھ کو تڑپاتی ہر بجلی تو رولا تی ہر گہٹا</p> | |
| <p>اپنی جگہ میں اُسے دیکھا کیا اور کہوں اور کہوں کیا کیا مجھ کو بھی دیکھا تجھے دیکھا کیا</p> | | <p>آئینہ دل نے تماشا کیا ایک ستم اور ستم آرا کیا سب نے تو دیدار خدا کا کیا</p> |

گہول کے ٹخنہ سینہ کا پردا کیا
 تو نے ہی عاشق نہ کئے اتنے قتل
 نگہت گل میں ہر لپٹ اور ہی
 شکوہ سے اُسکے ہوئے بدنام
 دیکھتے ہی مجھ کو کہا رُوحِ حشر
 قتلِ جہان اُسکے لئے کھیل تھا
 دادِ طلب اُس سے ہیں سب ادھوا
 روزِ قیامت وہ دم بارِ پُرس
 ہاتھ سے میرے جو ہوا دل ہلاک
 ساتھ چلا اُسکے دُکھت ہوا
 چھوڑیے ان باتوں میں کہا ہر کیا
 کس سے کہیں عمر گزشتہ کا حال
 کل کا اگر وعدہ وفا آج ہو
 میں ستم غیر کا شکوہ کروں
 اور ہی ایک رات سہی انتظار
 غیر کے آتے ہی وہ تیر نہ تھے
 حضرتِ دلِ عشقِ صنم سہل تھا

اپنے چلمن میں تماشا کیا
 ہمنے بہت خونِ تمنا کیا
 کس نے یہاں بسندِ قباد کیا
 سو میں اگر ایک نے ایسا کیا
 تو نے یہاں ہی ہمیں رسوا کیا
 کون کہے آپ نے یہ کیا کیا
 جسے تجھے اتنے سے اتنا کیا
 چشمِ غضب سے مجھے دیکھا کیا
 اپنے پہ خود خون کا دعویٰ کیا
 فتنہ محشر نے تماشا کیا
 آپ نے پھر ذکرِ وعدہ کا کیا
 کیا نہ کیا ہمنے یہاں کیا کیا
 آپ نے امروز کو فردا کیا
 اور وہ سنکر کہیں اچھا کیا
 یا نہ کیا اُسے کرم یا کیا
 تمکو انہیں باتوں نے رسوا کیا
 تُم نے خدا پر نہ بہرہ کیا

| | |
|---|---|
| مرکے جوئین زندہ بہت حستین | شوق نے اعجازِ مسیحا کیا |
| ۴ داغ نے دیکھے ہیں ہزاروں حسین | آپ نے کس شخص سے دعو کیا |
| <p>اُمید وار ہوں کرم بے حساب کا چرچا ہر آنکھ گہر میں مرے اضطراب کا بیکارِ مفت خاک اڑاتی پہری صبا اگر چارہ گر کسی نکرے نختِ دل کہیں یہ بات ہر بہارِ چمن ہی کیو اسطے ساقی تو مجھ کو چاٹ لگا کر الگ ہوا یا تمکنت سما فی طبیعت میں آپ کی میں اک سوال کر کے پشیمان ہو گیا اٹھا ہر خوابِ ناز سے کوئی جوڑ چپے واعظ بتا تو بادہ کو شر کے اسمِ قسم بہلے گا کس طرح شبِ غم بقیہِ اول روزہ رکھیں نماز پڑھیں حج ادا کریں لاؤں سبُو پیا لہ ہر دُن در کو فصلِ دُن مضمونِ شوق کسی میں نہیں ملا</p> | <p>پیتا ہوں ڈوگڈ گا کے پیالہ شراب کا دیکھا سلوک اس دل خانہ خراب کا گوشہ اُلٹ دیا نہ کسی کی تھا بکا ٹکڑا لگا ہوا ہر یہ چشمِ پر آب کا آتا نہیں پلٹ کے زمانہ شباب کا دھو دھو کے پی رہا ہوں پالہ شراب کا یا صبر ٹپ گیا دل پُر اضطراب کا پچھا بند ہوا ہر ہزاروں جواب کا چمکا ہوا ہر آج نصیبِ آفتاب کا یکتا ہر نام بادہ کشوں میں اب کا افسانہ گوئی آنکھوں میں ہر زو خواب کا اشد یہ تو اب ہی ہر کس اب کا کیا حکم ہر جنابِ شیخِ تاب کا اُلٹا ہر ایک ایک ورقِ کتاب کا</p> |

| | |
|---------------------------------------|------------------------------------|
| کیا لاگ عشق کی ہر کہ دیتا رہا جواب | یہ نقوٹ کا خیال زلیخا کے خواب کا |
| جب میں کروں سوال تو کہتے ہو چپے ہو | کیا بات ہر جواب نہیں اس جواب کا |
| خوشبو دہی ہی ہر نزاکت دہی ہر رنگ | معشوق کیا ہر پہول ہر تو ہی گلاب کا |
| ہو نیکو تیری چشم نفاں میں قہر ہو | ہم سے ملے تو لطف ملے کچھ عتاب کا |
| اُس بقیار دل کا الہی علاج کیا | جسکے شکیب پر ہو گمان اضطراب کا |
| امیر زلف یار وجہ ہی کچھ بیچ و تاب کیا | امی چشم یار کوئی سبب ہی عتاب کا |

حتمی حلیہ

ایر داغ بخشو امین گے اُمت کے وہ گناہ

ہے آسرا جناب رسالت مآب کا

حیرت انگیز

| | |
|---------------------------------|---------------------------------|
| غیر پر لطف و کرم بس ہو چکا | ہو چکا ہم پر ستم بس ہو چکا |
| دل میں بنی ہوئے کسک امی چارہ گر | وردا پنا کم سے کم بس ہو چکا |
| میں دم آخر سے اپنے شاہوں | انتہا کا بیخ و عنم بس ہو چکا |
| گر ہی قسمیں مین تو مجھ کو یقین | آپ کے سر کی قسم بس ہو چکا |
| ہم کو امی و اخطا ہی مرنا نہیں | وصفِ گلزارِ ارم بس ہو چکا |
| دہوم ہر اب کو چہ ولد ار کی | شہرہ دیر و حسرم بس ہو چکا |
| ہر ہمارے بعد ہی اُنکا عتاب | مر کے یہ سمجھے تھے ہم بس ہو چکا |
| کر چکے پامال اب گھر بیٹھیے | فتنہ بر با ہر قدم بس ہو چکا |
| اب یہ بُت کرتے ہیں ناحق ناک جہا | بیت رب بیت الصنم بس ہو چکا |

| | |
|--|--|
| <p>تہک گیا ہوں مجھ میں دم بس ہو چکا حشر اہل عدم بس ہو چکا ساغر دل جام جم بس ہو چکا</p> | <p>بحرِ الفت سے نکالیں آشنا جانبِ گویہِ خیال وہ نہ آئے دیکھتا ہی تو نہیں وہ بادہ خوار</p> |
| <p>گل جو اک داغِ حسن میں شہر تھا آج وہ بیسارِ غم بس ہو چکا</p> | <p>عاشق مضطر اگر آرام اپنا دیکھتا سختِ ناگامی تہیٰ اسکو در نہ یوں مٹا ہی کون دیکھتا ہر کچھ توجہ وہ در نہ کیا کرتا نہ ترک تیرے عاشق کو دکھاتے عشق کا قدر اگر آپ تو ناحق ہیں برہمِ معذرت کرتا ہی دل کیا غرض تہیٰ دیکھتے ہم عشق میں اچھا برا چیر کر سینہ دکھایا کیوں نہ اسکو بھنے ل آج کو جھٹید ہوتا تو دکھاتے اسکو سیر جاننا گر خود غرض خود مطلب ایسا لکھو نخوتِ دولت سے آنکھیں پٹ گئیں قاری</p> |
| <p>عشق کے آغاز میں انجام اپنا دیکھتا کو کہن بتا ہو اگر کام اپنا دیکھتا نفعِ توبہ میں جو محوِ آسم اپنا دیکھتا نامِ تیرا دیکھتا یا نام اپنا دیکھتا جرم جب یہ موردِ الزام اپنا دیکھتا دیکھتا تو یہ دلِ ناکام اپنا دیکھتا نقشِ اسِ تعویذ میں وہ نام اپنا دیکھتا دل ہمارا دیکھ کر کیا جام اپنا دیکھتا فائدہ کیا میں یہ صبح و شام اپنا دیکھتا کاش آنکھیں پہاڑ کر انجام اپنا دیکھتا</p> | <p>عاشق مضطر اگر آرام اپنا دیکھتا سختِ ناگامی تہیٰ اسکو در نہ یوں مٹا ہی کون دیکھتا ہر کچھ توجہ وہ در نہ کیا کرتا نہ ترک تیرے عاشق کو دکھاتے عشق کا قدر اگر آپ تو ناحق ہیں برہمِ معذرت کرتا ہی دل کیا غرض تہیٰ دیکھتے ہم عشق میں اچھا برا چیر کر سینہ دکھایا کیوں نہ اسکو بھنے ل آج کو جھٹید ہوتا تو دکھاتے اسکو سیر جاننا گر خود غرض خود مطلب ایسا لکھو نخوتِ دولت سے آنکھیں پٹ گئیں قاری</p> |
| <p>داغ کو وہ آگ لگتی جسکا بجھتا تھا محال گر تہاری بزم میں ہم نام اپنا دیکھتا</p> | <p>داغ کو وہ آگ لگتی جسکا بجھتا تھا محال گر تہاری بزم میں ہم نام اپنا دیکھتا</p> |

| | |
|---|---|
| <p> بوسہ ہمارا آج سے دل آپ کا ہوا کیا پوچھتے ہیں آپ تجاہل سے کیا ہوا اتنا ہی کہہ کے چھوٹ گئے وہ بڑا کہتے ہیں مجھے آپ کا نالہ رسا ہوا کہا تاہر اک جہان تمہارا دیا ہوا انسان کو ہر موت کا کہٹکا لگا ہوا آفت تو یہ ہوئی کہ وہ ملکر جدا ہوا جو آشنا ہوا وہی نا آشنا ہوا ہمنے تو اُس پہ صبر کیا جو عطا ہوا آتا ہر کوئی شخص ادھر کو اڑا ہوا اس تذکرہ کو چھوڑے جو کچھ ہوا ہوا کیا جانے ہمسے کب وہ ملاکب جلا ہوا تیری نگہ ہوئی دل بے مدعا ہوا ہم صبح کو نہ کہا نیلے شب کا بچا ہوا ہر دم مسافروں کا ہر تانتا لگا ہوا بجائے و انکو حنہ میں جو کچھ ہوا ہوا میرا تو مدعا نہ کسی سے ادا ہوا </p> | <p> کوئی پہرے نہ قول سے بس فیصلا ہوا اس دل لگی میں حال جو دل کا ہوا ہوا ماتم ہمارے مرنیکا انگلی ہلا کرے وہ چٹنی دیکھتے ہیں ہوائی جو چرخ پر اسپر ہی تو نہیں ہر غم عشق میں کمی کیا عیش جاوداں کہ غم جاوداں نہیں بیگانہ تھا تو کوئی شکایت نہ تھی ہیں جس نے کیا تپاک اُسی نے کیا ہلاک دشنام کی ہی آپ سے کسکو امیدی اے جذب شوق ہو نہ وہیہ نامہ برہی ہو غدرِ ستم سے بس بچے نام نہ کیجئے بخود رہے وصال میں بیہوش ہجر میں اس طرح کجہان میں ہیں بغیر ضکہاں اے چرخِ کل کی رات کا غم آج تو ندے آباد کدھر ہر اکبھی عدم کی راہ اے کاش میرے تیرے لئے کل جیہ حکم ہو پیغامِ سر ندیم بنے نامہ بر رفیق </p> |
|---|---|

کس کس طرح اُسکو جلائے ہیں رات دن
وہ جانتے ہیں داغ ہر ہیرِ شاہو

اب اچکا ہر لبو نہ معاملہ دل کا
جگر کو آنکھ دکھاتا ہر آبلہ دل کا
کہ گھر کے گہر میں بند ہو جائے فیصلہ دل کا
نکال لینگے کوئی اور شعلہ دل کا
لگا وٹون نے بڑبڑایا ہر حوصلہ دل کا
بگڑ گیا ہر بیہ کیسا معاملہ دل کا
اُبھارتا ہر اسی سن میں دلولہ دل کا
رواروی میں ہر مصروف قافلہ دل کا
اگر معاملہ ہر تو معاملہ دل کا
ہوا بھی ہر کبھی کبھت فیصلہ دل کا
بیہ کوئی کھیل نہیں ہر مہم آبلہ دل کا
کہ جھلکے آگے بہرے پانی آبلہ دل کا
الگ الگ ہی کیا سب معاملہ دل کا
کیسے منہ پہ نہ کہہا کبھی گلہ دل کا
نہے مٹائے مٹے گا نہ سلسلہ دل کا

زبان ہلاؤ تو ہو جائے فیصلہ دل کا
کسی سے کیا ہوش میں مقابلہ دل کا
خدا کے واسطے کرو معاملہ دل کا
تم اپنے ساتھ ہی تصویر اپنی لیجئے
فصوتیری نگہ کا ہر کیا خطا و سکی
نہ جان دیتے بن آئے نہ زندہ رہتے بنے
شباب آتے ہی احرار کاش موت بھی آتی
کئے ہیں تو نے دل اہل انجمن پیاب
جو نصفی ہر جہان میں تو نصفی تیری
ملی بھی ہر کبھی عاشق کی دادِ دنیا میں
نگاہِ مست کو تم ہوشیار کر دینا
ہمارے آنکھ میں بھی اشک گرم اٹھیں
ہو نہ اس سے کوئی اور کافون کا نثر
اگرچہ جان پہ بن بن گئی محبت میں
ازل سے تا اب عشق ہر اسیکے لئے

| | |
|--|--|
| <p>کروں تو داؤد اور محشر کے سامنے فریاد نہ آئیں خضر کہی آپ ہو لکر ہی ادھر</p> | <p>تجبی کو سو نہ دے وہ معاملہ دل کا جناب من نہیں آس ان مرحلہ دل کا</p> |
| <p>کچھ اور بھی تجھے اے دعا غ بات آتی ہے وہی بتوں کی شکایت وہی گلہ دل کا</p> | |
| <p>عشق میں دل نے بہت کام کھالا اپنا میں اٹھانا ہوں سہا کر کے لئے دست دعا اپنی نظروں میں تو پرتا ہر وہ قد بوٹا سا اے سیبختی عاشق نہ بنے گی تو زلف اُس پر مرتے ہیں جو بیدار ہو پیمبر ہی دل بچا تیغ نظر سے گرا ب خیر نہیں بحر و بریں نہ کوئی فرق رہیگا باقی اپنی تصویر وہ کہنچو اے یہ ممکن نہیں غیر کے ملنے سے دنیا میں ہوئی نامی خاک کس کس کی خدا جلنے ہوئی منکر دل شکن اُسے تو دھرتی ہی کہے ہیں کچھ سیبختی عاشق میں سعادت ہوتی چرخ کا پائون ہر مدت سے یہ نہیں گزرتی</p> | <p>سچ ہر ملتا ہر کہاں چاہئے والا اپنا رہ گیا ہونہ کہیں راہ میں نالا اپنا سر و گلچین کو دکھائے قد بالا اپنا رہنے دے اپنے لئے زنگ پیکہ لا اپنا عشق ہر سارے زمانہ سے زالا اپنا تیرے دُبالہ نے بہالا جو سنبھالا اپنا کچھ اگر پھوٹ پڑا پائون کا چھالا اپنا جسے آئینہ میں بھی عکس نہ ڈالا اپنا تمنے عالم میں بڑا نام اچھالا اپنا تمنے چلتے ہوئے دامن نہ سنبھالا اپنا دفتر شوق ہوا سب تہ و بالا اپنا سایہ زلفون نے ترسی سپہ ڈالا اپنا ہر بجا کر کے خورشید کو چھالا اپنا</p> |

| | |
|--|--|
| <p>مجھے فرماتے ہیں کیوں دل سنہبہالا اپن کہیں لب ریز ہو جائے پیالا اپن جیب پر اپنی کہی ہا تہہ نہ ڈالا اپن اور لکھا ہر مجھے خط میں حوالا اپن</p> | <p>دیکھ کر اُسکو تعجب ہر جنابِ ناصح انتظارِ محرومِ ساغر ہو کہا شکِ یاقی اُسکے دامن کی جنون میں ہی ہو مکتول غیر سے ملنے کی لکھی ہر نہایت تاکید</p> |
| <p>ہیں بُرے حال کے سب دیکھنے والے اے مداح کوئی دنیا میں نہیں پوچھنے والا اپن</p> | |
| <p>مان ہی جاو مری بات یہہ ہر بات ہو کیا یہہ تو فرمائے میں کیا مری اوقات ہو کیا تہین ٹھکرا دو کہ ہر اسمیں کرامات ہو کیا نشہ میں چور میں زندانِ خرابات ہو کیا موسلا دہار نہ برسے وہ برسات ہو کیا پیش قیمت ہر یہ سوغات میں سوغات ہو کیا میرے کردار کی ہر اور مکافات ہو کیا اس قدر دور ہر مسجد سے خرابات ہو کیا مجھے مجھ کے لئے چاہیے اثبات ہو کیا چار غیر و نہ جو کہلجائے تو یہ گہات ہو کیا فرق آجائے تو یا بندی اوقات ہو کیا</p> | <p>تم گلے جب نہ ملو لطف ملاقات ہو کیا دل دین لیکے ہی راضی نہ ہوئے کہی کشتہ ناز کو کیوں زندہ کریں آکے سیح عالم و جہد میں بخود نہیں ہوتے صوفی ہمت اے دیدہ تر قطرہ فث فی کتبک دل میں شکر چمنے تو بھیجی انہیں وہ کہیے خسر کے دن وہی کافر مجھے طلب ایگیا جلکے پی آئے وہاں آتے ہی توبہ کر لی عاشقی اور پہر ایسی کہ چھپائے نہ چھپے دل کو لپیٹتے ہیں در پردہ وہ عیار جی سے روز پیتے ہیں صبحی ہی ادا کر کے نماز</p> |

| | |
|---|---|
| <p>لہریں کئی برین طبیعت میں ہماری کیا کیا مگر انگور فرشتوں کی بھی قسمت میں ہیں اسمیں دھوکا تو نہیں جسے ذرا سچ کیئے اب تمہارے شبِ وصل ہر کس کا منہ کو</p> | <p>برق و شہ باپ ہر جب تیرے درسات ہی کیا اس سحر دم میں اک قہر جاگتا ہی کیا کر دیا مانگ کے دل آپ نے خیرات ہی کیا بات کر زمین گذر جائے تو وہ رات ہی کیا</p> |
| <p>آگے اُس شوخ کے چپ لگ گئے انکوائی داغ میرے مطلب کو جو کہتے تھے یہ ہر بات ہی کیا</p> | |
| <p>مرنے والا تو قیامت میں بھی مرجائے گا دل گواہی نہیں دیتا کہ اُدھر جائے گا گر کمی کی تو مرسے دل سے اُتر جائے گا باتوں باتوں میں یہ نہیں وقت گزے گا دیدہ تر نہ سہی دامن تر جائے گا آن کی آن میں سب کہیں بکھر جائے گا کہ ہر آہ نہیں معلوم کہ ہر جائے گا یہ تو مینا نہ سے اللہ کے گھر جائے گا روزِ فرقت ہمیں اب صاف گز جائے گا کیا خبر تھی کوئی یوں جب میں مرجائے گا کیا یہ گیسو ہر تہار کہ سنو جائے گا</p> | <p>دیکھ کر تیری اداجی سے گزر جائے گا نامہ بر چرب زبانی تو بہت کرتا ہر اور یہی اور یہی اسی در محبت ہو سوا غیر کا قصہ شبِ وصل میں کیوں لے بیٹھے میرے ہمراہ پس مرگ ڈوب نیکے لئے رخِ گرہ ہو تو محشر کا تماشا کیسا یہ خودی میں ہر کسے ہوش کہاں ہو جاتا عاقبت پاک ہر میخوار کی سن کہنے ہا کہا لیا ہم نے شبِ ہجر میں سب خون جگر کسی بندہ پہ برا وقت نہ ڈالے اللہ کیون نہ ہم روئیں مقدر کی پریشانی کو</p> |

| | |
|--|--|
| <p>بھگو ڈر ہو کہ میرا ماتھے اتر جائیگا خوف یہ ہو کہ وہاں چہ گز جائیگا مین ہی ہمراہ اسیکے ہون جد ہر جائیگا اب کہان جائیگا بچکر یہ کہ ہر جائیگا</p> | <p>بوجہ ڈالے نہ بہت دست دعا پڑھنا وصف حورون کے تو ذرات سنوں اور عظم کو کے برباد بنے چسبج کہان جاتا کر فوج شرکان نے تری گہیر لیا ہو دل کو</p> |
| <p>✓ اب تو ای داغ سے غم سے وہ خوش ہیں پیریا آخر اکدن چہ زمانہ بھی گز رہا جائیگا</p> | |
| <p>رحمت ہوا راجل مجھے آرام ہو گیا یہ بات سچ ہوئی تو ہر کام ہو گیا نقصیر کی کسی نے مرا نام ہو گیا مین پانی پینے پیتے می آشام ہو گیا کیا حرف اختلاط بھی دشنام ہو گیا آرام ہو گیا سمجھے آرام ہو گیا گویا وہ اس زمانہ کا اسلام ہو گیا آکھنیں پیالہ بن گئیں دل جام ہو گیا گویا قیامت آگھر کھرام ہو گیا اسکی رگون کا جاں اسے دام ہو گیا لو پختہ ہو کے پھر یہ ٹمرا م ہو گیا</p> | <p>مایوس ہجر مین دل ناکام ہو گیا سنتا ہوں غیر کا بت خود کام ہو گیا مین ہر طرح سے مور و الزام ہو گیا اس تشنگی کی آگ اسی آگ سے بجھے کیون میری بات سنتے ہی تلوار کینچ لی آپ اپنے گہر کو رشک سیما سداریے عاشق کے ضعف قلب کی کچھ انتہا نہیں سینہ مرا سب ہوئے عشق کے لئے بگڑے وہ مجھ کو دیکھ کے محفل میں سچ باہر خودی سے ہونہ سکا دل تمام پہر آرزو مراد پرا کر ہوئی ہو یاں</p> |

| | |
|--|---|
| <p>معلوم ہو کہ عشق کا انجام ہو گیا کیون یہ کہا کہ شب کو ہمیں کام ہو گیا وہ بھی شریک گردشِ ایام ہو گیا کیا فیصلہ جو صبح سے ناشام ہو گیا یہ اک طرح کا بوسہ یہ پیغام ہو گیا انجام کا سب کا سر انجام ہو گیا</p> | <p>بس شرح اسکی حضرت ناصح نہ کیجئے اب صبر کس طرح سے دل بد گمان کو ہو رہتا نہیں ہر اپنا مقدر بھی اپنے ساتھ کیا طول مدعا جسے کافی ہو رخصت قاصد کے ہاتھ چوم لئے میں نے لیکھے جو ابتداءے عشق میں تھے کامِ نادر</p> |
| <p>دنیا میں داغ صاحبِ اغزاز ہے تو ہو وہ آپ کا تو بندہ ہے دام ہو گیا</p> | |
| <p>مر مٹوں کا یوں نشان باقی رہا پہر ہی سنگِ آستان باقی رہا کج کل پر امتحان باقی رہا ایک ہی گراستخوان باقی رہا کون بچھ سے مکان باقی رہا ہر غنیمت جو سمان باقی رہا کچھ اگر خوابِ گران باقی رہا تو جو احوال درِ نہان باقی رہا امتحان کا امتحان باقی رہا</p> | <p>نام زیرِ آسمان باقی رہا اُسکے دید چہ پہ سا لاکھوں ہوئے دیکھئے فروائے محشر کیا بنے اس گہ از غم تجھے کہا جاؤں گا شب کو تیری جستجو میں کو بکو بٹنگے دنیا کے جلسہ سیکڑوں اکنبہ اپنی روزِ محشر کھل چکی دل لگی ہو جائے گی زیرِ مزار آزمائی ہر مروت ہی ابھی</p> |

| | |
|---|---|
| <p>حال مجہدین اب کہاں باقی رہا پھر بھی دل میں اک جہان باقی رہا اُس نئی کائنات باقی رہا</p> | <p>حال کچھ اور دیرِ محشر نہ چوہ سٹ چکا گواک زما کا خیال غیر کا چہلہ چپا یا آپ نے</p> |
| <p>جا چکا اور داغ سب مال و متاع شکر ہے لطفِ زبان باقی رہا</p> | |
| <p>پہلے ہی عید سے درِ مینا نہ کھل گیا سینہ پہ بات آگے جب شانہ کھل گیا دل چاک کیا ہوا کہ پری خانہ کھل گیا تیرا فریب نرگس مستانہ کھل گیا کیوں اُسپہ عشقِ بیل پر واز نہ کھل گیا سب راز دل سناتے ہی افسانہ کھل گیا اُسپر یہ مسخِ خلعتِ شانہ کھل گیا آخر کو پردہ دل دیوانہ کھل گیا بس ہمہ طرف ساقی و پیمانہ کھل گیا سر کی نقاب کیا رخ جانانہ کھل گیا</p> | <p>گو محسب کا مشرب رہا نہ کھل گیا باوصبا نے بھی نہ کیا اُسکو بے جا قاتل نے دیکھے اسمین ہزاروں پر جا ہم سے تغافل اور ہر غیر و فتنہ تاک جہاں جلنے لگے مین شمع سے گل سے مین شمع رکھا تھا ہمنے پردہ کہ اُسپر کھل نہ حال خونین ہر پیر ہن جو تمہارے شہید کا پوچھا مزاج اُسے تو وحشت کی اسنے لی اس میکہ سے ہم تو چلے تشنہ کام ہی مشتاقِ دیرِ غش مین پڑے ہن جو زیرِ نام</p> |
| <p>اورد داغ وقت مرگ ہوا امتحان ہمیں اسوقت مین یگانہ دیکھانہ کھل گیا</p> | |

اُدھر دیکھ لینا اُدھر دیکھ لینا
 فقط نبض سے حال ظاہر ہوگا
 کبھی ذکرِ دیدار آیا تو بولے
 نہ نیا خط شوق گہرا کے پہلے
 کہیں ایسے بگڑے سوز تھے ہی دیکھے
 تغافل میں شوخی زالی ادا تھی
 شب و عدہ اپنا ہی مشغلہ تھا
 بلا یا جو غصہ و کدو دعوت میں نہنے
 محبت کے بازار میں اور کیا ہر
 مرے سامنے غیر سے ہی اشار
 نہو نازک اتنا ہی مشاطہ کوئی
 نہیں رکھنے دیتے جہاں پانوں میں کو
 تماشا سے عالم کی فرصت ہر لیکو
 دیتے جاتے کچھ کچھ لکھ کے تنکو
 ہمیں جان دینکے ہمیں مٹیں گے

کشمکش یوں سے اُسکو مگر دیکھ لینا
 میرا دل بھی اے چارہ گرد دیکھ لینا
 قیامت سے ہی پیشتر دیکھ لینا
 محلِ موقع اے نامہ برد دیکھ لینا
 نہ آئین گے وہ راہ پر دیکھ لینا
 غضب تھا وہ پہیر کر دیکھ لینا
 اٹھا کر نظر سوے در دیکھ لینا
 مجھے پیشتر اپنے گھر دیکھ لینا
 کوئی دل دکھائے اگر دیکھ لینا
 اُدھر ہی اُدھر دیکھ کر دیکھ لینا
 وہیں دیکھ لینا مگر دیکھ لینا
 اسی آستانہ پہ سر دیکھ لینا
 غنیمت ہر بس اک نظر دیکھ لینا
 اسے وقتِ فرصت مگر دیکھ لینا
 ہمیں تم کسی وقت پر دیکھ لینا

جلایا تو ہر دماغ کے دل کو تم نے

مگر اس کا ہو گا اثر دیکھ لینا

| | |
|--|--|
| <p>کب یہ آئینہ کام کا نکلا کیا قصور اس غلام کا نکلا دم کسی تشنہ کام کا نکلا یہ نہتی جو پیام کا نکلا عذر ماہِ صیب کام کا نکلا سلسلہ جب کلام کا نکلا صبح آتا ہر شام کا نکلا خوب پہلو کلام کا نکلا یہ اگر اُس کے کام کا نکلا حوصلہ خاص و عام کا نکلا</p> | <p>دل مکدر مدام کا نکلا، گہر سے تم کیوں نکالے تھے ہو بہر کے دے جام ورنہ اپنی مٹ گئی رسم و راہ ہی اُنہی بحث تھی میکشی میں نہا ہے وصل کی اُنہی ہو گئی امید یہ سنا ہر کہ اب وہ ہر جانی گالیان سنتے ہیں و عادی دل کے ملنے کی پہر امید نہیں واہ کیا کیا تری محبت میں</p> |
| <p>سچ تو یہ ہے کہ عاشقی میں داغ ایک ہی اپنے نام کا نکلا،</p> | |
| <p>کوئی ایک بات پوچھے تو ہزار بات کرنا جو رقیب ہی دہان ہو بہت التفات کرنا رہ و دست میں جو چلنا تو ہوا کو مات کرنا کبھی اجنبی کرنا کبھی التفات کرنا جو تمہیں نہ جانتا ہو یہ اُسی سے گہات کرنا</p> | <p>تجھے نامہ برقم ہر بہین و فسے رات کرنا نہیں اور خوف قاصد مگر ایک بات کرنا وہ ہو تیر و نہ پائے کوئی تنگ خیمہ دل ابھی سن ہی کیا ہوائے جو نہیں تھکین مرے دل کی قیمت اتنی نہ بڑاؤ کون بیگا</p> |

| | |
|---|--|
| <p>ہمیں گلشن جہان میں ہی کام آخری ہر یہ زمانہ کہہ رہا ہے کہ وہ قول کے پیر پور نکل آئیں گے وہ باہر وہیں شوریں کے ایل</p> | <p>اُسی باغبان کو واپس شرجیات کرنا مگر اک ہمیں سے وعدہ انہیں بے ثبات کرنا کہیں اُنکے در پہ جا کر کوئی واردات کرنا</p> |
| <p>وہ کریم کیا نہیں ہر وہ رحیم کیا نہیں ہر کہیں داغ ہو مگر بھی زعم نجات کرنا</p> | |
| <p>شوق ہر اسکو خود مٹائی کا وصل پیغام ہر جدائی کا دید یا رنج اک حسدائی کا کسی بندہ کو دردِ عشق نہ پہنس گیا دل بُری جگہ افسوس صلح کے بعد وہ مزارِ زما کہتے ہیں وہ قیامت آنے دے اپنے ہوتے عدو پر آنے دے اتکد لگھو نہیں داغ ہیں دلبین ہنسی آتی ہر اپنے رونے پر آج وہ امتحان کرتے ہیں دل اُٹاتا ہر دل لگی کے مرنے</p> | <p>اب خدا حافظ اس خدائی کا موت انجام آشنائی کا ستیا ناس ہو جدائی کا واسطہ اپنی کبریائی کا کوئی پہلو نہیں رہائی کا زور سامان تہاڑائی کا ابھی موقع نہیں صفائی کا کیون وہ الزام بیوفائی کا یہ نتیجہ ہر آشنائی کا اور رونا ہر جگہ ہنسی کا وقت ہر قسمت آزمائی کا یو چہ لگی لگی لگائی کا</p> |

| | |
|---|--|
| <p>فشنہ گر ایک تو ہر اک محشر اٹا گھر موش نام میں پتھر اک خدائی کی آفتین دیکھیں اور تو بمکو کچہ نہیں آتا دل تر صاف ہو نہر ہو سکتا بتکدے کی جو سیر کی رہنے گرچہ پہنچا ہو نہیں کہیں سے کہیں</p> | <p>دل شیک اسمین ہر تہائی کا قید کیا نام ہر رہائی کا ہائے صدمہ تری جدائی کا کام کرتے ہیں آشنائی کا پیچ ہر محکمہ صفا تی کا کارخانہ ہر اک خدائی کا مرحلہ دور ہر رسائی کا</p> |
| <p>میرزا داغ</p> | <p>نرمل لطف اس زمانے میں میرزا داغ</p> |
| <p>آشنا تو ہر اپنے مطلب کا روزِ محشر ہر یہ دلیل انکی کیون نہ ہو غیر کی دعا مقبول لیکے دل تھے جب ستم توڑے دہ سے درِ دل جو ہو ہمدرد کہ کو جانوں رقیب محفل میں غنیہ نگل کو سو نگہیے بچ کر ذکر بیداد پر نہ ہو جرم</p> | <p>فیصلہ ہو چکا ہر یہ کب کا کتب میں مجھے عہدِ تابشب کا وہ خدائے کریم ہر سب کا پہرہ باری فضل میں آد کا نہیں ملا کوئی مرے سب کا ایک نام اسے رکھ دیا سب کا بوسہ لیلے نہ آپ کے لب کا کہ نہیں ہر یہ تذکرہ اب کا</p> |

| | |
|---|--|
| <p>داغ نے کونہ دیکھا تو زاہد دم نہیں دل میں ایک مدت سے کا فرشتہ کیوں مسلمان ہو جرم تھا پشتر توفل ہی چاہنے والے ہوں برے کہ پہلے ہوئے ناب یا شراب طہور بات پوری وہ کر نہیں سکتے کیا کرو گے کہو تو درجہ بنا تنبہ ہی کچھ سنا کہ تابناک پہلے انکار اور پھر دشنام</p> | <p>دل تو ہر پاک زند مشرب کا نہیں ہر دعا و مطلب کا سب کو ہر پاس اپنے نریب کا حال حبیب کا کہوں کہ میں اب کا انکے فقیر میں نام ہر سب کا تشنہ ہوں ساغر لبالب کا زور ہر کیا نراکت لب کا ایک دعویٰ ہوا اگر سب کا شو پہنچا ہر میری یار لب کا پہنچا ہر عرض مطلب کا</p> |
| <p>شکر ہے داغ کا میاب ہوا حق تعالیٰ بہلا کرے سب کا</p> | |
| <p>جس دن ہر مرے قتل کے سامان میں نہوگا جینا تو بلائے شب ہجران میں نہوگا کیون مفت میں دیوانہ بنوں چوڑے تھکوں کیون جانے لگا دل ترے ناک سے نکلے چکیگا مر داغ جگر صورت خورشید</p> | <p>وہ دن ہی کہی گردشِ دوران میں نہوگا مرنا ہی اکہی مرے امکان میں نہوگا دامن میں جو ہر ہاتھ گریبان میں نہوگا سوفار میں ہوگا جو وہ پیکان میں نہوگا کیا روزِ قیامت لبِ ہجران میں نہوگا</p> |

| | |
|---|--|
| <p>میں چہج سے تقدیر کے خوش ہوں سمجھ کر بہلاؤ لگا اپنے دل ویران سے طبعیت ہوتا ہر جدائی میں ضرر جان کا ناصح کیا آئے دم نزع بلانے سے جو آئے اتنا تو ہوا دیدہ گریان کی بدولت کیا خوفِ اذان مہکوشِ بصلِ نقین ہر</p> | <p>ایسا کوئی بل گیسوئے پیمان میں نہوگا یہ دشتِ بلا کیا مرے زندان میں نہوگا ہر یہ تو یقین تو مرے نقصان میں نہوگا محسوب یہ احسان کسی احسان میں نہوگا آباد کوئی کو چہ جانان میں نہوگا اشد کا گھر کو چہ جانان میں نہوگا</p> |
| <p>اپنے ہی تو بیگانے نظر آئیں گے اے داغ اپنا تو کوئی حشر کے میدان میں نہوگا</p> | |
| <p>۴ نمکو کیا ہر کسی سے ملتا تھا پوچھتے کیا ہو کیوں لگائی دیکھ ۵ ملے غیر و نئے زم میں یہ کہا ۶ کیوں بہانے کئے شبِ عدہ عید کو ہی خفا خفا ہی رہے آپ کا مجھ سے جی نہیں ملتا</p> | <p>دل ملا کر مجھی سے ملتا تھا ۷ اک نئے آدمی سے ملتا تھا مجھ کو اگر سبھی سے ملتا تھا صاف کہہ دو کسی سے ملتا تھا ۸ آج کے دن خوشی سے ملتا تھا اس محبت پہ جی سے ملتا تھا</p> |
| <p>تم تو اکہڑے رہے نہیں اے داغ ہر طرح مدعی سے ملتا تھا</p> | |
| <p>مقتل میں وہ مسفاک جو مصروفِ ستم تھا</p> | <p>آگے صفِ عشاق سے اپنا ہی دم تھا</p> |

انعامہ بر سکا نہ یہہ اندازِ رستم تھا
 وہ جلد کیوں اُٹھتے مری بزمِ عزاسے
 یاد آتے ہیں اب مجھ کو شبِ وصل کے احسان
 سنا ہوں کہ ناصح کی زبان بند ہوئی ہر
 پہ شکوہِ فرقت پہ کہا پیاسے اُسے
 ہم مر گئے لیکن نہ اُٹھا یا ستم شک
 نکلا دل آباد کو برباد ہی کر کے
 کرتے ہو عبث شکوہِ فرقت کی شکایت
 نکلے ہی تو ہمراہ دم باز پسین کے
 تھا وعدہ یہاں چار پہر رہنے کا اُسے
 جل چکے ہوئے خاک ہوئی خاک بھی برباد
 مجنوں کے طرفدار بنے ہیں کئی دن سے
 معشوقِ فلک غیر شبِ غم دلِ بیاب
 اُس بُت نے لفاظی جو دیا مہر لگا کر
 نکلا ہر تلاشی سے فقط اکِ درم داغ

معلوم ہوا ہاتھ میں دشمن کے قتل تھا
 عشرِ مکہ غنیمت بھی دو چار قدم تھا
 جو عینِ کرم تھا وہ مرے حق میں ستم تھا
 ہر روز کی جھک جھک سے مرانا میں دم تھا
 مجھ کو ہی بہت رنج ترے سر کی قسم تھا
 یہہ کام محبت میں تری سب سے اہم تھا
 غیر و نگا تصور بھی بڑا بخشش دم تھا
 وہ شکر ملاقات گذشتہ سے تو کم تھا
 جب تک وہ مکر دل میں ہر سینہ میں دم تھا
 افسوس مگر وصل کا دن رات سے کم تھا
 ہستی میں یہ بہتی تھی عدم میں یہ عدم تھا
 فرماتے ہیں وہ آپ سے کس بات میں کم تھا
 تازہ بست مرے حال پہ کس کسکا کرم تھا
 گویا وہ کفِ دست میں قاصد کے پدم تھا
 یاروں کو مرے دل پہ ہزاروں کا بہر دم تھا

دلِ خون ہوا خاک ہوا خوب ہوا داغ

ہر آن کی تکلیف تھی ہر وقت کا عسقم تھا

ردیف الباء

| | |
|--|---|
| <p>نہیں مستاسم ایجا و ہماری یارب کچھ تو تخصیص مع مظلوم محبت کے لئے پہر کہاں جائینگے جنت میں اگر جنت لگا درپئی بیخ کنی ہو گئے سارے دشمن عمر بھر کی ہر بہت پیر مغان کی محنت انکے آنے سے اجل پیشتر آئی افسوس دل ٹکرتا ہر کہ آغاز محبت ہر ابھی پھر کوئی مانے نہ مانے ہمیں پروا کیا کر ہو دم قتل وہ تصویر کا عالم پیر</p> | <p>تجسس ہر وقت ہر فریاد ہماری یارب کاش دنیا میں ملے داد ہماری یارب ہر طبیعت بہت آزاد ہماری یارب جب کہیں جگتی بنیاد ہماری یارب کہیں محنت نہ ہو برباد ہماری یارب کیا بڑے وقت ہوئی یاد ہماری یارب کیا پڑے دیکھئے افتاد ہماری یارب مان لے گرد دل ناشاد ہماری یارب شکل دیکھا کرے جلاؤ ہماری یارب</p> |
|--|---|

ہجرین زندہ رہا داغ تو وہ کہتے ہیں

ہائے بیکار ہو بیداد ہماری یارب

| | |
|---|--|
| <p>نگاہ لطیف سے والا نگاہ ہر محبوب ہنر شناس ہر محبوب شاہِ آصف جا کوئی طریق ارادت سے ہم پہنکتے ہیں مجال کیا ہے نہ سید ہر چرخ کج رفتار</p> | <p>پناہ خلق سے عالم پناہ ہر محبوب کمال دست نہ نیم ماہ ہر محبوب ہمارے واسطے اک خضر راہ ہر محبوب کہ قہر مان و شبہ کجکلاہ ہر محبوب</p> |
|---|--|

| | |
|---|---|
| <p>قمر خدم ہر فلک بارگاہ ہر محبوب وہ صاحب شرف و غرور جاہ ہر محبوب خدا کے بند و نکا وہ خیر خواہ ہر محبوب کہ شہر یار ہر خط لالہ ہر محبوب</p> | <p>بلند بخت سرفراز نسب ہین درباری شرف ہر خسرو و جم کو ہی بار یا بی سے نشان شہر نگہا نام کو زمانے میں نہ کیوں ہو سایہ دامن میں اُسکے خلقِ شمس</p> |
| <p>امید منصب و جاہ و حشم نہ کیوں نکر ہو فقیر داغ ہر تو پاؤں ہر محبوب</p> | |
| <p>کر لیا عاشقی میں نام خراب کہ رہے آدمی مدام حنراب حسن کا سب ہر انتظام خراب کیوں کرے کوئی اپنے دام خراب میری مٹی ہوئی تمام خراب وہ جو ٹوٹا پڑا ہر جام حنراب وہ بھی دشوار نامت نام خراب خو برو ہو کے یہہ کلام خراب وہ دکھایا جو تھا مقام خراب</p> | <p>دلِ ناکام کے ہین کام خراب اس خرابات کا یہی ہر مزد زلفت ہر چہر چشم یا رشیر دیکھ کر جنسِ دل وہ کہتے ہین ابر تر سے صبا ہی اچھی تھی وہ بھی ساقی بچھے ہین بیت کیا ملا ہم کو زندگی کے سوا واہ کیا مُنہ سے پھول چہرتے ہین چال کی رہنمائے عشق نے بھی</p> |
| <p>داغ ہر بد چلن تو ہونے دو سو میں ہو تا ہر اک ظلام حنراب</p> | |

رویف الباء فائے

| | |
|--|---|
| <p>کیا سبب شاد ہر دانش ہر جی آپ ہی آپ ابھی آئی ہی نہیں کوچہ دلبر سے صبا ہین بڑے یار فراموش جناب راہ جبکہ ارشاد سے ناصح کے پیچہ مفہوم ہوا قطرے قطرے کو ترستی ہیں ہمارے گھین ہمنشین ہی نہیں ہجرتیں دل کیا پہلے سوچتے ہیں کہیں تدبیر ہی قسمت و ک کچھ تو فرمائے اس بد مزگی کا باعث کہیں کثرت سے غرض تھی کہی حد نہ خط</p> | <p>چلی آتی ہر بچلج ہنسی آپ ہی آپ کھل گئی گج مرے دل کی کلی آپ ہی آپ جا کے سب خانے میں جی رہے جی آپ ہی آپ جس طرح سے کوئی بن بیٹھے دلی آپ ہی آپ کہا گیا خون جگر رنج دلی آپ ہی آپ باتیں کر لیتے ہیں دو چار گھڑی آپ ہی آپ کہ کھلے ہن ارمان دلی آپ ہی آپ آپ ہی آپ ہر بخش خفگی آپ ہی آپ کہی وہ انجمن آرا ہر کہی آپ ہی آپ</p> |
|--|---|

دِ لگی آگ ہر اے داغ خبر لو جلدی
 جو لگائے سے لگی کب وہ بھی آپ ہی آپ

رویف التاء

| | |
|---|--|
| <p>ہم دشمن میں نہ کہنا گل تر کی صورت نہ مٹائے سے مٹا فتنہ دشمن کی صورت</p> | <p>جاؤ بجلی کی طرح آؤ نظر کی صورت نظر آتی نہیں اب کوئی گندہ کی صورت</p> |
|---|--|

پہنچ لے پہلے ہی توفع و ضرر کی صورت
 کیا خبر کیا ہوئی نہ زیاد و اثر کی صورت
 بگڑی شوریدہ سرسجی مرے گہر کی صورت
 چھپکے بیٹھے ہو اگر مجھے چلو نہ نہیں سہی
 اسکو دیکھ کوئی محفل میں یہ کسکی قحط
 بر تشبیہ نے وہرے وہ ہوئے جاتے ہیں
 نامہ بر جان کچھ میں اُسکے قدم لیتا ہوں
 نہیں معشوق کوئی حُسنِ ادا سے خالی
 اس جو خجک کیا بان کو سیا بان سمجھوں
 اُنکے جایگا و چہد وہ مری تنہائی
 رشک آئینہ سے کیا وہم تو اس بات کا
 خط میں لکھا تھا کہ آتا ہر کلیجا منھ کو
 وصف حورانِ بشتی کر سُنے اس غلط
 لبِ پانِ خورہ کی شوخی پہ نہ اتر اٹھالم
 خوابِ راحت جیسے اُٹھے ہیں وہ کلمہ پڑھتے
 آج اکہیں نہیں یامین نہیں کیہ تو غضب
 آئے تھے گہر میں مرے آگ بولا بسکر

نامہ بر بھگلو بھلا دینگے وہ گہر کی صورت
 کہ ادھر کب نظر آتی ہو ادھر کی صورت
 وہی یوار کی صورت ہو جو در کی صورت
 میں ہی اُٹھنے کا نہیں پردہ در کی صورت
 ہر شہر دیکھنے لگتے ہر بشر کی صورت
 کیوں کہ جان سے ملائی تھی گہر کی صورت
 جب بنا کر کوئی آتا ہر سفر کی صورت
 اُسپہ صورت ہی مرے رشکِ فکر کی صورت
 میری آنکھوں میں ابھی پہرتی ہو گہر کی صورت
 اور روتی ہوئی وہ شمعِ سحر کی صورت
 تیرے دلیں پہرے آئینہ گر کی صورت
 اب دکھائیں انہیں کسٹھ سے جگر کی صورت
 سب اچھی ہو جو اچھی ہو بشر کی صورت
 بلقی جتنی ہو مرے زخمِ جگر کی صورت
 نظر آئی ہو کسی پاک نظر کی صورت
 کہ دکھائی ہو مجھے غیر کے گہر کی صورت
 ہند ہند وہ گئے باجھ کی صورت

| | |
|--|---|
| <p>میر میری رت نہ سہی دیکھو سحر کی صورت چھگلتی یہ بھی ادا دل میں نظر کی صورت تسے برسوں ہوے دیکھی نہیں گھر کی صورت نظر آتی نہیں دونوں کو سحر کی صورت انکے آنے ہی بدل جاتی ہر گھر کی صورت میں بیان کس سے کروں آٹھ ہنر کی صورت دیکھتے جانے میں منہ پہرے گھر کی صورت</p> | <p>بات گہرین شب وصل عبث رکھتے ہو آپنے کین میں عبث ہم سے بھی انکھیں دل سے نکلے تو پہرے خانہ خرابوں کی طرح منظر ہجر میں ہم وصل میں مشتاقی تم درو دیوار کا جلوہ نہیں دیکھا جاتا کوئی دم کوئی گہری کل نہیں پڑتی دل کو لئے جانا ہر مہین جوش جنون صحر کو</p> |
| <p>حضرت داغ نہ دعا کی کوئی صورت نہ اثر کی صورت</p> | <p>حضرت داغ نہ دعا کی کوئی صورت نہ اثر کی صورت</p> |
| <p>مجھ کو دشمن گلے ملکر جو آئی بوئے دست کچھ پریشان نظر آتے ہیں مجھ کو بوئے دست چشم بد و راجکل میں پوپ پر بازوئے دست میری قسمت ہو گھر میں جو ہوئے دست اک نظر ہو سو دشمن اک نظر ہو سوئے دست قد آدم سے یادہ بڑھ گھر کی سوئے دست کیا ہنس ہر کہیل ہر نوٹن کچھ لینا دے دست تسے بڑھ گھر میں شش میں میں بڑھ گھر دست</p> | <p>بزم میں دیکھا ہر کس حشر سے بیچ سوئے دست یہ بلا میں کس کو لپٹیں دیکھتے ہوں کس کے ستر سخت جانوں پر ہوا کرتی ہر اکثر متوج یتن برائی میں یہی ہو جانا برابر کا شکر وہ وعدہ سادہ آتے ہیں حیات کو مری اوصاف تو ہی ٹٹا ہے چل در او قہ خرام اپا پنے کو تو چشم شوق پہلے دیکھ لے ذکر آتا ہر اگر لکھا تو کٹ جاتی ہر بات</p> |

| | |
|--|--|
| <p>فرق اتنا تو رہے زیر زمین اور آسمان جھک دو ہم آگاہ شیک مدعی کا ہر خط بانگین کر تے ہر شتا توں سے کیا کیا جوڑ</p> | <p>پاس دشمن کے ہر دشمن دست ہم پہلو سے دو دنگیا تھا گوشہ دامن تو زانو سے دو دیکھتے ہی میری صورت نگہ ابرو سے دو</p> |
| <p>غیر کے نقش قدم اور داغ رہبر ہو گئے مٹنے والوں نے بنایا ہر نشان کو سے دو</p> | |
| <p>ہمیں سنتے وہ اب ہماری بات دو دو باتیں ہوئی تھیں داخل سے خیر سے اُسے ہی نہ پوچھا حال حال دل سنکے یہ جواب ملا دل دہلتا ہر جھٹسے دشمن کا کہیل ہر امتحان ترے آگے حال کہہ کر ملٹ گیا قاصد حشر میں کچھ نہ کچھ کالے گی خاموشی میں ادا کرین مطلب لب شیرین کا بوسہ دیدیجے</p> | <p>سیج ہر بن آئے کی ہر ساری بات رکھ لی اللہ نے ہماری بات کرنے دیتی نہ بقدراری بات اب نہو گی ہر می ٹہاری بات کہ دیروں کی ہر کراری بات میرے آگے ہر جان نثاری بات خوب پگڑی ہوئی سناری بات میری شرم گناہ گاری بات یہ تو ہر آنکھی اختیار ہی بات زہر لگتی ہر گرہ ہاری بات</p> |
| <p>لوٹ لیتی ہر داغ کے دل کو تیری ہر ایک پیاری پیاری بات</p> | |

| | |
|--|---|
| <p>کیجئے قتل کا برو سے اشارا جہٹ وہ ٹھکایت کی خبر سنکے ہوئے جب ہم دل کو نظر منے گرا کر نہوے آپ خبر سچ بیہ کی مرے قاصد بڑی چالاکی قول دینے میں کیا عذر نزاکت پہرول پس دیوار جو اسنے مری آواز سنی بچتے رہئے گا مری آہ شرافشان سے نہ ہوا ایک نگہ سے جو مرا کام تمام نامہ بر زندہ جو پہر تاہی تو یہ کہتا ہر تیرہ بختی نے بڑی دیر لگا رکھی ہے جب پریشانی عاشق کی مصیبت سُن لی دل بیتاب کو کیا تاب ہو سوزِ غم کی</p> | <p>یہی تلوار کرے کام ہمارا جہٹ لے دیا نام رقیبوں نے ہمارا جہٹ ایسے گرتے کو تو دیتے ہیں سہارا جہٹ کر کے تیرے خط شوق گزارا جہٹ ہاتھ پر ہاتھ کہیں تھنے نہ مارا جہٹ وہ میں بانوں کو گہرا کے پکارا جہٹ کہ پہنچتا ہر اس آتش کا شرارا جہٹ پھر کے پھر دیکھ لیا اُسے دُور اہٹ اب تو دلو ایسے افام ہمارا جہٹ کہ میں چکے مری قسمت کا ستارا جہٹ اُسنے بکھری ہوئی زلفوں کو سنوارا جہٹ اگ پر رہتے ہی اڑ جاتا ہر پراہٹ</p> |
|--|---|

پہر نہ کہئے گا کہ جسے نہ کہا داغ کا حل
لیجئے اُسکی خبر آپ خدا را جہٹ

ردیفُ الشاء

ہر جہل چین پر کیا سبکیا وجہ کیا
ہو کیون تیر خبر کیا سبکیا وجہ کیا

| | |
|---|---|
| خمار چہتے ہوا اگر کیا سبب کیا وجہ کیا عاٹ | سہم ہوتے ہیں مجھ پر کیا سبب کیا وجہ کیا عاٹ |
| سنبھل کر گفتگو کرتے ہو لیکن باتوں باتوں | بگڑ جانے ہیں تیر کیا سبب کیا وجہ کیا عاٹ |
| کہا اگر چہ ہر جاتی تو کیوں تھے بُرا مانا | پہر کرتے ہو دن بہر کیا سبب کیا وجہ کیا عاٹ |
| یہ حیرت ہے کہ اُس کا فرزند مجھ کو زنجیر | کہا اللہ اکبر کیا سبب کیا وجہ کیا عاٹ |
| طبیعت میری جب سنبھلی تو مجھ کو عجب آیا | ہوا آرام کیونکر کیا سبب کیا وجہ کیا عاٹ |
| اٹھارو نین ہوئیں تین بجے اُس کے کپڑے | یہی چاہیے کہ گہر کیا سبب کیا وجہ کیا عاٹ |
| غبارِ دل ترا کیا میرے اشکوں نے نہیں دیا | کہ اب تک ہے گھڑ کیا سبب کیا وجہ کیا عاٹ |
| نہیں کہا قدم تھے تو ہرگز کوئے شمعِ مین | بیاہر کیوں ہے محشر کیا سبب کیا وجہ کیا عاٹ |

تھیں جاؤ تھیں سمجھو وہ کیوں اتنا پریشان ہو
بنائے داغ مضطر کیا سبب کیا وجہ کیا عاٹ

ردیفِ محبیم

| | |
|-------------------------------------|------------------------------------|
| میرا جدا مزاج ہے اُنکا جدا مزاج | پہر کس طرح ہے ایک ہوا چہا بڑا مزاج |
| دیکھا نہ اس قدر کسی عاشق کا غم | اللہ کیا دماغ ہے اللہ کیا مزاج |
| کس طرح دل کا حال کہلے اس مزاج | پوچھو ن مزاج تو وہ کہیں آپکا مزاج |
| تم کیا کیسے دل میں بیلا گہر بناؤ گے | بننا نہیں بنائے سے بگڑا ہوا مزاج |
| مکڑا سی بات کی برداشت ہی نہیں | ایسا اُٹکھڑا بھی ہر کس کام کا مزاج |

| | |
|--|--|
| <p> نا اتفاقان تہین پیام و سلام تک پالا پڑے کہیں نہ کسی بد مزاج سے آخر یہ بعض حال ہر دشنام تو نہیں دن رات کا ہر فرق تمہارے مزاج میں کل اٹکا سامنا جو ہوا خیر ہو گئی انکو بغیر چپڑ کئے چین ہی نہیں جسکے مزاج میں یہ تلون ہو کیا بچے قاسد کو چکیوں میں ہمیشہ اڑا دیا آبِ رشک آتشِ حسرت غبارِ غم </p> | <p> جب ملگنی نظر سے نظر ملکِ مزاج ہر وقت دیکھتے ہیں آج آشنا مزاج ہاتھوں سے کیوں نکلنے لگا آپکا مزاج دن کو جدا مزاج تو شب کو جدا مزاج بدلی ہوئی نگاہ تہی بد لا ہوا مزاج کتنی شہرِ طبع ہر کیا چلبلا مزاج لاؤں کہاں سے روزا کہی نیا مزاج اُس شوخ کا ہی شوخ ہر بے انتہا مزاج ملکر ہولے شوق سے میرا بنا مزاج </p> |
|--|--|

| | |
|--|--|
| <p> پتھر خدا کے دین میں کیا دخل ہو سکے اک داغ کا مزاج ہر اک آپکا مزاج </p> | <p> جو زمین کل نہی آسمان ہر آج کیوں شبِ ہجر وہ کہاں ہر آج دوست دشمن کا امتحان ہر آج کل نہیں ہو گی جو فغان ہر آج تم پہان ہو تو دل بیان ہر آج رفتہ آخر اتنا زمان ہے آج </p> |
| <p> جاے آسودگی کہاں ہر آج میرے گھر تو تو میہان ہر آج میں ہی جاتا ہوں ساتھ غیر تنگے کیا ڈرینگے وہ اس سے مخیر من تم وہاں تھے تو دل وہاں تھا کل عشق کو ابستہ امین ہم سہجے </p> | <p> جو زمین کل نہی آسمان ہر آج کیوں شبِ ہجر وہ کہاں ہر آج دوست دشمن کا امتحان ہر آج کل نہیں ہو گی جو فغان ہر آج تم پہان ہو تو دل بیان ہر آج رفتہ آخر اتنا زمان ہے آج </p> |

| | |
|---|---|
| <p>کھل آدا دل کا حال ہو کہ نہو آرزو وصل کی شہید ہوئی</p> | <p>سُن لو گویا مری بان ہر آج ماتم مرگِ نو جوان ہے آج</p> |
| <p>اس ہدف پر لگائیں گے وہ شیر وِ نشین داغِ کاشن ہر آج</p> | |
| <p>ردیفِ احسین فارسی</p> | |
| <p>انگو مرِ طریف سے لگاتے ہیں جو پٹیح ہسکو الگ الگ نظر آتے ہیں جو پٹیح پہر بان میں بانِ ندیم ملاتے ہیں جو پٹیح کیونکر بنانے والے بناتے ہیں جو پٹیح بے پر کی ہم بھی ذرا اُڑاتے ہیں جو پٹیح ناصح کے ڈر سے خیر مانتے ہیں جو پٹیح کعبہ کے کچھوہ بول تو جاتے ہیں جو پٹیح ہر روز کا سبق وہ پڑھاتے ہیں جو پٹیح بانیں اگر چہ ہم بھی بناتے ہیں جو پٹیح دل میں تمہارا سب نظر آتے ہیں جو پٹیح</p> | <p>جسمِ رقیب کہنے پر آتے ہیں جو پٹیح قاصد کے کچھ کلامِ غلط ہیں تو کچھ صحیح اول بھی ہوا انکا خوشا مد طلب مزاج یکہین تو ہم بھی اُس بت پر فن کی بات بتا آتا ہواستانِ محبت میں انگو لطیف یہہ جانتے ہیں جان تو جاسیگی ایک دن وعدہ وفا کین نکرن آئیں یا تین ہم ناصح شفیق کے شاگرد ہو گئے انصاف یہ کہ اُنکے سوا لوکا کیا جواب جو ہر اس آئینہ کے ہوئے خوب آشکا</p> |
| <p>اُس نکتہ چین سے داغِ یہہ تقریر چپا</p> | |

آگے تہا رہے سب اہی آتے ہیں جو ٹھیک

روینا کا

| | |
|---|--|
| <p>میری وہی صلاح ہے جو اکی صلاح دیکھ خدا کے واسطے اچھی صلاح دشمن ہی ہے دے جو بڑی مانتی صلاح کہتا ہوں بات باندہ کے جو اکی صلاح یہ مشورہ خلاف ہے یہ بڑی صلاح میں تجھے پوچھتا ہوں ایک صلاح اے پند گوئی گی نہ میری صلاح دیکھانہ کوئی موت کی تا زندگی صلاح اُسے ہنس خوشی بھرنے کی صلاح دل کی طرح بدلنے لگی ہر گھر صلاح نادان ایسے قاتل ہیں ہر میکشی صلاح</p> | <p>یتنا ہر آدمی ہی سے تو آدمی صلاح میں پوچھتا ہوں آگے آفت کے بامین دل کو صلاح کار بنا کر ہو بے خراب کہتے ہیں جب وہ مجھے تجھے ہم کر گئے قتل وہ دوست ہے مشیر جیسے جو وقت پر بچ فراق یا میں مراؤں یا جیوں عادت میں فرق لائے جدا وضع مختلف مشاق تیغ ناز ہوں لون کس سے مشورہ مرضی سے دیکھ ہے غرض ہی کہوں قائم مزاج کیا ہو تمہیں وہ نہیں ہے پیری میں خاک توبہ کروں جب کہ طلب</p> |
|---|--|

کیون مدعی سے چارہ طلب داغ ہو گیا

کیا جانے ایسے شخص کو یہ کہنے دسی صلاح

کیا کہیں جی ہر آپورہ رہ کے دور

سیکھتی ملاقات یہ کسا غور و صبر

| | |
|--|--|
| <p>زلف پری ہر شام تو خوارِ صبح میں شام کو پیونگا تو ہو گا صبح شام بلا ہر شام تو صبح نشور صبح میرے حضور شام ہر آنکے حضور صبح گوشت میں طاقی ہر اپنا ہی نور صبح کرتی نہیں ہر آئینہ پہر ہی ظہور صبح آئینہ دیکھتے ہیں وہ اٹھکر ضرور صبح بولے خدا نخواستہ ہوا بے صبح وہ آئی لے وہ آئی دلِ ناصبور صبح</p> | <p>شد کر خوب سن پہ لیل و نہار میں ہوتا ہر نشہ دیر میں مجھ بادہ نوشی کم اب یوں نہ بغیر گزرتے ہیں اُتار گذری ہر باتوں باتوں میں ادبی نصال پہنکی ہر اب بھی روشنی داغِ ہجر سے شب باش تجو میں جو وہ گہر میں رقیب کے مشاطہ کاش میرے لہ صاف کو دکھا اُن سے شبِصال جو ذکرِ سخن کیا میں نے شبِ فراق یہ کہہ کر گذار دی</p> |
| <p>بے صبر یوں داغِ شبِ غم میں فائدہ کمبخت تیرے نالوں سے ہو گی ضرور صبح</p> | |
| <p>رویف الحناء</p> | |
| <p>شوخی بھی اور انتہا کی شوخی ہو گی زنگتِ سیوا حنا کی شوخی ہر ادائیگی انتہا کی شوخی ہر وہ تصویر مہ لعت کی شوخی</p> | <p>زرگی چشم ہر بلا کی شوخی ہاتھ رکھ میری چشمِ غمِ چرخ ہر نگہ تیری انتہا کی شیر جسکے دیکھنے سے ہونظرِ جمل</p> |

| | |
|-----------------------------|-----------------------------|
| تیری بخشیر انتہا کی متین | تیری بختیر انتہا کی متین |
| آئی اُس برق و ش کے کوچہ سے | آئی اُس برق و ش کے کوچہ سے |
| کیا تھکا تیری طبیعت کا | کیا تھکا تیری طبیعت کا |
| چنچ اٹھے عند لیب اگر سُن لے | چنچ اٹھے عند لیب اگر سُن لے |
| ہر تری طرز شوخی گفتا | ہر تری طرز شوخی گفتا |
| جو فرشتے سے بھی نہ بارہٹے | جو فرشتے سے بھی نہ بارہٹے |

| | |
|----------------------------|----------------------------|
| اس مرقع کی جان وہ ہی تو ہے | اس مرقع کی جان وہ ہی تو ہے |
| داغ نے خوب شکل تا کی شوخ | داغ نے خوب شکل تا کی شوخ |
| رویف دال | رویف دال |

| | |
|---------------------------------|---------------------------------|
| خدا دے تو دے آرزو دے محمدؐ | خدا دے تو دے آرزو دے محمدؐ |
| کہلیگی مری آنکھ جب روزِ محشر | کہلیگی مری آنکھ جب روزِ محشر |
| کہان باغِ جنت کہان باغِ شرب | کہان باغِ جنت کہان باغِ شرب |
| خوشی سے ابل جائیں تنہا کوثر | خوشی سے ابل جائیں تنہا کوثر |
| کہوں کیوں نہ ہر بار صل علیٰ میں | کہوں کیوں نہ ہر بار صل علیٰ میں |
| ادھر دوست خوش ہیں ادھر غم | ادھر دوست خوش ہیں ادھر غم |
| بنیں دستِ نازگان مجھے پانوں یار | بنیں دستِ نازگان مجھے پانوں یار |

بہرین خضر بھی سامنے جیکے پانی | زہے عزت و آبروئے محمدؐ

ابھی نہو داغ کا بال بیکا
رگ جان بنے تارِ موسیٰ محمدؐ

| | |
|--|---|
| <p>ملی ہمکو جنت قیامت کے بعد نہو مہربان ہو کے نامہربان حیا کے تبسم کے اغماض کے ملا لون ذرا آنکھ بھی زیرِ تنق لڑنگے وہ حرورن سے فردوسِ مین عبث عذر ہر اب عبث لطف ہر مرے حال پر جسم آپہن گیا محبت سے پہلے نہ کیوں مر گیا ہوا مانع سیرِ حُسن و جمال نہیں اس کے خوگر ہم کر آسمان وفا دار ہوتے ہیں دیر آشنا مجھے مٹھ لگا کر نہ دل سے اٹا بجھے طعنہ دیکر کیا وصفِ غیر اسی کا مزا ہو تو کیا کیجیے</p> | <p>ملے کیا خدا جانے جنت کے بعد عداوت بُری ہر محبت کے بعد مڑے لے رہا ہوں شکایت کے بعد مری جان نکلی گی حسرت کے بعد پھفتہ اٹھ گیا قیامت کے بعد کروں شکر کیونکر شکایت کے بعد وہ چکر ملیٹ آئے رخصت کے بعد مری موت آئی طبیعت کے بعد نہ دیکھیں گے کچھ اچھی صوت کے بعد نہ دے ہمکو تکلیف راحت کے بعد یہ عفتہ کہلا ایک سُد کے بعد کہ ولت نہیں دیتے عزت کے بعد دیا اور چرکا جراحت کے بعد کہا مانتے ہیں وہ حمت کے بعد</p> |
|--|---|

ٹرپ نہ دیکھا گیا داغ کا

ہوا خاتمہ کس مصیبت کے بعد

| | |
|--|---|
| <p>یہ بھول ہی کیا بھول ہو یہ یاد ہی کیا یاد آتا ہے جڑے وقت میں بند کیو خدا یاد غم دل سے سوا یاد ہو دل تم سے سوا یاد کیا ہوش ہو کیا ذہن ہو کیا حافظہ کیا اسکا ہی مزایا ہو اسکا ہی سکا ہی مزایا رہتی ہو رقیبوں کی جھجے تم سے سوا یاد فراتے ہیں کچھ اور بھی ہر اسکے سوا یاد اسوقت بچے بھول گئے تھے نہ کیا یاد اسکو ہی شکایت ہوئی جسکو نہ کیا یاد احسان جو مانو گے تو آئے گی وفا یاد ترچہ ہی سی نگہ یاد ہو ترچہ ہی سی ادایا انسان کو رہتی ہو کہاں اپنی خطا یاد کرتا ہوں اسی کے لئے جو جو ہو دعا یاد جب اسکو مٹاتا ہوں یہ ہوتا ہو سوا یاد وہ میں ہی تو ہو گا یہ رہے نکو پتا یاد</p> | <p>اگر وعدہ فراموش رہی تجھ کو جفا یاد تھا درد زبانِ فخر یا رب شبِ قدرت جو بچ اٹھائے ہیں وہ بھولے نہیں جاتے افسانہ غم سنکے کہا طعن سے اُسنے بھولا نہیں میں قطع تعلق میں غم ویش تم خواہ عداوت اسے سمجھو کہ محبت وہ سنتے ہیں کب دل سے مرعوم کہاں سنتا ہوں قیوں سے بڑا معرکہ گذرا گو جان سے جانا ہو تر ہی زم میں جانا دل دیتے ہیں کو مفت ہی کیا یاد کر دے چھپتا تھا رگپن ہی کچھ بانگپن اسکا بندھے ہو کیوں پر سسش اعمال ابھی مڑتا ہوں مگر خیر مناتا نہیں اپنی استاد نے اچھا سبق عشق پڑھایا عشیر میں حسنین کی طرف تاک لگائے</p> |
|--|---|

| | |
|---|--|
| <p>تم بہوتے ہو آج کی بات آج کی کیشہ رہتا ہر عبادت میں ہمیں موت کا کٹھن</p> | <p>مسئل ہر اگر وعدہ فردا نہ ہا یاد ہم یاد خدا کرتے ہیں کر لے نہ خدا یاد</p> |
| <p>معشوق سے ادا غ قافل کا گلہ کیا کیوں یاد کرے تجھ کو کرے اُسکی بلا یاد</p> | |
| <p>رویف راء ہملہ</p> | |
| <p>تم لگا دے عاشقِ دلگیر چارہ گرم کرتے ہیں کیوں تدبیر اُس نگاہ امتحان کو دیکھنا شرم مجھ سے اور وہ بھی صل میں دوسرے کو دیکھ سکتے ہی نہیں یوں تو سو پہلو بٹھائے وصل کے بھیج کر خط پہر مگر جانا یہ کیا داؤدِ محشر کے آگے تو یہی گریہ شب سے توقع تھی بہت شوخی الفاظ کچھ لائی گئی تھی</p> | <p>ناز ہو جس تیغ پر جس تیر چھوڑ دین مجھ کو مری تقدیر پر ہر کہی مجھ پر کہی شمشیر پر تم تو نادم ہو کسی نقص پر آنے میں مٹھ اپنی ہی تصویر پر دل نہیں جتنا کسی تدبیر پر دیکھئے آئے ہیں اس تحریر پر لوٹ جاؤ تم مری تفسیر پر اوس اُلٹی پڑ گئی تاشیر پر آنکھ پڑتی ہر مری تحریر پر</p> |
| <p>داغ بچ ہر جو خدا چاہے کسے</p> | |

آدمی کا جس نہیں تقدیر پر

| | |
|---|--|
| <p>اسکو دے ڈالوں خدا کے پیام مٹ چکے ہم لذتِ دشنام پر ہم چلے آئے ہیں جس پیغام پر خود چھا جاتا ہر اپنے دام پر تہی نظر آغاز سے انخاب پر گالیان پڑتی ہیں میرے نام پر چھوڑ آئے ہیں اسے ہم کام پر صبح عاشق ہو گئی ہر شام پر ہو گئی ڈوگری ہمارے نام پر مُسکراتے جانے ہیں ہر گام پر ہات رکھ کر وہ عدو کے نام پر کیون نہ تیرا گانِ اِکرام پر دل تو آجاتا ہر ایچھے نام پر</p> | <p>حسرت آتی ہر دِلِ ناکام پر عذر کیوں کرتے ہو اس سے فائدہ کان میں سنلو کہ رسوائی نہو ہو گیا صیاد بھی عاشقِ مزاج جانکر ہوں مبتلا تو کیا علاج جب پسند آتا ہر میرا شعرِ انین رہ گیا ہر دل تہہ رسی بزمِ مین وصل کی شب کیوں نہ اتر کر کچھے اُن سے جھگڑا طے ہوا روزِ حساب بدگمانی مجھ کو لیچل اُنکے ساتھ مجھے کہتے ہیں کہ پیافو بیہ خط ہجر میں یہ بھی نہیں آتا کبھی صورت و سیرت رہی بالا طلق</p> |
|---|--|

جتنے لگتی ہر زبان کہتے ہی داغ

اُمٹ نکلتا نی ہر میرے نام پر

خلوت میں جب کسی کو نیا یاد ہو
گہرا کہہ دیکھتے تھے کیا یاد ہو

| | |
|--------------------------------------|--|
| تقدیر ہی میں من یوسف کے چاک تھا | پڑتا و گرنہ دست زینما اور ہر دھڑ |
| آغاز ہر جنون کا طبیعت ہر خوش | پہر اپن جا کے جانب مجھ اور ہر دھڑ |
| بوسہ ملا نہ عارض جانان کا وصل میں | سر کی ذرا نہ رلف چلیا اور ہر دھڑ |
| محشر میں بعد پرش اعمال دیکھنا | ہم دیکھتے ہر شنگے تماشا اور ہر دھڑ |
| نفرت ہر اکو وصل سے میرا ہی سوال | بیٹھ بپ پڑا ہر ہر ہر ہر دھڑ |
| دیکھنا عرصا اُدٹے نہ سیر نکا آشیان | ہوئے نپے ایک ہی تنکا اور ہر دھڑ |
| تم رات کو کہاں تھے تمہاری تلاش میں | پہر تھا کوئی ڈھونڈ بنے والا اور ہر دھڑ |
| محفل میں اُسے ہکو بلا کر دکھا فی سیر | دیکھی جی ہوئی صفا عدا اور ہر دھڑ |
| ہم تشنہ جمال میں تو ہکو دیکھ کر | ساتی چپا نہ ساغر و مینا اور ہر دھڑ |
| کیا کیا شب وصال سوال و جواب میں | رہتا ہر حاجت کا نقشہ اور ہر دھڑ |

اُس فنڈ گر سے پہر ہی تو پلا پڑ گیا داغ
ہر تاک جہانک آپ کی سب اور ہر دھڑ

| | |
|--------------------------------------|--------------------------------------|
| اُسے کوئی تو بیٹھ ہی جائے ذرا سی دیر | مشتاق دید لطف اُٹھائے ذرا سی دیر |
| ہنگام نزع اٹھنگو سب بیٹھ بیٹھ کر | بالین میری اپنے پرانے ذرا سی دیر |
| قاصد کو چین ہی نہیں آتا علاج کیا | جب نکٹ جاتے جانے لگائے ذرا سی دیر |
| کچھ ہر گیا ہر قصہ غم وہ سنا تو دُون | کاش اُنکو نیند اور نہ آئے ذرا سی دیر |
| بکھتے ہی لپست خانی اُٹھانہ تو | وہ آگ خاک ہر کہ جلائے ذرا سی دیر |

| | |
|---|---|
| <p>پرزے ہمارے گلے کے اڑائے ذرا سی پر فاصد سے کہہ دادر نہ جائے ذرا سی پر گزری تھی انکو آنکھ دکھائے ذرا سی پر کوئی اگر کسی کو ستائے ذرا سی پر فرقت کی رات نیند جو آئے ذرا سی پر باتوں میں کوئی اسکو لگائے ذرا سی پر ٹہرے رہے نہ اپنے پر لے ذرا سی پر خجڑنے کی ہر میٹھے بیٹھے ذرا سی پر</p> | <p>آخر انہیں ہوا یہ تماشا بہی پسند پہر تاجر میرے دل میں کوئی حرف نہ دیکھا تو فیصلہ تھا قیامت میں کچھ نہ تھا ہوتی ہیں اتنی بات کی برسوں شکایتیں میں کچھ تو خوابِ مرگ سے ہو جان آشنا میں دیکھوں اسے وہ نہ دیکھے مرید سب خاک ہی میں جھکوا لیا نیکو آئے تھے قاتل ہی تیر دست ہر بسمل بھی جان لب</p> |
|---|---|

تسے تمام عمر جلایا ہے داغ کو

کیا لطف ہو جو وہ بھی جلائے ذرا سی پر

| | |
|--|---|
| <p>اب جاتیں کہاں عرضہ محشر سے نکلو کیا پاؤں نکالے دل مضطر سے نکلو وہ ڈانٹ گئے جھکو برابر سے نکلو بسمل میں آئے ترے خجڑ سے نکلو اللہ کے گہر پہنچے توے گہر سے نکلو اس دل میں بچے سچ مقدر سے نکلو لے ہی پلٹ جاتے ہیں گہر سے نکلو</p> | <p>آئے ہیں تے کوچہ میں ہم گہر سے نکلو سو گہر وہ پہرا کرتے ہیں اس گہر سے نکلو میں دادر محشر سے بہت دعا طلب تھا دونا ہو تڑپنے کا تماشا جو شکر صد شکر کہ دنیا میں پہنچتے نہ پہر ہم آراں تو یہ ہر ترے تجھے صفائی لیتے ہیں تے میں جو آہٹ بھی سکی</p> |
|--|---|

| | |
|--|--|
| <p>جانیکا نہیں حلقہ جو ہر سے نکلا انسان ذرا سیر کرے گہر سے نکلا یہ کون کیا صبح ترے گہر سے نکلا آگے ہی ہا شوق میں ہر سے نکلا ہم چپ نہ سکے محفلِ دلبر سے نکلا یوں اُترے مرے حلق میں تلوار سے نکلا آسو ڈھن کیوں کر ترے چکر سے نکلا شائین ہو میں ہر سبز ترے سر سے نکلا یہ آگ غضب پہلی ہر پتھر سے نکلا جنت میں نہ ہم جائیں گے کوثر سے نکلا وہ چپ کے چلے تھے مرے سر سے نکلا لڑتے ہوئے دیکھا اُسے لشکر سے نکلا</p> | <p>اٹکا ہر مراد مری تلوار میں قاتل دنیا ہی میں ہیں اسے دو جنت گہر نے ہوئے طور میں ہر نقش قدم کے اللہ سے غیرت مری اللہ سے تمت پہچان لیا سب نے یہ آتے ہیں ہیں سے جسطح بہری شیشہ سے مروجام میں ساق مرنے کی نفی صحت نہیں اگر گردش ایام اُس گل کا پڑا جس شجر خشک پر آیا ہو آتش حسن اُس بکافر کی جہان سوز ایکاش وہیں ڈوب مرین شرم گزشتہ محفل میں ٹہلایا پیر انہیں کہینچکے دامن اُس ترک نگہ کو نہیں مرگان کا سہارا</p> |
| <p>دلی سے چلو داغ کرو سیر دکن کی گوہر کی ہوئی فتنہ سمندر سے نکل کر</p> | |
| <p>طرح ہوا اپنی ایک جوانی ہنپڑ لکھا گذشتہ سن مری لوحِ مزار پر طاری ہو جیسے سوگ کسی سوگوار پر</p> | <p>کہتے ہیں وہ یہ وصف گلِ نوبہا پر قاتل نے میرے اپنی برائت کیو اسطے دل مر گیا ہر جب سے ہمارا یہ حال تر</p> |

| | |
|-------------------------------------|--|
| اب کیجئے کرم ستم روزگار پر | اسکو شائے دیتی ہر بیداد آپ کی |
| لوٹے ہوئے ہیں میرے دل بقیار پر | ترپائین تاج شہر اگر اکھا بس چلے |
| دنیا کے کام ہونے ہیں سب اعتبار پر | پینا مبر رقیب بنے یہ خبر تہی |
| آتا ہر پیار میں دل ناکر وہ کار پر | ستہ میں کچھ کچھ اس بت کم سن کے رنگ تنگ |
| میرین لگی ہوئی بین دل داغدار پر | سرت ہی اسمین بند تما بھی اسمین بند |
| پڑتے ہیں ہات جام سے خوشگوار پر | سانی کو مہر خاوریہ ہر میکشون کو پیاس |
| بھولا ہوا ہوں زندگی ستار پر | اتنے سے دل میں ایک زمانہ کی خوشین |
| اللہ رحم کر دل ناکر وہ کار پر | بے ڈوب گہرا ہوا ہر پھنسا ہو ہری طرح |
| وہ چشم شوخ بند نہیں ہر ہزار پر | ہوتا ہر سب کا ایک اشارے میں فیصلہ |
| کیا جانو کیا گزرتی ہر اُمید وار پر | تکو تو آرزو کی خلش ہی نہیں ہوتی |
| رکھو رکھو کے ہات میرے دل بقیار پر | وہ دستہ رفتہ ہاتھ کے چالاک ہو گئے |
| آئی ہوئی ہر اپنی حسرت ان ہی بہار پر | پیری میں دل ہر یاد جوانی سے دماغ |

اُمید اسکی ذات سے اعر داغ چاہیے
سب منحصر ہر رحمت پروردگار

| | |
|----------------------------------|------------------------------------|
| نہیں پہنیکا مری جان یہ سودا یک | جانچ لو ہاتھ میں پہلے دل رشید الیک |
| دُور کی لیتے ہیں میرا دل شیدا یک | ناز ہوتا ہر انہیں مال پر یا لیک |
| پہنچون جنت میں سہا کے پہ سہا لیک | مجھہ گرا بنا رنجت کے سنین لاکہ ہزا |

وقتِ اظہارِ محبت بہت اتراتی ہے
 اگیا حضرت ناصح سے ورنہ اک بین دم
 دل کا سودا جو کہ تم سے وہ سودا کی کر
 خاک کر دے تپہ عنہم آگ لگا کر جو کجگو
 جا کر نامہ محسب کیا استقبال
 رکھ دیا یا تہہ مرے منہ پہ بُت کا فرنے
 تم سے کیا واسطہ کیوں مہر و وفا کی جو تلا
 شکے وہ حال مرا غیر سے فرماتے ہیں
 خنجرِ غمِ سہرہ و تیغِ نگہ و تیرِ ادا
 کیا لگاتے ہیں وہ اس چیز کی قیمت کہ ہیں
 آنکھ کا ہر یہ اشارہ کہ چھوڑیں دل کو
 دستِ مکران نہ سنبھالے تو نہ سنبھلے بگڑ
 زلف نے باندھ لیں مشکین تو دل مجرم کی
 گہر سے نکلے تو سہی آنکھ سے دیکھو تو سہی
 میں وہ بیمار ہوں جی جاؤں گریہ میں لو
 ہر سیہ ختمی ہوجو یہی بڑھتی دولت
 ایسے لینے سے تو ہر جان کا دینا اچھا

دل کے بوسے مری جانب سے نکلیا
 روز آئے ہیں تیغِ حکا جگر لایا
 دام دیتے ہی نہیں مال پرایا لایا
 دوشِ نازک پہ چلے کیوں وہ جناز لایا
 جب کسی شخص کا پرچہ کوئی آیا لایا
 صبح اُٹھنے نہ دیا نام خدا کا لایا
 دو گے کیا غم کے گویہ حصہ ہمارا لایا
 آئے ہیں آپ محبت کا سند لایا
 ایجن گے قتل کا سامان وہ کیا لایا
 جائیں حسد آج وہاں دل کا ٹونا لایا
 سسٹ سے کہتے ہیں کرے کوئی اسے کیا لایا
 چشمِ پارہی اُٹھتی ہے سہارا لایا
 یہ بھی احسان ہو کر چھوڑ دے بدلا لایا
 اقربا آئے ہیں عاشق کا جناز لایا
 قتل کو آئے ہیں تلوار سی لایا
 تو روانہ ہوا سے آخر شبِ یلدا لایا
 کیا جے گر جے احسان کیا لایا

| | |
|---|--|
| <p>دیکھتا ہوں کہی منہ اور کہی سوئے فلک خط کے لیجانے سے ایمان نہیں چایگا کیا تماشا ہر کج غیر سے ہوتے ہیں خفا مہربانی سے تری وصل میں یہ دہر کا ہر گم ہوا ہر نہیں ملت کہیں قاصد کا پتا اپنی آنکھوں سے تو دیکھی نہیں ان کی چوری</p> | <p>آئینہ ہاتھ میں وہ آئینہ سیما سیکر کوئی جانا ہی نہیں بندہ خدا کا سیکر گالیاں دیتے ہیں وہ نام ہمارا سیکر نہ نخل جاے مرے دل کو تنہا سیکر اڑا گیا خط کے عوض کیا پر غنا سیکر کیون گنہگار ہوں میں نام کیسا سیکر</p> |
|---|--|

| | |
|--|---------------------|
| <p>شرط انصاف ہر پہ داغ کا دعویٰ ہر بجب آدمی عشق کرے نام ہمارا سیکر</p> | <p>کہاں لڑی لڑی</p> |
|--|---------------------|

| | |
|---|--|
| <p>یوں برس پڑتے ہیں کیا ایسے فاداروں پر منہ صفت ہر رحمت کی گنہگاروں پر عطر افشان تہی لہن میں جگر خساروں پر سینکدے آتش رخسار سے ل کی چوٹیں کوچہ یاس سے برباد بھی ہو کر نہ گیا اشک خجلت کی ہیکش کے جو دوزخ میں گرین لیکے بو سے کسی ہر جسم نے ڈالے ہیں نشان محب توڑ کے شیشہ نہ بہا مفت شراب اگل تلوؤں سے لگی بزم حد میں یارب</p> | <p>رکھ لیا تو نے تو عشاق کو تلواروں پر مال کاموں ہر موقوف خریداروں پر یہی روغن تو پخت ہوا ان انگاروں پر عشق کی مار پڑی ہر ترے بیماروں پر خاک اڑاؤ کے مری جگہی دیواروں پر اوس پڑجے دکھتے ہوئے انگاروں پر کاکلیں چوٹی ہیں اسو سے رخساروں پر ارے کجخت چہرہ کے سب سے بخواروں پر فرش گل پر میں ہرے پاؤں کے گداؤں پر</p> |
|---|--|

| | |
|---|--|
| <p>آگئی نفسہ لیلیٰ کی مُند اکا نون میں کیوں تڑپے نہ دیا اسکو وہ یہ کہتے ہیں کل تہیں داوڑِ حشر سے یہ کہنا ہوگا خوف زندگن یہ ہر نرم میں زُبا دکا حال عاشق آئے ہیں کہ دیوانوں کا شکریا حشر کے روز بھی ایک ایک کی پہچان رہے ایسی دیکھی نہ سنی عاشقی و عشوقی</p> | <p>قیس کا بات پڑا جب کے جب تاروں پر خُشک مجھے سوا ہر مے غمخواروں پر رحم کر جسم محبت کے گنہگاروں پر سبکے سب بات دہرے بیٹھے ہیں ستاروں کیا چڑائی ہر ترسے کو چہ کی دیواروں پر کچھ بنادیجے نشان اپنے طلبگاروں پر جان جاتی ہر اجل کی ترسے پیاروں پر</p> |
|---|--|

داغ کا عشق بھی دنیا سے بڑا دیکھا
 دل جب آتا ہے تو آتا ہے دل آزاروں پر

| | |
|--|--|
| <p>منے لون دیکھ میں تھوڑے تھوڑے بہک ملے تھے آج مدت میں بہت روئے بہت پر ہوئی ہر جمع محفل تو شریک گریشین چہا یا زلف نے چہرہ تو شہ رخسار کیا جا تڑپنے میں مڑا آتا ہے اس کجخت کے بہک شہکانا کیا ہے جب جوش محبت جوش پر</p> | <p>ستم کیجے تو تم ہم کرجا کیجے تو رہ ہر وہ درد عشق میں شکر ہم اپنا درد کہہ بہک نیچے امی قفل مینا کہتا کس نے تو بہک نزاروں بار نکلا بعل کی شب چاند کہہ بہک اگر دل یاس سے بیٹھا ابھارا بننے کہہ بہک جناب خضر کی بھی ناو ڈوبے ہمیں بہک</p> |
|--|--|

یہ جانا تہا نہ آئیں گے تو کیوں جانے دیا اوکو
 یہی امر داغ پچھا دا بھجے آتا ہر کہہ

میرے دل کو دیکھ کر میری وفا کو دیکھ کر
 دل لگانا تھا زمانے کی ہوا کو دیکھ کر
 کوچہ دشمن سے یہ آتی نہو یا رب کہیں
 میں نے پوچھا تھا ملو گے دلو تم یا رات کو
 ہم انہیں آنکھوں سے دیکھینگے ترا حسنِ حال
 گردِ دلِ مشتاق کو روکا یہی توبے اختیار
 اتنو دیکھا تم نے اپنے داد خواہوں کا ہجوم
 بد گمان میری طرف میں وہ مجھے ہی ہوا
 گردشِ گرد و کا باعث اور کچھ کہلتا نہیں
 حضرت زاہد ہماری چہر کی عادت نہیں
 کوچہ جانا کب بے کوائے دشمن میں نہ جائے
 ہم طے حبیبِ تیری میا ختہ وہ بات تھی
 غیر نے کی یو فانی سب کی شامت آگئی
 زندگی سے تنگ توافقت میں اللہ رہے
 دلِ باہر شرم ہی شوخی ہی دل کس کس کو دے
 پیشتر گم گمان تھا جب ندی کی آرزو
 خوب ہی تھا طیلو عشق میں آوارگی

بندہ پرور مضمفی کرنا خدا کو دیکھ کر
 آشنا کو دیکھ کر نا آشنا کو دیکھ کر
 جی اڑا جاتا ہوں کچھ بادِ صبا کو دیکھ کر
 شکر اے اپنی وہ زلفِ ونا کو دیکھ کر
 گریہی کہیں رہیں اپنی خدا کو دیکھ کر
 دوڑتے ہیں ہاتھ اس بندِ قبا کو دیکھ کر
 اتنو آنکھیں کھل گئیں روزِ خبر اکو دیکھ کر
 راہ چلتے ہیں تو میرے نقش پا کو دیکھ کر
 بہا گتا پرتا ہوں یہ تیری جفا کو دیکھ کر
 گد گدی ہوتی ہوں دلیں پار سا کو دیکھ کر
 خاک ہونا ہوں مہین لیکن ہوا کو دیکھ کر
 تو ہی عاشق ہو ہی جاتا اس کو دیکھ کر
 آگ ہو جاتے ہیں وہ اہلِ وفا کو دیکھ کر
 جانیں جان آگئی سیک فضا کو دیکھ کر
 اس کو دیکھ کر یا اس کو دیکھ کر
 پہر تو گھبراے دل بے دعا کو دیکھ کر
 پانوں پہلے ہیں ہمارے رہنا کو دیکھ کر

| | |
|---|---|
| <p>کھاٹ ڈالا اُس نے حرفِ مدعا کو دیکھ کر قیس دیوانہ ہوا تھا اس بلا کو دیکھ کر</p> | <p>مختصر یہ ہے ملا تانا میرے خط کا جڑا اُس نے حیرت سے کہا دیکھی جولی کی شنبہ</p> |
| <p>غیر نے منہ دی لگائی اُس کے ہاتھ میں جو داغ خون آنکھوں میں اتر آیا حن کو دیکھ کر</p> | <p>یہاں تک تو پہنچا اگر یہاں سے بڑھ کر خاشاک نہیں کوئی شکر گان سے بڑھ کر</p> |
| <p>کہاں جائیگا چاک دامان سے بڑھ کر کہنکستی ہے ہم پہاںس پیکان سے بڑھ کر نہیں کوئی زندان یا بان سے بڑھ کر ملی دولت کفر ایمان سے بڑھ کر مگر ایک دیکھا ہے شیطان سے بڑھ کر دیا یاس نے لطف ارمان سے بڑھ کر قیامت کا دن روزِ حیران سے بڑھ کر چلا ہے کہاں میری شکر گان سے بڑھ کر پریشان ہو زلف پر لاشعہ</p> | <p>نہ پوچھو اُسے کون ہے کیا ستائیں عجب بے غش زندگی ہو رہی ہے ہوا بھی اگر کچھ تو دو چار پل ہو وہ کہتے ہیں اپنے ہی تیرِ نظر کو ابھی اے دل اشتعلی تیری کیا ہے نہ لے ڈینگ کی دل خدنگ نگہ سے کرین غیر کی اور تعریف کیا ہم مری پیشوائی وہاں کون کرتا ہے</p> |
| <p>نہیں بولتے ایسے جہان پر وہ ہے سنگ دل شیرِ دیوان سے بڑھ کر لیا موت نے کوئے جانان سے بڑھ کر یہہ احسان ہو عہد و پیمان سے بڑھ کر</p> | <p>اگر پیشتر اپنے وعدہ سے آؤ گے</p> |

فرشتوں کو نسبت نہیں عشق میں کچھ
یہ حور و نپہ مرتا ہرے دیکھے بہالے
نہ انسان سے گہٹ نہ انسان سے بڑکر
نہیں کوئی عاشق مسلمان سے بڑکر

دیا مفت دل داغ نے اُس پری کو
نہیں کوئی نادان انسان سے بڑکر

اپنی نظر میں پیچ ہر سارے جہان کی سیر
اتک تو دیکھتے رہے جو بن بہار کا
باب قبول تک نہیں پہنچی ہماری آہ
سیر خزان ہی دیدہ عبت بگر کرے
دل میں کہی جگر میں کہی ہر نگا دیار
دنیا کے دیکھنے کے لئے آنکھ چاہیے
پتا کھل گیا تو وہ لپکا اسی طرف
کچھ جھومتے ہیں نشے میں کچھ ہیں گئے
کسپر چائے آنکھ خریدار کیا کرے
مہم جانتے تھے یہ کہ انہیں خوف آگیا
لیون دیکھنے لگے مری چشم پر آب کو
کیون آدمی کو عالم بالا کی ہو موس

دل خوش نہ تو کسکا تاشا کہان کی سیر
آئندہ ہم کرینگے تمہاری خزان کی سیر
پہر پہر کے کر رہی ہر ابھی آسمان کی سیر
کیا کی جو کی بہار گل و گلستان کی سیر
دیکھے تو کوئی آنکھ سے اس مہبان کی سیر
جنت کی سیر سے ہر سو اس مکان کی سیر
دیکھی تمام رات عجب پاسبان کی سیر
کچھ اور ہی ہر محفل پر مغان کی سیر
بازار جن میں ہر نئی ہر دکان کی سیر
وہ دیکھتے ہیں نالہ آتش فشان کی سیر
دریا پہ آب کیجئے آب روان کی سیر
بڑکر نہیں زمین سے کچھ آسمان کی سیر

دلی میں پہول و لون کی ہر ایک سیر داغ

بلدے میں رہنے دیکھ لی سارے جہان کی سیر

| | |
|--|--|
| <p>طعن زن کیونکر نہ ہو گلزار پر جب وہ آئے شوخی گفتار پر صبح کو وہ جاگ کر پھر سوئے اٹھ نہیں سکتی حیا کے بوجھ کیسکو تھا محشر من خوف باز پرس رودکتا ہے جب ہمیں دربان یار ہجر میں ہر سانس ہر اک تیغ تیز دوست لائے اُس گلی سے جھجے ضبط سے اشکو کج طاقت اگئی زلف عارض پر بچھوڑ وارثین بیعتے جی کا یہ بھی اک آزار ہے مہر بانی اُس سے ہو سکتی نہیں چشم جانان سے الگ ہوا حیا دیکھ پائے جنین مغمومِصال</p> | <p>چوٹ ہے اپنے دل افکار پر چل گز چال اپنی ہی رفتار پر رہ گیا ہے آئینہ رخسار پر رحم آتا ہے نگاہ یار پر ما تہہ دوڑا دامنِ دلدار پر شعر لکھتے ہیں ہم دیوار پر زندگی تلوار کی ہے دیوار پر جم گیا سایہ مرا دیوار پر پہر گیا پانی دلِ بیمار پر جہانیاں پڑ جائیں گی رخسار پر صبر کرنا وعدہ دیدار پر مہر کر دی کیا دلِ دلدار پر یوں مچکے پڑتے نہیں بیمار پر معترض ہیں وہ نہیں اشعار پر</p> |
|--|--|

داغ کا کیون غم کیا کہتے ہیں وہ

خوب برس سے میں مایہ دار پر

حسب ما علیہم

رویف الزاء منقوطہ

| | |
|---|--|
| یا واقف را خفی جلی سلطان الہند غیب نو | یا خراجہ معین الدین شہی سلطان الہند غیب نو |
| دشمن ہن پی آزار دہی سلطان الہند غیب نو | اگاہ ہو میر حال سے تم کم کر دھر ہو جن شہن گہ |
| ہو داد طلب کی داد سی سلطان الہند غیب نو | فرما تہیں ہے میری تکلیف سہی کیسی کیسی |
| سب رہون میر پنج دلی سلطان الہند غیب نو | منہ عشق طرے پہر لیا وزرات کے غم نے گمیر لیا |
| اعاشق راز خدا و نبی سلطان الہند غیب نو | دل او جگر خجائے عشق اکھین چون مری پیما عشق |
| آیا ہون پئے حاجت طلبی سلطان الہند غیب نو | لائی ہے مجھے امید کم اسرا کی کی اس کی قسم |
| کہتے ہیں ملک بھی ملک بھی سلطان الہند غیب نو | کیا میری بان کیا بیلریان میں چچان تیر قربان |

یہ داغ کہانکس پنج سے تھے تھے تو کس سے

تم آل نبی اولاد علی سلطان الہند غیب نو

| | |
|---------------------------------------|-------------------------------------|
| آزار کا آزار ہے انداز کا انداز | چہتا ہے مرے دلین ترے ناز کا انداز |
| دیکھو تو ذرا عاشق جاسب ز کا انداز | کیا جہوم کے مستانہ چلا جانبِ مقتل |
| ہو نشون سے ٹپکتا ہے وہ اعجاز کا انداز | تم بات میں کرو گے دل مردہ کو زندہ |
| انداز پہر اس دلبر طناز کا انداز | کیا جان کیسی ہے نظر بہر کے جو دیکھے |
| یلتا تھا بہت غیر کی آواز کا انداز | دروازے پر آہی گئے وہ میری صدائے |
| رفار میں ہے چشم فنون ساز کا انداز | نقشِ قدم یار بھی کرتا ہے مٹھ کر |

| | |
|---|--|
| <p>اگلا سا نہیں ہے پرواز کا انداز ہے ایک ہی عنماز کا ہمارا انداز محدود ہے ہر شخص کے اغاز کا انداز دیکھو اور نگاہِ حسل انداز کا انداز ٹھیلے فلک تفرقہ پرداز کا انداز ملتا ہے مرے طالع ناساز کا انداز</p> | <p>خط پتھیک کے سہا ہوا آتا ہے کبوتر دنیا میں کسے محرم اسرار بنائیں تم بزم میں یوں غیر کو سر پر نہ بٹھاؤ ہم کہتے نہ تھے جان پہ بنجائیگی آیدل یوں زیر زمین خاک میں اچھون کو لانا میں اس سے جی شوقِ تری طرزِ حقا</p> |
| <p>اے داغِ مقلدین اسی طرز کے ہم ہیں ہر شعبدہ میں ہو بلبل شیراز کا انداز</p> | |
| <p>رویف سین مہملہ</p> | |
| <p>آوی و دہے کہ دنیا میں نہ پٹیکہ غم کے پاس رکھ لیا تیرا اب بھی جراح نے مہم کے پاس اس سے پہلے کیا دہرا تھا گیسوئے خم کے پاس کیون یہ جاو تو نہیں تباہی عیسیٰ تم کے پاس دوسرا اک اور بھی تم ہے ہمارے تم کے پاس چاہئے بزمِ طرب ہی مجلسِ ماتم کے پاس جسکو لالچ ہو سہاقتی جم کے شیبہ جم کے پاس</p> | <p>عوض کرتے ہم جو ہوتے حضرتِ آدم کے پاس چارہ زخمِ محبت کیا کروں یہ نہ فکر ہے نقدِ دل رکھ کر گرہ میں ہو گیا ہے والد کہتی ہے چشمِ سخن گو سحرِ پروازی کے ساتھ جان میں جان لگئی ہے آج انکو دیکھ کر تعزیت کو میری دے آئے تو گہرا جائیں گے ہم میں نہری بند آئے پی پلا کر چل دیئے</p> |

| | |
|---|--|
| <p>بدگمانی بیٹھنے دیتی نہیں جہدم کے پاس کوئی لیجائے انہیں عیسیٰ مریم کے پاس اچکی انکلی میں ہے دوزخنا خاتم کے پاس سوت تہی قارون کی موت اگر خاتم کے پاس رہ گیا آ آ کے دامن دیدہ پر نعم کے پاس</p> | <p>جسے آیا ہے پیام شوق کا لیکر چو آ تیرے ہمارو نکاحو تیرے آسمان پر رہے غ ہات آیا چور لیکر یہ رستم چلتا ہو دیکر کرب فیض کو گھنٹی ہے کیا طبع بخیل ہات میں طاقت نہیں کیا کیجئے اخفا عشق</p> |
| <p>کونسی خوبی ہے اُسمین پوجتا ہی ہے کوئی داغ جیسا دل ہے تیرے پاس شہ عالم کے پاس</p> | |
| <p>کیا جی لگے نہال گل و یاسمن کے پاس جتنا وطن سے دور ہوں اتنا وطن کے پاس شیرین کو لائے شوق سے خود کو کہن کے پاس انگشت حیف رہ گئی اگر دہن کے پاس میت خود اڑ کے جا بیگی گور کو کفن کے پاس جب تیرے چوکے بت ناوک گلن کے پاس جھجھل لگا ہوا ہے ہمارے چہن کے پاس احباب کچھ نشان بنا دین وطن کے پاس وہ مال کو کہن کا رہا کو کہن کے پاس جا جا کے رہ گیا دہن اُسکے دہن کے پاس</p> | <p>برسون ہا ہون میں کسی نازک بن کے پاس دل ہے مہر ایک رفیق کہن کے پاس کامل ہو عشق پاک تو پرویز ساقی وہ نازکی سے مجھ سے نہ افسوس کو سکے ایک کیسی رہیگی نہ بے پردہ اپنی لاش نظر و نئے اُسنے کام لیا صید گاہ میں ویران پڑا ہے دل جو کلیجا ہے داغدا غرت سے ہم پہرین تو کہیں پہر لٹ نہ جائیں خسر کے ہات عشق کی دولت نہ آسکی جتنا تھا شوق بوسے کا اتنا ہی خوف تھا</p> |

| | |
|---|--|
| <p>جو قتی ہے اسکے منہ کی بھی ہر بات دشمن بچکر چلے وہ سایہ دیوار سے بھی دور ظالم کہاں سے تیری طبیعت میں بل پڑا</p> | <p>ناصح رہا ہے کیا بت بیان دشمن کے پاس آنکھ لگ کر کبھی مرے بیت الحزن کے پاس کیا یہ نہیں تہا زلف دشمن دشمن کے پاس</p> |
| <p>ہے لاکھ لاکھ شکر کہ اے داغ آجکل آرام سے گزرتی ہے شاہ دکن کے پاس</p> | |
| <p>آزمایا ہے مدام آپ کو بس بس اجی بس آپ کی بندہ نوازی ہے جہان میں مشہور منہ نہ کہلوئیے میرا تو نہیں رہنے دیجئے کو چہ غیر ہی میں زور نزاکت بھی ہوا کیا برسے ڈھنگ میں کوئی نہیں اچھا کہتا ہنسنے کل ریکہ لیا ویکہ لیا ویکہ لیا طالب وصل ہو کیون کوئی جو دشنام حیلہ مہر و وفا پر نہ نامل نہ درنگ پیچھے خون جگر اپنا جانب زاہد کیجئے مات لگا کر جو مرا کام تمام</p> | <p>دو نون ہا تو ہنسے سلام آپ کو بس بس اجی بس جانتا ہے یہ غلام آپ کو بس بس اجی بس یاد بھی ہے وہ کلام آپ کو بس بس اجی بس وہیں کرنا تھا قیام آپ کو بس بس اجی بس غیر ہی رکھتے ہیں نام کو بس بس اجی بس کہیں جلتے سر شام آپ کو بس بس اجی بس کون بھیجے یہ پیام آپ کو بس بس اجی بس اور وعدے میں کلام آپ کو بس بس اجی بس بادہ و ساغر و جام آپ کو بس بس اجی بس یہ بھی آتا نہیں کام آپ کو بس بس اجی بس</p> |
| <p>یہ تو کہئے کہ نشان اسکا مٹا یا کہنے یاد برداغ کا نا آپ کو بس بس اجی بس</p> | |

ردیف شین معجمہ

| | |
|---|---|
| <p> سُر کو ہر تیرے سنگ در کی تلاش بجھکو ہر اپنے نامہ بر کی تلاش نہ ملا ہم کو تو وہ ہر جانی جوش کہا نا ہر سینہ میں کیا کیا طالب وصل میں وہ در پی قتل نکلی پڑتی ہر کیوں تری تلوار چار سو پہرتی ہر جو اس کی نگاہ چاہتی ہر نزاکت اپنی نمود میری ہمت کے پانوں توٹ گئے اہل دنیا کو ہو گی جنت میں منزل عشق در کنار رہی یا خدا حشر میں مرا کیا کام یہ خراب خراب کرتا رہی کن حجابوں میں اس کو پایا روز کہتے ہوں اک سینا </p> | <p> پانوں کو تیرے رہ گذر کی تلاش نامہ بر کو ہر اُنکے گہر کی تلاش گئی بیکار عسہر ہر کی تلاش خون دل کو ہر چشم تر کی تلاش ہر برابر ادھس ادھس ہر کی تلاش اسکو رہتی ہر کسکے سر کی تلاش ہر کسی دل کی یا جگر کی تلاش ہر اُسے ہی تری کمر کی تلاش اب کہا ہر پیشتر کی تلاش کہ ہر کسی کی تلاش بے چہرے راہبر کی تلاش نی ہر ایک فتنہ گر کی تلاش لوے کوئی سیم وزر کی تلاش کیون نہ وہاں سے بشر کی تلاش مزد ہتی ہے نامہ بر کی تلاش </p> |
|---|---|

| | |
|-------------------------------|-----------------------------|
| کوئی دیکھے مری نظر کی تلاش | ڈھونڈ لیتی ہر لاکھ میں یکتا |
| چارہ گر کو ہر چارہ گر کی تلاش | میرے حال زبون سے گہرا کر |

| | |
|-----------------------|-----------------------------|
| حضرت داغ کا بیہوش لیل | اور چہرہ شلوخ سیمبر کی تلاش |
|-----------------------|-----------------------------|

| |
|------------|
| رویف صاومہ |
|------------|

| | |
|------------------------------|------------------------------|
| کوئی اُن سے کرے ہزار اخلاص | جانتے ہی نہیں وہ پیا راخلاص |
| ناگوار آپ کو ہر اُتنا ہی | جس قدر مجھ کو خوشگوار اخلاص |
| کرتے ہیں وہ ہزار بار ستم | اور بھولے سے ایک بار اخلاص |
| وہ جھڑکتے ہیں بار بار ہمیں | ہم جاتے ہیں بار بار اخلاص |
| چھوڑتی ہی نہیں کسی صورت | دل سے رکھتی ہر زلف یا راخلاص |
| تم وہی ہو جنہوں نے قتل کیا | نہ جتا دوسرے ہزار اخلاص |
| گو زبان سے کریں وہ رنج اظہار | ہر نگاہوں سے آشکار اخلاص |
| اُن سے بیگانہ وار رہیں تھا | نہ ہوا مجھ کو زکار اخلاص |

| | |
|------------------------|--------------------------|
| داغ ان دلبران پر فرستے | نہ کرے کوئی زنیہارا خلاص |
|------------------------|--------------------------|

| | |
|-------------------------------------|-----------------------------------|
| وصل چاہوں تو کہیں رہنے دو اپنا خلاص | یہ میرے ساتھ نکلا ہر کہاں کا خلاص |
|-------------------------------------|-----------------------------------|

غیر سے ملے ہو چپ کر یہ کہلا ہر پیر
 اب کہ دورت ہوئی مشورہ خدا کی قدرت
 جب کہی دیکھتے ہیں عاشق و معشوق میں
 اس لئے سورۃ اخلاص نہیں پڑھتے وہ
 تیسری بات کیا ہے جو وہ منظور کریں
 پیار اخلاص کی باتیں ہونے ہر اسکا
 قصہ لیلیٰ و مجنون جو سنایا تو کہا
 تم تو نادان ہو انکا رکے جاتے ہو
 واجب القتل ہیں اغیار اگر غور کرو
 غیر منہ آتے ہیں مجھ پر یہ خبر بھی ہر نہیں
 اب قیہون کی شکایت ہر ہمارے
 کل سے آج کل سے کل ہوگی محبت بڑھ کر
 مجھ سے ملنا ہر اگر ملے خلوص دل سے

واہ بس دیکھ لیا ہمنے تمہارا اخلاص
 دھوم تہی جسکی وہ تمہا میرا تمہارا اخلاص
 جلکے وہ کہتے ہیں کس کام کا ایسا اخلاص
 کہ ہو جائے کسی شخص سے اپنا اخلاص
 نہ گوارا انہیں رنجش نہ گوارا اخلاص
 رنج سے رنج تو اخلاص سے ہو گا اخلاص
 اگلے وقتوں کا نہیں سنتے پرانا اخلاص
 وصل سے اور بھی بڑی بیگناہی کا اخلاص
 یہ جاتے ہیں یونہیں مفت کا جو پا اخلاص
 نہ مری انکی کدورت نہ کی کا اخلاص
 کہہ دیتا کہ بڑھتے نہیں اتنا اخلاص
 رفتہ رفتہ یونہیں ہو جائیگا پورا اخلاص
 آپ ظاہر کا جاتے ہیں یہ کیسا اخلاص

داغ سا مخلص لہو لیگا تمکو

اسکا اخلاص پہ اس درجہ کا ایسا اخلاص

رہیف صفا مجھ

| | |
|--|--|
| <p> تملکو غرض نہیں تو ہمیں تم سے کیا غرض ہملکو شمارِ نخستہ و انجم سے کیا غرض کیوں دل جلا میں برق تبسم سے کیا غرض جو ہو شہیدِ عشق اُسے قم سے کیا غرض اہل زمین کو چرخِ چہارم سے کیا غرض مطلبِ ہمیں شراب سے کیا خم سے کیا غرض اؤ کو ہمارے پہو لون سے چہلم سے کیا غرض اؤ کو وضو سے اور تیمم سے کیا غرض دیوانہ کو ملامتِ مردم سے کیا غرض </p> | <p> بیدار و دوجور و لطف و ترجمہ سے کیا غرض کیوں ہم شبِ فراق میں تارے گنا کرین کوئی مہسا کرے تو بلا سے ہنسا کرے لیتے ہیں جانِ نثار کوئی منتِ مسیح جو خاکِ عاشق میں ملتے ہیں خاک میں دل طرزِ انجمن ہی سے بیزار ہو گیا کیوں بزمِ عیش چوڑکے بزمِ عزائم میں روزِ ازل سے پاک ہیں رندانِ بے یار شیدائیوں کو عزت و نیا سے ننگِ ہر </p> |
| <p> معشوق سے اُمید کرم داغِ خیرِ ہر اُس بندہ خدا کو ترجمہ سے کیا غرض </p> | |
| <p> ردیفِ طاءِ مہملہ </p> | |
| <p> وصل کی شرط بھی ہر پیاری شرط جیت لی تم سے میں نے ہر پیاری شرط کہ محبت کی تھی یہ ہر پیاری شرط ہر محبت میں رازِ داری شرط </p> | <p> آج ٹہرے مری تمہاری شرط شرط بھی اور پہر تمہاری شرط بے ستون کا ٹٹا نہ کیوں منہ باد اشکِ غم ناز ہو تو کیا کیجے </p> |

| | |
|--|---|
| <p>دنگلی کیا کریں وہ دل نہ ہا دل رباؤں کو ہر جہا لازم کیون نہ دشمن کو دشمنی ہو نہ مرض اور سینے وہ مجھ سے کہتے ہیں ہو یہ عادت نہ باعثِ غفلت کام عشاق کا تمام کیا جوشِ رحمت کے واسطے زابہ غیر لاکھوں میں بے وفا نکلے</p> | <p>جس با پر ہوئی تہی ساری شرط دل نگاروں کو بہت ساری شرط دوست کو جب ہو دوستداری شرط حشر کے دن ہر جان نثاری شرط ہر تغافل میں ہوشیاری شرط خوب پوری ہوئی تمہاری شرط ہر ذرا سی گناہ گاری شرط آئیے آپکی ہماری شرط</p> |
| <p>بدگمانوں سے عشق کا دعوے واہ اے داغِ خوب ہاری شرط</p> | |
| <p>دیف ظامی مجبہ</p> | |
| <p>ہر بیان ہی اُس بیت کا ذکر کو تحتِ الجھٹ کس طرح ہو بسیرا رب دیا عشق میں تیرے ممکن کم نہ تھی کچھ مار کہنے کے لئے جسے دیکھا اُسکے عاشق کو کہا بے اختیار میں وہ عاصی ہوں اگر بخشا گیا تو کیا عجیب</p> | <p>اکھنڈا امر دا ور روز قیامت اکھنڈ ہر بلا پر ہر بلا آفت پر آفت اکھنڈ اور ہر اُسپر یہ شوخی یہ شرارت اکھنڈ تیرے بندہ پر آگاہی یہ مصیبت اکھنڈ دیکھ کر مجھ پر کپا رین اہل جنت اکھنڈ</p> |

| | |
|---|---|
| <p>جلگے ہم جلگے اے داغِ فرقتِ الامان خاک میں گہر لگیا دل لگیا ہم مل گئے آئینہ جب دیکھتا ہوں ہجرتِ کہتا ہوں عاشقِ مظلوم کے لاشہ کو بنسکر دیکھنا آدمی کی تاب کیا جو دل سنبھالے تھوکن ایک بجلی تھی ادا اُس شعلہ رو کی دیکھئے</p> | <p>اُف رے اُفنا کر آتشِ سوزِ محبتِ کھنڈ اور تجھ کو ہر وہی اُتک کہ درتِ کھنڈ آدمی کی ایسی ہو جاتی ہے صورتِ کھنڈ تو ہر کتنا سنگدل اے بے مروتِ کھنڈ اس داسے جانِ ستان پر ایسی رتِ کھنڈ ہو گئے اتنے میں کیسی دل کی حالتِ کھنڈ</p> |
| <p>دے شفا تو داغ کو یارب تجھ مصطفیٰ الحذر یہ درد و بیماری کی شدتِ کھنڈ</p> | <p>دے شفا تو داغ کو یارب تجھ مصطفیٰ الحذر یہ درد و بیماری کی شدتِ کھنڈ</p> |
| <p>رویف عین مہملہ</p> | |
| <p>ہیں بہت سے عاشقِ دلگیر جمع اچھی صورت سے ہمیں بھی عشق ہے کوچہ قاتل میں آفت آ گئی یا لگا دو آگ یا لکھد و جواب چومتے ہیں تیرے دیوانہ کے پاؤں تہوڑی تہوڑی ہی ملے اُس کی خاک پہر کرے چورنگ وہ قاتل بچے</p> | <p>تیرے ترکش میں ہیں کتنے تیر جمع کرتے ہیں تصویر پر تصویر جمع جب ہوے دو چار ہی رہ گئے جمع ہو گیا ہر دستِ تحریر جمع جست درہنِ حلقہ زنجیر جمع چٹکی چٹکی ہم کرین اکیر جمع پہر ہوں سب اعضا تیر شمشیر جمع</p> |

| | |
|--|---|
| <p>دیکھ کر صورت مرے صبا دکی بے مقدار خاک ہی بنتا نہیں خون دل کا چشم تر ٹھیکانہ لے تیری قسمت میں ستارے ہیں کہاں بدلی زاہد نے نئی پوشاک روز تیری محفل کوئی جادو گہر ہوئی حلق پر میرے چھری پیرتی نہیں کیا خلش کرتی ہیں دل میں حسرتیں</p> | <p>ایکجا ہوتے نہیں پنجیہ جمع گر ہوں لاکھوں نسخہ اکسیر جمع اس سے ہونے کی نہیں توفیق جمع کوڑیاں کین تو نے چرخ پر جمع کس قدر میں حباۃ تروجر جمع ہیں ہزاروں صاحبِ تسخیر جمع کیجئے خاطر دم تکبیر جمع ہو گئے گویا ہزاروں تیر جمع</p> |
|--|---|

کس طرح یکجا ہوں داغ اپنے غم
ہونے دیتی ہی نہیں تقدیر جمع

رویف عینِ معجبہ

| | |
|---|--|
| <p>یکہر وہ غرض نگین ہر یوں دل باغ باغ بن گیا خونِ کف پاستہ گلستانِ خازن صوتِ غنچہ پہلی جاتی ہیں باچہیں کس قدر گلشنِ فردوس میں جو رہیں نظر آئی ہیں کیا اک لکھوں اسمنشیں ہر زم نگین کی بہار</p> | <p>جیسے ہن نظارہ گل عینِ دل باغ باغ میں چلا صومین گویا چند منزل باغ باغ کیا خوشی ہو کسکو مارا کیوں ہو قاتل باغ باغ بات تلوار نکلتے کہا کر ہو جو سہل باغ باغ زیب محفل تھا وہ گلرواہل محفل باغ باغ</p> |
|---|--|

| | |
|---|--|
| کوٹھے طائر کی ہر صیاد کو ایسی تلاش جب کوئی طوفانِ وہ کشتی کنا پے لگی دیکھ کر آئینہ و دونوں ہو گئے برہم یہ کیا پہر نہ پائیگی قیامت تک یہ اپنا آشیان جو ہمارے حق میں کاٹے ہوئے صدفِ وس ہے | دھڑکا پھرنا ہو کیوں گلچینِ کشتی شاملِ باغِ باغ کس قدر دل میں ہو جب اہل ساحلِ باغِ باغ تم ادا ہو خوش ہو ادا ہو ہر قدر مقابلِ باغِ باغ عندلیبِ اسطرح کیوں پتی ہر غفلِ باغِ باغ تم ہر گلگشت کرتے اُنکے شاملِ باغِ باغ |
|---|--|

اُسکی خوشبو جب کسی گل میں نہ پائی آپ نے
پہر جاب داغ کیا پہرے صاصلِ باغِ باغ

ردیف الفاء

| | |
|--|---|
| کافورہ زلفِ پرتکین ایک اسطرف ایک اسطرف ہنگامِ رحلت دیکھتے دل اسطرف اپنا ہیں آسمانِ حسن کے روشن ستارِ حسین دل کی جگر کی جاگیا افسردگی پڑ مر دگی زلفوں کی یہ سرگوشیاں دل پہ لایں آئیں غیر و کاغذ اور تم پر یو کا جگہٹ اور ہم دل ایک تہیاج میں انگہیں تری شفاک و میں گیا ہوں وصل میں اُحت ہو ہر پہلو | پہر اسپہ چشمِ سخن ایک اسطرف ایک اسطرف بیشے میں شیخ و برہن ایک اسطرف ایک اسطرف باز و پہ تیرے نور تن ایک اسطرف ایک اسطرف زخمِ کُہن داغِ کُہن ایک اسطرف ایک اسطرف غمازِ جگر سخن ایک اسطرف ایک اسطرف پہلو پہلو آئین ایک اسطرف ایک اسطرف شمسِ نازِ ماوِ گلن ایک اسطرف ایک اسطرف تکلیے ہوں وزیرِ کفن ایک اسطرف ایک اسطرف |
|--|---|

| | |
|--|---|
| <p>تو اور نہ بنے بائیں ہن لیلی و شیریں بزم مین باز تو چپٹے ہی نہیں صحر اکو کیونکر جاؤ مین وونون فشتے دوش پر کیا لکھ سکین جا مری خسار تیرے سیکون پہر اُسپہ گلگونے کا رنگ</p> | <p>مین اقریریں کو مکن ایک اس طرف ایک اس طرف لیٹے مین داہل وطن ایک اس طرف ایک اس طرف آلودہ پنج و مچن ایک اس طرف ایک اس طرف پہو لا ہے کیا رنگین مچن ایک اس طرف ایک اس طرف</p> |
| <p>اتر رہا ہے داغ کیا جنگام گلگشت چمن زنگین قبا گل پیہ مین ایک اس طرف ایک اس طرف</p> | |
| <p>وہ کہتے مین دلکی کہاں صاف صفا کدورت کا باعث تو کوئی کہلے مرے راز و دل کی ہے انکو تلاش رہے زیر عارض کہاں شب کہوں رہے ابر نیلے پر حشر تک کوئی پار صاحب الجہنما ہے کچھ دکھاتے مین آئینہ خورشید کو محبت کے قصے مین الجھے ہوے</p> | <p>بظاہر ہے انکا بیان صاف صفا بیان کیجئے مہربان صاف صفا کہیں کہہ نہ راز و ان صاف صفا نظر آتے مین سب نشان صاف صفا دکھائی دے آسمان صاف صفا سنا ہے پیر مغان صاف صفا ترے گال اسے دستان صاف صفا سندھ سے تم داستان صاف صفا</p> |
| <p>پندائے ہمو جی اشعار داغ زبان پاک و شستہ بیان صاف صاف</p> | |
| <p>ردیف قاف</p> | |

حسن نے چمکائی ہے تقدیرِ عشق
 آپ نے دیکھی نہیں تاثیرِ عشق
 خشرمک تڑپے گا وہ مخمبِ عشق
 کچ گئی ہے سامنے تصویرِ عشق
 کرتی ہے کایا پلٹ کر سرِ عشق
 دے نہ اُسکو یہ ہے تقصیرِ عشق
 چوکتا ہے کب نشانہ تیرِ عشق
 رات بھر کیا کیا رہی تیرِ عشق
 دی مجھے اک شخص نے تعبیرِ عشق
 اس کیلچے پر لگا ہے تیرِ عشق
 چلتی ہے رُک رُک کے کب شمعِ عشق
 ہم ابھی ہوں اور دامنگیرِ عشق
 ایسی کچھ بہاری نہیں زنجیرِ عشق
 دل میں رکھ لیتے ہیں ہم شمعِ عشق

ہے جمالِ یار سے تنویرِ عشق
 کہیں لائے عرش تک تغیرِ عشق
 جس کے دل پر کار گر ہے تیرِ عشق
 تیرے عاشق کا سراپا دیکھ کر
 دل ضعیفوں کا جو ان کیونکر نہو
 عاشقوں کی کیا خطا انصاف کر
 معطل دیوانی ہے جو ہر سامنے
 جھوٹے دعوے اُنکے پہر اُسپر دل
 میں نے دیکھی تھی قیامتِ خواب میں
 واور روزِ قیامت دیکھ لے
 مار ہی ڈالا یہ جب بجلی گری
 انتہائے عاشقی میں ہے یہ شوق
 دل محسوس آپ رہتا ہے اسیر
 زخمِ جب بہر تانظر آتا ہے کچھ

یہ بلا آئی ہوئی طلعتی نہیں

داغ کیا ہو چارہ وندِ عشق

ہے وہ ہم وہ ہمارے ذوقِ شوق

مٹ گئے افسوس سارے ذوقِ شوق

| | |
|------------------------------------|----------------------------------|
| دل مرا ہمارے دوزخ شوق | عشقِ آہستہ کو مسلط ہو گیا |
| ہوتے ہیں پیار و کئے پیارے دوزخ شوق | دل لگی ہو یا ہنسی یا چہیٹہ چاٹ |
| اپنے اپنے گہر سد ہمارے دوزخ شوق | آس لٹوٹی دل ہمارا مر گیا |
| رنگ لاؤں گے تمہارے دوزخ شوق | ابتدا سے میں ہے مشقِ جفا |
| پہرتے ہیں آنکھوں ہمارے دوزخ شوق | ہر گلی کو چپے میں آہستہ تاک جہاں |
| کب ہوے اس سے کنارے دوزخ شوق | عاشقوں کا دل سلامت چاہیے |
| اسکے صدقے میں آتا رہے دوزخ شوق | حسن پر قربان مشتاقوں کے دل |

داغِ صاحبِ ہی ہوے عاشقِ مزاج
ہو گیا آنکھوں ہی ہمارے دوزخ شوق

رویفِ کاف

| | |
|--------------------------------|--------------------------------|
| وہ پہنچی بد گمان تک از دوان تک | نہ آئی بات جو دل سے زبان تک |
| رہیگا دم کہاں تک غم کہاں تک | یہ سب جھگڑے ہیں جانِ ناتوان تک |
| ہمیں جینا پڑا ہے امتحان تک | تغافل مرزا لون سے کہاں تک |
| نزاکت آنکھوں لے آئی یہاں تک | چلے آئے وہ جھوکے میں ہوا کے |
| اشارہ و نئے کہا آخر کہاں تک | زبان سے تہا نہ ممکن شکوہ جو |
| ٹہر جلتے جہانِ عمر روان تک | دل اسکی بزم سے کس طرح اکہڑے |

| | |
|--|---|
| <p>کہ تنکے اڑ کے آئے آشیان تک نہ آیا میری چشم خم نشان تک کہ اب تو آگئے اس آستان تک گئے ہمراہ ہم اُنکے مکان تک گرا ہوں میں پہو چکر آسمان تک کوئی پہونچا دے اُنکے قصہ بیان تک امان پاتا نہیں دارالامان تک</p> | <p>ہمیں باختران سے بھی ہے اک فغیر کن رہ کر گلیا دامن بھی تیرا زمین ٹلجائے ٹلنے کے نہیں ہم دم رخصت ہوا اندیشہ غیر کہن کیا طالع واژون کی تاثیر مرے کی ہے ہماری بھی کہانی ترسے تیر نگہ سے کوئی بچکر</p> |
| <p>رہے کیا مصطفیٰ آباد میں داغ وہ سارے لطف تیرے خلد آشیان تک</p> | |
| <p>ٹالے رہے وہ نظر دیر تک کہ ستار ہا نامہ بردیر تک جلا یہ چہراغ سحر دیر تک وہ باتے رہے وہ کمر دیر تک سکوت اُنکو ہر بات پر دیر تک رہے گی وہاںے اثر دیر تک وہ سوچا کئے دیکھ کر دیر تک وہ زانو رہا زیر سر دیر تک</p> | <p>رہا جذب دل کا اثر دیر تک مزہ دے گیا ہونہ پیغام شوق وہی وقت پیری بھی ہے داغ عشق ذرا سا جو الجھا یہ تار نگاہ یہاں دمبدم سو پیام وصال بڑی دیر میں سوچ کر ب کہلے کچھ ایسی رہی میری تغیر حال غشی کا بھی احسان مجھ پر ہوا</p> |

| | |
|---|---|
| <p>اڑا آج نورسترو دیر تک وہ محفل میں دیکھیں جد ہر دیر تک لڑی ہے کسی سے نظر دیر تک ہلی آنکی گردن مگر دیر تک کسے یوں مسافر سفر دیر تک کسینے ملی چشم تر دیر تک رہا حشر وقت سحر دیر تک نہ بنگلی مری جان اگر دیر تک جیسے ہم اس اُمید پر دیر تک گلے ہوں جہاں ہمد گرد دیر تک</p> | <p>() کہیں ات کو وہ ہوئے بے حجاب () اُدھر دیکھنا نامہ بر غور سے حیا سے چھکی تہین کب آنکھیں تری وہ سمجھے نہ سمجھے مراد عا نفس کی عجب سیر ہے بنفس ٹپکتا ہے دیوار و در سے ترے وہ خست طلبا در میں جان لب خبر سنکے خوش خوش آتے توہین ترے وعدے سے زندگی بربکئی محبت میں تکرار کا ہے مزا</p> |
| <p>نئی چاہ چھپتی ہے اے داغِ کب اڑے گی ابھی یہ خبر دیر تک</p> | |
| <p>رویفِ لام</p> | |
| <p>بنگیا ہولِ دل انجام کو گہوارہِ دل روزن سینہ سے کرنا ہو جو نصیبِ ارہِ دل ساتھ مکتوب کے تو باندھ لے پستارہِ دل</p> | <p>یہ قناری ہوئی آخر سببِ چارہِ دل تیر کے بدلے لگا دے کوئی پرچیِ ظالم دفتر شوق سے بہاری نہیں یہاں کچھ</p> |

| | |
|--|--|
| یہی اچھا ہے کہ آنکھیں مین مہاری پیمہ خون شرکان سے نکلتا ہے ہزار کی طرح جسکی تقدیر میں گردش ہے نہیں انکو قرار پڑتی ہے ضرب محبت تو نکلتی ہے فغان یہ زمانے کی خبر ٹھیک مہین دیتا ہے دلِ مہتاب کی تصویر انہیں کیا بھیجوں کوئی جانے کہ خریدار نہیں چاہ نہیں | یہی چار تو کرتی مین مرا چارہ دل چھوٹا ہے جو مے سینے مین فوارہ دل قطب تارا نہوا کو کب سیارہ دل شورِ محشر سے ہم آہنگ ہے نفاہ دل ملاق ہے اور بھی ہر کام مین ہر کارہ دل کہ تصور سے اترتا نہیں انکارہ دل چلتے پرتے ہی وہ کر لیتے مین نظارہ دل |
|--|--|

اعل و یاقوت کی اسے داغ
بہجہ وانکے لئے تحتِ جگر پارہ دل

| | |
|--|--|
| وصل کی ٹھیری جو آیا جہین آج سے کل ایکدن اور بھی جہان کی خاطر کر لون کیجئے وعدہ خلافی بھی تو اس پہاوسے ہمکو ایک ایک گزرتی ہے قیامت کی گہری دمدم ہمنے زمانے کا تنزل دیکھا خود نمائی کے لئے وعدہ و نرا کیسا آج جاو گے یہاں سے تو اٹھاو گے فلق نا تو ان آہ کو دے کون سہارا یارب | وہ بھی نزدیک ہے کچھ دور نہیں آج سے کل کاشِ خست ہوم چاچین آج سے کل کہ سوا ہو مجھے ملنے کا یقین آج سے کل انکے نزدیک تو کچھ بات نہیں آج سے کل ہمیں کہتے مین کہ اچھے تھے مہین آج سے کل کیا بد بجا یگا وہ پردہ نشین آج سے کل آجکا دن ہے بڑا جاو کہین آج سے کل چل کے پہنچے گی یہ تاعثر مین آج سے کل |
|--|--|

| | |
|--|--|
| <p>صبر کر اسے دل مضطرب وہ نہیں ملے کے آج ہی وہ جو نہ آئے تو یہ جانا سہنے زندگی بہر توقیامت کی اٹھائی تکلیف</p> | <p>کل سے آج انکی ہوئی ہوگی یونہیں آج سے کل تیری بگڑی دل اندوہ گرین آج سے کل بارے آئی ہے مجھے زیر زمین آج سے کل</p> |
| <p>خبر و یون کو نہیں کچھ غم فرا سے داغ ہونگے معنہ و رزیا وہ یہ حصین آج سے کل</p> | |
| <p>فرہ و گیا ہے شباب اول اول وہ کب لطف کرتے ہیں بے آزمائے خدا شرم رکھے تری انتہا تک انہیں سے پہر آخر کو کب کبیلے میں اکہی رہے بانکین اکا و تسم خدا سے دعا ہے کہ مظلوم تیرے نبا ہے چلو منت نہ رخصت کر وہی</p> | <p>ملے خبر و انتخاب اول اول کرم آخر آسمن رعبا اول اول کہ ڈالی ہے منہ پر نقاب اول اول وہ کرتے ہیں جسے حجاب اول اول منہ بھالی ہے تیغ خوش آب اول اول ہنگت جائیں روز حساب اول اول ہو اسے ابھی ہر کاب اول اول</p> |
| <p>قطع</p> | |
| <p>وہ پیغامبر کی مدارات پیہم وہ جلسے وہ احباب زندان مشرب وہ سیر سپن وہ تماشائے دیا وہ کلکونین تو کو چپ چپ کے جانا</p> | <p>وہ رسم سوال و جواب اول اول وہ معشوق و شرب شراب اول اول وہ لطف شب ماہتاب اول اول وہ دیار و نسے کچھ کچھ حجاب اول اول</p> |

| | |
|---|--|
| <p>وہ ہر کام کرنا شتاب اول اول وہ کچھ شوق کا اضطراب اول اول خرا باتیوں میں خراب اول اول بہت ہمنے لوٹے ثواب اول اول نظر سے نہ سر کی کتاب اول اول رہے ہم شیخت ماب اول اول رہے رشک فراسیاب اول اول سوار و نین تہے لاجواب اول اول براک فن سے تہے کامیاب اول اول</p> | <p>وہ ہر بات کا شوق بے سوچے سمجھے وہ پہلے پہل دل لگانا کسی سے جوانی کی لہر و نین کیا کیا رہے ہم کوئی دن رہے پار سا ہم ہی زاد رہا درس تدریس کا شوق ہم کو کبھی ہم سے جوتا تھا ترک اولی بنے رستم و سام و گیو و نریمان رہے زیر ان اسپ چالاک اکثر پہلیتی بکستی کی تہی مشق کیا کیا</p> |
| | <p>ہوئی داغ اب انکی تعبیر اٹلی نظر آئے جو ہم کو خواب اول اول</p> |
| | <p>غزل</p> |
| <p>ہو جائے خواب کاش یہ نہ نرات کا خیال آہی گیا ہے پیر خرابات کا خیال اس دن ضرور چاہیے اُس رات کا خیال رہتا ہے بزم یار میں ہر بات کا خیال زند و نکو اس سے بڑھکے ہے سب کچھ کا خیال</p> | <p>رہتا ہے روز اسکی ملاقات کا خیال بیٹھے ہیں نقاہ میں جب د و گہڑی جی ہسم کیونکہ نہ یاد آئے شب تجر روز حشر کہہ سکا نہ تو عیش سے گزرے کوئی گہڑی ماہ و میام ہی اسی موسم میں آگیا</p> |

| | |
|------------------------------------|-----------------------------------|
| رخنخش بھی ہو تو دل کی تسلی کیواسطے | کرتا ہوں انکے لطف و غایات کا خیال |
| ایدل عدد کی بزم میں کیوں لگیا مجھے | کبھی آگیا نہ مدارات کا خیال |
| باتیں سنو تو حضرت صوفی عکس کی | جاتا ہر دور قبلہ حاجات کا خیال |

اعزداغ جو کہا ہوا سے کر دکھائی گئے
انسان کیا وہ جبکہ نہ بات کا خیال

ردیف

| | |
|-------------------------------------|---------------------------------------|
| دیا قیہون کو تم نے پیام نام بنام | مری طرف سے ہی پہنچے سلام نام بنام |
| مری شکایت تحریر و جہر شک ہوئی | کہ اب وہ لکھتے ہیں دفتر نام نام بنام |
| سلیقہ دیکھئے اسوقت دوست دشمن کا | سپردہ ہو جو کوئی انتظام نام بنام |
| اگر ٹہتی ہر جہلی تو ابر و تاب ہے | علامہ ایک کو ہر ایک کام نام بنام |
| یہہ کسکے قتل کی شادی منائی جاتی ہے | کہ رقصہ بٹنے کا ہوا مہنام نام بنام |
| ستم سید و نمین لکھے گھر میں و زائر | تمہارے چاہنے والے تمام نام بنام |
| تمہاری چال کو طاؤس و کبک کیا پہنچیں | جدا جدا ہوا دوائے خرام نام بنام |
| بچاے جان خدا اہل مہر و الفت کی | وہ کوستہ ہیں انہیں صبح و شام نام بنام |
| خدا کرے مرے آگے نہ آئے نام قریب | پکارے جائیں گے روز قیام نام بنام |
| کیا ہر اکو جس جس نے بے وفا مشہو | جو حکم ہو تو بتا دے غلام نام بنام |

گئے ہیں داغ وہاں چپکے دیکھتے کیا ہو

گئے گھر ہیں جہان خاص و عام نام بنام

کیا برون کی جان کو رو تے ہیں ہم
خنجر سفاک کو دہونے ہیں ہم
جاگتے ہیں کچھ تو کچھ سوتے ہیں ہم
وہ ہی پہل پاتے ہیں جو بوتے ہیں ہم
بات اپنی جان سے دہوتے ہیں ہم
حضرت آہم ہی کے پوتے ہیں ہم
عشق میں پتھر نہیں ڈھوتے ہیں ہم
اب تو چادر تا نکر سوتے ہیں ہم

ریشک سے غیر دن کے جی کہوتے ہیں ہم
گر یہ کچھ بچا دم بھل نہیں
بجودانہ اپنی ہشیاری ہی
حاصل اعمال میں خلد سہتر
بات منہ انکا دہلایا غیر نے
اپنے گہر پہنے دے کیونکر جروش
جان کنی اپنا ہر کام اس کو کہ کن
دیکھ لینگے فتنہ محشر کو ہی

داغ ہر کو میسر در عشق

رہنچ ہوتا ہر تو خوش ہوتے ہیں ہم

کسی کے دل کی حقیقت کیسکو کیا معلوم
مگر نوشتہ قیمت کیسکو کیا معلوم
حیا میں ہر جو شرارت کیسکو کیا معلوم
پسی ہوئی ہر قیامت کیسکو کیا معلوم
کہاں ہر دوزخ و جنت کیسکو کیا معلوم

ابھی ہماری محبت کیسکو کیا معلوم
یقین تو یہ ہر وہ خط کا جواب کہیں گے
نظارہ انکو حیا دار لوگ سمجھے ہیں
قدم قدم پہ تمہارے ہمارے دل کی طرح
یہ رہنچ و عیش ہوئے ہجر و وصل میں محکوم

| | |
|---|---|
| <p>اس آئینہ کی نزاکت کیلئے معلوم انہیں ہر جہہ سے عداوت کیلئے معلوم اٹھائی ہر جو مصیبت کیلئے معلوم اٹھائیں گے وہ قیامت کیلئے معلوم</p> | <p>جسخت بات سے دل تو ٹوٹ جاتا ہر کیا کریں وہ سنانے کو پیار کی باتیں خدا کو نہ پہننے دام عشق میں کوئی ابھی تو فتنے ہی برپا کئے ہیں عالم میں</p> |
| <p>جناب داغ کے مشرب کو ہم سے پوچھو چمپے ہوئے ہیں یہ حضرت کیلئے معلوم</p> | |
| <h2 style="text-align: center;">اردیفِ نون</h2> | |
| <p>رات دن ہجر ہائے جگر کرتے ہیں گدگدائی میں حسنین کے مگر کرتے ہیں دیکھتے ہیں وہ ادھر بات ادھر کرتے ہیں نہ کہا یہ کہ ٹھہر جاؤ خبر کرتے ہیں کیا فرشتوں کا برا حال بشر کرتے ہیں دیکھتے دیکھتے آپ آگہو نہیں گھر کرتے ہیں غور سے جب کسی جانب وہ نظر کرتے ہیں وہ اشارہ طرف راہ گزر کرتے ہیں ہوش اڑتے ہیں جدہ کو وہ نظر کرتے ہیں</p> | <p>آپ جنکو ہدف تیر نظر کرتے ہیں اور کیا داغ کے اشعار اثر کرتے ہیں غیر کے سامنے یوں ہوتے ہیں شکوے مجھے دیکھ کر دور سے دربان نے مجھے لکھارا تہک گھر نامہ اعمال کو لکبتے لکبتے ابھی غیر وں اشاروں میں ہوئی ہیں باتیں در دیوار سے بھی شک مجھے آتا ہر افسے پوچھ جو کوئی خاک میں ملے کہاں ایک تونشہ محراب سپہ شیلی آنکھیں</p> |

| | |
|--|---|
| <p>یہ بھی کجخت کسی وقت ضرر کرتے ہیں کھینچ کر اور بھی پتلی وہ مگر کرتے ہیں</p> | <p>عشق میں صبر و تحمل ہی کیا کرتے ہم غیر کے قل پہ باندھیں یہ بہانہ ہے فقط</p> |
| <p>حضرت داغ کو دلی کی ہوا خوب لگی رات دن عیش ہر جھٹوں میں بسر کرتے ہیں</p> | |
| <p>باعث ترک ملاقات بتاتے ہیں نہیں پر یہ احسان کہ ہم چھوڑ جاتے ہیں نہیں نشہ مگر بھی نہیں نیند کی مانتے ہیں نہیں نہیں سنتے تو ہم ایسے کو سنا تے ہیں نہیں صاف چھپتے ہیں نہیں سنا آتے ہیں نہیں تجسسے نازک مری نظر زمین سماتے ہیں نہیں کون بیٹھا ہر اسے لوگ اٹھاتے ہیں نہیں خبر کو مطلب نہیں رہتا وہ سناتے ہیں نہیں</p> | <p>عذرا نے میں ہی ہر اور بلاتے ہیں نہیں منتظر ہیں دمِ نصرت کہ یہ ہر جا تو جائیں سُٹھاؤ تو سہی انگہ ملاؤ تو سہی کیا کہا پر تو کہو ہم نہیں سنتے تیری خوب پردہ ہر کہ چلن سے لگے بیٹھے ہیں مجھے لاغر تری انگہ نہیں کھینکتے تو ہے دیکھتے ہی مجھے محفل میں یہ ارشاد ہوا ہو چکا قطع تعلق تو جفا میں کیوں ہوں</p> |
| <p>زیستے تنگ ہوا داغ تو کیوں جیتے جان پیاری ہی نہیں جان سے جاتے ہیں نہیں</p> | |
| <p>در و در ہجائیگا کہیں نہ کہیں جی بہل حب یگاہ کہیں کہیں آسمان پر بھی ہوز میں نہ کہیں</p> | <p>چوٹ کہا نا دلِ حنین نہ کہیں کیا ملے گا کوئی حسین نہ کہیں ہر کہ ورت بہری ہوئی آہیں</p> |

حال پہلو بچا کے کھایا ہے
 یہ تو کہیئے کہ رات کی باتیں
 جن کو حورین بیان کرتے ہیں
 مجھ کو گریان اٹھانہ محفل سے
 کیون کہیں تجھ سے آرزو میں ہم
 لا اُسے جذب شوق تہم تہم کر
 نہ کرو امتحان مہر و وفا
 موت اُسی آستان پہ آجائے
 آپ کی گفتگو کا کیا کہنا
 غیر دیتا ہوں کیون مجھے ساغر
 حبر میں ہر خیال اسکا ہی
 قتل جسکا تمہیں ہر مد نظر
 وہ رکاوٹ اسے ہی سمجھیں گے
 دم بخشش بھی یوں ترے لئے ہے
 رشک یہ بھی ہر صبر پر میرے
 تیرے عاشق ہیں کافرو دیندا

تار جائے وہ نکتہ چین نہ کہیں
 آپ نے غیر سے کہیں نہ کہیں
 خلد میں ہوں ہی حسین نہ کہیں
 بیٹھ جائے ابھی زمین کہیں
 فائدہ کیا کہیں کہیں نہ کہیں
 گر پڑے شوخ نازنین کہیں
 آئے اس جھوٹ پر یقین نہ کہیں
 صرف سجدہ ہو پر جہیں کہیں
 چار باتیں ہی دلنشین نہ کہیں
 سانپ ہو زیر آستین کہیں
 کٹمٹا جائے ہمنشین نہ کہیں
 وہ گنہگار ہوں ہمیں کہیں
 دم رُکے وقت واپسین نہ کہیں
 نکلے بیاختہ نہیں نہ کہیں
 غیر کہہ بیٹھیں آفرین نہ کہیں
 ایک ہو جائے کفر و دین نہ کہیں

داغ پرتاک جہانک کرتے ہیں

| | | |
|---|--|--|
| | اَب گہرے اب پہننے کہیں نہ کہیں | |
| <p>وصل سے خاک کامیاب ہوں میں مجھ میں یہ عیب بے حجاب میں اپنے قاصد کے ہمر کا بھون میں رہبر و راہِ ناصواب ہوں میں کیون گرفتار پیچ و تاب میں مفت آلودہ شراب ہوں میں</p> | | <p>اعرف ملک موز و عتاب ہوں میں تم میں یہ وصف ہو کہ ہو بیلغ دیکھے خط کون انتظار کرے جب ملا رحمتاً تو یہ حسانا کیون کسی زلف کی بلا میں پہنوں کیون کسی چشمِ مست کو دیکھوں</p> |
| | <p>داغ کیا خوفِ صرصرِ عصیان خاک پائے اُبوتراب ہوں میں</p> | |
| <p>مگر اتنا ہی سمجھ لو کہ وفادار تو ہوں خیر اچھا نہ سہی آپ کا بیمار تو ہوں بات کا ہوش کسے ہوا ہی ہشیار تو ہوں عاشقِ زار تو ہوں رندِ قمعِ خوار تو ہوں میں تماشائیِ اندازِ خریدار تو ہوں کوئی دن اور بھی رسوا سرباز تو ہوں تابعِ حکمِ جفا کار و ستم کار تو ہوں بزمِ مینِ گلِ نہی میں نسبی خار تو ہوں</p> | | <p>میں نے چاہا جو تمہیں اسکا گہکار تو ہوں عمر ہر آپ نے مجھ کو کہی اچھا نہ کہا یا خدا پرشِ اعمال کا دیتا ہوں جو آ موز و معشوق سے انکار نہیں اعز زاہد گو میرے پاس نہیں غیرِ متاعِ کاسد ابھی کیا جانے کوئی مجھ کو تمہارا شیدا گو مرنی وضع نہیں یہ کہ ملوں غیر سے کیا گدہ رجائے تجھے رات یوں نہیں بے کشتک</p> |

آب نظارہ انوار تجلی سہی / میری محبت ہو کہ میں طالبِ دیدار تو ہوں

داغ مرنے نہیں دیتا مجھے رشکِ انیا

ورنہ مرا خونِ ابھی جان سے سبزار تو ہوں

جسے کچھ نہیں سکتا وہ دُعا کرتے ہیں
بہت اصرار کے ہنگامے ہوا کرتے ہیں
نہ خفا ہوتے ہیں ایسے نہ خفا کرتے ہیں
ہم جدا کرتے ہیں شکوے وہ جدا کرتے ہیں
مٹھنے سے اتنا ہی نکلتا ہر دُعا کرتے ہیں
نہ کیا تم نے گلا اسکا گلا کرتے ہیں
کون ہو کس سے ملاقات ہی کیا کرتے ہیں
گہری میں بیٹھے ہوئے حکم کیا کرتے ہیں
وہ طرفداری ارباب و فاکر کرتے ہیں
یہ خطا دار تو بندے کی خطا کرتے ہیں
ہم تو اچھون کے لئے روز دُعا کرتے ہیں
آپ ہی خال اڑا لے میں یہ کیا کرتے ہیں
انہیں ہاتھوں سے وہ انگشت نکالتے ہیں
وہ تو ہر بات میں اپنا ہی کہا کرتے ہیں

ہم تو فریاد و فغان آہ و بکا کرتے ہیں
خوفِ محشر سے وہ کب ترک جفا کرتے ہیں
خوب خوش باش گذرا ہل صفا کرتے ہیں
ایک انداز سخن طرزِ شکایت ٹھہری
پوچھتا ہر جو مزاج اپنا کوئی فرقت میں
کچھ تعلق تو رہے شکوہِ بیجا ہی سہی
یا الہی مرے دربان سے وہ پوچھے اگر
بات سے قتل نہ وہ پانوں سے پامال کریں
ہم حسنین کی جو تعریف کریں کیا ضد ہے
پر شریں اور محشر سے ڈریں کیوں شمع
تنگو بیارِ محبت سے ہی عار آتی ہے
اپنے کو پے میں نہ کیجے مری مٹی برباد
دستِ مرگان کا اشارہ ہو کہ رسوا کیجے
اب یہی ضد ہو کہ ہم قتل کریں گے تم کو

| | |
|--|--|
| <p>مفت کے قصہ ہی وہ مول لیا کرتے ہیں دیکھئے آپ مرے اسطے کیا کرتے ہیں آپ جسطرحے میان وفا کرتے ہیں اک تماشے کے لئے چھڑ دیا کرتے ہیں لو مبارک ہو کہ اب عہد وفا کرتے ہیں</p> | <p>انگو پر وانہیں کیوں دل کے خرم دین آپ کے عشق میں جو جھکونہ کرنا تھا کیا صبر کرنے کا ہمارے ہی ہی ہر اند پسح کہا تذکرہ غیر سے کیا حاصل ہر جان بلب جان کے مجھ کو یہ پیام آیا ہر</p> |
|--|--|

داغ کار شک سنا غیر سے اُسے تو کہا
 اُنکی تقدیر میں جلتا ہر جہلا کرتے ہیں

| | |
|---|---|
| <p>یہ راز کہہ کے اُس بت کا فر سے کیا کہیں محشر کا حال مستہ محشر سے کیا کہیں یہ مانتا نہیں دل مضطر سے کیا کہیں کہتے ہیں پھر کہ داور محشر سے کیا کہیں ساقی کے توڑ جوڑ کو ساغر سے کیا کہیں یہ داستان کم نہیں دفتر سے کیا کہیں ہم چپکے چپکے ہی دل مضطر سے کیا کہیں چلتی نہیں زبان تر سے ڈر سے کیا کہیں مجبور ہو گئے ہیں مقدر سے کیا کہیں دیوار و در سے چرخ سے اختر سے کیا کہیں</p> | <p>ہم دل کی بات داور محشر سے کیا کہیں آشوب حشر اُس بُت خود سے کیا کہیں گواہی ضد کے ایک ہوتم مان جاو گے بنتی نہیں ہر بات مصیبت کئے نسبیر ہر میکہ دین قفل مینا کی یہ صفا سمجھے ہوتم کہ غیر کے شکوے میں ایک دلبر اشارہ غم ہر دشمن گناہ باز لب تک اُمتد اُمتد کے آتی ہیں حسین تم اور کان رکھ کے سنو بات غیر کی دل کا فسانہ کس سے کہیں اے شرفیق</p> |
|---|---|

| | |
|---|--|
| کوئی کرے سوال تو کچھ دیجئے جواب سنائے وقتِ رُوح یہ کہ اپنی کیسی یہ ہم کو ناگوار ہے وہ اُس کو ناگوار کہتے ہیں وہ کہو تو سہی دل کا حال کچھ دل میں ہمارے ایک چوڑیہ گئی ہے بت ماوان رہنمائے رہ شوق ہو گیا ہوئی صفا ہے دل تو بنا تا نہ آئینہ | بت بگئے جب آپ تو پھر سے کیا کہیں قاتل سے کہہ ہی سکتے ہیں خجڑ سے کیا کہیں دلبر سے کیا سنیں دل مضطر سے کیا کہیں حیران ہم کہڑے ہیں گھڑی بھر سے کیا کہیں پیکان سے بڑکے تیز بے نشتر سے کیا کہیں منزل میں جو بلا ہے وہ رہبر سے کیا کہیں جو ہراس آئے کے سکندر سے کیا کہیں |
|---|--|

بے وجہ ان تہوں کی خموشی نہیں ہے داغ
کیا جانے کل یہ داؤرِ محشر سے کیا کہیں

| | |
|--|--|
| مجھے دل کی ایذا سے رنج نہیں بہت دور ایسی قیامت نہیں غم دو جہان ہی ہے کافی مجھے نظر کھائے جاتی ہے عشاق کی بڑی کشمکش میں ہے عہد وفا اٹھا کر مری نعش اُسے کہا یہاں نصفی حشر پر منحصر سناہجرت میں دل شک سخت | پراقی مصیبت سے فرصت نہیں گمراہ کو وعدے کی عادت نہیں گمراہی کو قناعت نہیں حسینوں کو دیا میں رنج نہیں کہہ ہی ہے کہہ ہی اُنکی نیت نہیں کوئی اس سے بڑکے بیت نہیں وہاں فیصلے کی ضرورت نہیں کچھ اپنوں کو اپنوں سے الفت نہیں |
|--|--|

| | |
|---|--|
| <p> یہ دل بے ہجرت یہاں ہے مزاں آپکا ہے مزاں آج کل تری آرزو جگو ہے اُگو ہے بظاہر اُٹھانا مجھے بزم سے ہوا تو بے سے میں جان بلب قیامت ہو یا دل ہو یا موت ہو وہاں نامہ برنے یہ اگر جواب زمین میں گڑا شرم عصیان سے میں </p> | <p> میری جان حاضری میں حجت نہیں پڑائی طبیعت طبیعت نہیں خدا کی قسم ہما جُست نہیں اشارے سے کہنا اجازت نہیں عداوت ہے یہ ترک عادت نہیں کوئی انہیں رکنے کی آفت نہیں انہیں بات کرنے کی فرصت نہیں نجانو کہ محشر میں تیربت نہیں </p> |
| <p> انہیں تجھ سے نفرت ہے الفت نہیں وہاں خود نمائی سے فرصت نہیں یہ اقرار ہے کوئی منت نہیں محبت ہے کوئی کرامت نہیں کہ یہ آفتاب قیامت نہیں یہ رونما ہے بارانِ رحمت نہیں یہ ہیں زہر کے گہوٹ شربت نہیں حقیقت میں کچھ ہی حقیقت نہیں </p> | <p> لباؤں سے سینے اسے یاد رکھ وہاں بے نیازی ہے ہر شان میں وہ کیوں وعدہ وصل پوکرین وہ کیوں جذبِ دل سے ہوں اندیشہ مند وہ کیوں سوزِ داغ جگر سے ڈرین وہ کیوں چشمِ پر خون کی دیکھیں بہار وہ کیوں سکے پی جائیں غیروں کی بات وہ کیوں عشقِ ظاہر کو باؤں کرین </p> |

| | |
|-------------------------------------|------------------------------|
| وہ کیوں جوشِ مشتاق پر رحم کہتا ہیں | حد و کے مرض کی یہ شدت نہیں |
| وہ کیوں دیکھیں صورت اٹھا کر نگاہ | یہ کیا بارِ ناز و نزاکت نہیں |
| وہ کیوں مول لین جس دل کیا غرض | کہ اس شے کی اُنکو ضرورت نہیں |
| وہ کیوں شکوہ رنجِ فرقت سُنین | سکایت ہے یہ کچھ حکایت نہیں |
| وہ کیوں مکر نہ دین جہڑ کیا ن گالیان | کہ عاشقِ مزاجوں کی عزت نہیں |

| | | |
|----------------------------|-----------------------------|---------------------------|
| صلی علیہ السلام و آلہ وسلم | و یا دل نے مایوس ہو کر جواب | یہ علیہ السلام و آلہ وسلم |
| نہیں داغ | اب کوئی حسرت نہیں | |

| | |
|--------------------------------|--------------------------------|
| مظہر نور دینِ معین الدینؒ | آفتابِ زمینِ معین الدینؒ |
| خواجه خواجگانِ ہندستان | بے گمانِ بالیقینِ معین الدینؒ |
| سہروردی انبیاء و رسول اللہ | حائےِ مسلمینِ معین الدینؒ |
| مین ترے آستان کا خاکِ نشین | تو میرا دلِ نشینِ معین الدینؒ |
| آلہ و آلہ و آلہ و آلہ تیرے ہوا | کوئی سیرا نہیںِ معین الدینؒ |
| وہ جہان ہے وہیں ہے دل میرا | اور یہ آستینِ معین الدینؒ |
| | میں جہان ہوں وہیںِ معین الدینؒ |

| | |
|---------------------------|--|
| داغ تیرا ہی دم بہرے جائے | |
| تا دم واپسینِ معین الدینؒ | |

| | |
|------------------------------------|--|
| جو کدلی ہو تو ہوا بات کا یقین یقین | کہ ہائے مان ہے کمر مہربان نہیں سے نہیں |
|------------------------------------|--|

| | |
|---|---|
| تیری گلی کے مقابل جولائیں حبیب کو علاج اور نہیں کوئی خوش نصیبی کا ہمارے دل چیت کا نقش کندہ ہے تمہارے سامنے یہ آئینے کی صورت ہے وہ کیوں بلائیں مجھے اپنی بزمِ عشرتین صافے دل ہو تو بوجہ ار کیوں تفریر دُورِ ضم سے گیا مُنہ اُٹھائے کچھ کو پڑا ہے تفرقہ کیا دل میں اور دہریں نشانہ دل کو بناتے ہی لی جگر کی خبر | سکان مکان سے کہے روکشی مکین سے مکین نصیب ہو تو ملوں غیر کی جبین جسے یلا سکے نہ سلیمان ہی اس نگین سے نگین کہ جسطرح سے کہے لاگ جرسین جسے غرض کہے جو کوئی منف ہو خیرین سے خیرین یہ باتیں آپ کی ہمنے چاں جنین جسے اڑا کے لگتی حُثت مجھے کہیں سے کہیں ہزاروں کوس ہو کر بو بہت قرین سے قرین گنہ کے تیر کو چلنا پڑا یہیں سے یہیں |
|---|---|

غزل میں داغ کی ضمن ہیں خاکساری کے

نہیں ہے پست این اشعار کی زمین سے زمین

| | |
|--|---|
| اڑا ائی خاک تیری جستجو میں ہر کہیں برسوں نہ آیا ہے نہ اُنکے دُعا کی بھت میں برسوں بُرا بوجہ دل کا اُسے کیوں کہیں پہنچ لایا تھا کسی چرخ میں جب ہم اچھی صُوت دیکھ لیتے ہیں نہ اُنکو نکا اجارہ ہے نہ دل کا زور ہے ہوا ہے جان کا خولان کوئی اب نہ نہیں سکتی | پہری ہے آسمان بکھرے سپر زمین برسوں یونہی ہے آجکل سپون گرتے نہیں برسوں کہ اُنکو ہنسے جاتے ہمنے پائے ناز میں برسوں لگی رہتی ہے اپنے دم قدم سے وہ میں برسوں وہ خود بخار میں نہیں کہیں ہم کہیں برسوں رہے تیری مات کے ابھی ہم میں برسوں |
|--|---|

| | |
|---|---|
| <p>کشی شید و کسپاؤن پر کہا تھا سر اکین تہہ مشیر قاتل اس خوشی سے جان دہی متھکا نہیں تھا تو ہی تھا وہ یوفا آغوش دشمنین جنوں کو بھی تو میسا مان نہیں دیکھا گیا ہے یہیں ہنا یہیں سہنا یہیں مانا یہیں ہرنا کسی ناک بدن کی ایک دن خوشبو جو سونگھی تھی</p> | <p>مثال اچھی سا تہہ قیمت کے جین برٹون لب دشمن سے ہی نکلی صد آفرین برسوں کہ میری بدگمانی نے اُسے رکھا دین برسوں رہی ہر دم حشمت میں ہماری آستین برسوں یہی ہے ہی سرور گزرا سینگے یہیں برسوں اسی حسرت میں سونگھا جسے عطر نازنین برسوں</p> |
| <p>مرے آنسو گدڑ کیوں نکلیں دیدہ ترستے ترپتے جسے دیکھا اس دل میتا ب کو دم صفائی اسکو کہتے میں اسی پر ناز ہے تنکو مجھے رکھا ہے ایسا زندہ در گواہ کسی فرقے</p> | <p>کہ آنکھوں میں پہری ہے آگ چو کی زمین برسوں رہا ہر ہول دل میں مبتلا وہ ہمیشہ برسوں کہ درت بیٹھہ کر دل سے نکلتی ہی نہیں برسوں زمین پر یوں رہا گویا رہا زیر زمین برسوں</p> |
| <p>خدا کی شان اب تم داغ کی موت سے جلتے ہو وہی دلسوز ہے جو رہ چکا ہے دل نشین برسوں</p> | <p>حال دل تجھے دل آزار کہوں یا نکہوں نام ظالم کا جب آتا ہے بگڑ جاتے ہو آخر انسان ہوں میں صبر و تحمل کب تک بات کیوں کہتے ہو نہ ہر دمے مطلب کیا ہے تم سنو یا نہ سنو اس سے تو کچھ بحث نہیں</p> |
| <p>خوف ہر مانع اظہار کہوں یا نہ کہوں آسمان کو بھی ستم گار کہوں یا نکہوں سیکڑوں منٹکے ہی دو چار کہوں یا نکہوں باعث رنج و تکرار کہوں یا نکہوں جو ہے کہنا مجھے سو بار کہو... مانکین</p> | <p>حال دل تجھے دل آزار کہوں یا نکہوں نام ظالم کا جب آتا ہے بگڑ جاتے ہو آخر انسان ہوں میں صبر و تحمل کب تک بات کیوں کہتے ہو نہ ہر دمے مطلب کیا ہے تم سنو یا نہ سنو اس سے تو کچھ بحث نہیں</p> |

| | |
|--|---|
| یہی کہنا تو ہے دشوار کہوں یا نکہوں جھکو کیا حکم ہر سرکار کہوں یا نکہوں دل سے ہی عشق کے اسرار کہوں یا نکہوں ہیں مرے کان گتھکار کہوں یا نکہوں سب کہے دیتے ہیں آثار کہوں یا نکہوں | مجھ سے قاصد نے کہا جسکے زبانی پیغام کہہ چکے غیر تو فسانے سب اپنے اپنے فکر ہی سوچ ہی تسویش ہو کیا کیا کچھ نہ آپ کا حال جو غیروں نے کہا ہے مجھ سے نہیں چہیتی نہیں چہیتی نہیں چہیتی الفت |
|--|---|

داع ہر نام مرا برق طبیعت میری
اگر م اس طرح کے اشعار کہوں یا نکہوں

| | |
|--|---|
| میں میں پستی میں ہوں تو آسمان فست میں ہوں غم میں بناتم میں جن حیرت میں جن حسرت میں ہوں زندگی میری جہی تک ہر کہ میں غفلت میں ہوں میں تو یا اللہ تیرے قبضہ قدرت میں ہوں اور میں کجخت بچو و شوق کی حالت میں ہوں چہڑیا یہ نہ کہراؤ سوقت جب فرصت میں ہوں ایکا بندہ ہوں جب تک آپ کی خدمت میں ہوں میں غیر زابل حشت ادنیٰ نسبت میں ہوں اب ترپنے کی نہی طاق تبریٰ احت میں ہوں اب اگر چہا ہی ہوں میں تریٰ میں ہوں | مقتضا وقت کا پابند ہر حالت میں ہوں ایک میں دل کے ہونے سے ہزار آفت میں ہوں ہوش جب آیا تو یہ جان فقیامت آگئی کیوں ہوا جاتا ہو دل پرانہ توں کا اختیار جلوہ دیدار کو ہر خود غمانی سے غرض پند گو تیری سنون کیا اس ہجوم شوق میں ہیں مانیہ میں ہزاروں چاہنے والے کے ہر خار و انگیر ہیں اہل وطن سے ہی ہوا وجہ تسکین ہو گیا فرقت میں آخر مضطرب ارہ گرا سہ نگہی سے موت بہتر ہو گئے |
|--|---|

شاہ میرا قد روانِ احباب میرے مہربان
میں دکن میں جیت ہوں داغِ اکِ جنتِ ہون

اُنکے پیچھے پڑیں پلائیں کیوں
اُسکی جھوٹی سچے پلائیں کیوں
ہم بڑا کر تجھے گھٹائیں کیوں
پہر کسکو وہ آزمائیں کیوں
میرے مرنے کا غم وہ کہائیں کیوں
دیکھے اچھی بُری ہوائیں کیوں
اگ پانی میں ہم لگائیں کیوں
بر چھپان بگنیں ادائیں کیوں
آپ ایوں کو منہ لگائیں کیوں

زلفین رخسار پر نہ آئیں کیوں
غیر باتوں میں زبیر اگلتا ہر
اپنی عادت نہیں پیدا غمِ عشق
بدگمان ہوں جب امتحان کے بعد
جھوٹی قسمیں بہت ہیں کہانیکو
مست و بچو و رہے زمانے میں
مے اگر تیرے تو امر ساقی
جب تڑپتا ہوں کوئی کہتے ہیں
آج غیروں کے شکوے ہوتے ہیں

جان پر کیا بنی کہو تو سہی

داغِ یور و دہن صدائیں کیوں

لچھا اشارے سے سر دیوار ہوا کرتے ہیں
دیکھ کر جنس خریدار ہوا کرتے ہیں
کہیں معشوق گرفتار ہوا کرتے ہیں
روز و دو چار کے اظہار ہوا کرتے ہیں

دُور ہی دُور سے اقرار ہوا کرتے ہیں
مٹ گئے ہم تو فقط نام ہی اُسکا سکر
دو دو دل سلسلہ عشق بنا ہی تو کیا
آپ کی بزمِ محبت کی عدالتِ ظہیری

| | |
|---|---|
| <p>وہ مائیں گے مری میں یہ مانو گناہی بادہ کش معصیت شب سے بری خوب ہو کوئی سنتا ہی ہو یہ نپند نصیحت ناصح بوسہ دیدیجئے لعل نمکین کا بھجھکو میں بُرا اور طبیعت مری اچھی کیا ہو بہا گئے ہی نظر آتے ہیں تری اکھوں سے چشم بیمار کے دیکھے سے ہو فی صیحت تیغ بہاری ہو وہ نازک ہیں مری عمر در حسبِ عدت یونہیں انکا رہوا کرتے ہیں کچھ یونہیں جھکو ہشیار ہوا کرتے ہیں آپ کیوں کیکے گنہگار ہوا کرتے ہیں جان نثار ایسے نمکخوار ہوا کرتے ہیں منتخب کیوں مرے اشعار ہوا کرتے ہیں لڑنے مرنے کو جو تیار ہوا کرتے ہیں جو میں اچھے وہی بیمار ہوا کرتے ہیں مشورے قتل کے برابر ہوا کرتے ہیں</p> | |
| <p>داغ نے خطِ غلامی جو دیا نہ مایا ایسے ہی لوگ وفا دار ہوا کرتے ہیں</p> | |
| <p>آئینہ رکھدے کاش کوئی انکی راہ میں میری نگاہ میں نہ تہا رہی نگاہ میں ہوتا ہوں میں شریک پرائے گناہ میں نقش قدم ہی دوڑتے پہرتے ہیں ماہ میں عاشق کو دل لگی کا مزا کیا نباہ میں سارے ہی قافلہ کو ڈبونا تھا چاہ میں ہونی ہر روشنی مرے بختِ سیاہ میں</p> | <p>دیکھیں تو کیسے فتنہ میں نہی نگاہ میں دیکھو پڑا ہو دلِ گم گشتہ راہ میں اُمید وار رحمتِ باری ہوں اسقدر کس فتنہ گر کی چال نے پتلا کر دیا وہ شوقِ وصلِ مزنگ نکات ہی مٹ گیا یوسف غلام بنکے بکے جاے ننگ ہر تقدیر کو جب اگ لگا تا ہر سوزِ عشق</p> |

کانٹے پھارے آپ نے دشمن کی اہ میں
 دیکھو تمہاری آنکھیں میری نگاہ میں
 جرات جواب کی نہیں رہتی گواہ میں
 آنا ہو جسکو آئے ہماری پس میں
 اک پانوں تکدہ میں تو اک خانقاہ میں
 اب گفتگو رہی مری انکی بناؤ میں
 تم خود ہی بیٹھ جاؤ دل داؤ خواہ میں
 کیا آگیا ہر فرق ہماری نگاہ میں
 ہلچل ٹپری ہوئی ہر عجب خانقاہ میں
 اک بوند بھی لہو کی نہیں قتل گاہ میں

پہنکے جو کاٹ کر کسی لاغور کے ہات پانوں
 ہوتی ہر دیکھنے کے لئے آنکھ میں نگاہ
 کرتے ہیں یوں بڑکے مرے باب میں لال
 محشر میں کس طرف سے پہ آنے لگی صدا
 دل ہی کہیں جسے تو ہمارا قدم جسے
 جو پیچ پڑ گئے تھے وہ سارے بھل گئے
 ہنگام شکوہ خوف بٹھانے سے فائدہ
 ہم دوسرے کو دیکھ نہیں سکتے انکے پاس
 بحالی گری کہ آہ پڑی بادہ خاکی
 کیا سب کا خون گردن قاتل ہی پڑا

کیون داغ دہلوی کی زبان مستند ہو
 پیدا کیا خدا نے اسے تحنگاہ میں

فقہ حشر کے آثار ہوئے ہیں کہ نہیں
 دیکھتے قابل انکار ہوئے ہیں کہ نہیں
 کہی پہلے ہی بیہ کزار ہوئے ہیں کہ نہیں
 ان گواہوں کے ہی اظہار ہوئے ہیں کہ نہیں
 نیلگوں چاند سے رخسار ہوئے ہیں کہ نہیں

خواب راحت وہ بیدار ہوئے ہیں کہ نہیں
 ہم سے جب وعدہ کیا تھا وہ بہت کم رہے
 اب ہر غم فاض عشق و محبت کی دوا
 شاہد حال ترے دید و دل میں میرے
 بوسہ غیر نے کیا دلخاکا گئے دیکھو

| | |
|--|---|
| <p>تیرے جلوہ نے دو رنگی سے کیا ہر رنگ گہرے نکلیں کبھی پوچھ نہ لین ہر جہنگ وعدہ مہر و وفا بہ تو ہر معمولی بات اب جو تو جھکو پہناتا ہر بنا اصریت بادۂ عشق میں سرشار جو ہیں اے واعظ آہ لب پر مرے آئی تو قیامت آئی میریں آنکھوں سے ذرا جا پھینچے اپنی قیمت</p> | <p>متفق کا فرو دیندار ہوئے ہیں کہ نہیں جمع دس میں خریدار ہوئے ہیں کہ نہیں ہم سے کچھ اور بھی اقرار ہوئے ہیں کہ نہیں کچھ رہا اگلے گرفتار ہوئے ہیں کہ نہیں ایسے میخوار گنہگار ہوئے ہیں کہ نہیں وہ بھی ہمشیا خبردار ہوئے ہیں کہ نہیں آپ ہی اپنے خریدار ہوئے ہیں کہ نہیں</p> |
|--|---|

داغ اس فکر میں دن رات گہلا جاتا ہے
مجھ سے راضی مرے سرکار ہوئے ہیں کہ نہیں

| | |
|---|--|
| <p>چہین کر دل بت خود کام لئے جاتے ہیں نظر آتا ہوں نہ اُس نرم سے اُٹھ سکتا ہوں مر گیا کون شب وصل کی امید میں آج گرچہ دیتے ہیں زبان سے وہ شکایت کا جوا نامہ بڑا یک بھی سچا نہیں دیکھا ہٹنے شکوہ مہر و وفا کس نے کہا کس سے سنا جب تصور میں کوئی پردہ نشین ہوتا ہر عشق کرتا ہر مرے دل کی صفائی کیا کیا</p> | <p>لوٹ کر راحت و آرام لئے جاتے ہیں نا توانی سے بڑے کام لئے جاتے ہیں کس کا تابوت سرشام لئے جاتے ہیں دل میں کیا کیا دم الزام لئے جاتے ہیں سیکڑوں مفت کے انعام لئے جاتے ہیں پہرہ ہی آپ مرا نام لئے جاتے ہیں دل سے آنکھوں کے بہت کام لئے جاتے ہیں ایسے مہمان سے بھی کم لئے جاتے ہیں</p> |
|---|--|

| | |
|--|---|
| <p>ہر کہیں مال کہیں نام لئے جاتے ہیں اپنا ہم آپ ہی پیغام لئے جاتے ہیں خود وہ الزام پر الزام لئے جاتے ہیں کہ چھپائے ہوئے وہ جام لئے جاتے ہیں</p> | <p>مول جنت کا ہوا نقد عبادت زاهد دل نے جو ہم سے کہا ہر وہ ادا کرنا ہر کیا مزا ہر کہ شکایت میں مزا آتا ہے میکش و حضرت زاہد کی تلاشی لینا</p> |
| <p>پہلے تو ایسے دفت دار کو آزاد کیا مول اب داغ کے ہمنام لئے جاتے ہیں</p> | |
| <p>وہ تو دم دیکے جان لیتے ہیں مول میرا مکان لیتے ہیں جاننے والے جان لیتے ہیں نامہ برسے زبان لیتے ہیں سا توان آسمان لیتے ہیں نوک کی نو جوان لیتے ہیں کس محبت سے جان لیتے ہیں اک مرے مہربان لیتے ہیں اسمیں تیری زبان لیتے ہیں دور سے پاس بان لیتے ہیں ٹھیکیاں نا توان لیتے ہیں</p> | <p>صاف کب امتحان لیتے ہیں ✓ یوں ہر منظور خانہ ویرانی ✓ تم تغافل کرو رقیبوں سے پہر نہ آنا اگر کوئی بھیجے اب بھی گر پڑ کے ضعف سے نالے ✓ تیرے خنجر سے ہی تو ام قاتل اپنے بسمل کا سر ہر زانو پر ✓ یہ سنا ہر مرے لئے تلوار یہ نہ کہہ جسے تیرے ٹھہرین خاک کون جاتا ہر اُس گلی میں جسے منزل شوق طر نہیں ہوتی ✓</p> |

| | |
|--|---|
| <p>دل میں جو کچھ وہ ٹہان لیتے ہیں یہ سچ میں مجھ کو سان لیتے ہیں دوست کی دوست مان لیتے ہیں آئے امتحان لیتے ہیں</p> | <p>کر گزرتے ہیں جو بُری کہ جلی وہ جھگڑتے ہیں جب رقیبوں سے خند ہر اک بات میں نہیں اچھی مستعد ہو کے یہ کہو تو سہی</p> |
| <p style="text-align: center;">داغ بھی ہر عجیب سحر بیان بات جلی وہ مان لیتے ہیں</p> | |
| <p>مجھ بگینا پر یہ ستم جسکی حق نہیں بخاؤ تم گواہ تو اسکی سند نہیں اللہ کی مدد سے زیادہ مدد نہیں تو اس صنمکدہ میں صنم ہر صمد نہیں گردش زدوں کو لذتِ عمر آبد نہیں یہ حرف ہمزہ وہ ہر کہ جسکا عد نہیں وہ بانگین وہ چال وہ بوٹا سا قد نہیں عشرتِ سرے خلد ہر کچھ لخت نہیں شیطان رو سیاہ ہی تو لاؤ لک نہیں کوئی ہی ایسی روح کے قابلِ حید نہیں افسوس ایسی فوج کو ملتی رسد نہیں</p> | <p>نادان ہر دوست کچھ خیر نیک و بد نہیں یہ کیا کہا کہ غیر کو تجھ سے حق نہیں بند کیو آسرا ہر فقط اسکی ذات کا تجسسا ہی بلکہ تجھ پہ اچھا ملے گا او ہم کو ملے تو لطف رہے ایجا خضر ہم کس شمار میں رہے ہو کر خمیہ لشت کیا دیکر نہال ہوں شمشاد و سرو کو بچے بچے میری قبر سے چلتا ہر کیوں عد کیا فرض ہر کہ ہو نبی آدم ہی میں رقیب وہ دل کہاں کہ تیری محبت ہو دین خن جگر کہاں صدفِ مرگان کے وسط</p> |

| | |
|--|---|
| <p>ہم کو کسی سے کینہ و بغض و حسد نہیں وہ بجر پہر ہر خاک اگر جزو مد نہیں</p> | <p>دشمن کو چار چاند لگے ہیں تو کیا کریں کیونکر رہے ہمیشہ طبیعت کا ایک حال</p> |
| | <p>وہ امتحان کریں تو سہی سوزِ عشق کا اگر داغ داغ دل سے یادہ نہیں</p> |
| <p>جانے والی چیز کا غم کیا کریں ایسے اچھے کا وہ ماتم کیا کریں اس بنا پر فکرِ عالم کیا کریں رفتہ رفتہ اس سے بھی کم کیا کریں دم نکلتا ہو تو ہم دم کیا کریں ایسے نامحسوس کو محسوس کیا کریں دیکھتے وہ کیا کریں ہم کیا کریں فیصلہ دو نون پہ باہم کیا کریں پھر فرشتے حرص آدم کیا کریں اور بھی برہم کو برہم کیا کریں اب کے دلی میں محسوس کیا کریں</p> | <p>دل گیا تھنے لیا ہم کیا کریں مر کر حشر میں پائی شفا اپنے ہی غم سے نہیں ملتی نجات ایک ساغر پر ہے اپنی زندگی کر چکے سب اپنی اپنی حکمتیں دل نے سیکھا شیوہ بیگانگی معہ کہ ہر آج حسن و عشق کا آئینہ ہر اور وہ ہیں دیکھتے آدمی ہونا بہت دشوار ہر تند خو ہے کب سے وہ دلی بات حیدر آباد اور لنگر یاد ہر</p> |
| | <p>کہتے ہیں اہل سفارش مجھ سے داغ تیری قسمت ہر بُری ہم کیا کریں</p> |

| | |
|-----------------------------------|------------------------------------|
| تماشائے دیرو حرم دیکھتے ہیں | تجے ہر بہانے سے ہم دیکھتے ہیں |
| ہماری طرف اب وہ کم دیکھتے ہیں | وہ نظیر نہیں جنگو ہم دیکھتے ہیں |
| زمانے کے کیا کیا ستم دیکھتے ہیں | ہمیں جانتے ہیں جو ہم دیکھتے ہیں |
| پہرے تنگے سے تو اہل کعبہ | پہرا کر تمہارے قدم دیکھتے ہیں |
| ہمیں چشم بنیاد کہا تھی ہر سب کچھ | وہ اندھے ہیں جو جامِ جم دیکھتے ہیں |
| نہ ایمائے خواہش نہ اظہارِ طلب | مرے منہ کو اہل کرم دیکھتے ہیں |
| کہی توڑتے ہیں وہ خنجر کو اپنے | کہی نبضِ لبِ ل میں دم دیکھتے ہیں |
| غیمتِ ہر چشمِ قافل ہی اُنکی | بہت دیکھتے ہیں جو کم دیکھتے ہیں |
| غرض کیا کہ سمجھیں مرے خط کا مضمون | وہ عنوان و طرزِ رقم دیکھتے ہیں |
| سلامت رہے دلِ براہم کہ اچھا | ہزاروں میں یہ ایک دم دیکھتے ہیں |
| رہا کون محفل میں اب آنے والا | وہ چاروں طرف دمدم دیکھتے ہیں |
| اُدھر شرمِ حایل اُدھر خوف مانع | نہ وہ دیکھتے ہیں نہ ہم دیکھتے ہیں |
| انہیں کیوں نہو درِ بانی سے نفرت | کہ ہر دل میں وہ غمِ الم دیکھتے ہیں |
| جوابِ خطِ شوق لکھا ہر مشکل | وہ گہریوں سگافِ قلم دیکھتے ہیں |
| نگہبان سے ہی کیا ہوئی بدگمانی | اب اُسکو ترے ساتھ کم دیکھتے ہیں |

ہمیں داغ کیا کم ہر پہ سرفرازی

کہ شاہِ دکن کے قدم دیکھتے ہیں

| | |
|--|---|
| <p>اسکے سوا ہی سوچ لوں یہ کہے میں یوں کہوں ہو فرق اعجاز و فسوں یہ کہے میں یوں کہوں اُسکو طمع مجھکو جنوں یہ کہے میں یوں کہوں بچا نگارِ یلے خونِ دہیکے میں یوں کہوں بہتر ہے یہ بدتر ہے یوں دیکھ میں یوں کہوں کیونکر نہ ہو حالتِ زبون دیکھ میں یوں کہوں میں شکر فالِ شگون یہ کہے میں یوں کہوں کیونکر نہ ہو جنتِ فروں یہ کہے میں یوں کہوں کسطحِ دلکو ہو سکوں یہ کہے میں یوں کہوں وہ یہ کہے میں یوں کہوں یہ کہے میں یوں کہوں</p> | <p>دل مفت لگن گزرنہ دوں یہ کہے میں یوں کہوں وصفِ لبِ عیسیٰ کروں تغیرِ سرِ سحرِ آگین سنوں انعامِ چا خوار سان تو میں سناؤں گا لیاں دشمن کے طعنے جب سنوں کیونکر نہ میں شناعم ناصح سے وقت گفتگو کیا کیا ہوئی ہر دو بند جو یہ کہے اچھا ہے تو اُس کہوں چو ناہر تو دیکھا جو اندازِ صبا لائی خبر دل نے کہا کرتا ہے واعظ جو محی کہتا ہوں میں خوشی کہتا ہے ناصح کردا مجھکو طیش میں ہر مزا کیا دیکھیے ہو وقت پر قاصدِ چلا ہے سوچ کر</p> |
| <p>وہ چاہتا ہے فصلِ ہویں چاہتا ہوں فصلِ ہو اے داغ کس آفتِ یزید یہ کہے میں یوں کہوں</p> | |
| <p>کبھی جو اگر گئی قیمت تو وارے نیارے ہیں غضب تو یہ ہے گنگنا رہم تمہارے ہیں سارے اُنکے نصیبوں کیا شمارے ہیں تمہارے دستِ ہی سب مٹی ہمارے ہیں خدا گواہ یہ بندے خدا کے پیارے ہیں</p> | <p>ہزار بے مصیبت کے دن گذارے ہیں خدا کی شانِ کریمی کا پوچھا کیا ہے ازل سے سوختہ قیمت رہے شوق گلہ کیا جو قیہوں کا اُنسے منایا بر نیجانِ حسینوں کو مان اے واعظ</p> |

| | |
|--|--|
| <p>ہمیں ہر خوب خبر چلے یہ اشارے ہیں نہ تم ہمارے ہوا ب سے نہ ہم تمہارے ہیں برے ہیں یا ہیں پہلے جیسے ہیں تمہارے ہیں بہت دُعا نے پکارا ہر ہاتھ مارے ہیں رفیق دل کے سہاگے سب ہمارے ہیں کہ تم نے ایک زمانہ کے مال مارے ہیں ڈرین گے موت سے کیا دل جو کرارے ہیں فلک یہ دو ہی تھیکے ہوئے ستارے ہیں</p> | <p>تمہاری چشم فسون سانس سے نہیں شکوہ بگڑ گئی ہر طبیعت بدل چکا ہر مزاج وفا کرو کہ جفا اختیار ہے تمکو کہلے نہ بابا جا بہت تو کیا کرے کوئی بہشت کی پھرتی ہیں آہیں تباہ ہیں نالے ہمارے دل کو اگر لوٹ لو تو ہم جانیں تری ادا جو قصا ہو تو کچھ نہیں پروا زمین پر شکمہ وہر میں حسین لاکھوں</p> |
| <p>وہ تندرست ہو تو ہو د مزا ج بگڑے ہوئے سیکڑوں سنوارے ہیں</p> | <p>وہ تندرست ہو تو ہو د مزا ج بگڑے ہوئے سیکڑوں سنوارے ہیں</p> |
| <p>کوئی دن انیش مل ہوں کوئی دن انیش مل ہوں ہزاروں جان کی اکیلا لکھوں لکاک دل ہوں جگر ہی لوتا ہر اس تمنائیں کہ میں دل ہوں وہ جس منزل میں ہیں میں اُسے گئے چند منزل ہوں وہ کہتا ہے کہ کیونکر آپ اپنے سے مقابل ہوں پکارا تھا پہلو میں حاضر ہوں میں دل ہوں اُسے ہی حار آتی ہے کہ کیوں جوں میں مل ہوں</p> | <p>یہ لطف زہد و رندی ہے کہ ہر فرقہ میں داخل ہوں وہ میں اس نرم ہستی میں بغیر اہل محفل ہوں مزا ہے تجھ میں کیا اے سوزِ الفت اہ قابل ہوں ضعیفی پر جنابِ خضر کی کیا رحم آتا ہے برا برکانہ ہو کوئی تو لطفِ خود نمائی کیا چھپایا تھا بہت کجخت کو دُرِ دیدِ نظر ہوں ترے لب پر زبانِ تیری میرا نام کیوں</p> |

| | |
|---|---|
| <p>شکوہ تیر میرا بیکاری اس سے ہی بدتر گناہ شوق نے کی عوض حاجت وہ ہی ڈر کر زمانہ کیا ستا گناہ فلک آزار کیا دیگا مجھے ساری بلائیں ہجر کی شب دیکھنی ہوگی نکرا عچارہ گرام حق کا صفر زہر دیتے ہیں کہیں میری دانی ہو کہیں افتادگی میری وہاں عواہد ایسے آدمی کی کیا بسر ہوگی کرے تو پا بجولان اپنے ہاتھوں سے جو خشکو ترا کو چا اگر فردوس ہو ہر جہنم کو مبارک ہو محبت اور پھر میری محبت چھپ سکے کیونکر</p> | <p>ٹھہرنے کیلئے حسرت چھپنے کے لئے دل ہوں کہیں ٹھکانہ نہیں اپنی بان سے میں وہ سایل ہوں مصیبت اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگی کہ بیدل ہوں جگا دے لیکے چٹکی در دل جو وقت غافل ہوں جو منہ کیے نہیں قابل تو کیا جینے کے قابل ہوں کہیں میں آج یا ہوں کہیں میرے قاسم ہوں نہ جنت میرے قابل ہوں نہ جنت کے قابل ہوں خون کو ہی یہ سودا ہو کہ پابند سلاسل ہوں مجھے کیا فائدہ کیوں جیتے جی جنت میں داخل ہوں وہاں اثبات پر اثبات ہیں میں دل میں قابل ہوں</p> |
|---|---|

خدا کی مہر ہر شاہ دکن کی قدر دانی سے
 کہیں آرام سے خوشحال ہوں ہر داغ خوشدل

| | |
|--|--|
| <p>جہاں ہوں جہاں جگہ ہوں ہم اصحاب کامل ہوں کہنگستا ہوں ہر اک کو کیا شر کیا بل مصل ہوں جسے میں آہ پر لاؤں مجھے وہ راہ پر لائے جو تو ہر خود ناتوین ہی ہوں آئینہ عوفان پیستے کی کہہ ہا ہوں سچی سچی چو دی میں ہا</p> | <p>نظر اکھنڈ میں موم نہیں بان میں نہیں دل میں کہاں پٹھوں کہاں ہوں کہاں کہیں شاک کہیں میں ہادی منزل کہیں گم کردہ غافل ہوں مخاطب مخاطب ہوں بل سے بل ہوں عجب مجھ کو سب لکھتے عجب ہشیار غافل ہوں</p> |
|--|--|

| | |
|---|--|
| <p>نہ کوئی مدد یار ہوں کوئی حرفِ باطل ہوں یہی کہنا پڑا کچھ مانگنے آیا ہوں سایل ہوں مجھے جس طرح چاہے رکھے تراقیدی تر اول ہوں ٹھہراؤں جو ٹھہرانے سے کیا میں اپکا دل ہوں کبھی اپنا میا ہوں کبھی میں اپنا قاتل ہوں اب آفت آگئی اپنی زبان سے آپ قاتل ہوں تراجمی چاہتا ہوں گنگناؤں میں داخل ہوں پکارا اٹھتا ہوں خود بخون کہ میں لیلے محل ہوں مجھے دیکھو کہ میں اپنے کئے سے آپ غافل ہوں ہراک کو آرزو ہر کشتہ انداز قاتل ہوں تجربہ ہی اکر ایشا ریں لادوں میں ہوسل ہوں</p> | <p>محبت کی نشانی دفترِ عالم میں ہر مجھ سے خدا نے خیر کر لی بجلی کی دربان سے غت ذرا سے ضبطِ غم پر یہ شکایت ہو لگتی ہر نہ روکے سے رُکے وہ چلتے چلتے کہہ گئے یہی کبھی جینے کی تدبیریں کبھی نیکے سامان ہوں کیا اقرارِ جسمِ عشق لکھنا شروع کر کے کہان کی داغوا ہی خنجر میں بیہ کہا سنے اسی کو اتھا عاشق و معشوق کہتے ہیں زمین کے سمان تک جا پین جانے والے بنانا تا ہر محشر ہی تو مقتل کیا تماشا ہر چرا تا ہوں گاہِ یاسِ حشر ورنہ احرار قاتل</p> |
|---|--|

خدا جانے فلک کو داغ مجھ سے کیوں جدا ہوئے
کسی فن میں لائق ہوں فائق ہوں نہ کامل ہوں

| | |
|--|---|
| <p>ہم کو جنت ملی جہنم میں اور رکھا ہی کیا ہر آب ہم میں عرق ہے آفتابِ شبنم میں آپ پھرتے ہیں چشمِ عالم میں</p> | <p>جل کے ٹہنڈے ہوئے ترے غم میں کچھ ترا شوق کچھ تری حسرت عرق آلودہ رُخ ترا شبِ وصل کیا اسی نماز کی پہ دعویٰ ہر</p> |
|--|---|

| | |
|---|--|
| <p>سید ہے سادے تہے آگنِ دم میں قیقے اڑ رہے ہیں ماتم میں ڈوب مرنا تھا چاہِ زمزم میں موت آتی نہیں جہنم میں یہ تو آئے گا اس سے ہی کم میں یہ ہی ہو جس زلفِ برہم میں پڑ گیا بالِ چشمِ پُر نم میں کون سی بات بڑھ گئی ہم میں</p> | <p>چل گئی چالِ آپ کی ہمپر ہو گیا عید اُن کو میرا سوگ رُوسیا ہی گھر نہ اعرِ زاہد بزمِ دشمن میں کس طرح مَرنا دل کی قیمت بہت ہر نیم گاہ دل کو آشفستگی نے کیوں گھیرا جسے دیکھی ہر ہمنے تیری ملک اب غایت ہر کیوں خدا کے لئے</p> |
|---|--|

داغ کو وہ جلا کے کہتے ہیں ہمنے روشن کیا ہے عالم میں

| | |
|---|---|
| <p>بات کرنی ہر قیامت میں کروں تو کیا کروں آہی جاتی ہر طبیعت میں کروں تو کیا کروں نوگزار محبت میں کروں تو کیا کروں اب خدا سے عرض حاجت میں کروں تو کیا کروں ترکِ عادت ہر عداوت میں کروں تو کیا کروں تو بنا از شامِ غبت میں کروں تو کیا کروں دوستو حاضرینِ محبت میں کروں تو کیا کروں</p> | <p>شکر بھی پھر اشکات میں کروں تو کیا کروں کرو یا مجھ کو اس عاشقِ مزاجی نے مجھے جتنی باتیں کام کی تھیں گھر گھر بے اعتنا التجائیں جب قدر تھیں اُس بُت کا فریہ کین انگو عادت چور کی ہر وہ کریں تو کیا کریں پا پر سہ دشت ویران و در منزلِ راست دل تو ہوا کئی نظر میں کیا ہمانہ چل سکے</p> |
|---|---|

| | |
|---|--|
| میرے لاشہ پر کہا کیا یہ فانیہ شخص تھا | بے مروت سے مروت میں کروں تو کیا کروں |
| یہ کسی نے سچ کہا ہر بندگی بچا رگی | شکوہ آزاقت میں کروں تو کیا کروں |
| جہ سے فرماتے ہیں وہ یہ تو خدا کا کام ہر | تیری تسکین طبیعت میں کروں تو کیا کروں |
| ہوش ہی جاتے رہیں تو آدمی کیا کر سکے | دیکھ لوں جب اچھی رت میں کروں تو کیا کروں |
| دل سے وہ کافر صنم نکلے تو سب کچھ قبول | جالے مسجد میں عبادت میں کروں تو کیا کروں |
| دل نے کی ہر جو خطا اپنے لئے کو پائی گنا | ایسے نجم کی شفاعت میں کروں تو کیا کروں |
| ضبط غم ہی ناصح مشفق کی دو چار د | اور اچھڑت سلامت میں کروں تو کیا کروں |

کر دیا شاہ دکن نے داغِ مستغنی بچے

آرزوئے جاہ و دولت میں کروں تو کیا کروں

| | |
|-----------------------------|------------------------------|
| اس آداسے وہ جفا کرتے ہیں | کوئی جانے کہ وفا کرتے ہیں |
| یون وف بعد وف کرتے ہیں | آپ کیا کہتے ہیں کیا کرتے ہیں |
| ہم کو چہیڑ گے تو پچھاؤ گے | ہنسنی والوں سے ہنسا کرتے ہیں |
| نامہ برتجہ کو سلیمت ہی نہیں | کام باتوں میں بنا کرتے ہیں |
| چلے عاشق کا جنازہ اٹھا | آپ بیٹھے ہوئے کیا کرتے ہیں |
| یہ بت تا نہیں کوئی محب کو | دل جو آتا ہر تو کیا کرتے ہیں |
| حسن کا حق نہیں رہتا باقی | ہر ادا میں وہ ادا کرتے ہیں |
| تیرا آخر بدل کا فہر ہے | ہم اخیر آج دعا کرتے ہیں |

| | |
|---|--|
| <p>اُسے فتنے ہی جیا کرتے ہیں یہ ہنسی مجھ سے ہنسا کرتے ہیں اس میں محبوب کہا کرتے ہیں حشر سے پہلے گلا کرتے ہیں کیا وہ شوخی سے جیا کرتے ہیں آپ کس منہ سے گلا کرتے ہیں نہیں معلوم یہ کیا کرتے ہیں</p> | <p>کس قدر میں تری آنکھیں بسا پاک روتے ہیں غیر کار و ما پھر و ن اس لئے دل کو لگا رکھا ہر تم ملو گے نہ وہاں ہی ہم سے جہانک کر وزنِ در سے مجھ کو اُسے احسان جتا کر یہ گہا روز لیستے ہیں مبادلِ دلیر</p> |
|---|--|

داغ تو دیکھ تو کب ہوتا ہر
جب پر صبر کیا کرتے ہیں

| | |
|--|---|
| <p>دم پہرے کے بعد اور خط آیا جواب میں انکے گنہ ہی ڈال دو میرے حساب میں وہ کاش دیکھتے نہ مجھے اضطراب میں کیا زہر گھل گیا ہر اکہی شراب میں کر تا ہوں میں حجاب کی باتیں حجاب میں تکرار ہونے جاے سوال و جواب میں اپنے دہوئیں مگر عمرِ شباب میں یہ بات ہی ہر لکھنے کے قابل کتاب میں</p> | <p>انکو کہاں ہر صبر و تحمل عتاب میں کیون منکر اس قدر ہر قسب کی بات میں دیکھا دل اُنکا غیر نے سینے پر رکھ کے ہات صوفی کو اجتاب ہر واعظ کو احترا یارب نہ پوچھ عرصہِ عشق میں ازل عاشق تو کب دین گے فرشتوں سے بعدِ گ دل دیکھے مفت مول لیا پھر ہزار بار اُسے بغیر خط کے پڑ ہے لکھ دیا جواب</p> |
|--|---|

| | |
|--|--|
| <p>لگتی لگاتی بات جو کہدی عتاب میں روزِ جزا ابھی ہر توقفِ حساب میں تعبیرِ محکو خواب کی مٹی ہر خواب میں ایسے ہی تھے جناب ہی عہدِ شباب میں دیکھا تھا ہمنے خاکِ جہانِ خراب میں میں تم سے دل لگا کے ٹرا کر غذائے</p> | <p>ترہ برہو۔۔۔ میں کیسے رہے ہیں کس قدر آؤ نہ اتنی دیر میں تم کرین کلام میں دیکھتا ہوں دیکھتے ہی وصلِ ہجر ہی پوچھے تو کوئی حضرتِ اعظم سے اتنی بات انگہی اپنی بند ہوتے ہی پردہ سے اٹھ کر تم مجھ پر جو کر کے پشیمان ہی نہیں</p> |
| <p>کچھ ہوش ہو تو داغ کو سمجھائیں نیک و بد دو با ہو ہے نشہ جامِ شراب میں</p> | |
| <p>ابتدا ہی ابتدا ہی انتہا کچھ بھی نہیں وہ دوائے دلِ باہمی یہ داکچہ بھی نہیں آپ ہی سب کچھ میں گویا دور کچھ بھی نہیں جس نے پوچھا حال کچھ کہنا پڑا کچھ بھی نہیں بے مزہ ہر زندگی اسکا مزہ کچھ بھی نہیں ہر عبارت ہی عبارت مدعا کچھ بھی نہیں اور پھر کہتے ہیں میں نے تو کہا کچھ بھی نہیں ہاں اس انداز سے گویا سنا کچھ بھی نہیں آپ کے نزدیک تسلیم و رضا کچھ بھی نہیں</p> | <p>یا تو ایسی مہربانی مجھ پر یا کچھ بھی نہیں بعدِ شوخی کے تری طرزِ حیا کچھ بھی نہیں دیکھ کر تصویرِ یوسف کہہ دیا کچھ بھی نہیں پوچھنے والوں نے میرا ناک میں دم کر دیا گر نہ ہو عمرِ جوان و شاہد و سامانِ عیش انگو خط لکھا ہر سو پہلو پا کر خوف سے سیکڑوں دین چڑکیاں محکو نہ لروں گا لیا مسکے حالِ دل مرا کہتے ہیں کانونِ پرتا اس ستم پر صبر کرنا یہ ہمارا کام ہی</p> |

| | |
|---|--|
| <p>ہمنے یہ مانا اگر ہی تو کیا کچھ ہی نہیں یہ نہ سمجھو پرشش و زخا کچھ ہی نہیں آشنا کچھ ہی نہیں نا آشنا کچھ ہی نہیں دیکھتا سب کچھ ہوں لیکن جتنا کچھ ہی نہیں خاک کا پڑھ میرے بعد فنا کچھ ہی نہیں</p> | <p>جب ہو قدر و فانی و فانی نشان تم اگر پیدا کرو تو خدا ہے داد گر آگے اُس بگائے شکر پہنچ ہن سب کوئی ہو بیخودی ہر مصل میں یا چاہی ہر تیری حیا اپنے دم کو آدمی ہر دم غنیمت جان لے -</p> |
| <p>تو نے قیام نہ لے غیروں کو کیا کیا کچھ دیا داغ ہر محسوس نام کے نام کا کچھ ہی نہیں</p> | <p>زندگی کا نہیں سامان سر ہو دل میں ایک تیرے ہی نہ رہنے سے رہا کیا کیا کچھ یہی دھڑکا ہر کہ خالی نہ رہے وصل کی شب اشک پیتا ہوں اگر ضبط محبت کے لئے سانپ سا لوٹ رہا ہر شب ہجران کیا کیا ساتھ ہر سانس کے آجاتی ہر پہلوں کی ضعف اس رنج بڑا ہو کہ آہی تو بہ اب کہاں ہر کہاں صبر کہاں تاب تو ان تیر کی طرح چلتی ہیں نگاہیں اوپر پہلو سے غیر میں بیٹھے وہ نظر آتے ہیں</p> |
| <p>مترہ یار نے کیا پہیروی جہاں دل میں کوئی حسرت نہ رہی جیسے رہا تو دل میں دل ہر پہلو میں تو ہر اک پہلو دل میں ریزے الماس کے بناتے ہیں آنسو دل میں لہریں لیتا ہر خیال خم گیسو دل میں بس گئی ہر گل عارض کی جو خوشبو دل میں درد ہی اب تو بدلتا نہیں پہلو دل میں کر گئی گھر یہ تری گرس جاو دل میں تین کی طرح اتر جاتے ہیں ابرو دل میں سوچتا ہوں جو کہی وصل کا پہلو دل میں</p> | <p>زندگی کا نہیں سامان سر ہو دل میں ایک تیرے ہی نہ رہنے سے رہا کیا کیا کچھ یہی دھڑکا ہر کہ خالی نہ رہے وصل کی شب اشک پیتا ہوں اگر ضبط محبت کے لئے سانپ سا لوٹ رہا ہر شب ہجران کیا کیا ساتھ ہر سانس کے آجاتی ہر پہلوں کی ضعف اس رنج بڑا ہو کہ آہی تو بہ اب کہاں ہر کہاں صبر کہاں تاب تو ان تیر کی طرح چلتی ہیں نگاہیں اوپر پہلو سے غیر میں بیٹھے وہ نظر آتے ہیں</p> |

| | |
|---|--|
| <p>جب سما یا ہر کسی کا قد و کج و دل میں بند شیشے میں پری ہر کہ پر پروں میں تیر شفاک ہوا خوب تر از و دل میں آرزو بیٹھ رہی چپکے کہاں تو دل میں سب کے سب ایک طرف سب سے سوا تو دل میں</p> | <p>کیا کہوں گدھے میں نرات مجھے سولی پر روح غالب میں ہر یا غچہ میں بوہر نیل تو کیسے کان جو آدم ہر لب سو فارا دہر اب وہ آتے ہیں نکلنے کے لئے ہوتیا خلش و حسرت و بیتابی و آزار و الم</p> |
| <p>شیوہ راستی ایسا ہر دکن میں ہر داغ بل نہیں رہتے مسلمان سے ہندو دل میں</p> | |
| <p>کسی ہر کوئی یار ب ترے خزانے میں وہ آج آئیں گے میرے غیب خانے میں قص کو لیکے چلا جاؤں آشیانے میں عجب طرح کا مزا ہر مرے فسادے میں وہ سو پختے ہیں ابھی دیر ہر بہانے میں اگر ہوں لیلی و شیرن تیرے زمانے میں بہر ہر زہر گر اسکے دانہ دانے میں یہ تیرے ڈوب کے رہ جائیگا نشانے میں بہر ہر جلوہ عجب تیرے آستانے میں جائے خار تیرے گل میرے شیانے میں</p> | <p>کیسا محکومہ محتاج رکھ زمانے میں اس افعال سے گہر چڑنا پڑا ہر کو جو ہوا جازت صیاد و طاقت پروا رقیب ہی تو اسے کان کھ کے سنتے ہیں نہ باز آؤں مضطر سوال ہے پیہم سے لڑیں وہ میری عوض تجھے رحم کہا کہا ملا نہ خرمن ہستی سے کچھ سوائے اجل ہمارے دل پہ لگا ہیں تو وہ خدنگ گاہ سرنیاز کے جھکتے ہی آنکھ سے دیکھا نرکھ مجھے نفس آہنی میں اہر صیاد</p> |

| | |
|--------------------------------------|---------------------------------------|
| مرے کو کیل بنے ہیں جو حضرت ناصح | یہ فکر ہوا نہیں کیا دو گنا بھٹانے میں |
| پڑھیں گے حضرت زاہد وہاں بھی خاکے نما | بنیگی چھوٹی سی مسجد شراب خانے میں |

مال کار خدا جانے داغ کیا ہوگا
خدا سے کام پڑا آخری زمانے میں

| | |
|---------------------------------|---------------------------------|
| وہ دشنام لاکھوں گجے رہے ہیں | مرے لینے والے مرے لے رہے ہیں |
| تسلی مرے دل کو کیا دے رہے ہیں | کلجے میں وہ چٹکیاں لے رہے ہیں |
| عجب خوبیاں غبرویوں میں دیکھیں | بڑائی میں ہی سب سے اچھے رہے ہیں |
| رقیبوں کی ہر چاندنی چار دن کی | ہمیشہ کہیں دوزِ دُور رہے ہیں |
| وہاں خاک اڑتی ہر اب والے حشر | جہاں سالہا سال جلسے رہے ہیں |
| مرہ دے گیا ہر فسانہ ہمارا | مہینوں وہاں اسکے چرچے رہے ہیں |
| جدھر سے وہ گزرے قیامت پاتھی | کہ نقشِ قدم تک تڑپتے رہے ہیں |
| عدم کو چلے جائیں گے ہجر میں ہم | اکیلے رہیں گے اکیلے رہے ہیں |
| محبت میں اچھا نہیں دوڑ چلنا | جو آگے چلے ہیں وہ پیچھے رہے ہیں |
| نصیبوں سے ملنا ہر درِ محبت | یہاں مرنے والے ہی اچھے رہے ہیں |
| یونہی روزِ حشر ہی اسکا رہوگا | کہیں میری سکر وہ چکے رہے ہیں |
| یہ محبت نہی ہر کہ اب دل کو واپس | نہیں لیتے ہم اور وہ دے رہے ہیں |
| جنہیں اُسنے لکھا ہر حرفِ تسلی | وہ کب محبتِ بربوں تڑپتے رہے ہیں |

| | |
|--|---|
| خدا زندہ رکھے مرے وستون کو | بہت چل بسے اور تھوڑے رہے میں |
| <p>لگئی داغ کے ساتھ مہر و محبت فقط آب تو دعوے ہی دعوے رہے میں</p> | |
| <p>خط میں لکھے ہوئے بخش کے کلام آتین تابِ نظارہ کسے دیکھے جو انکے جلوے لٹھی حشر میں تجھے جو نہ یہ کہو اؤن رہبرِ وراہِ محبت کا خدا حافظ ہے وہ ڈرا ہوں کہ سمجھتا ہوں یہ دھوکا تو ہوں صبر کرتا ہر کبھی اور تڑپتا ہر کبھی نہ کسی شخص کی عزت نہ کسی کی قوت رسم تحریر یہی مٹ جائے ہی مطلب ہے وصل کی رات گزر جائے نہ بے لطفی میں گر یہ فو مال ہو حسرت ہو کہ آمانِصال</p> | <p>کس قیامت کے یہ نامے مرے نام آتے ہیں بجلیاں کو نڈنی میں جب لبِ بام آتے ہیں دوست ہوتے ہیں جو وقت کا یہ کام آتے ہیں اسمیں و چار بہت سخت مقام آتے ہیں اب دہانے جو محبت کے پیام آتے ہیں دلِ ناکام کو اپنے ہی کام آتے ہیں عاشق آتے ہیں تمہارے کہ غلام آتے ہیں انکے خط میں مجھے غیر و نیکے سلام آتے ہیں کہ مجھے نیند کے جھوکے سرِ شام آتے ہیں آنے والے تری فرقت میں مدام آتے ہیں</p> |
| <p>داغ کی طرح گل ہوئے میں سعدتِ قربان بہرِ گلگشت چمن میں جو نظِ کام آتے ہیں</p> | |
| <p>ہوا رشکِ عدو بھی عاشقی میں کروں کیا چاروں کی زندہ گئی</p> | <p>لگا دی اور قسمت نے لگی میں رہی باقی ہر حسرت جی کی جی میں</p> |

بتوں سے اب معافی چاہتا ہوں
 نہ اتر اے دلِ نادان شبِ وصل
 مری جانب سے اس قاصد پہ کہنا
 غضب وہ ہر ادھر اُسکا کہنا
 اکیلے بیٹھ کر کیا سوچتے ہو
 تہین کُہل جائے گی دل کی تنہا
 وہ لیکر کیا کریں عشاق کے دل
 عدو سے ملے پہرا یہی ڈھٹائی
 دیا دل ہمنے اُنکو یہ سہجہ کر
 نہو احت نصیب اہلِ زمین کو
 وہ گڑے ذکر دشمن پر شبِ وصل
 تجھی پر جان دیتا کیون زمانہ
 نہ دیکھ سائے دیوار تک ہی
 دلِ ویران کے ظاہر پر نہ جاؤ
 ترا آزدہ ہونا ہی ادا ہے
 پری سے نقشہ اچھا حور سے اکہہ
 عداوت اُنکی ظاہر ہو نہ اُلفت

خدا سے کچھ کہا تھا بخود میسین
 کوئی عزم ہو ہی جاتا ہر خوشی میں
 بچے میں دیکھ لیتا زندگی میں
 بھلا یہ بات دیکھی ہر کسی میں
 یہ تنہائی ہر داخل بکسی میں
 ابھی ہر بند خوشبو اس گل میں
 کسی میں داغ ہر کانٹا کسی میں
 ذرا شرمے ہوتے اپنے جی میں
 کہ اپنی جان بچتی ہر اسی میں
 ہمیشہ ہر فلک اس پروردی میں
 غضب کا بیج پہلا ہر خوشی میں
 اگر یہ بات ہوئی ہر کسی میں
 بہت چکر لگائے اُس گل میں
 نہونے پر ہی سب کچھ ہر اسی میں
 مگر وہ دل لگی ہیں یا ہنسی میں
 تری صورت نہیں ملتی کسی میں
 وہی ہر جو سمجھ لو اپنے جی میں

تمہیں کیا چہرہ کر خوش ہوں وہ اے داغ

کہ تم توڑوے دیتے ہو ہنسی میں

| | |
|--------------------------------|----------------------------------|
| اثر ہر خا حسرت کے بیان میں | کہ اسکے حرف چبھتے ہیں زبان میں |
| نزاکت سے نہ آئے جو گمان میں | کوئی کیا لائے اُسکو امتحان میں |
| پئے تھے اشک جو عشق نہاں میں | وہ چہالے بنکے پھوٹے ہیں زبان میں |
| کھلے گربال و پرابکے توصیف | نفس رکھا ہوا ہر آشیان میں |
| ہوئی جاتی ہر عالم کی صفائی | رہو تم امتحان ہی امتحان میں |
| نہیں مرنیکا اپنے غم یہ عنہم ہر | کہ پہر آنا نہوگا اس جہان میں |
| یہ ممکن تھا کہ رسوائی ہوتی | سمائی ہی ہو تیرے راز دان میں |
| مقدّر نے دکھایا میں نے دیکھا | نہ تھا جو کچھ مرے وہم و گمان میں |
| اوہر وحشت اوہر ہر خوف صیاد | کبھی تنہا کبھی میں کا روان میں |
| یہ کبکروہ مرے دل میں نہ ٹھہرے | ہمیں ہوتی ہر وحشت اس مکان میں |
| غنیمت ہر جو وہ کرتے نہیں بات | ہماری موت ہر آنکی زبان میں |
| خدا کے آگے سچ کہنا پڑیگا | زبان میری لگا لینا زبان میں |
| سنا دے قصہ خوان اُنکو مراحاں | لگا دے یہ بھی ٹکڑا داستان میں |
| ہوا بگڑی ہوئی ہر کچھ چمن کی | چلو اے مبغیر و آشیان میں |
| نہیں ہے انتہا اہل وفا کی | بہت دشواریاں ہیں امتحان میں |

| | |
|--|--|
| <p>کیا ہے عاشقوں نے اُسکو بدنام جو کچھ کہتے ہو منہ سے کر دکھاؤ چلے آتے ہیں وہ قتل سے ناخوش نمودِ جن کو ہے عشقِ درکار مرے دل کو مرے نالوں کو روکے چل اے شوقِ ستم اُس سہو زمین پر کہا دل تھا مگر اُس سنگدل نے</p> | <p>برائی کو نسی ہے آسمان میں دہرا کیا ہے فقط خالی بیان میں بُرا نکلا ہر کوئی امتحان میں بہت ہوتے ہیں یوسف کا روانِ مینا اگر طاقت ہو تیرے پاس مینا جو ہو کچھ ملتی حبسِ آسمان میں اثر ہو درد مندوں کی فغان میں</p> |
| <p>کہا سب نے کلامِ داغِ سنکر عنایت ہے یہ دم بند وستانِ مینا</p> | |
| <p>دم نہیں دل نہیں داغ نہیں گرفتار نہیں ہر انسان کو ایسے دیرانی میں وہ کیوں آئیں بات کرنی تو بار ہے تمکو تہی زمانے میں روشنی جھکی مست کر دے نگاہ سے ساقی فصل گلِ جوش پر ہر لکچے برس کہو جوتا ہر ہر مسافر کا</p> | <p>کوئی دیکھے تو ابہ داغ نہیں کبھی حاصل اسے فراغ نہیں خانہ دل ہر خانہ باغ نہیں بات سننے کا یہی داغ نہیں ہاے اُس گہر میں اب چراغ نہیں حاجتِ ساغر وایاغ نہیں دلِ افسردہ باغِ باغ نہیں عمر رفتہ کا کچھ سارِ باغ نہیں</p> |

داغ کو کیون مٹائے دیتے ہو
دل سے ہو دور یہ وہ داغ نہیں

| | |
|--|---|
| نیند آئے جو کسی رات یہ ممکن ہی نہیں دم شماری دل ہجور بُری ہوتی ہے قابل دید ہر بیتابی دل کا مضمون کس بہر سے پہ دکھاؤں نگہ یار کو دل ہجر لڑکپن کا زمانہ وہ ادا کیا جانین ماگتا ہوں جو دعا وصل کی اونکے آگے غیر آسیب ہر سایے سے ہی اُسکے بچن کون گروا بخت سے نکالے مجھ کو آپ کے دل کی خبر کون نہ میرے دل کو آپ اچھی حضرتِ ناصح کوئی تدبیر کریں | مجھ پہ گزرے نہ قیامت وہ کوئی دن نہیں جان کی خیر اسی میں ہر کہ تو گن ہی نہیں حرف کوئی مرے کتب میں ساکن ہی نہیں چور کا سار جہان میں کوئی ضامن ہی نہیں ابھی موسم ہی نہیں بن ہی نہیں سن نہیں چپکے چپکے وہ کہے جاتے ہیں ممکن ہی نہیں آدمیت ہو اگر اُس میں تو وہ جن ہی نہیں اشنا کوئی مددگار و معاون ہی نہیں کیا زمانے میں کوئی صاحبِ باطن ہی نہیں آپ سا کوئی مر اشفق و محسن ہی نہیں |
|--|---|

ایکسو ای داغ سنائیں غزل اپنی کہہ کر
سمیر و مرزا ہی نہیں غالب و مومن ہی نہیں

| | |
|--|---|
| خدا سے گفتگو ہر اور میں ہوں اُدھر بھل میں ہیں پروانہ و شمع شب وصل عدو ہر اور تو ہے | کل اے بے ہر تو ہر اور میں ہوں ادھر وہ شمع و ہر اور میں ہوں دل پُر آرزو ہر اور میں ہوں |
|--|---|

| | |
|---|---|
| <p>اب انکی جستجو ہو اور میں ہوں مرے دل کا لہو ہو اور میں ہوں صدائے بے گلو ہو اور میں ہوں بہارِ رنگ و بو ہو اور میں ہوں سمجھ لو پہر عدو ہو اور میں ہوں کہ اب تیرا لہو ہو اور میں ہوں یونہی سی آرزو ہو اور میں ہوں خیال چار سو ہو اور میں ہوں</p> | <p>نکالوں چنانک ساری خدائی مے و ساغر کہاں روزِ جدائی تن بے سر سے ہر قاتل کی تعریف ہمیشہ تازہ گلر و دیکھتا ہوں — نکالی چیر کر مجھے سرِ بزم نہ چھوڑو نکال دلِ خون گشتہ تجھکو نہ آئے اور کوئی دم تو پہر کیا کہیں جیتی نہیں اپنی طبیعت</p> |
| <p>ملین لگے کل کہ وہ سمجھنے مجھے کہا ہر داغ تو ہو اور میں ہوں</p> | |
| <p>جس کو تم دے نہیں اُسے ہم دیتے ہیں مانگنے والے کو آزار بھی کم دیتے ہیں سو بتاتے ہیں اگر ایک درم دیتے ہیں میں نے کبھی یہ جانا مجھے دم دیتے ہیں کہ دعائیں مجھے سب اہل عدم دیتے ہیں نامہ برہم تجھے قوطاس و فلم دیتے ہیں دیکھ یوں جلتے ہیں اس طرح دم دیتے ہیں</p> | <p>صبح تک دل کو دلا سے شب غم دیتے ہیں حبِ خواہش وہ کہاں رنج و الم دیتے ہیں خاک دیتے ہیں جو یوں اہل کرم دیتے ہیں وعدہ کر نیکو وہ تیار تھے سچے دل سے کس نے خوشبو سے بسایا ہر کفن کو میرے وہ جوارِ شاہِ دکرین یاد رہے یا نہ رہے مجھے وہ کہتے ہیں پروا کو دیکھا تو نے</p> |

| | |
|---|--|
| <p>گہول کر انکو ترا نقش قدم دیتے ہیں میرے دشمن کو مرے سر کی قم دیتے ہیں دینے والے ہی کہیں لے کے قہم دیتے ہیں ایک سے لیتے ہیں دل ایک کو ہم دیتے ہیں گہول کر آب بقا میں مجھے سم دیتے ہیں کس لئے بات میں دشمن کے قلم دیتے ہیں بیوفائی پہ تری سیکڑوں دم دیتے ہیں فاتے کرتے ہیں مگر کب یہ بہر دم دیتے ہیں دواہ دل گہول کے یوں اہل کرم دیتے ہیں</p> | <p>خاکسارانِ محبت کا یہی تو ہر علاج سادگی ہے کہ شرارت ہے جو ہر بات پہ وہ عہد دیتے ہو کہ پہر بوسہ نہ لے سنا دیکھو طعنہ الفت دشمن پہ کہا ظالم نے مدعا یہ ہے ہر ٹپتا ہی سسکتا ہی ہے دلشکر اُن سے زیادہ کوئی لکھیکا جواب تو وفا کرتی جو اس عسر روان کیا ہوتا زاہدون کو برکت کا ہے مہینا رمضان ابرنیسا کج ہر اک فطرے پہ یہ کہتی ہے صد</p> |
|---|--|

رنج دینے کا بحث داغ
جسکو دیتا ہے خدا اُسکو صنم دیتے ہیں

| | |
|---|--|
| <p>کر چکین میرے دل میں گہرا کہیں کر رہی ہیں ڈگر ڈگر آنکھیں تم دکھا دو جو اک نظر آنکھیں سیکھتے ہیں اُس اک پر آنکھیں پہلے بنوائے تو بٹہ آنکھیں ٹوٹ آئین ہیں کس قدر آنکھیں</p> | <p>کیون چراتے ہو دیکھ کر آنکھیں ضعف سے کچھ لطف نہیں آتا چشم ز گس کو دیکھ لین چہرہ ہم ہر دوا انکی آتشِ رخسار کوئی آسان ہے ترا دید آ جلوہ یار کی نہ تاب ہوئی</p> |
|---|--|

| | |
|--|--|
| <p>مانتی ہی نہیں مگر آنکھیں لئے پرتی ہن در بدر آنکھیں سرخ کر لین جو پوچھ کر آنکھیں سحر پرداز وخت نہ گراںکھیں بات کرتے ہو ڈانک گراںکھیں ہم بچپائیں زمین پر آنکھیں رونے والوں میں ہن مگر آنکھیں پہوٹ جائیں گی ناسحر آنکھیں دن کی بنوائیں چارہ گراںکھیں</p> | <p>دل کو تو گھونٹ گھونٹ کر رکھا نہ گئی تاک جہانک کی عادت کیا یہ جادو بہرا نہ تھا کاجل ناوک و نیشتر تری پلکین یہ نہ لایہ ششم کا انداز خاک پر کیوں ہو نقش با تیرا نوحہ گر کون ہر معتد پر یہی رونامہ گر شبِ عنم کا حال دل دیکھنا نہیں آتا</p> |
| <p>داغ آنکھیں نکالتے ہن وہ آنکو دید و نکال کر آنکھیں</p> | |
| <p>ہم دیکھنے والوں کی نظر دیکھتے ہن ہم شام سے آثارِ سحر دیکھتے ہن وہ اپنا دہن اپنی کمر دیکھتے ہن دل دیکھتے ہن وہ جگر دیکھتے ہن کیا سیر مرے دیدہ تر دیکھتے ہن اسوقت ادھر سے وہ ادھر دیکھتے ہن</p> | <p>سب لوگ جدہر وہ ہن ادھر دیکھتے ہن یتور ترے امی رشکِ قمر دیکھتے ہن میرا دل گم گشتہ جو ڈھونڈا نہیں ملتا کوئی تو کل آئیگا سربازِ محبت ہر جمع اغیار کہ ہنگامہِ محشر اباے نگہ شوق نہ بجاے تمنا</p> |

| | |
|--|---|
| <p>ہم کوئی دن اسکو بھی مگر دیکھ رہے ہیں کیوں سب طرف راہ گزر دیکھ رہے ہیں حیرت وہ سب اہل نظر دیکھ رہے ہیں ہم اے فلک شعبہ گرو دیکھ رہے ہیں اس نہر میں کتنا ہوا اثر دیکھ رہے ہیں کچھ غور سے قاتل کا ہنر دیکھ رہے ہیں آئندہ ہو کیا نفع و ضرر دیکھ رہے ہیں اب اکہ سے وہ آٹھ ہر دیکھ رہے ہیں اللہ دکھاتا ہر بشر دیکھ رہے ہیں اخبار کا پرچہ چنبر دیکھ رہے ہیں بنس سنس کے مرے زخم جگر دیکھ رہے ہیں</p> | <p>سچند کہ ہر روز کی رنجش ہر قیامت آمد ہر کیسکی کہ گیا کوئی اور ہر سے حکمران بجلی نے ترے جلوسے میں کیوں کی نیزنگ ہر ایک ایک ترا دید کے قابل کب تک ہر تہا را سخنِ تلخ گوارا کچھ دیکھ رہے ہیں دلِ سبل کا ٹرپنا اب تک تو جو قسمت نے دکھایا وہی دیکھا پہلے تو سنا کرتے تھے عاشق کی مصیبت کیوں کفر ہر دیدار صنم حضرت واعظ خطا غیر کا پڑھتے تھے جو ٹوکا تو وہ بولے پرہ پڑکے وہ دم کرتے ہیں کچھ بات پر</p> |
| <p>مین داغ ہوں مریا ہوں اور ہر دیکھئے مجھکو شہ پہیر کے یہ آپ کہ ہر دیکھ رہے ہیں</p> | |
| <p>ہیں جان سونہار ہم ہی ہیں تم ہی ہو بیکرا ہم ہی ہیں عیش کے خواستگار ہم ہی ہیں جمہ تن انتظار ہم ہی ہیں</p> | <p>اُنکے اک جان مار ہم ہی ہیں تم ہی سچین ہم ہی ہیں بے چین اے فلک کہہ تو کیا ارادہ ہے پہنچ لایکا جذبہ دل انکو</p> |

| | |
|---|--|
| <p>کیسے بے اختیار ہم بھی ہیں ایک ہی بادہ خوار ہم بھی ہیں واہ کیا ہوشیار ہم بھی ہیں عاشق روئے یار ہم بھی ہیں کیسے پرہیزگار ہم بھی ہیں اپنے مطلب کے یار ہم بھی ہیں دلبروں کے شکار ہم بھی ہیں لاؤ بارون کے یار ہم بھی ہیں ہر طرح چوشیار ہم بھی ہیں آج زیر مزار ہم بھی ہیں اُسکے جلسے کے یار ہم بھی ہیں</p> | <p>✓ بزمِ سخن میں لے چلا ہر دل شہرِ خالی کئے دکانِ کبھی شرم سمجھے ترے تغافل کو ہاتھ ہم سے ملا دایِ موسیقی خواہشِ بادہ طہور نہیں تم اگر اپنی گون کے ہوشیوار جس نے چاہا پسنا لیا ہم کو آئی میخانے سے یہ کیسی صدا لے ہی تو لیگی دل نگاہ تری ادھر آکر بھی فاتحہ پڑھو غیر کا حال پوچھیے ہم سے</p> |
| <p>✓</p> | <p>کو نسا دل ہر جسمیں داغ نہیں عشق میں یادگار ہم بھی ہیں</p> |
| <p>اس دل کو کیا کروں یہ بہلتا کہیں نہیں ہم کو تہباری بات کا مطلق یقین نہیں گر ہر تو بس ہیں ہر نہیں تو کہیں نہیں بہلے جہان یہ دل وہ کوئی منور نہیں</p> | <p>یہ تو نہیں کہ تما جہان میں حسین نہیں ہاں ہاں کہو زبان سے یا تم نہیں نہیں دل کے سروانہ کچھ میں ہر وہ نہ دیر میں چکر ہے رات دن مجھے اس آسمان -</p> |

اُس پر چہرہ سا ہو تو پہر کوئی کیوں ٹپے
 تم مہربان ہو کہ نہ ہو ایسے سے بحث کیا
 دنیا کا حال حضرت عیسیٰؑ سے پوچھیے
 کس طرح بے حجاب ہو کیونکر ہو بد الحاظ
 یہ کیا کہا معاف کرو تم کہا سنا
 کیونکر ذکرِ یوحا فی دشمن پہ یاد ہے
 کہتا ہوں دل سے اور حسینؑ ٹھونڈے کوئی
 مذہب میں اپنے ترکِ ملاقات کفر ہے
 داغ تلجے دکھائیں گے ہم کو بے یاری
 کیا لطف دے رہی ہیں! اور عقیاب کی
 معشوق بننے چوٹ گنہ سب ستم شہا
 افسوس ہو کہ درد ہی اب چھوڑتا ہو ساتھ
 احباب چہم تر سے اُٹھاتے ہیں بات کیوں
 باتیں تمہاری اور تمہاری شکایتیں
 جلوت میں یوں جو وہ کہ تلاشی چشمِ توفیق
 کیا سنگ آستان ہی نہیں یا جبین نہیں
 وہ دل نہیں وہ لاگ نہیں وہ ہمیں نہیں
 کیا آسمان والو زمین اہل زمین نہیں
 کیا میرے دلمیں وہ گمبہ شریکین نہیں
 دم دے رہا ہوں میں دم واپس نہیں
 گردن ہلا کے وہ کہا نہیں نہیں
 آتا ہے پر خیال کہ ایسا کہیں نہیں
 یہ بات ہمیشہ کی تو کچھ دل نشین نہیں
 جا پوچھے ایک دم میں یہ خلد برین نہیں
 ہر موج بحرِ حسن وہ چین جبین نہیں
 یار بستم رسید و نکی پرشش کہیں نہیں
 یہ ہی اخیر وقت کہیں ہو کہیں نہیں
 یہ پردہ آنکھ کا جو مری آستین نہیں
 جو کچھ سنی ہیں ہم نے وہ تم سے کہیں نہیں
 خلوت میں اس طرح ہو کہ خلوت گزین نہیں

کہتے ہیں لوگ داغ سے وہ بد گمان ہیں

ایسا تمہاری ذات سے اُس کو یقین نہیں

| | |
|---|--------------------------------------|
| وہ نہایت ہمیں مغرور نظر آتے ہیں | پاس بیٹھے ہیں مگر دور نظر آتے ہیں |
| زاد خشک کی پی رال ٹپک پڑتی ہے | تروتازہ اگر انکوں نظر آتے ہیں |
| اشک پر خون کا جو پکلی گار بہتا ہے | دل کے اندر کتنی ناسور نظر آتے ہیں |
| یا داتے ہیں وہ دندانِ مسی آلود | جب ستارے شب دیکھو نظر آتے ہیں |
| ہمنشین اُنکے منانے کے لئے بھیجتے | وہ سوا مجھے ہی محبور نظر آتے ہیں |
| سرد مہری سے تری سرد بوئے میری ہے | دل جو پر سوز تہے کا فور نظر آتے ہیں |
| چاند سورج کو فلک اپنے لئے رہتے د | ہم کو کیا کیا رخ پر نور نظر آتے ہیں |
| چشمِ مستان قلعِ خوار میں شب کو خیر | چرخ پر ساغر بلور نظر آتے ہیں |
| وصفِ خوبانِ جہان پر یہ کہا اُس بچے | آپ کی آنکھ میں سب حور نظر آتے ہیں |
| انہر فلک اُنکے علاوہ ہی حسین ہیں کہ نہیں | جو زمانے میں ہیں مشہور نظر آتے ہیں |
| خانہٴ غیر میں بے پردہ ہو وہ ماہِ جمال | کہ ستارے مجھے بے نور نظر آتے ہیں |
| نہیں خنجانہٴ عالم میں کوئی بھی ہشیار | ہم کو محسوس ہی محمور نظر آتے ہیں |
| سخت جان ہو دل لہل تو کرے کیا قابل | دارِ بیٹھے ہوئے ہر پور نظر آتے ہیں |
| شکر کرتا ہوں اُنہیں دیکھ کے دشمنِ مومن کو | مجھ کو دنیا میں جو مسرور نظر آتے ہیں |
| اجر ملتا ہے اُٹھاتے ہیں جو بارِ غم عشق | ہم کو عاشق ترے مردور نظر آتے ہیں |

مر کے بھی داغِ محبت کے نشان کچھ نہ ملے

داغ کے دل میں بدستور نظر آتے ہیں

| | |
|--|--|
| <p> روز کہتے ہیں آپ آج نہیں اس تلون کا کچھ علاج نہیں پہرہ کیا ہر اگر مزاج نہیں گواہی تمکو احتیاج نہیں ہلکو ملتا تر مزاج نہیں اس سب کا کچھ علاج نہیں اب کسی شو کی احتیاج نہیں درہم داغ کا رواج نہیں بندگی کی کچھ احتیاج نہیں اسطر حکامرا مزاج نہیں گرچہ ظاہر میں تحت و تاج نہیں اسکے قابل ہی ہر مزاج نہیں کہ تڑپ کیسی اختلاج نہیں خوبرو کیا جو خوش مزاج نہیں اس جگہ کیا تو نکاراج نہیں </p> | <p> اس نہیں کا کوئی علاج نہیں کل جو نہا آج وہ مزاج نہیں آئینہ دیکھتے ہی اڑا لے لے کے دل رکھ لو کام آئیگا ہو سکیں ہم مزاجدان کیونکر چپ لگی لعل جانفرا کو ترے دل بے مدعا خدائے دیا کہوٹے دامن میں یہ بھی کیا ٹھیرا بے نیازی کی شان کہتی ہے دل لگی کیجیے قسیوں سے عشق ہے پادشاہ عالمگیر درد و فرقت کی گود و اہر وصال یاس نے کیا بچھا دیا دل کو ہم تو سیرت پسند عاشق ہیں حور سے پوچھا ہوں جنت میں </p> |
|--|--|

صبر ہی دل کو داغ دے لگے
 ابھی کچھ اس کی احتیاج نہیں

| | |
|---|---|
| <p>خدا کے واسطے پر لوگ جان دیتے ہیں وہ جان لینے کو ایں نوجوان دیتے ہیں فرشتے اسکے عوض آسمان دیتے ہیں ٹہر ٹہر کے بہت امتحان دیتے ہیں وہ اپنے ہاتھ سے کیوں چل پان دیتے ہیں کہ آپا اور گلبہ کا نشان دیتے ہیں گرہ سے اپنی ہی مہمان دیتے ہیں دعا میں جھکوترے پاسبان دیتے ہیں وہ مفت غیر کا جھکو مکان دیتے ہیں دو ہائیاں ہی سب نوجوان دیتے ہیں کوئی یہ جانے کہ دونوں جہان دیتے ہیں وہ ان مکان کے بدلے مکان دیتے ہیں وہ ہم کہ روز نیا امتحان دیتے ہیں تمہارے منہ میں ہم اپنی زبان دیتے ہیں جو جھکو ایک مرے مہربان دیتے ہیں</p> | <p>یہ بہت جو دیتے ہیں جھوٹی زبان دیتے ہیں ہم امتحان کے ساتھ امتحان دیتے ہیں زمین کو چہ جانان کا رتبہ ایسا ہے نکان پہنچنے قاتل کے دستِ نازک کو عدو کی بزم ہر کچھ انکی انجمن تو نہیں یہ نامہ برنے کہا مجھ سے کیا وہ دل میں نہیں خیال عارض لب سے بڑا ہر دل میں لہو مرے فسانے کو سن سن کے نینداڑتی ہر خیال شک سے مر جاے مدعا یہ ہے تیری نگاہ نے تیری ادا نے مارا ہے کیا ہر بوسے کا وعدہ مگر ہے وہ احسان ملیگا تارک دنیا کو کیا بجز جنت وہ تم کہ روز نئی بدگمانیاں ہیں تمہیں سنا جرات ہی کرنی تمہیں نہیں آتی وہ رنج بندے کو اپنے خدا نہیں دیتا</p> |
|---|---|

کے جو داغ کہ ہم جان نثار ہیں سب جھوٹ

یہ لوگ مفت کہیں اپنی جان دیتے ہیں

| | |
|---|--|
| <p>شکار تیر جفا اور کون ہر میں ہوں تباہ میرے سوا اور کون ہر میں ہوں قتیل تیغ ادا اور کون ہر میں ہوں یہاں تو بار خدا اور کون ہر میں ہوں جہاں میں دوست تیرا اور کون ہر میں ہوں حریف باد صبا اور کون ہر میں ہوں شمول اہل عزا اور کون ہر میں ہوں براہوں یا ہوں بہلا اور کون ہر میں ہوں تو سنکے بولے برا اور کون ہر میں ہوں بقا کے غم میں فنا اور کون ہر میں ہوں تمہارے دل سے جدا اور کون ہر میں ہوں ترا رفیق بت اور کون ہر میں ہوں اس اپنے دم سے خفا اور کون ہر میں ہوں شریک اہل وفا اور کون ہر میں ہوں اس انجمن میں نیا اور کون ہر میں ہوں</p> | <p>اسیر دام بلا اور کون ہر میں ہوں تری آواہِ فدا اور کون ہر میں ہوں شہید زہرِ حیا اور کون ہے میں ہوں کہان سے آئی شب غم صدا تسلی کی مجھے تو رنجِ ندے تو کہ اس دلِ نادان بند ہی ہے شرطِ اسی سے رہِ محبت میں شریکِ روح بھی میری ہر میرے ماتم میں تہا را عاشقِ شیدا ہوں خیر جیسا ہوں و عا جو میں نے یہ مانگی خدا برون سے پکا بٹے ہو نکا ہمیشہ نشان رہتا ہے عدو کا عشقِ حسین کا رشکِ خوئے ستم خیالِ یار یہ کہتا ہے مجھے خلوت میں اس آرزو نے کیا اپنی جان سے بیزا ستمِ شریکِ فلک اور کون ہر تم ہو حجابِ مجہد سے حیا مجہد سے عار ہر مجہد سے</p> |
|---|--|

وہ داغ جسکو گلِ باغِ عشق کہتے ہیں

بہارِ رنگِ وفا اور کون ہے میں ہوں

ردیفِ واو

واغظ بڑا مزا ہو اگر یوں عذاب ہو
 معشوق کا تو جرم ہو عاشق خراب ہو
 تو مجھ پہ شیفہ ہو بچے اجنباب ہو
 دنیا میں کیا دہرا ہو قیامت میں لطف ہو
 ساتی ہمارے جام میں کیوں بال ٹر گیا
 نکلے جد ہر سے وہ یہی چرچا ہوا کیا
 دوبار تو نے ذکر کیا رشکِ حور کا
 دنیا سے رو سیاہ چلا ہوں پس فنا
 ہجو رکی دعا کو شب قدر چاہیے
 بولیں سوالِ وصل پہ وہ انکو کیا غرض
 ایسا لگا ہوا ہو مئے ناب کا ذرا
 جلتا نہیں قیوبِ تعجب کی بات ہو
 یارب شمارِ جبرم سے بس منفعل مگر
 یہ مدعا ہو کہہ نہ کن حرفِ مدعا
 عاشق کی ایک حال میں گندے قری لطف کیا

دوزخ میں پاؤں ہاتھ میں جامِ شراب ہو
 کوئی کرے گناہ کسی پر عذاب ہو
 یہاں انقلاب ہو تو بڑا انقلاب ہو
 میرا جواب ہو نہ تمہارا جواب ہو
 ایسا نہ ہو کہ غیر کی جھوٹی شراب ہو
 اس طرح کا جمال ہو ایسا شباب ہو
 ناصح خدا کرے تجھے دفا تو اب ہو
 منہ پر مرے کفن سے جدا اکل نقاب ہو
 یوسفؑ کے دیکھنے کو زلیخا کا خواب ہو
 خاموش ہیں کہ کوئی کہے لا جواب ہو
 پانی ہی میں پرین تو مرا منہ خراب ہو
 بجلی تھیں زمین پہ تھیں آفتاب ہو
 تنخواہ تو نہیں ہو کہ جس کا حساب ہو
 کیونکر نہ عرض حال سے پہلے عتاب ہو
 دل کو کہیں سکون ہو کہیں اضطراب ہو

| | |
|--|--|
| میرے ہر نصیب جو پھر عتاب ہو | میں بلا ہوس نہیں جو سزاوارِ لطف ہوں |
| در پردہ تم جلاؤ حلاؤں نہ میں چہ خوش میرا ہی نام داغ ہو کر تم حجاب ہو | |
| <p>ہر ناک میں دزدیدہ نظر دیکھئے کیا ہو اب فکر ہر پہ آٹھ پہر دیکھئے کیا ہو اس جنگ کا انجام مگر دیکھئے کیا ہو کس طرح ہوتی ہر بار دیکھئے کیا ہو دوہری ہوئی جاتی ہر کمر دیکھئے کیا ہو اندیشہ ہر لمحہ بار در دیکھئے کیا ہو انکو مرے کہنے کا اثر دیکھئے کیا ہو ہو آج کسے کل کی خبر دیکھئے کیا ہو اللہ کو مفت بول مگر دیکھئے کیا ہو سوچا نہیں کچھ نفع و ضرر دیکھئے کیا ہو جائیں جو سر راہ گزر دیکھئے کیا ہو دل اٹکا دیکھتا ہے سحر دیکھئے کیا ہو بن بن کے بگڑتا ہر پہر دیکھئے کیا ہو</p> | <p>بہجا ہی خط شوق اُسے دل نے تمنا لڑنے تو لگین اُسکی نکاح ہوں سے نگاہیں دل جیسے لگایا ہر کہین جی نہیں لگتا جب چیرتی ہو بار و صبا زلفِ دوتا کو اُنکے تو بیشکل دل مضطرب کو سنبھالا جو کہنے کی باتیں ہیں وہ سینے کے پہنچ اندیشہ فرا میں عبت جان گملا میں زادہ کو بڑا ناز ہر میکش کو بڑا عجز پی ہمنے سے ہوش ربا اور بہت پی وہ بیٹھے ٹہائے تو اُٹھاتے ہیں قیامت میں وصل میں مینا جی ہوں آخر شبے پہر یاس بٹاتی ہر مرے دل کی تمنا</p> |
| اے داغ انہیں ہی تو ہر دشمن ہی کا دھڑکا | اے داغ |

ہر دونوں طرف ایک ہی ڈرویکھئے کیا ہو

یہ شرط ہر نئی کہ خدا در میان نہ ہو
 دیکھے خطا اسکو جسکے دہن ہوزبان نہ ہو
 اچھا تو ہر کہ سپر کوئی نوجوان نہ ہو
 یارب شریک حال عدو آسمان نہ ہو
 مجھکو یہ نہ فکر ہر تمہیں جانِ جہان نہ ہو
 مٹی مری حشر اب دم امتحان نہ ہو
 میرا ہی حال اور مچھی سے بیان نہ ہو
 یہ ہشت خاک گرد و روکاروان نہ ہو
 کیا آدمی کا بس ہر چو اپنا مکان نہ ہو
 منظور کیا ہر درد کہاں ہو کہاں نہ ہو
 سپر ہوڑیں سنگ در سے اگر با سببان نہ ہو
 آپ اس سے عشق کیجئے جسکی زبان نہ ہو
 اس آسمان سے تنگ ہیں یہ آسمان نہ ہو
 پہر چاہتے ہو ہم سے کوئی بدگمان نہ ہو
 جس ناتوان سے اپنی حقیقت بیان نہ ہو
 جنت اسیکا نام ہو آدم جہان نہ ہو

کیون حدہ وصال سے دل بدگمان نہ ہو
 دل بدگمان ہر اور سوا بدگمان نہ ہو
 مرنے تا ہر تجھ پر ایک زمانہ شباب میں
 گھٹتی ہر جان ایک ہی دشمن کی فکر میں
 سارا جہان جان کو کہتا ہر بیوفا
 اندازِ جان و ہی نہیں آتا ابھی مجھے
 پوچھیں وہ جب خوشی سے قیامت کی بابت
 یارب پس قبا ہی اسے شرم کیسی
 حور و نکے بات چڑکے جنت میں ہم غریب
 تڑپاؤ گے جگر کو کہ دل کو لٹاؤ گے
 رہتی ہر اس سے ہی درجہ انانہ دلگی
 مجھکو بلا یہ شکوہ دشنام ہر جواب
 یارب بناوے تو اسی صورت کا اوچھ
 آفت کی تاک جہانک قیامت کی شوخیان
 کیا کر سکے وہ غیر کی تجھ سے شکایتیں
 داخل بجا ہر کہیے جو ویرانہ کو بہشت

| | |
|--|--|
| <p>جہو نامہ راجو وعدہ ترا اسکا غم نہیں اباس گاہ شرمین وہ شوخیان کہاں تقدیر پیر لائی ترے دسے رات کو</p> | <p>دڑھو کہ لب سے غیر کے چوٹی زبان نہو وہ تیغ کیا چلیگی جو برسوں وان نہو دُہو کا بچے ہوا کہ پرایا مکان نہو</p> |
| <p>اے داغ عیش میں ہون دلِ شاد تھا انسان وہ ہر جکو غم دو جہان نہو</p> | |
| <p>میرے پہلو سے وہ اُٹھے غیر کی تقسیم کو اے تپ سوز محبت تیری آمد دیکھ کر ہر رخصتے دوست بڑا گرفت فرزند سے آج مجھ سے حضرتِ ناصح یہ جھگڑا کہ گئے مجھ سے تو آسام کی کہ اس سب بچتھی چریاں ہر بڑی دولت جو ماتہ آجائے کوئی خور آسمان دیتا ہر محب کو رنج غیر و کون خوشی اپنے دل کا حال ہر دم ہر چہ ہر مین چہ</p> | <p>بندگی کو بندگی تسلیم نہو تسلیم کو رونگئے اُٹھتے ہیں میرے جسم پر تسلیم کو ورنہ کیا دُور ہر تہ اسماعیل ابراہیم کو آسمان سے اب فرشتے آئیں گے تسلیم کو بجھلیا دل دیکھتے ہی کو ثروتِ نسیم کو اے مہوس ہو نہ تا ہر کیا طلا و سیم کو واہ کیا کہا ہر کیا کہتے ہیں اس تقسیم کو اگ لگجائے آہی اس امید و بیم کو</p> |
| <p>جب ہیں اے داغ دشت ہر تو اسایش کہاں جائے ہندوستان سے کونسی افسیم کو</p> | |
| <p>ہمارے دلین بے پہلے محبت اپنی پہننے جو میں مشتاق اُنکے دلین حسرت اپنی پہننے</p> | <p>امانت دار کا گھر ہر امانت اپنی پہننے کوئی دن اور ہی پڑو میں صبرت ہی پہننے</p> |

نہیں ہر شہنشاہ تک بہت غم کہا کے آیا ہوں
 غضب کی بات ہر یہ شور دیتے ہیں وہ مجھ کو
 کیسکو چاہے کچھ آگے وہ مجھ سے کہتے ہیں
 ڈرایا ہر مٹایا ہر یہ بکھر و صل میں اُسے
 شکایت نامہ آیا ہر جواب بخائین اے عدم
 لڑینگے فقہ مختصر سے یہ فقہ بنگا ہوں کہ
 ہمیں یہ دار سے محروم رکھ کر ہر نظر دل پر
 محبت اور پھر کسکی محبت بار نادان ہیں
 میرے نام سے جو تنگ آئے تو یوں کہنے لگے ہاں
 اگر حضرت دل ہر ہر جانی تو کیا غم ہر
 دعائیں مانگتا ہوں میں جناب کبرائی میں
 بظاہر ہر بانی ہر تول میں بدگمانی ہے
 نگاہیں جائے رکھ کر ایک مہمان خانہ میں
 نہ توڑو آئینہ کو رشک سے آئینہ روم کو
 کہو گناہلِ حُب سے یہ نعمت اپنی رہنے دو
 رقیبوں سے ہی تم صاحبِ سلامت اپنی رہنے دو
 تم اپنے ہی لئے جھوٹی محبت اپنی رہنے دو
 گڑبائیں گے ہم بس بس شکایت اپنی رہنے دو
 یہ ہر قسمت کا لکھا خیر قسمت اپنی رہنے دو
 ابھی تم اپنے قبضہ میں قیامت اپنی رہنے دو
 پرانا مال نا کو اور دولت اپنی رہنے دو
 کہا کیوں مجھ سے قابو میں طبعیت اپنی رہنے دو
 نہیں سننا کوئی یا ر نصیحت اپنی رہنے دو
 بڑھکتی تم ہی انوارِ دل نیت اپنی رہنے دو
 نہ چھڑو یہ نہیں موقع شرارت اپنی رہنے دو
 سلام میسی غایت کو غایت اپنی رہنے دو
 کچھ الفت میری ہے کچھ الفت اپنی رہنے دو
 اسی میں ملتی جلتی کچھ شبابست اپنی رہنے دو

وہاں ہر بے نیازی داعِ اس کی اغرض اسکو
 یہ طاعت اپنی رکھو جو رواج و عبادت اپنی رہنے دو
 نہ دنیا سے ملے راحت نہ تجھے چینِ اصلاہ
 مگر یہ یہ دعا دیا ہوں تو ہوا درویش ہر

مگر یہ یہ دعا دیا ہوں تو ہوا درویش ہر

نہ دنیا سے ملے راحت نہ تجھے چینِ اصلاہ

| | |
|--|---|
| <p> کہ جیسے دیکھنے والے ہوں میں یہاں ہی نماشا ہو مگر بہتر سے بہتر ہو مگر لپچے سے اچھا ہو تمہیں تم ہو تو بہتر ہو تمہیں ہم ہوں تو اچھا ہو اسے تو مول لے جو کوئی انگہن کا اندھا ہو کئی رات بہر جیسے پریشان خواب دیکھا ہو عجب کیا ہے اگر یہ بھی کیسے دل کا لکڑا ہو تماشا دیکھنے کا ہے جو میرے دلچ جگر ہو کسے یہ نہ دکل کیا تھا کسے معلوم کل کیا ہو شر ہی سنگ مرقد کا چراغِ راجع بی ہو جو ہم جائے تو پتھر ہو جو بہ جائے تو دریا ہو ہمارا چاہنے والا ہی پیدا ہو جو پیدا ہو اگر دامانِ یوسف پر رہ چشم زینچا ہو مجھ ڈر ہے کہ جنت میں کوئی فتنہ نہ ہرپا ہو </p> | <p> تو سے دیدار کو ہی مجمعِ محشر ہی زیبا ہو انہیں جیسے جو ہر مرنے والا کوئی پیدا ہو جو وحدت میں کوئی اس تہ کی ہو فوزیبا ہو یہ فرمایا انہوں نے دیکھ کر تصویرِ یوسف کی خارے سے یوں وقتِ محشر بگڑا مزاج بنا یکے سے لگاتار ہوں برگِ لالہ و گل کو تری نصین ہی میں تیا انگہن بھی سکاڑی اگر غافل ہوتے ہم تو کب کے مر چکے ہوتے جہنم ہو کہ جنت کیا اندھیرے میں نظر آئے ہوئی یہ انتظارِ یار میں ہر اشک کی موت نہ عاشق ہو کیا کوئی دنیا میں نہ کہیں نگاہِ پاک سے دیکھے جالِ پاکِ مجبوری ٹینگے آپ حوروں نے ٹینگے آپ غمخو </p> |
|--|---|

ابھی نفرت ہو مگر داغ سے وہ دن ہی آئین

خدا چاہے تو اس کجخت کو دل سے تمہیں چاہو

| | |
|--|--|
| <p> یہ تو سب کچھ ہو مگر خواہشِ تقدیر ہی ہو دعویٰ ناز ہی ہو شوخیِ تشریر ہی ہو </p> | <p> عشقِ تاثیر کرے اور وہ تخییر ہی ہو اکاش تجھے ہی متقابلِ تری تصویر ہی ہو </p> |
|--|--|

| | |
|--|---|
| <p>جلسا زون نے بنا پاشکایت نہ طمع زہی سے انسان کی مٹی ہو جزا جب مقابل ہی نہوں کسکو تاؤں اچھا پہلے یہ شرط مقرر سے وہ کر تے ہیں مارے باندے ہی چھوڑ گیا فلک اپنی چال کوئی ناداروں یار و نکلے کہے میں آن کاش وہ محفل اغیار میں اے جذبِ دل جھٹکتے ہیں کوئی کام نہیں کر سکتے لڑ پڑے غیر سے کیا خیر ہو کیا ہر حال وصل کا خواب سناتے ہیں تمہیں یہ ہیں لو تیری زہم طرب و عیش کو لگتی ہر نظر گو ہر شوخی وہ اثر دیدہ زر گس میں کہا</p> | <p>کیوں خفا آپ ہو سے یہ مری تخریر ہی ہو خاک میں ہم تو ملا دین اگر اکسیر ہی ہو سامنے آپ ہی ہوں انکی تصویر ہی ہو بانکی صورت ہی کھینچے ہاتھ میں شمشیر ہی ہو کہکشان اسکے لئے تیغ ہی زنجیر ہی ہو جسکو تدبیر بناتے ہیں وہ تدبیر ہی ہو میری تعظیم ہی دے مجھے بے لگیر ہی ہو انہیں بوڑھوں میں شمار فلک پر ہی ہو تم جو چپ چپ کی خطر ہی لگی ہو خواب بھر کا ہو ویسی ہی تعبیر ہی ہو میں جہان اور وہاں عاشق و لگیر ہی ہو اسکی آنکھوں کی طرح سرمہ تسخیر ہی ہو</p> |
|--|---|

تم مکتور ہوئے شاہِ دکن کے اے داغِ دامِ قبالہ
 اب خدا چاہے تو منصب ہی ہو جاگیر ہی ہو

| | |
|---|---|
| <p>تم آئینہ ہی نہ ہر بار دیکھتے جاؤ نہ جاؤ حالِ دلِ زار دیکھتے جاؤ بہارِ عمر میں باغِ جہان کی سیر کرو</p> | <p>مری طرف ہی تو سرکار دیکھتے جاؤ کہ جی نہ چاہے تو ناچار دیکھتے جاؤ کہہلا ہوا ہر پہ گزار دیکھتے جاؤ</p> |
|---|---|

یہی تو خیمِ حقیقتِ نگر کا سر ہے
اٹھائو آنکھ نہ شراد و یہ تو محصلِ ہر
نہیں ہر جنسِ وفا کی نہیں جو قدر ہو
تہنیں غرض جو کرد جسم پائیا لو پیر
قسم ہی کہا فی تہی قرآن ہی اٹھایا تھا
یہ شامتِ آنی کہ اسکی گلی میں دل لئے کہا
ہوا ہو کیا ابھی ہنگامہ اور کچھ ہوگا
شبِ وصالِ عدو کی یہی نشانی ہو
متباری آنکھ مرے دل سے بے سبب جو
ادھر کو آ ہی گئی اب تو حضرتِ زاہد
رقیب بر سرِ پرچاشِ ہمسے ہوتا ہو
نہیں ہیں جرمِ محبت میں سب کے سب
دیکھا ہی ہو تماشا فلک کی نیرنگی
بنا دیا مری چاہت نے غیرتِ یوسف
نہ جاؤ بند کئے آنکھ رہو انِ عدم
سُنی سنائی پہ ہر گز کبھی عمل نہ کرو

تزعاج کا فرد و نیدار دیکھتے جاؤ
غضب سے جانبِ اغیار دیکھتے جاؤ
بنینگے کہتے خریدار دیکھتے جاؤ
تم اپنی شوخی رفتار دیکھتے جاؤ
پہر کج ہو وہی انکار دیکھتے جاؤ
کہلا ہو روزن دیوار دیکھتے جاؤ
فغان میں حشر کے آثار دیکھتے جاؤ
نشانِ بوسہ رخسار دیکھتے جاؤ
ہوئی ہر لطف کو تیار دیکھتے جاؤ
یہیں ہو خانہٴ خُشیاں دیکھتے جاؤ
بڑے گی مفت میں تکرار دیکھتے جاؤ
خطا معاف خطا وار دیکھتے جاؤ
نیا ہو شعبدہ ہر بار دیکھتے جاؤ
تم اپنی گرمی بازار دیکھتے جاؤ
ادھر ادھر ہی خبر وار دیکھتے جاؤ
ہمارے حال کے اخبار دیکھتے جاؤ

کوئی نہ کوئی ہر اک شعر میں ہر بات ضرور

جواب داغ کے اشعار دیکھتے جا

ردیف ہائے ہوز

منظور تو ہر میری ملاقات سے توبہ
آغاز ہو جب چار گھڑی رات سے توبہ
بہاگی تھی کسی رند خرابات سے توبہ
ہم سے کرین توبہ کہ برسات سے توبہ
بچتی ہی نہیں قبلہ حاجات سے توبہ
کیا ٹوٹ گئی حرف و حکایات سے توبہ
چکراتی ہر کیا رند خرابات سے توبہ
اُس مین سے حذر کیجئے اس رات سے توبہ
کی آپ نے واللہ نئی گہات سے توبہ
کرتے ہیں مسلمان بُری بات سے توبہ
واعظ کو بلاؤ کہ چلی بات سے توبہ
منت سے کرو گناہ مدارات سے توبہ
توبہ عمل بد کی مکافات سے توبہ
اس بات سے توبہ کہی اُس بات سے توبہ
دروازے کے باہر ہی لوقات سے توبہ

کیون کرتے ہو دنیا ہر اک بات سے توبہ
کیون نہ کروں شور مناجات سے توبہ
زاہد نے چُپا یا ہر اُسے گوشہ دل میں
یہ فصل اگر ہوگی تو ہر روز پینینگے
کیون نہ کروہ ادبہر اُسے کہ اے حضرت اے
تعریفِ صنم بات ہر پتھر نہیں زاہد
بیعت بھی جو کرنا ہر توبہ دست سپور
اللہ دکہائے نہ بچے روز و شب ہجر
خود ہم نہ ملینگے نہ کہیں جائینگے مہمان
کافر تری تقریر تو اچھی ہر کرین کیسا
وہ آئی گہا جہوم کے لچانے لگا دل
پہللاتے ہیں کیون آپ مجھے حضرتِ ناصح
آفت ہر قیامت ہر یہ پاداشِ غضب ہے
دنیا میں کوئی بات ہی اچھی نہیں زاہد
مسجد نہیں دربار ہی یہ پیرِ مغان کا

امید ہر مجھ کو یہ نہ اُسے دم مرگ مقبول ہوئی اُسکی عنایات سے توبہ

یہ داغ قلع خوار کے کیا جی میں سمائی

سنتے ہیں کئے بیٹھے ہیں وہ رات سے توبہ

کوئی اگر خراب ہو کیا اس سے فائدہ

نقصان بے حساب ہو کیا اس سے فائدہ

مانا تم انتخاب ہو کیا اس سے فائدہ

دونا جو اضطراب ہو کیا اس سے فائدہ

مکڑے جو یون نقاب ہو کیا اس سے فائدہ

کیون شکوہ حجاب ہو کیا اس سے فائدہ

مذام کیون شراب ہو کیا اس سے فائدہ

مٹی مری خراب ہو کیا اس سے فائدہ

جب صاف ہی جواب ہو کیا اس سے فائدہ

کیون بر سر عتاب ہو کیا اس سے فائدہ

حاصل ہی کچھ نتیجہ ہی کچھ دل جو دین میں

یکتا اگر چہ تو خدا بن نہ جاؤ گے

کیا لطف و صسل ہر جو دوبار ہوسب

چہر یوں سے کم نہیں ہیں نگاہوں کی تیر

گردل ملے تو آنکھ ملائے کا لطف ہے

چلتا ہو کون کون چلے بزم و عطر سے

کیون خاکسار بنکے رہوں کوئے یار میں

حرف سوال کہہ کے تقاضا نہ چاہیے

ایسونسے وہ گاہ ملائے نہیں کبھی

گرداغ آفتاب ہو کیا اس سے فائدہ

کتنے لگے پڑے ہیں یہاں ایک دم کے تپ

اگر کاش آرزو یہی نکلیجائے دم کے تپ

کیا جانے کیا کر گیا یہ اہل عدم کے ساتھ

دل کی ہر پرورش خلش و درد و غم کے تپ

چلتا ہو ساتھ ایک مسافر کے دوسرا

مرے سے ہے ہی قیب کے مجھ کو تو خوف ہے

| | |
|--|--|
| <p>وہ کانپ کانپ جاتے ہیں بٹی قسم کے ساتھ چلتے ہیں میرے پانوں برابر قدم کے ساتھ لب پر مرے دل آنے لگا شرح غم کے ساتھ رہنہتی نہیں بخیل کی اہل کرم کے ساتھ جوبات جبکی ہر وہ اسکی ہر دم کے ساتھ میرا وفا کے ساتھ تمہارا ستم کے ساتھ کرتی ہر پاکین یہہ طے سچ دغم کے ساتھ کچھ کچھ کرم ہی کیجئے ہر ستم کے ساتھ دل کو ملا کے دیکھتے ہم جام جم کے ساتھ</p> | <p>عادت ہی ہر دروغ کی خوفِ خدا ہی ہر کہتا ہوا چلا ہوں خطِ شوق راہ میں اسکو یہ آرزو ہر مرا حال دیکھ لو ہر آسمان کو ابر گہر بار سے حد کیا جو رکامزہ ہر اگر آسمان نہ ہو دونوں کا نام عشق میں مشہور ہو گیا سید ہی طرح کہی نہیں ہمتی تمہاری لعل اکبار جان کی کوسلی تو کیا مزہ افسوس اس زمانے میں وہ چیز ہی نہیں</p> |
|--|--|

اہل دل نہ دیکھیں مجھے چشمِ کم سے داغ
دولت لگی پڑی ہر مرے دم قدم کے ساتھ

| | |
|--|--|
| <p>بجلی تھی یا چملا وہ مگر تبا تو کچھ نہ کچھ اچھا بُرا جواب یہہ لایا تو کچھ نہ کچھ دیکھینگے ہم بلا سے تاشا تو کچھ نہ کچھ قاصدِ بڑا فہم ہر سمجھا تو کچھ نہ کچھ نکلیگی میرے دل کی فنا تو کچھ نہ کچھ انکار ہی سہی مجھے لکھا تو کچھ نہ کچھ</p> | <p>مانند طور بام پہ دیکھا تو کچھ نہ کچھ قاصد کی چال اور ہر یور کچھ اور ہیں گو محفلِ رقیب میں جانا نہ چاہیے ہر چند اضطراب میں ہمنے کہا ہر حال گو عرضِ مدعا یہ مجھے گالیان ملین اچھا بُرا جواب ملے جائے نامہ</p> |
|--|--|

| | |
|--|---|
| <p>اندر نشہ منداپ کو پایا تو کچھ نہ کچھ ہوتی ہر اسکی بات میں انداز کچھ نہ کچھ بارے انہیں ہوتی مری پروا کچھ نہ کچھ ہم بھی جناے جائینگے دعا کچھ نہ کچھ</p> | <p>کچھ وہم ہر کہ فکر ہر دلمین شہ وصال کیون تیر وہ لگاے جو لے دلمین چٹان ہنگام امتحان ستم یا تو کیا گو داور قیامت اسے صاف چھوڑے</p> |
| <p>عشرت ہو قلق ہو یہ قسمت کی بات ہے پہل عاشقی کا داغ نے پایا تو کچھ نہ کچھ</p> | |
| <p>اس واسطے چوڑو عالم سے واسطہ ڈالے خدانہ عیسیٰ مریم سے واسطہ جب اپری ہن کیا ہمیں آدم سے واسطہ کچھ تم سے واسطہ ہر کچھ ہم سے واسطہ جنت سے واسطہ نہ جہنم سے واسطہ غم کو غرض ہر دل سے اسے غم سے واسطہ پیدا کیا یہہہ کوششیں ہم سے واسطہ اسکو پڑا ہر دیدہ پر غم سے واسطہ کوئی تو ہر جناب کرم سے واسطہ</p> | <p>دنیا سے کیا غرض جو رہے ہم سے واسطہ تیرے مریض غم کی دعا ہر یہہہ و مہم رشتک پری انہیں جو کہا یہہہ ملا جواب جب غیر غیر تو اسے کیوں ہوا لگ ڈاٹ سچ ہر مقام دوست کے طالب کو کیا الفت میں دونوں لازم و ملزوم ہو گئے پیغامبر قریب کو احسن بنا لیا آخر بغیر تر ہوے دامن نیچ سکا کیوں مانتے ہیں حضرت زاہد کو منہجے</p> |
| <p>محبوب بادشاہ و کن در قبالہ شادمان رہے ار داغ ہمکو ہر فقط اس دم سے واسطہ</p> | |

روایت الیاء

| | |
|--|--|
| <p>نفرت ہر حرفِ جمل سے اچھا نہیں ہے چوڑو نگاہ میں نہ بات چلے آسا تہہ تھا ظاہر تو اخلاط کی باتیں ہوا کرین مشقِ جفا کے واسطے کسکی تلاش ہر اقرار کر کے گہور تے ہو کیوں مری فطر آرام کچھ کہیں نہ کہیں مل ہی جائیگا بیدا کر کے چاہتے ہو پھر جفا کی دُ سجدے ہی کرتے جائینگے ہم تیری اُن</p> | <p>نوا اور بات سنو وہ نہیں ہے نازک کلائی دکھتی ہر تو آستین ہے دل میں اگر نہیں ہر محبت نہیں ہے کوئی اگر نہیں ہر تو یہ کستیر ہے باور سہی یقین ہے و نشین ہے زیرِ فلک نہیں ہر تو زیرِ زمین ہے بہتر حجبِ درست صبحِ آفرین ہے ہر نقشِ پاسبے عار تو نقشِ حبس ہے</p> |
|--|--|

بے دلی ہی داغِ گزرنی محال ہے
 وہ دل نہیں سہی وہ تمنا نہیں ہے

| | |
|---|---|
| <p>ایک طوفانِ غمِ عشق میں جونا کیا ہے دیکھ کر سائوئی صورت تری سیٹھی کہے چار باتیں ہی کہی آپ نے گہلِ گلے تین کاوش و کینہ و بیرحمی و آزار دی آشنا بھر محبت سے لکھا لین نہ بچے</p> | <p>نہیں معلوم کہ انجام کو جونا کیا ہے چٹ پٹا حسنِ نمکدار لونا کیا ہے انہیں باتوں کا ہونا مجھے رونا کیا ہے اور اب اسکے سوا آپ سے ہونا کیا ہے ڈوبنے والے کو دشوار ڈونا کیا ہے</p> |
|---|---|

| | |
|---|---|
| <p>کاش مجھے ترسا یہ دیوانہ لحدِ تنگ میں کروٹ بھی نہ لینے پائے تیغ کھینچے ہوئے وہ ترک پہر اس پر عصب نزعِ دل میں عبثِ تخنمِ محبت بویا ابرِ رحمت ہوا دہرِ ویدہ پر غم ہوا دہر تمپہ مر جائینگے اس اس پہ ہم جیتے ہیں چمپی رنگ پہ اس رنگ میں بجلی کی چمک</p> | <p>اڑ بٹنا کیا ہر نصیر کا بچھونا کیا ہر پانوں پہیلا کے نہ سوتے تو وہ سونا کیا ہر ہم تڑپی دیتے ہیں بس آپ سے ہونا کیا ہر جس سے حاصل نہو اس تحنم کا ہونا کیا ہر مشکل اس نامہ اعمال کا ہونا کیا ہر زندگی بشرط ہر توجہ ان کا ہونا کیا ہر مات کڈن ہر ترے رنگ سے سونا کیا ہر</p> |
|---|---|

اسکی ٹھوک سے بھی کینچ نہ جا گا افسوس
 موت ہر داغِ سیمت کا سونا کیا ہر

| | |
|--|--|
| <p>آرزو ہے وفا کرے کوئی گر مرض ہو دوا کرے کوئی کوستے ہیں جلے ہوئے کیا کیا آن سے سب اپنی اپنی کہتے ہیں چاہ سے آپ کو تو نفرت ہے اُس گلے کو گلا نہیں کہتے یہ بلی دادِ رنجِ فرقت کی تم سراپا ہو صورتِ تصویر</p> | <p>جی نہ چاہے تو کیا کرے کوئی مرنے والے کا کیا کرے کوئی اپنے حق میں دعا کرے کوئی میرا مطلب ادا کرے کوئی مجھ کو چاہے خدا کرے کوئی گر مزے کا گلا کرے کوئی اور دل کا کہا کرے کوئی تم سے پہر بات کیا کرے کوئی</p> |
|--|--|

| | |
|--|--|
| <p>کہتے ہیں ہم نہیں خدا کے کرم جس میں لاکھوں برسکی حوریں ہیں اس جفا پر تمہیں تمنا ہو کیون ہماری خطا کرے کوئی ایسی جنت کو کیا کرے کوئی کہ مری العجب کرے کوئی</p> | |
| <p>منہ لگاتے ہی داغ اترایا لطف ہے چہ جفا کرے کوئی</p> | |
| <p>ہر چند شوخیوں کی حیا پردہ دار جتنا وہ مہربان ہو یہ بقرار سب کچھ تو ہو چکا یہ فقط انتظار اُس فتنہ گر سے جسے تو رہتے ہیں توڑ جڑ قیمت سوائی ہو پچی ہر پہلے کشید سے بے وجہ یوں ہو آپ کی تصویر جرتی ان پہلوؤں سے پوچھ لیا اُسے دل دل میں ہیں نامہ برسے بہت بگمایا اتک تو ابتداء محبت میں ہیں مگر جب تک وفا ہو وعدہ یہاں زندگی کہاں</p> | <p>انکھوں میں تیری فتنہ بہت بقرار دل کا معاملہ بھی عجب پیدا ہو کہدین گڑھے آپ تجھے اختیار شامت تو اسکی ہو کہ جو ناکردہ کار ہو جو می فروش ہو وہ مرا قرضدار ہو مشاق ہو کیسا سے انتظار ہو نکلا مری زبان سے بے اختیار ہو منہ پر یہ کہہ رہا ہوں ترا اعتبار ہو آگے مرا نصیب ہو اللہ یار ہو مجھ سے زیادہ عہد ترا پائدار ہو</p> |
| <p>یہ آپ جانیں داغ اتنا تو ہم کہیں گے بڑا وضعدار ہو</p> | |

| | |
|--|---|
| <p>شورِ محشر اُسکو بہ خواب اک افسانہ ہر پہر دلِ تفسیدہ پر برقِ بلا پروانہ ہر آشنا سے آشنا بیگانہ سے بیگانہ ہر بندہ پرور اچکا گبر ہی کبوتر خانہ ہر آج میری قبر کا جو چہول ہر پروانہ ہر آنکھ کی ہر آنکھ یہ پیانے کا پیانہ ہر چال سے خالی کہاں یہ لغزشِ مسانہ ہر کام مشکل جان کنی اسی جہمتِ مروانہ ہر دوست بھی اپنا نہیں بیگانہ تو بیگانہ ہر لوگ کہتے ہیں مزاج اس شخص کا شامانہ ہر آپ کے سر کی قسم یہ آپ کا دیوانہ ہر میں تو بھولا ہوں مگر دشمن بڑا فرزانہ ہر زاہدون کو نامبارک سچو صدوانہ ہر</p> | <p>کب نہ چمکے شرابِ عشق سے مستانہ ہر پہر سرِ شوریدہ پر جوشِ جنون دیوانہ ہر خوب ہی چلتی ہوئی وہ زگرستانہ ہر آنے جاتے ہیں نئے ہر روز مرغِ نابہ ہر فاتحہ پڑھنے کو آیا تھا مگر دھمکے دوسے ہر تے ہیں آنسو ضبط کیتے ہیں ہم پائے ساتی پر گرایا جب گرایا ہر مجھے کو کہن کا تباہی پیشہ جو کا تباہی پڑ جب پڑا ہر وقت کوئی ہو گویں الگ اُسکے در پر جا کے ہونا ہر گدا کو بھی مینا مجھ کو لیجا کر کہا نامہ نے اُنکے روبرو اُسکو دیوانہ بنا لوں تو کروں مجھ کے سلام ہمنے دیکھا ہی نہیں خالی نحوستے کوئی</p> |
|--|---|

داغِ یہ ہر کسے قاتلِ مانِ نادانِ ضدگر
 اُبھ بیان سے آدھر گھر بیٹھ کچھ دیوانہ ہے

| | |
|---|--|
| <p>کلیجا کرے خون وہ دل یہی ہر جو بے آگِ جلیجائے وہ دل یہی ہے</p> | <p>تمہارے برابر کا قاتل یہی ہر جو بے زخمِ تر پے وہ لہلہا یہی ہر</p> |
|---|--|

نہیں یکدلی سخت مشکل یہی ہے
 بُرائی نہ چاہے برون سے نہا ہے
 نہ ٹہرا وہ ناوک تو دل یوں پُچارا
 چھپاتے ہو مٹھتی مین کیوں دیکھ پایا
 کرے مجھ سے ہر چند وہ ہوئی باتیں
 طبعت کا آنا ہو آفت کا آنا
 رو عشق میں راہزن کیا نہوگا
 نہ آئے گا کوئی نہ بیٹھے گا کوئی
 ترا جلوہ ٹہیرا ہر مقصود عالم
 بہری بزم میں نہج کو آتا ہر کیسا
 ترپنے سے جکے تلی ہو تجھ کو
 ہماری شبِ عنم گذرتے یار
 خدائے بنایا بتوں نے بگاڑا
 مری بزم کا عیش سُکر و بولے

کہ وہ دل وہی اور یہ دل یہی ہر
 اگر ہر نو دنیا میں مشکل یہی ہر
 ٹہرا ہر مسافر کہ منزل یہی ہر
 یہی ہے یہی ہے مراد دل یہی ہر
 مگر چہ کہو نگاہ کا تزلزل یہی ہر
 کرے صبر ان مشکل یہی ہر
 مجھے خوف منزل منزل یہی ہر
 اگر آپ کا رنگِ محفل یہی ہر
 کہ ساری خدا کا عین حاصل یہی ہر
 یہ پہچان چاہنا کہ مائل یہی ہر
 مری جان اس کام کا دل یہی ہر
 کہ آسان کرنے کی مشکل یہی ہر
 نہ کعب نہ بتخانہ وہ دل یہی ہر
 اگر موت سے ہر غافل یہی ہر

دعا دہ کریں داغ یہ کہنے نا

مگر آپ کا زعمِ باطل یہی ہر

چاہتا ہوں داد کیوں کیسی کہی

خیر ہونا شاد کیوں کیسی کہی

| | |
|--------------------------------|-------------------------------|
| پہر ہوا ارشاد کیوں کیسی کہی | پہلے گالی دی سوال وصل |
| اسنے امر فرما د کیوں کیسی کہی | پیرزن کے ساتھ بول اٹھی اجل |
| ہمنے یہ رُوداد کیوں کیسی کہی | تمنے دل کی بات کیوں کیسی سنی |
| آپ ہن جلا د کیوں کیسی کہی | عاشقون کے قتل پر اتنی شہی |
| وہ ہی دن ہن یا د کیوں کیسی کہی | مانگتے تھے میرے ملنے کی دعا |
| اے دلِ ناشاد کیوں کیسی کہی | لے چلین گے آج تجھکو اُنکے پاس |
| یہ کہانی یاد کیوں کیسی کہی | حشر میں پوچھو گا کبکسر گزشت |
| یہ مبارکباد کیوں کیسی کہی | سُن لئے وصلِ عدد کے تھے شعر |
| اے رستم ایجا د کیوں کیسی کہی | میں کروں تیری طرح تجھ پر ستم |
| ہر چہ بادا باد کیوں کیسی کہی | دل لگا یا اب تو ہمنے پند گو |
| تم بنو صبیاد کیوں کیسی کہی | صید کر لو طائر جانِ رقیب |
| یہ کئے فریاد کیوں کیسی کہی | ہمنے تجھ سے آج اپنی آرزو |
| ہاتھ لاسنا د کیوں کیسی کہی | تو بھی اے ناصح کسی پر جان دکا |

داع تجھ کو باغِ حُبت ہن صیب

خامن بر باد کیوں کیسی کہی

| | |
|--------------------------------|-----------------------------|
| کہا تھا ہمنے جو کچھ راز دان سے | سنا وہ آج دشمن کی زبا |
| یہ ہر اُمید جسمِ ناقوان سے | کروں میں اُٹک کے باتیں آسان |

| | |
|---|---|
| برا آنا ہوا قاصد کہاں سے قیامت مٹ گئی میری نشان سے چلا آیا مجھ دیوانہ کہاں سے ملی جریون زبان انکی زبان سے یہ تیرا کھیلنا تیرا کمان سے چلین گے وہ دیوان سے ہم بیان سے یہ فوجین لڑ رہی ہیں آسمان سے بچی جاتی ہر مسئلہ کاروان سے تمہیں اچھے سہی سارے جہان سے مڑا ملنے کا اب ہر پاسان سے | ملا تھا یا نہیں اُس رستان سے برستے ہیں وہ فتنے آسمان سے نکالو داغ کو اپنے مکان سے وہی کہتا ہوں میں سنتا ہوں چوہے ہدف دل کو کر گیا اک نہ اک دن انہیں غصہ ہمیں ہر شوق قاصد مری آمین قیہوں کی دعائیں چلے بے راہ اکثر ہر شوق ہر اک میں عیب نکالیں گے کہاں تک سنا ہر آئی کچھ اُسپر ہی آفت |
|---|---|

کہاں امر داغ اب اپنا ٹھکانا
 اُٹھا بیٹھے ہیں دل و دھون جہان سے

| | |
|---|---|
| یارب مری قیمت نے کیوں دیر لگائی کیا جانے قیامت نے کیوں دیر لگائی اللہ کی رحمت نے کیوں دیر لگائی لیجانے میں خلقت نے کیوں دیر لگائی شومی نے شرارت نے کیوں دیر لگائی | تاثیر محبت نے کیوں دیر لگائی مظلوم جہاں آخر کرب واد کو پہنچیں گے میخانہ پہ آجائے گہنگہور گہٹا گہر کر وہ شگدل آتا ہے کب میرے جنازے لڑتی نہیں اکہلہ نکی گوسا منے بیٹھیں |
|---|---|

| | |
|---|--|
| <p>کم ظرف نہیں سیکش ہوا لگو حیا مار نع کھل صبح قیامت ہر کیا جانے کوئی سکو دشوار نہیں میرے لگنے کا بدل دینا</p> | <p>ساتی تری بہت نے کیوں دیر لگائی ہر میری شبِ فرقت نے کیوں دیر لگائی ہر پہر کاتبِ قدرت نے کیوں دیر لگائی ہر</p> |
| <p>تم کہہ نہ سکے جلدی اشعار بہت آپ جھے داغِ طبیعت نے کیوں دیر لگائی ہر</p> | |
| <p>کیس طرح کہوں قیس ترے دل کو لگی ہر اس راہنما راہ لے تو اور طرف کی بٹتی ہو کوئی داغِ محبت کی نشانی جامِ مے کو تر لے مشاقِ مینِ حورین تعریفِ سنی حضرتِ یوسف کی جو چہرہ سے انصاف سے دشمن نے کہی حق میں ہما میں تیرے سوا اور نہ اللہ سے مانگوں مجبور ہوا شکرِ جفا سے ہی تو کجخت دیکھا نہ کنا را کہی کشتی نے ہماری کچھ دے میں کچھ مرنے میں کچھ لوٹ رہے ہیں</p> | <p>نالوں سے کہی آگ بھی محفل کو لگی ہر کچھ اور ہوا رہو منزل کو لگی ہر یہ چوٹِ غضب کی مہِ کامل کو لگی ہر کیوں دیر اکہی مرے قابل کو لگی ہر اک چوٹ مرے حورِ شمایل کو لگی ہر اچھی بھی کہی ہر تو بُری دل کو لگی ہر مدت سے ہی دُہن ترے سایہ کو لگی ہر کیا موت کی چھکی ترے بسمل کو لگی ہر کب نہیں جاب لبِ ساحل کو لگی ہر کس کی نظر بہ نری محفل کو لگی ہر</p> |
| <p>جب تھے ہنا داغ نے کی عشق سے توبہ گھبرائے ہوئے پہر تے میں کیا دل کو لگی ہر</p> | |

| | |
|---|--|
| <p>وقت انصاف جو تم پاس ہمارے ہوتے بزمِ شمعین میں ترے بمکون نظرے ہوتے کسے یوں پیار کیا کسے وفا ایسی کی شبِ فرقت میں ہواں ہار گھٹا چھائی ہر پہول تنہا غیر کی قسمت میں اگر اعظم قیس و فلواد پہلے کو نہوے آج کے دن نارے گن گن کے گذاری شبِ بوجھِ فرا نامہ برزہ کے دہان تجھ کو خبر لانی نہی جو کہ لطف ہے جب ہرزہ گی کے تہے مزہ کیوں کر پاس نیچے کو رہے پہلو میں زلفین بکھری ہوئیں تم نے جو سنوایں کیا چارون ہی نہ رقیسوں نہی دیکھ لیا امتحان گاہِ محبت میں نہ ٹہرے اغیار</p> | <p>رو برو داد و محشر کے اشارے ہوتے اور اس بات کے اکہنمین اشارے ہوتے کیوں کر بن قتل کسکو وہ ہمارے ہوتے کاش گنتے جو نمودار ستارے ہوتے تو نے پتھر ہی مجھے پھینک کے مارے ہوتے وہ ہی سو جان سے قربان تمہارے ہوتے کیا مصیبت تھی جو گنتی کے ستارے ہوتے چارون اور مصیبت کے گذارے ہوتے جو تمہارے تھے وہی ڈہنگ ہمارے ہوتے آپ ہی حضرت دلِ شیدا ہمارے ہوتے کام گڑھے ہوئے عاشق کے سنوایے ہوتے جو ہمارے ہوئے کب وہ تمہارے ہوتے یوں نہ گہرا تے اگر دل کے کرارے ہوتے</p> |
|---|--|

بے نیازی کی ادا ان میں نہ ہوتی ہے کہ

داغِ یہ بہت جو نہ اللہ کے پیارے ہوتے

کیا لطف ہو محشر میں ہی تربت ہو سیکی
 آئے گی اسی جانِ پآف ہو سیکی

وہ قتل کیا اُس نے یہ بہت ہو سیکی
 ہم اپنے ہی سسوں کے مصیبت ہو سیکی

مٹ جائے کوئی حسنِ شہرت ہو سیکھی
 پیغام دیا تھا کوئی مرتا ہر خبر لو
 تم ظلم کئے جاؤ یہ وہ ہر ہمارا
 وہ صدمہ اٹھائے ہیں کہ ہر دم یہ دعا
 ہم لطف کے رہے کو ابھی چاچ رہے ہیں
 بیدل ہیں یہ معشوق ہیں عاشق سے یاہ
 کیوں وصل کی شب ہاتھ لگانے نہیں دیتے
 انصاف اُسی روز تو ظہر ہے ہمارا
 اعر نامہ بر اندازِ سخن سیکھ لے جسے
 لپٹا دے مجھے تیغ سے اس شوقِ شہاد
 دشمن کی کہی تم سے بُرائی نہ کروں گا
 دیکھی ہو وہ شوخی کہ یہ جی چاہ رہا ہو
 آتا ہو مجھے زگرِ حیران سے ہی وہم
 اعر داورِ محشرِ فطیرِ رحم کسی پر
 راحت طلبی نے مجھے رکھنا نہ کہیں کا
 اعر نامہ برا حوالِ غمِ حیرت لکھ دوں
 لڑنا کہی ملن کہی آنا کہی جانا

ماتم ہو کیسا شبِ عشرت ہو سیکھی
 قاصد سے کہا گر ہی عادت ہو سیکھی
 پریش ہی جو فردائے قیامت ہو سیکھی
 دنیا میں کیونکہ محبت ہو سیکھی
 دل دین اگر ایسی ہی عنایت ہو سیکھی
 دل ہو تو ضرور اُس میں محبت ہو سیکھی
 معشوق ہو یا کوئی امانت ہو سیکھی
 ایسا ہو شرمندہ قیامت ہو سیکھی
 تعریف کے پہلو میں شکایت ہو سیکھی
 پوری نہ کیسی طرح سے حجت ہو سیکھی
 کیا فائدہ کیوں مفت میں غیبت ہو سیکھی
 مٹتی کے ہی پتلے میں شرارت ہو سیکھی
 کج بخت کی آنکھوں میں نہ حسرت ہو سیکھی
 مجھ کو نہیں منظور کہ دلت ہو سیکھی
 طاعت ہو سیکھی نہ اطاعت ہو سیکھی
 ایسا ہو میری ہی سچا لٹ ہو سیکھی
 تم شوخ ہو یا شوخِ طبیعت ہو سیکھی

| | |
|--|--|
| <p>شاید جو نہوں میں تو ضرورت ہو کیسی</p> | <p>لو رہنے دو لشکین کے لئے غیر کی نصیحت</p> |
| <p>یہ دعا ایسی ہی الہی نہ بُری مت ہو کیسی</p> | <p>یہ دعا ایسی ہی الہی نہ بُری مت ہو کیسی</p> |
| <p>پہنس گئی جان مصیبت میں الہی کیسی جب ہو مجرم کو خود اقرار گواہی کیسی دوڑتی ہو ترے منہ پر یہ سپاہی کیسی دل سے لڑتا ہو لڑائی یہ سپاہی کیسی تم نہیں چور تو دزدیدہ گناہی کیسی منصفی شرط ہو کیونہ بنے نیاہی کیسی اگنی کام مری پاک نگاہی کیسی یہ پییدی میں جہلکتی ہو سپاہی کیسی جب کیا عشق تو نا کردہ گناہی کیسی</p> | <p>عشق میں عیش کے بدلے یہ تباہی کیسی چاہتے ہو مری چاہت کا قیدیوں شہوت ابھی آئی ابھی چہائی شبِ حیران کیسی ترکِ خونخوار تراغمر پہرِ اسپر جا لاک دل نہیں مال تو اس کا تہیں لالچ کیا تم تو دلدار و دفا دار ہو لو کیا کہنا پارسا جان کے وہ مجھ سے ملے دیکھو ابرا آیا ہو فلک پر کہ شبِ غم یارب اس سے بڑھ کر تو گنہگار نہ دیکھا یہ سننا</p> |
| <p>کیا بُری چیز ہے الفت کا برا ہوا دعا دل سے ہمدم نے بُرائی مری چاہی کیسی</p> | <p>کیا بُری چیز ہے الفت کا برا ہوا دعا دل سے ہمدم نے بُرائی مری چاہی کیسی</p> |
| <p>جو اپنے عیش سے فرصت مرا جاب کو ہوتی یہ حسرت برق کو یہ آرزو سیاب کو ہوتی ترقی سی ترقی عالم اسباب کو ہوتی</p> | <p>فراقِ باریں لشکین دلِ بیتاب کو ہوتی پسند آتی اگر اس شوخ کو اسیدل کی بیتابی بنایا ان حسینوں کو تباہی کے لئے دنیا</p> |

| | |
|--|---|
| <p>میتا سکی صلیوت ویدہ بخواب کو ہوتی اگر کچھ دیر میزا ہد شرباب کو ہوتی ہمیشہ کیون نہ گردش عالم اسباب کو ہوتی قیامت ہی کہ بخش کعبہ کی خراب کو ہوتی یہاں تک پیاس تیری خیر بے آب کو ہوتی کہاں یہ تاب تیرے عالم اب کو ہوتی</p> | <p>شب فتنہ جو دیکھا چو دہوین کا چاند کیا کیا پڑی تھی مجھے میں جان مجھے خوش کی محبتا نئی سیرن زلزلے رنگ کیونکر دیکھتا کوئی رہا پر کو میں بہت در نہ ابرو کے اشارے سے ترا جب تہا زہنا نام کو ہی اس میں دم باقی نگاہ شوق ہوئی کی طرح گرد مہنی نہج کو</p> |
| <p>شب غم داغ سینہ سے نہ ٹٹا ہاتھ ہی در نہ فروغ داغ سے نسبت نہ کچھ مہتاب کو ہوتی</p> | |
| <p>نہ تم سے پہر زمانے میں نہ سے مگر یہ ہونہیں سکت ہو ہم سے محبت کس کے دم سے تیرے دم سے یہی لکھدے وہ کاش اپنے قلم سے یہہ آنکھیں کم نہیں بیت القلم سے کہ فتنے پسے جاتے ہیں قدم سے نظر اٹھتی نہیں اپنے قدم سے ہماری تو یہ ہی جوٹی قسم سے تجھے پالا پڑ گیا چہرہ ہی ہم سے</p> | <p>یہ چہرے ہیں ہمیں دونوں کے دم سے اگر مرجائیں تو چھٹ جائیں غم سے ہمیں ہر کس کی حسرت تیرے حشر سے نہ لکھیں گے جواب خاک سیکو یہاں تک ہو گئے ہیں محو دیدار نہ کیوں ہو انکی گہرائی ہوئی چال پسند آئی انہیں خود طرز رفتار غلط ہر وعدہ پہر ہر بار کہنا کہا یہ شکوہ روزِ حشر اپر</p> |

| | |
|--|--|
| <p>وہ سچے بن گئے جھوٹی قسم سے ہمیں لکھا ہر خط ٹوٹے قلم سے کہ ہو گا درِ دوسرے جھوٹی قسم سے یہ جی جھڑتا نہیں تہوڑے قسم سے چلے قاصدِ سوا میرے قلم سے اگر تم ہاتھ اٹھا بیٹھے قسم سے</p> | <p>شبِ وعدہ ہماری خواب میں آئے ملا یہ خامہ فرسائی پیرا لزام میرے سر پر نہ رکھو ہاتھ اپنا زمانے کو فلک کو ساتھ لے لو وہم تحریرِ خطِ یہ ہیں دعائیں کہیں گے ہم کہ مہکو چاہتے ہو</p> |
| <p>خدا با آبرو دے رزقِ ابدِ داغ نہیں ہر بحث مہکو بیش و کم سے</p> | |
| <p>کیسی مجھ کو آئی کیوں نہ آئی بلائے سے نہ آئی کیوں نہ آئی یرے آگے جڑائی کیوں نہ آئی جگر پر وہ سوائی کیوں نہ آئی مجھے یہ رہنائی کیوں نہ آئی طبیعت میں صفائی کیوں نہ آئی ادلے جانفزائی کیوں نہ آئی سمجھ میں پارسی کیوں نہ آئی</p> | <p>اجلِ روزِ جدائی کیوں نہ آئی بہت عاشق تے خواہانِ قیامت تعبت ہو کہ اس بیداد پر ہی محبت میں جو دلیر آئی تھی چوٹ عدو کو پہیہ لاتا تیرے در سے ترا شفاف چہرہ تن بدنِ صاف سیجائی اگر آئی ہے منکو مجھے بھولا سمجھ لے ورنہ غلط</p> |
| <p>ہزار دن چاہتے ہیں داغِ منکو</p> | |

| | | |
|---|---|--|
| | تہیں پھر ہو فانی کیوں نہ آئی | |
| <p>مار رہنے کا علاج اچا تو ہو جب نہ کچھ حسیاج اچا تو ہو کیا بڑا چھ رواج اچا تو ہو اگر جنون تنکون کا تاج اچا تو ہو ہو سکے جو کام کاج اچا تو ہو قلب کا یہ اختلاج اچا تو ہو</p> | | <p>پوچھتے ہیں وہ مزاج اچا تو ہو یا سگلی وجہ استغنا ہوئی گر حسینوں میں ہی ہو رسم وفا آشیاں زیب سر عینوں ہوا سینہ کو بی دل خراشی چاہیے دل نہ ٹھہر گا تو کیا ٹھہر گا عشق</p> |
| | <p>داغ کو دی ہے تلی آپ نے واقعی وہ کل سے کج اچا تو ہے</p> | |
| <p>آدمی میں برہنہ تک ہی جوان رہتا ہو یہ نشان قدیم عسر روان رہتا ہو پوچھتے پہنے ہیں داغ کہاں رہتا ہو سرور تہا نہیں احسان کہاں رہتا ہو تین سے بڑے کے ترا نامہ رواں رہتا ہو پہر و ناکے لب نازک یہ نشان رہتا ہو عیب کو عیب سمجھتے تو کہاں رہتا ہو کہ ترا داغ ترا درد وہاں رہتا ہو</p> | | <p>پہلے دن پہرین تو نازہ کہاں رہتا ہو داغ حیرت جو لب مرگ عیان رہتا ہو دل میں رہتا ہو جو انگہو نے نہاں رہتا ہو کو نسا چاہنے والا ہو تہا را ممنون دستِ رد سینہ عشاق پہ مارا کشر وہ لڑائی بات سے لیتے ہیں جو چٹکی لہین میں براہیوں تو برا جان کے لیے مجھے خانہ دل میں تکلف ہی رہے تہو را سا</p> |

| | |
|--|---|
| <p>یہ تو فرمائیں کہ اللہ کہاں رہتا ہے کیا خبر تھی ملک الموت یہاں رہتا ہے بولے گہرا کے کوئی اور یہاں رہتا ہے کہ یہاں مجمع آفت زندگان رہتا ہے وقت پر ایک یہاں ایک وہاں رہتا ہے نام میرا ہی انہیں دروز بان رہتا ہے کچھ انہیں ہی مری جانب سے گمان رہتا ہے صبر کرنے سے ہی پروں خفقاں رہتا ہے یہی افسانہ مجھے نوک زبان رہتا ہے</p> | <p>لا مکان تک کی خبر حضرت واعظ نے کہی ہم تو سمجھے تھے کہ وہاں ہوتا ہوا نوک آنکے آنے ہی مجھے حور کا آیا جو خیال اپنے کوچہ میں نئی راہ نکال اپنے لئے جیسی دو گاہیں میں دل بھی ملے میں محلو گریہ وہ کوستے میں غمخوار اسکا جسکو کچھ مجھے وہم بندھا کرتے میں تنہائی میں کیا کروں عشق میں مینا بی دل کا شکوہ میرے مطلب کی کہانی سے انہیں ہر وقت</p> |
|--|---|

زخم آئے تو سبھی خشک ہوا کرتے ہیں

داغ مٹا ہی نہیں اسکا نشان رہتا ہے

| | |
|--|---|
| <p>لطف وہ عشق میں پائے ہیں کہ جی جانتا ہے جو ملنے کے ستم ہیں وہ زمانا جانے ٹسکراتے ہوئے وہ مجمع اغیار کے ساتھ سادگی بانگپن اغساں شہرارت شوخ انہیں قدموں نے نہیں قدموں کی قسم تم نہیں جانتے اب تک یہ تھا سہ لہذا</p> | <p>سچ ہی ایسے اٹھائے ہیں کہ جی جانتا ہے تو نے دل اتنے ستائے ہیں کہ جی جانتا ہے آج یوں بزم میں آئے ہیں کہ جی جانتا ہے تو نے انداز وہ پائے ہیں کہ جی جانتا ہے خاک میں اتنے ملائے ہیں کہ جی جانتا ہے وہ میرے دلین سناہیں کہ جی جانتا ہے</p> |
|--|---|

| | |
|--|---|
| <p>ایسے جلوے نظر آئے ہیں کہ جی جانتا ہو کہ اس قدر اپنے پرانے ہیں کہ جی جانتا ہو کہ</p> | <p>کعبہ دیرین تپہ اگنیں و نون آگہین دوستی میں تری درپردہ ہمارے دشمن</p> |
| <p>داغ وارفتہ کہ ہم آج ترے کو چھوٹے اس طرح کہینے کے لئے ہیں کہ جی جانتا ہے</p> | |
| <p>ایسی باتوں کا اعتبار کئے وید یا دلیر اختیار کئے بیوفائی کا اعتبار کئے کھینچ لایا مرا مزار کئے اب کہیں گے وفا شعار کئے اور کہتے ہیں ہوشیار کئے لوٹتی ہو تری بہار کئے کر دیا تمنے بمقار کئے</p> | <p>تم لہلہتے ہو بار بار کئے واہ کیا شان بے نیازی کئے جب تلوٹن مزاج وہ پھرے مانگتا ہو دعا رقیب اگر میرے مرنے کے بعد روکے کہا ناک میں دل کی ہر نشیلی آنکھ دیکھتے رنگ لائے کیا جو بن اک زمانے میں پڑ گئی پھل</p> |
| <p>داغ کو دہی دن میں بھول گئے آپ کہتے تھے جان نثار کئے</p> | |
| <p>اور کہنے کا اختیار کئے ہم بنائیں صلاح کار کئے کل کیسا تیا امیدوار کئے</p> | <p>دل کے رہنے کا اعتبار کئے دل سے دشمن کا اعتبار کئے یاد ہی ہو کہ آج بھول گئے</p> |

| | |
|---|--|
| <p>اس قدر تاب انتظار کے دل پکارا کہ میرے یار کے وہ بنائیں گے رازدار کے اب گذر تا ہر ناگوار کے بخشوائے گنہگار کے اور کہنے میں بہت راز کے</p> | <p>موت سے پیشتر ہی مر جاؤں جب کہا میں نے ہائے لوٹ لیا غیر کو بھی بلا لیا ہمنے ذکر دشمن تو خوب تھا کہئے دل دعا کیا کہ مرے حق میں بکلیاں ہیں یہ شوخیان تیری</p> |
| <p>داغ سے وہ اگر نہیں ملتے نہ ملیں ہر یہ افتخار کے</p> | |
| <p>دونوں چراغ ہیں شب ہجران بہرے ہوئے خالی کئی ہوئے ہیں مکدان بہرے ہوئے آیا ہر کون خون سے دامن بہرے ہوئے آتے ہو تم کہیں سے مرجان بہرے ہوئے اس دل میں ہیں خزانہ عرفان بہرے ہوئے ہیں اس میں گنج شہیدان بہرے ہوئے</p> | <p>ہر جن دل سے دیدہ گریاں بہرے ہوئے زخموں پر میرے کان ملاحت کے ہاتھ سے منکر ہر قتل غیر سے کیوں دیکھ تو ذرا خالی نہیں فساد سے یہ توری کئے مجھ زندہ پاکباز کو خالی سمجھ نہ شیخ ہیں جنتی گلی میں زری کشنگان تیغ</p> |
| <p>اگر داغ دل تیرا شکستہ ہوا کہی عالم میں ہیں گلون سے گلستان بہرے ہوئے</p> | |
| <p>روے ہم غیر سے گلے مل کے</p> | <p>ایسے تنگ آئے ہاتھ سے دل کے</p> |

| | |
|---|---|
| <p>کچھ کچھ آثار اپنی منزل کے اور ٹکڑے کر دیرے دل کے رہ گئے آج ہاتھ بل بل کے ہونٹ ہلنے پائین سایل کے کس سے ملے ترے گلے بل کے ہوش اڑ جائیں گے مقابل کے</p> | <p>عش سے آگے آگے ملتے ہیں - قطع اُمید ہو گئی احسنہ عشق پر زور حسن زور شکن بوسہ دینے کا لطف تو یہ ہے ہر ہاتھ گردن میں ڈال کر بولے شوق سے آپ آئینہ دیکھیں</p> |
| | <p>داغ کے عشق پر عجب ناز کرو مہم ہیں معشوق منہ در کا بل کے</p> |
| <p>خود بخود غیب سے ہو جائیگا سامان کوئی مفت دیتا ہوں اگر ان لے احسان کوئی آگے تقدیر ہر خوش ہو کہ پشیمان کوئی لگیا لوٹ کے مجھ سے ترے ارمان کوئی ہو گیا دیکھتے ہی دیکھتے نہان کوئی بے قسم کہاتے وہ کرتے نہیں پیمان کوئی انکو پہنچا دے چہ شمعہ حیوان کوئی کرے انکار باندازہ پیمان کوئی رہ بجائے کسی کجخت کا ارمان کوئی</p> | <p>کام کرنے کا نہیں ایدل نادان کوئی بیچتا ہو چن خریدے مرے ارمان کوئی عشق جسکو نہوا یا نہیں انسان کوئی - مل گیا اور ہی غارتگر ایمان کوئی تہا ابھی چشم تصور میں نمایان کوئی - لائے کیونکر یقین دل سے مسلمان کوئی پانی پی پی کے دُعا دین تجھے بسمل قابل ان اچھٹی ہوئی باتوں کے نہیں ہم قابل دیر ہو جائے بلا سے انہیں آرائش میں</p> |

رکھ کے پیکان مرے غم میں لگا تا نک
 شکوہ بخشش و بیداد ہی کرنا قاصد
 جانتے ہی ہو اُس ارمان بہرے کو کہ
 برسوں امید شہادت میں جیسے ہم خمی
 نظر آتا نہیں مجھ میں کہیں وہ
 حسرتیں یوں محبت میں بہت ہوتی ہیں
 منفعل روزِ قیامت ہو وہ ظالم تو بہ
 چشم بہ دور وہ صیاد ہیں تیری کہیں
 ایک جہان نے آتے ہی یہ گہر لٹایا
 دل ٹپ کر ادھر آتا ہر توڑ بہتی ہر بخش
 اسکو میں لکھ کے خط شوق پتا بھول گیا
 طبع حاضر ہر صفائی ہی ہر نیت ہی ہر
 میں شب وصل زبان چوس کے چہرہ و کینہ
 احویاتِ ابدی کچھ تو سہرا دینا
 جو حینون کی عدالت میں اسی بخشش
 ہو گی اُس بزم میں گلہ سہ نہ گس کی بہا
 آتشیں کہ نے بل خاک نکالے و کیجیو

ہو یونہیں دیکھ کے انگشت بزدان کوئی
 مکر اتنا کہ نہ ہو جاے پشیمان کوئی
 شب کو بیٹھا تھا کسی گوشہ میں پنهان کوئی
 تیغ سے بڑھ کے نہیں دم کا نگہبان کوئی
 بنکے بیٹھا ہر کھان سے شبتان کوئی
 دل میں رکھنے کا بھل آتا ہر ارمان کوئی
 داؤد خواہی سے نہ ہو جاے پشیمان کوئی
 سامنے ہو کے بھگتا نہیں انسان کوئی
 وہ جو دل میں ہر توباتی نہیں ارمان کوئی
 ہر گرد و سرے پہلو میں ہی پیکان کوئی
 غیر ہی لکھ دے مرنے کا عنوان کوئی
 اب تو کر لیجے خدا کے لئے پیمان کوئی
 کر سکے غیر سے کیوں وعدہ و پیمان کوئی
 نظر آتا ہر مجھے جان کا خواہان کوئی
 ہو جو نا کردہ خطا دل سے پشیمان کوئی
 باندہ مے اُس میں مراد یہ حیران کوئی
 سید ہے کرنا ہر ادھر نادک شکر گان کوئی

| | |
|--|--|
| <p>کہنچہا ہر کوئی دامن ہو گریبان کوئی آپ کی عمر کا رشتہ نہیں پیمان کوئی سرخ دیکھا نہ کہی ناوکِ شرگان کوئی وہ ہر مصروفِ ستمبا فراوان کوئی دل میں دل ڈال دے کس طرح انسان کوئی</p> | <p>جبے کی عشق سے تو بظلم کرتے ہیں یہ جو توڑ کر عہدِ بُتِ عہد شکن نصیب کہا دل میں چبہ جاتی ہیں کس طرح تمہاری ہن فرصتِ ناز بھی پھر رون نہیں مٹی افسوس انگہ میں انگہ تو ڈالی نہیں جاتی ظالم</p> |
| <p>مٹ چکی ہر خلشِ دل گرا ب ہی ابرو داغ پہانس کی طرح کھٹک جاتا ہے ارمان کوئی</p> | |
| <p>ہمارے رنگہ کی صحبت کہی تھی مجھے اپنے سے ہی نفرت کہی تھی تری صورت تری صورت کہی تھی عیان کب نور میں غلط کہی تھی نصوَر میں ہی یہ صورت کہی تھی کہ اس فِرت میں ہی عزت کہی تھی یہیں اک شخص کی ترُبت کہی تھی نہ تھی یا کچھ مری عزت کہی تھی کہ جس اُمید میں حسرت کہی تھی وہ پہر ہو جو مری حالت کہی تھی</p> | <p>تری مغل میں یہ کثرت کہی تھی اس آزادی میں کیا حش کہی تھی ہمسا را دل ہمارا دل کہی تھا ہوا انسان کی آنکھوں سے ثابت و کن میں آئے ہم ہندوستان سے مٹی کیا ابرو نے عشق افسوس جہاں سو حُسنوں کی پوٹ ہر آب ذرا انصاف کیجے کون ہوں میں اُسی حسرت میں اب دل مبتلا ہر ابھی باقی ہر کچھ آزار کا شوق</p> |

| | |
|---|---|
| <p> تسلی ہی دمِ رخصت کہی تھی کہا اس کو چہ میں تربت کہی تھی کہ دنیا منزلِ راحت کہی تھی عداوت سے تری آفت کہی تھی کہی کچھ ہوش تھا غفلت کہی تھی یہاں غم تھا بیانِ حسرت کہی تھی ترے چہرے کوں میں جولت کہی تھی تری تعذیر میں راحت کہی تھی ہماری آپ کی صحبت کہی تھی نگاہِ نازِ اک آفت کہی تھی مجھے مرنے کی ہی فرصت کہی تھی یہ بستی غیرتِ جنت کہی تھی نتی یا آپ کی نیت کہی تھی کہی تھی مجھ کو ان چاہت کہی تھی </p> | <p> خسرم ہی تجھے ہم پر کہی تھی ندی دو گز زمین مروت کو میری کرین کیا اب زمانے کی شکایت محبت سے تری ہوتا ہوا بے بیخ شبِ ہجران میں سویا کون کبخت دل ویران میں باقی میں چہ آثار مزا آتا نہیں وہ قتل میں اب شکایت سن کے یہ ہوتا ہوا رشتا یہ تہمت رکھ کے ہم اُنسے ملیں گے مہارمی سادگی یہ کہہ رہی ہر ہجومِ غم سے اب تک مرغِ بانا دلِ برباد میں اڑتی ہوا بے خاک یہہ دل حاضر ہر لیے اسے کیا بحث نہیں ہوا بے نہیں سمجھا سن سنا </p> |
|---|---|

تم اترائے کہ بس مرنے لگا دماغ

بناوٹ تھی جو وہ حالت کہی تھی

اب کے گزرتے تو مگر نہ بٹیں گے

ہم ترے کام ایدل مضطرب بنائیں گے

تصویر یا اپنی حسین پر بنائیں گے
 جنت کے بدلے دلیں تمہے گہ بنائیں گے
 ایمان کی تو یہ ہر غضب میں بنانہ بند
 حرف غلط نہیں مری تقدیر کا لکھا
 اور وہ کیوں نرول بلا اپنے ساتھ
 کیا بن پڑ گیا کوئی نہ دل کا مسودہ
 ہو گا یونہی جو تہ خون ایک ایک
 دینے لگا ہر مہ کو مزا خارا آرزو
 باعث بگاڑ کے میں وہی جسے تھی آ
 افسوس ہر کوٹ پڑ گیا وہیں فلک
 جب دل بڑ چکا تو بنائے سے کب بنا
 دشمن ہمارے واسطے تکلیف کیوں کریں
 دامن حشر خانہ بد و شون سے کب چٹا
 تیرے بگاڑنے تو بگاڑا ہر دل مرا
 خالی نہو گی لطف سے بیدا و محسب
 کہتے ہیں وہ جلائیں گے ہم تجھ کو شکر
 ہو گا شب فراق کا غم بھی بہت بڑا

بگڑا ہوا ہم اپنا معتمد بنائیں گے
 یہ یادگار ہم سرِ شہر بنائیں گے
 اپنا ہی سا مجھے ہی یہ کافر بنائیں گے
 احباب چیلکر اسے کیوں کر بنائیں گے
 اب ہم مکان شہر سے باہر بنائیں گے
 اکثر مٹائیں گے ابھی اکثر بنائیں گے
 کیوں میفر دوش بادۂ احمر بنائیں گے
 اسکو بڑا کے صورتِ شہر بنائیں گے
 افسے بنیں گے کام یہ اکثر بنائیں گے
 ہم جان توڑ کر جو کہیں گہ بنائیں گے
 کیا خاک وہ بنائیں گے پہر بنائیں گے
 ہم آپ اپنے قتل کا محضر بنائیں گے
 اسکو ہی چہرہ ہاڑ کے بستر بنائیں گے
 تیرے بناؤ بھی دم پر بنائیں گے
 ہم شیشہ شکستہ کو ساغر بنائیں گے
 دشمن کی قبر تیرے برا بنائیں گے
 دل کو ہزار ہا تہہ کا کیوں کر بنائیں گے

| | |
|--|--|
| <p>دل کی درگوں سے ہم خلا سطر بنائیں گے وہ رفتہ رفتہ شہر کو محشر بنائیں گے ہم آٹھنہ میں ستر سکندر بنائیں گے چترن غنہ کی قبر کے تیور بنائیں گے پلکوں سے آٹھنہ میں وہ جو ہر بنائیں گے تصویر غریب رو برو سے در بنائیں گے مٹی کے تیغ و ناوک و خنجر بنائیں گے خانہ خراب دل میں توے گہر بنائیں گے</p> | <p>اٹھنہ نازنین کو لکھتیں گے جب سطر اشتیاق بیکار جا بیگانہ کو فیفتہ نہ حسرت نام کیونہ عکس جاسیکھا جو توانا کر سکے عادت ہی ہو گئی ہو وہ دیکھیں گے عجیب منہ دیکھتے ہیں میر سے نئی نظر کئے وہ جہاں گئے جو آئینکے ہم دیکھ لینگے صاف وہ کم سن میں کہیل ہی کہیلین گے تو ہی کچھ تجھ کو ہی قحط خانہ خرابی کی تہ ہو</p> |
|--|--|

بروقت داغ کا یہی تکیہ کلام ہے
میرے حضور مجھ کو تو اگر بنائیں گے

| | |
|---|--|
| <p>جو چور کی سزا ہو وہ محکوم نرا سٹل آنے پرے اُدھر سے گئی پادشاہی جو رہنما تھے راہ میں بارے وہ آٹھ عہد شباب کے جو کہیں آشنا ہوئے کیا جانے بندگی کا صلہ مجھ کو کیا ہوئے تم کیونہ ملو کسی سے تہاری بلا ہوئے جتنے فقیر مجھ کو ملے بادشاہی ہوئے</p> | <p>گر میرے اشکِ سرخ سے رنگِ حنا جاتے تھے منہ چھپائے ہوئے میکہ کوٹا پس ماندگانِ قافلہ کا انتظار تھا اپنی ہی شامت اگنیِ توبہ کے ساتھ ہی جنت سے مارِ حور کی صحبت سے اجتناب شوقِ وصالِ خاک میں سبکو ملائے گا اللہ دے تو فقر کی دولت ہو سلطنت</p> |
|---|--|

| | |
|--|---|
| <p>ایسے انگلیکھ رہے پہلا کوئی کیا ملے ہم ان تو نئے ملنے میں جب تک خدا ملے اس طرح سے کہ مکونہ اپنا پتا ملے میرے گواہ ٹوٹ کے دشمن سے جا ملے شوخی سے شوخی اور حیا سے حیا ملے دربان ہی تجھے دلوں جہاں پوچھا ملے جس طرح آشنا سے کوئی آشنا ملے جو اس طرح کلی ہیٹر میں گم ہو وہ کیا ملے ڈرنا ہوں میں کہ اور نہ تجھ سے برآ ملے</p> | <p>بجائے دل سے آپ کرے بد مزاجیان دنیا میں ڈنگی کے لئے کچھ تو چاہیئے اک بات ہم کہیں تو ابھی کہوئے جاؤ گے اب منصفی ہو دو اور محشر کے عیلم لو آؤ دل ملا میں تمہاری نگاہ سے اُس دستان کا جو وہی دروازہ نامبر یہ بید کیا ہو مجھ سے ملا آج وین قریب اُسکے جیوم ناز میں کہو یا گیا ہو دل اسو لے اٹھا فی میں تیری برائیاں</p> |
| <p>اعتراف اپنی وضع ہمیشہ یہی رہی کوئی کچھ کچھ کوئی جسے ملا ملے</p> | <p>R</p> |
| <p>یو فاعسم کرے اور وفا تو ہر سی جس میں شوخی ہو بہت اور حیا تو ہر سی ہاتھ دھو ڈالتے ہیں ملکہ جاتا تو ہر سی کہی آجاتی ہو کافون میں صدا تو ہر سی کہ خطا وار سب تاہر خطا تو ہر سی جلے مسجد میں بھی کر لین گے ادا تو ہر سی</p> | <p>ساقیا دے ہی سے روح فرا تو ہر سی ہم تو اُس آنکھ کے ہیں دیکھنے والے کچھ وعدہ غیر یہ کیا ہوتی ہو جلدی اذکر نغمہ دلکش ہو تو دساز دم عیسیٰ ہو تم مرے جرم کی تفصیل نہ پوچھو مجھ سے ابھی تجا نہ کے مسجدوں تو فرصت ہو</p> |

| | |
|--|--|
| مرگ فرود پہ حسرت سے کہا شیریں نے وایے نقدِ گر گئے ٹوٹ کے ناخن پہنے آئے ہمسایہ میں وہ گونہ بھانٹ گئے کیون فلکِ نجھکو کہلاتا ہر غم عشقِ تہیت بعدِ مردن مری مرقد میں بنا دینِ روزی منصفی شرطِ ہر آخر کو فی کتبک بخشے | عمر عاشق ہی کو دیتا ہر خدا تہوڑی سی رگہی تھی گرہِ بسندِ قبا تہوڑی سی آج مقبول ہوئی میری دعا تہوڑی سی ایسے بیمار کو دیتے ہیں خدا تہوڑی سی آتی جاتی رہے دنیا کی ہوا تہوڑی سی روز ہو جاتی ہے بھولے سے خطا تہوڑی سی |
|--|--|

داغِ بید نے ہر پہ ساغرِ کھان کی توبہ
پلی خدا کے لئے ای مردِ خدا تہوڑی سی

| | |
|--|--|
| جائے چوڑ دے تو ای ستمِ ایجاد مجھے تہ جملات رہو آزار کے دینے والے اہلِ محشر سے یہ پوچھو گا خدا لگتی بات حسنِ کلامِ بلا ہے حسنِ عالم میں بندگی ایسی غلامی کو اگر تہ رنبد آسمان ٹوٹ پڑا مجھ پہ تری الفت میں کچھ تو امیدِ نبد ہے اُس نے وفاداری کی خانہ دل سے یہ ماتم کی صدا آتی ہے | کہ بڑے روز نئی لذت پیدا دے مجھے کون صفا ہے مبارک مری فریاد مجھے تسے دیکھا بھی ہو دنیا میں کہی شاد مجھے نظر آتا ہے ہر اک پہول ہی صیا د مجھے قتل کر ڈال جو کرتا نہیں آزاد مجھے پہلے ہی سے نظر آتی تھی یہ فدا مجھے کاش دشمن ہی سمجھ کر وہ کرین یاد مجھے غم سے آباد کیا جان سے برباد مجھے |
|--|--|

بچکِ پانِ داغِ دمِ نزعِ چلی آتی ہیں

شاید اُس ہولنے والے نے کس لیا و بچے

| | |
|--|---|
| <p>تھنے بدلے ہم سے گن گن کے لئے کچھ زالا ہر جوانی کا بناؤ وصل میں تنگ آکے وہ کہنے لگے چاہئے والوں سے گر مطلب نہیں فیصلہ ہو آج میرا آپ کا دے دے بے درداہر پیرِ مغان دل کے لینے کو ضمانت چاہیے مئی کشتو مرده آب آبی فصلِ گل ہمنشینوں سے مرے کہتے ہیں وہ ہن رخ نازک پہ گہستی کے نشان وہ نہیں مسکتے ہماری کیا کریں</p> | <p>بننے کیا چاہتا تھا اسدن کے لئے شوخیان زیور میں اس سن کے لئے کیا یہ جو بن تھا اسی دن کے لئے آپ پر پیدا ہوئے کن کے لئے یہ اٹھار کہا ہر کس دن کے لئے چاہیے اک پاک باطن کے لئے اور اطمینان صامن کے لئے بلبلون نے چونچ میں تینکے لئے چوڑ دین غیر و کو کیا ان کے کس نے تیرے بوسے گن گن کے لئے مانگتے ہیں ہم دُعا جن کے لئے</p> |
|--|---|

آجکل میں دُعا جو گے کامیاب

کیون مرے جاتے ہو دُودن کے لئے

| | |
|---|--|
| <p>اُس طرح سے آنے کہ نہ آئے مرے لگے جانا ہی جو قاصد کو تو جانے لگے دشمن کے بھی آنسو نکل آئے مرے لگے</p> | <p>آئے بھی تو وہ مٹھ کو چھپائے مرے لگے کیا دم کا بہر و سا ہر پہر آئے کہ نہ آئے کچھ تذکرہ رنجش معشوق جو آیا</p> |
|---|--|

| | |
|---|---|
| <p>دل میں لکھا یا ہر گز دیکھئے کیہ ہو بچتے ہوئے دیکھو گناہ میں دل کی لگی کو مانگی ہر دُعا وصل کی کچھ اور نہ سمجھو تیر پر ہی کہتے تھے کہ یہ نام ہر میرا دیکھئے تو کوئی قاصد جانان کی دیری پہ پھڑے ہوئے معشوق ملین سب کو الہی مخیر میں ہی ہر خواہش خلوت مجھے ایسی</p> | <p>سب جو جینکتے ہیں اپنے پر آئے مرے آگے کوئی نہ کہی شمع بجائے مرے آگے کو سا ہوا اگر میں نے تو آئے مرے آگے لکھ کر کسی حرف اُسے مٹانے مرے آگے واپس مرے خطا کے جلائے مرے آگے تہا کوئی جنت میں نہ جانے مرے آگے کہتے ہوں کیا میرا نہ آئے مرے آگے</p> |
| <p>کچھ دِ اِغ کا نہ کور جو آیا تو وہ بولے آئے تھے بُرا حال بنانے مرے آگے</p> | |
| <p>یہ جو ہر حکم مرے پاس نہ آئے کوئی یہ نہ پوچھو کہ غنیمت ہر چین کیسی گزری تا کہ میں ہر نگہ رشوق خدا خیر کرے ہر چکا عیش کا جلسہ تو مجھے خطا ہیچ ترک بیداد کی تم داد نہ چاہو مجھ سے یوں شب وصل موبالیدگی عیش و نشاط حالِ طلاقِ زمین کا چوتھا یا بھی تو کیا دُورِ وِ اُلفت کے مڑے پلٹے میں قسمتِ دل</p> | <p>اس لئے رُو تھہر رہے ہیں کہ مٹائے کوئی دل دکھانے کا اگر ہو تو دکھائے کوئی سامنے سے مرے بچتا ہوا جانے کوئی آپ کی طرح سے بہانہ بلائے کوئی کر کے احسان نہ احسان جھانکے کوئی آپ اپنے میں خوشی سے نہ مٹائے کوئی بات وہ ہر جو ترے دل کی بنائے کوئی خونِ دل نہ نہیں ہر کہ نہ کہائے کوئی</p> |

| | |
|---|---|
| <p>میر بانی سے ہلا کر جو پلائے کوئی وقتِ رخصت ہی اگر تہ پلائے کوئی رکھ کر اہیں چیر کو کیا آگ لگائے کوئی</p> | <p>کیا وہ مکر داخلِ دعوت ہی نہیں اور اعط وعدہ وصل اسے جانکے خوش ہو جان سرد مہری سے زمانہ کی ہوا ہر دل سرد</p> |
| <p>آپ نے داغ کو منہ ہی نہ لگایا انوس اسکو رکھتا تہ کلجے سے لگائے کوئی</p> | <p>آپ نے داغ کو منہ ہی نہ لگایا انوس اسکو رکھتا تہ کلجے سے لگائے کوئی</p> |
| <p>مشکل تباری ہوتی ہر آسان کہی کہی بناتے ہیں ہم آپ ہی نادان کہی کہی ہر دم نہیں نہیں ہر تو بان بان کہی کہی ہو تا ہر دل کے پار یہ پیکان کہی کہی آیا کرے مری شب ہجران کہی کہی ہوئے میں جوٹ موٹ کے احسان کہی کہی ہوئے میں دل ہی دل میں پشیمان کہی کہی ہو تا ہر شوق سلسلہ حُسن بان کہی کہی نظروں میں بات ہوتی ہر پہنان کہی کہی کہتا ہر دور دور کی ان کہی کہی</p> | <p>وہ کہنہ چختے ہیں خنجرِ بران کہی کہی ہوئے ہی بنکے کام نکلتا ہر گاہ گاہ اقرار سے زیادہ ہوا نکار آپ کا بہ وقت انکی شرم سے اُٹھتی نہیں ملک دل رفتہ رفتہ ہو کر غم ہو تو خوب ہر وہ بات رکھکے سر پہ میرے کہاتے قسم رہ رہکے یاد آتے ہیں اپنے ستم نہیں اس خیر رہی ہر وہی آفت لگی ہوئی میری مجال ہر جو کروں عرض مدعا سُنتے ہیں کان کہہ کے فرشتے بھی سکتے</p> |
| <p>شکرِ خدا کہ عشق نے کچھ کچھ اثر کیا وہ دیکھتے ہیں داغ کا دیوان کہی کہی</p> | <p>شکرِ خدا کہ عشق نے کچھ کچھ اثر کیا وہ دیکھتے ہیں داغ کا دیوان کہی کہی</p> |

| | |
|--|--|
| <p>چٹا جب اک بلائے دوسری پیچھے بلا لپٹی کبھی کل سے لپٹی کبھی امن سے جا لپٹی ہمارے وطن سے اس طرح وہ تنج جا لپٹی رہی اسی یوں فانی ہم ترے تن سے جا لپٹی زمین ہی میری میت سے اگر بعد فنا لپٹی تو آخر مضطرب ہو کر ترے قدم سے جا لپٹی گناہوں ادا لپٹی تو ملکوں سے جا لپٹی تو چکراتی ہوئی پیروں گولے میں ہو لپٹی جو لپٹا شمع سے پروانہ بلبل گل سے جا لپٹی کہ اس کے سر سے ہر وہ لپٹی دستار کیا لپٹی چٹرائی جس قدر رہا توں تھے مہندی سوا لپٹی</p> | <p>جو نکالیا پنج گئے کل کے دل اف دونا لپٹی صبا اکہیلیاں کرتی ہر کیا کیا راہ میں لپٹی لپٹتا ہر گلے سے جس طرح بچھا ہوا کوئی کبھی لپٹا ز تو میرے گلے سے کیوں نہ رشک لپٹی وہ ہوں میں کشتہ وقت غنیمت اسکو جانوں گا قیامت تک گئی جب اٹھتے اٹھتے میرے ناکو گہری میں انکی آنکھیں کینا کیا شرم و شوخی وہ ہوں گردش دہ میں چھو لیا جب سیر دہن کو جلانے کو مے نرم چین میں رات دن کہو کوئی دیکھے تو بالکی وضع رند لاؤ بالی کی وہ کہتے ہیں عجیب تاثیر دیکھی خون عاشق میں</p> |
|--|--|

نہ رُفکے سے رُکا آخر گیا داغ اس کے کوچے میں

نانا ایک کا کہنا بہت خلی خند لپٹی

| | |
|---|---|
| <p>اک بارش رحمت کوئی چھینٹا تو اذہر بھی دیتا ہر خدا حسن تو ہڑائی ہر نظم بھی آئینہ بھی رہتا ہر تہا ابر گل تر بھی پیچھے رہی جاتی ہر مے دل گنظر بھی</p> | <p>گلشن میں ہرے ہو کے شجر لائے ثمر بھی عاشق ہیں ترے حور و ملک جن و بشر بھی وہ جسکو اٹھتے ہی ملا لیتے ہیں صورت کیا تیز زور و محبت ہی الہی</p> |
|---|---|

| | |
|--|--|
| <p>رکھتا ہی نہیں کوئی کہاں جا کے رہے دل میں صبح شب وصل نہ دیکھوں اُسے جاتے اللہ کرے ہوترے دربان کو بھی دست بخا نہ میں کیوں رہنے لگے حضرتِ نزا اقرار سے پہلے تو رہا کرتے تھے پوینام بیٹھو بھی مرے قتل پہ کیا باند ہو گے تولا</p> | <p>مٹل گل بازی پہاڑو میری ہر اوجھ میری انگہوں میں آجائے سپیدیِ سخن میری میرا ہی گریبان بنے پردہ در میری ایسوں کا ٹھکانا نہیں اللہ کے گھر میری جب وعدہ کیا پہر نہیں ہونے وہ خبر میری دیکھوں تو سہی باندہ ہنی آتی ہر کمز میری</p> |
| <p>اورد اغ دم نزع ہیں وہ منتظر اس کے کیوں دیر لگا رہی ہر حسی کہیں میری</p> | |
| <p>اک چیز ہر اس عالم ہستی میں شیریں اس تیر کا زخمی ہو مراد دل ہی جگر میری دیکھوں کسی محبوب کو میں سامنے تیرے یہہ کان تک آسینگے بڑی ہو پہلی ہو کیا ایک ہی ڈوسے میں بندھی اگلی نکت پتیا نری بزم میں دیکھا جیسے دیکھا دل اُسے لبِ مجھ کو ملی دولتِ دیدار کہتے ہیں وہ دنیا کے سب چاہنے والے جب جرمِ محبت کی سزا مل گئی اکب</p> | <p>دنیا کا طبل بجا رہی دنیا سے خد میری آتھو نکلی بڑی ہوتی ہر سیدھی سی نظر میری منت سے کہے تو گدگد لطف ادھر میری ترک جائیگی کیا تیری طرح تیری خبر میری جب پتی ہر گردن تو لچکتی ہر کمز میری ہوش اوڑتے ہیں گونگی ہر لڑائی ہر خبر میری کیا لوٹ کا سامان ادھر میری ہر ادھر میری پہچے تو کوئی ہر مٹھیں دنیا کی خبر میری تفصیر وہی جیسے ہوتی بار و گری میری</p> |

| | |
|---|--|
| <p>ایسی نہیں پایاں کوئی راہ گزری اللہ کی سرکار میں لٹتا ہوا اثر بھی لیجائے مرا نامہ رسان دیدہ تر بھی</p> | <p>رؤنِ داغِ غضبِ شکر غم نے مرے دل کو ہوتی ہو دعا کا فرد ویندار کی مقبول اچھا ہو کہ جنگل میں ہو پانی کا سہارا</p> |
| <p>فرماتے ہیں وہ سنتے ہیں جب داغ کے اشعار اللہ زبان دے تو زبان میں ہو اثر بھی</p> | |
| <p>گرچہ تہی چشم تغافل مگر ایسی تو تہی تجہ سے اُمید مجھے بغیر ایسی تو تہی جیسی اب ہو ہو دعا بے اثر ایسی تو تہی فکر تجھ کو کہی اے چارہ گرا ایسی تو تہی منصفی شرط ہو دیکھو ادھر ایسی تو تہی تجھ کو جلدی کہی اے نامہ برا ایسی تو تہی شام ایسی تو تہی وہ سحر ایسی تو تہی پیشتر سوزش داغ جب گرا ایسی تو تہی</p> | <p>ہم سے برگشتہ کیسکی نظر ایسی تو تہی شب کو جو حال رہا ہو وہ خدا پر روشن وہی دل ہو وہی لب ہیں وہی اندازِ نیا کو گھر ہی اور جیو گاہ یہ بناوئے کجغت سکھل یوسف کی جو تعریف سنی فرمایا بار بار آئے گھر نامہ و پیغام و سلام وصل کے ساتھ ہی جاتے رہے کیا لیلِ نیا اگ دل کی ہی اثر کر گئی شاید نہیں</p> |
| <p>داغ صاحب کی محبت نہ چھپائے مجھے چسپی ایسی مشہور ہوئی یہ خبر ایسی تو تہی</p> | |
| <p>انہیں اس بات کی پروا ہی کیا ہو ابھی تڑپے گا دل تڑپا ہی کیا ہو</p> | <p>سکستِ عہد سے ہوتا ہی کیا ہو ترقی کر رہی ہو ان کی شوخی</p> |

| | |
|---|--|
| <p> بڑی آنکھیں نہاری ہیں اگر ہوں حقیقت میں ہو تم دنیا سے اچھے ہمارے دل میں ہر ساری خدائی ملے گی حشر میں کیا دادمجھ کو سمجھتا ہی نہیں قاصد مری بات شکایت ہی سہی عرض تمنا تجھے دنیا میں لون عقبیٰ میں جا ہوں رہی کیوں اس دل ویران میں تیر ہمیشہ دیکھتی ہیں دل کی آنکھیں - ادا ہر ابتدا مشق جھک کی فقط اک جان وہ بھی تجھ پر قربان </p> | <p> ان آنکھوں نے ابھی دیکھا ہی کیا ہر حقیقت میں مگر دنیا ہی کیا ہر خدا کے گہر میں اب رکھتا ہی کیا ہر میری فریاد سے ہوتا ہی کیا ہر زبان نامہ بر پر کیا ہی کیا ہر ذرا انصاف کر خپا ہی کیا ہر بجز اسکے مراد دعویٰ ہی کیا ہر نہو وحشت تو وہ صحرا ہی کیا ہر ہمارا آپ کا پردا ہی کیا ہر بہت ہو گا ستم اتنا ہی کیا ہر محبت نے یہاں چھوڑا ہی کیا ہر </p> |
|---|--|

اگر سن لین وہ حال زارا داغ

ترے کہنے کا پھر کہن ہی کیا ہر

کیسے ہیں جلوے یہاں کیسے کیسے

عیان کیسے کیسے نہان کیسے

مطلع تانے

دیئے داغ نے امتحان کیسے کیسے

مٹائے ہیں آنکھ گمان کیسے کیسے

نشیب و فرازا آنکھو سمجھائے کیا کیا

ملائے زمین آسمان کیسے کیسے

| | |
|---|--|
| <p> ہو میں اُسے عنما زیاں کیسی کیسی وہ جیسا ویری دل سے کرتے ہیں مدد بنایا کئے مجھ کو مجرم وہ ناحق ریلے زنا ہر پیر کو خور توبہ نہ آثارِ عشرت نہ سامانِ راحت چھپے قافلے ولے اول ہی منزل نہ مانی نہ مانی مری بات اُسے کوئی پارسا ہو تو بہر بہر کے ساغر سکھانے پڑے کوہین دوست دشمن کہلاتے ہیں گل کوئلہ مرگان نے کیا کیا نہیں حیدر آباد پیرس سے کچھ کم گھر دیدہ و دل بھی ہمارا قاصد مرے ساتھ غیروں پہ بھی آفت آئی گزر گاہِ ارمان و حسرت رہا دل شکایتِ حکایت ہی میں رات گزری </p> | <p> بنے تھے مے راز دان کیسے کیسے تو کہانی ہر پلٹے زبان کیسے کیسے بلایا کئے ہاں میں ہاں کیسے کیسے وہاں ہونگے رعنا جوان کیسے کیسے نشان سے ہونگے نشان کیسے کیسے پڑے رگھر ناتوان کیسے کیسے ہوے دوست ہمدستان کیسے کیسے پلاتا ہر پیر مغان کیسے کیسے یہاں کیسے کیسے وہاں کیسے کیسے بنائے ہیں دل پر نشان کیسے کیسے یہاں ہی سچے ہیں مکان کیسے کیسے روانہ ہوئے ار مغان کیسے کیسے نکالے گئے میحمان کیسے کیسے گزرتے رہے کاروان کیسے کیسے رہے تذکرے درمیان کیسے کیسے </p> |
|---|--|

وطن سے چلے داغ جب مسم و کن کو

چھٹے اہل ہندوستان کیسے کیسے

| | |
|--|--|
| <p> فرشتے خیر را مگین آسمان کی نئی ترکیب بھلی امتحان کی خبہر تھی کسکو مرگ ناگہان کی یہ گرمی جو فقط ضبطِ فغان کی سنو تو کھ رہا ہو یہ کہاں کی نظر پڑتی نہیں اب باغبان کی کہ مٹی دی ہو اُسے آستان کی بیان دیکھی ہیں آنکھیں پاسبان کی مرے دل میں ہر کیفیت زبان کی خوشی جو چاہیے تھی وہ کہاں کی کمان اُتری ہوئی جو پاسبان کی زبان کو چاٹ ہو تیری زبان کی ہمیں نے اُنکی کیفیت بیان کی کہلی رہ جائیں آنکھیں پاسبان کی لگا دے اور بھی اک امتحان کی بیان کی اور چہرہ تجھے بیان کی </p> | <p> قیامت ہو اگر میں نے فغان کی تلاش اُنکو ہو میرے رازوان کی تمّت اور وہ بھی امتحان کی کہاں اسی چارہ گردِ دل میں حرارت نہیں کچھ ہرزہ گو دیوانہ عشق دُبا ہو خاکِ مصر میں نشین کہے گی سجدہ میت بھی ہماری شبِ غم آئے خوابِ مرگ کیونکر تہین سناؤں کیونکر اس کی تہین مرے مرنے سے گو اُسکو ہونی عید دُرِ جانان پہ ہنگامہ نہ دیکھا دُہن کو ہو مرا تیرے دُہن کا خدا کے سامنے بھی تبت بنے وہ یونہیں رنجائے وہ بیٹھا کا بیٹھا رگِ نعل میں باقی ہر اُجھی و م دل اُسکا ہو کہ جس نے اپنی حالت </p> |
|--|--|

وہ سکر داغ کے اشعار بولے

خدا جانے یہ بولی ہر کہان کی

| | |
|---|---|
| جو خدا کی توبہ منوائے اصلاً ہم نہ مانینگے زمین خلوت نہ رہے اپ تنہا ہم نہ مانینگے وہ کہے میں قیامت تک یہ دعویٰ ہم نہ مانینگے اگر سارا زمانہ مان لیا ہم نہ مانینگے یقین آنا نہیں قاصد ہو جو ہا ہم نہ مانینگے نہیں ہر کوئی دنیا میں کسی کا ہم نہ مانینگے مگر معشوق ہو وعدہ کا سچ ہم نہ مانینگے اُٹھاؤ گے اگر عقبیٰ میں جہاں ہم نہ مانینگے ہم ہوں آب و آتش و خون کیا ہم نہ مانینگے کھل جائے کہی دل سے تمنا ہم نہ مانینگے یہ کہنا مان لینگے ہم یہ کہنا ہم نہ مانینگے | کہی جسے نہ کہنا تیر کہنا ہم نہ مانیں گے خیال غیر ہوگا دل ہمارا پاس بان ہوگا گواہی کون دے میرا ثبوت عشق کیونکر ہو تیرا نامی کہان پیدا نقطہ کہنے کی باتیں ہیں ہم ایسے ہی تو ہیں وہ ہمکو چھین اس غایت سے بہت ہمد و کجانی و وقاب ہم سے دیکھیں بلا سے گر کوئی اس بات کا دل میں بُرا نہ سوال اٹھا یہ ہر دہی میں کرو فیصلہ وہ کہتے ہیں ہم اس تک وہ سوزان نہیں قابل کھل جائے اگر پہلو سے دل یہ ہر یقین ہمکو بڑھتے کرار کیوں پہلے ہی اسکا فیصلہ کرلو |
|---|---|

انہیں خطا غلامی داغ لکھ دے کیا سند سہی

کر آیا شخص جو بندہ کسی کا ہم نہ مانینگے

| | |
|--|--|
| کہ شاخ گل سے جب انکی کلائی ہوتی جاتی ہے آسیری ہوتی جاتی ہے ہر مائی ہوتی جاتی ہے بیت مشہور میری خوشنوائی ہوتی جاتی ہے | نزاکت مانع دور آزمائی ہوتی جاتی ہے پسند کر لخصین دل عمر پر انکی بلا رکھے سہل کباب صبا کو مژدہ اسیری کی |
|--|--|

| | |
|---|---|
| <p>رسائی میں بھی سن نکٹا رسائی ہوتی جاتی کر بہت سیدھی تہا ہری کج ادائی ہوتی جاتی کر الگ ہر چیز کیوں اپنی پڑائی ہوتی جاتی کر جسے ہی سامنے میری برائی ہوتی جاتی کر بہت شایخ بھجین بجائی ہوتی جاتی کر کہ گت کا غلط کی حنائی ہوتی جاتی کر جد ہر تو ہر اُدھرساری خدائی ہوتی جاتی کر جہان تک دل ملتا ہوں جدائی ہوتی جاتی کر بہت مشہور تیری خود نمائی ہوتی جاتی کر</p> | <p>بڑا یا سوخی آگے ہٹا یا خوف نے سوچے نکلیا تیکس بل ملنا نہ چھوڑا راست بارونے ہمیں یہی صبر آئے صاف کبد و ہم نہیں جتنے مخاطب کن کسی سے نرم میں ہوں چوٹ بچھیر و چشم فتنہ ز اسے دیکھا آئینہ کہتے ہیں ابھی سے کیا ہوا جاتا ہر خون تہ عیار ب خدا جانے یہ ہر کیا بید کیا ہوا ہوا کجا نہ میں آتش نہ وہ سیما یارب کیا سب کا خدا ہر طالب ویدار محشر کوئی رہ جائے</p> |
|---|---|

کہ دلت کسی کہ دلت نہی مٹایا داغ کو جس نے
 بھگدشت اب اُسے صفائی ہوتی جاتی ہے

| | |
|---|---|
| <p>یہی کج و دکھائی ہر صورت اچھی ایک ہوتی ہر نہار وں میں طبیعت اچھی یہ ہر شخص ہر اسکی نہیں نیت اچھی نہ محبت تیری اچھی نہ عداوت اچھی اس فعل پر تو زبان میں تیری لکنت اچھی موت اچھی ہر اکہی کہ قیامت اچھی</p> | <p>سب سے تم اچھے ہو تم سے مری محبت اچھی حُسن معشوق سے ہی حُسن سخن ہر کیا میری تصویر یہی دیکھی تو کہا شکر کر ہر طرح دل کا ضرر جان کا نقصان کہا کہ صفائی سے کیا وصل کا تو نے انکا ہجر میں کیسکو بلاؤں نہ بلاؤں کیسکر</p> |
|---|---|

| | |
|--|---|
| <p>ان سوالوں نے تو دشمن کی حکایت اچھی ہم کو پردہ میں نظر آتی ہر صورت اچھی مسکرا کر یہ کہا اُسے نہایت اچھی ملگلی عیشِ ابد کی تجھے فرصت اچھی جسکا انجام ہوا تھا وہ مصیبت اچھی پرچشم سے ہر کس بات میں جنت اچھی اس بہانہ سے یہاں مری تربت اچھی بری صحبت ہو بری اچھی ہر صحبت اچھی بیچ ڈالو اسے طجائیگی قیمت اچھی ہو گئی انکو برا کہنے کی عادت اچھی کہوں کس مُنبہ سے کہ ہر مری طبیعت اچھی ایسے دعوے میں توجھوٹی ہی شہادت اچھی</p> | <p>قبر میں نیند اُٹاتے ہیں نگہِ سرِ عینِ شب دیکھنے والوں سے انداز کہیں جتنی نہیں میری شامت کہ دکھائی اُسے دشمن کی شبیہ میری تربت پہ پہیہ ظالم نے کہا پخت کر جو ہوا غا زین بہتر وہ خوشی ہو بدتر آدمیت سے علاقہ ہو نہ دنیا کا ماضی پہوٹ کر روئے بظاہر جو لحد پر دشمن ہم نشینوں کو مشیروں کو ترے دیکھ لیا ہر سرناز فروشی تو حسرتِ یاد رہت عیب اپنے ہی بیان کرنے لگا آخر کا خود ستائی پہ نہ محمول ہوا ہر شکیب تم بنو تو سہی مہر و محبت کے گوہر</p> |
|--|---|

زور و زرسے ہی کہیں داغِ حنین

اپنے نزدیک تو ہر سب سے اطاعت اچھی

| | |
|--|--|
| <p>ایک میں ہوں یا خدا کی ذات ہر اور تہوڑی سی مری اوقات ہر دیکھو اپنی بات اپنے بات ہر</p> | <p>ہر جس کی بیدرات کیسی رات ہر انکی سرِ رایش نئی دن رات ہر ملکہ صحبتِ غیر سے دن رات ہر</p> |
|--|--|

| | | |
|---|---------------|--|
| <p>آپ کی ہر بات میں یہ بات ہر حور کی خواہش پہ یہ طعنے ملے تو نے قاصد جو کہی دل کو لگی پہر حند اجل نے کہاں تم ہم کہاں جان کے خواہان ہیں سب جان چاہن ذکر دشمن پر بگڑنا ہر بج شکوے کے بدلے کیا شکرِ رستم انکاف اصد لے چلا ہر دل مرا یہ بلا اظہارِ اُلفت پر جو شب کو جاگین نرم میں وہ دیکھو اُسے باتوں کا مری دیکر جواب کیوں پہسل پڑتے ہیں ملکِ حسن میں جب کہا میں نے کہ لومر تا ہوں میں ضعف سے اُٹھتے نہیں دستِ دعا کہتے ہیں دشنام دیکر لیکن با و فہن غیر اسکی کیا دلیل</p> | بات فی ہر بات | <p>چال ہر فسترہ ہر دم ہر گہات ہر واہ کیا نیت ہر کیا اوقات ہر یہ اُسی کافر کے منہ کی بات ہر عیش و عشرت کی ہی اک رات ہر سچ ہر بے پروا اُسی کی ذات ہر واقعی لگتی لگاتی بات ہر پہر خفا میں کیا مزے کی بات ہر تازہ فخر مایش نہی سوغات ہر آپ ایسے ہی تو ہیں کیا بات ہر رات کا دن اور دن کی رات ہر کہد یا خاموش یہ شتہ مات ہر کیا وہاں برسات ہی برسات ہر بولے بسم اللہ اچھی بات ہر اب ہماری شرم اُسکے مات ہر نفرت کیوں دیتے ہو کیا خیرات ہر انکا دعویٰ محض بے اثبات ہر</p> |
|---|---------------|--|

داغ سے جا کر ملے تھے ہم ہی آج

آدمی خوش وضع خوش اوقات ہر

آب وہ بہ کہہ رہے ہیں ہری مان جائے
 بکڑے ہوئے مزاج کو پہچان جائے
 اللہ جانتا ہر اگر جان جائے
 کسکا ہر خوف روکنے والا ہی کون ہر
 مغل میں کسے آپ کو دل میں چھپایا
 بین توری میں بل تو نگاہیں پہنچائی
 دو شکلین میں ایک جتانے میں شوق
 انسان کو ہر خانہ ہستی میں نطفہ کیا
 گو وعدہ وصال ہو جو نامہ آؤ ہر
 رہجائے بعد وصل ہی چٹک لگی ہوئی
 اچھی کہی کہ غیر کے گھر سے کہڑے کہڑے
 آئے ہیں آپ غیر کے گھر سے کہڑے کہڑے
 دو نون سے امتحان و فاپر یہ کہیدا
 کیا بد گمانیہ میں انہیں مجھو حکم ہر
 کیا فرض ہر کہ سب مہر باتین قبول ہوں
 سودا یاں زلف میں کچھ تو لٹک ہی ہو

اللہ تیری شان کے قربان جائے
 سید ہی طرح نہ مانے گا مان جائے
 اس دل کے شوق کو تو ابھی مان جائے
 ہر روز کیون نہ جائے مہان جائے
 اتنوں میں کون چور ہی پہچان جائے
 جاتے ہیں ایسے آنے سے آؤ سان جائے
 پہلے تو جان جائے پیران جائے
 محسان آئے تو پشیمان جائے
 کیونکر نہ ایسے جوٹ کے قربان جائے
 کچھ رکبے کچھ نکال کے ارمان جائے
 میں آپ کا نہیں ہوں نگہبان جائے
 یہ اور کو جتائے احسان جائے
 منوائے رقیب کو یا مان جائے
 گہر میں خدا کے جی تو نہ مہمان جائے
 سن سن گئے کچھ مانائے کچھ مان جائے
 جنت میں جائے تو پریشان جائے

| | |
|---|---|
| <p>دل کو جو دیکھ لو تو یہی پیار سے کہو جلنے نہ دنگا آپ کو بے فیصلہ ہوئے یہ تو سب کہ آپ کو دنیا سے کیا عرض نصہ میں ہاتھ سے یہ نشانی نہ گر پڑے یہ مختصر جواب بلا عرض وصل پر</p> | <p>قربان جائیے ترے قربان جائیے دل کے مقدمے کو ابھی چہان جائیے جاتی ہر جس کی جان اُسے جان جائیے دامن میں لیکے مہر اگر بیان جائیے دل مانتا نہیں کہ تری مان جائیے</p> |
| <p>وہ آزمودہ کار تو ہر گرو لی نہیں جو کچھ بتائے داغ اُسے مان جائے</p> | <p>اس لئے وصل سے انکار ہر ہم جان گھر تو وہ ہر سببت کا فر ترے قربان گھر دعوتی مہر و وف پر وہ برامان گھر غیر کے دل میں نہوں اُسکی تلاشی لینا تیرے عاشق کا جنازہ نہ گیا ہو گے</p> |
| <p>یہ نہ سمجھے کوئی کیا جلد کہا مان گھر جو خدا کو بھی نہ مانیں وہ تجھے مان گھر اٹے نادوم ہوئے احسان کے احسان گھر کہ شب جب میں چوری مرے آمان گھر ابھی اس راہ سے کچھ لوگ پریشان گھر کہ جہان شام ہوئی اور وہ مہمان گھر ہم ترے آتے ہی سو جان سے قربان گھر بدلیاں رہتی ہیں وہ کسے یہ دربان گھر جانے والے جو یہاں چوڑ کے سامان گھر حتم اگر روز جزا تیرا کہا مان گھر</p> | <p>کیا کرے دیکھتے ہر روز کا آنا جانا دیکھتے کہتے ہیں اسے آئی گئی کا سودا آپ ہی قید ہوئے جانے پوچھنے گہر میں یا ابھی کہیں ٹپتی تو نہیں دلاؤ عدم کہتے ہیں شکوہ بیدا دگر گچا پہر ہیں</p> |

| | |
|--|--|
| <p>رکھتو دشت محبت میں نہ کچھ سامنے دیا اچکل نالہ بلبل میں ہی تاشیہ نہیں آنکھ عاشق میں وہ جانیں کہ نجائیں جھکو عشق منہ پر سرے لکھا ہو تو کیا اسکا علاج جھکو مشاق نہ رکھنا تھا شب وصل نہیں بمنے آتے ہی یہ محفل میں تباہ کیا خانہ دل ہوا کہی کہ مسافر خانہ آرائش ہی پٹیر نہا محبت کا ثبوت خدشہ خارِ متناسفے ٹٹا رکھتا تھا</p> | <p>حضرت خضر بھی دو چار ہی میدان گنہ گنہ کیا عجب گل بیہ پکارے کہ مرے کان گنہ گنہ یہ سمجھتے ہیں کہ جب جان گنہ گنہ مان گنہ جان پہچان نہ تھی اور وہ چچان گنہ گنہ حور کے واسطے کیا چوڑے کے آراں گنہ گنہ غیر کے ہوش اٹھے آپ کے آؤ سان گنہ گنہ کیتے ہی کتے یہاں کیتے ہی آواں گنہ گنہ اب تو پہچان گنہ جان گنہ مان گنہ گنہ تیرے آراں گنہ دل سے کیسی گنہ گنہ</p> |
|--|--|

| |
|---|
| <p>بندہ عشق ہو ایسے کہ راہی توجہ تم تو معشوق کو ایسا داغ خدا جان گنہ</p> |
|---|

| | |
|---|---|
| <p>وہ نیم وعدہ کر کے جو خاموش ہو کر پنچت بھی آج حضرت زاد نے صفا کی کافی میرے قتل سے اتنا نہیں بچا احباب کو جنازہ اٹھانا ہی باربسا بگڑا مزاج اٹکا محفل بگڑ گئی احم ہر محفل اشک کا یا دل کا سو گنہ</p> | <p>اُمید دار ہوش سے بیہوش ہو کر سینہ پوش کیا ہوئے کہ بلا پوش ہو کر دو چار دن کے واسطے رو پوش ہو کر ہم خاک میں بیٹھے وہ سبکہ پوش ہو کر سامان عیش اڑ کے مرے ہوش ہو کر کیوں مردمان دیدہ سید پوش ہو کر</p> |
|---|---|

| | |
|-----------------------------------|-----------------------------------|
| ان لہن ہر ٹہر کے اُٹھا رخ سے نقاب | پیدا طلبیعتون میں بہت جوش ہو کر |
| کیا کیا شبِ فراق رہی ہمو بخود | اکثر ستونِ در سے ہم آغوش ہو کر |
| میری بُرائیاں تو نکرتا ہوا مدعی | کیا غور ہے کہ وہ ہمہ تن گوش ہو کر |

| | |
|-------------------------------------|---------------------------------|
| اے داغِ بزمِ زانہِ ماضی کے ذوقِ شوق | یکبار دِل سے محو و فراموش ہو کر |
|-------------------------------------|---------------------------------|

| | |
|---------------------------------|------------------------------|
| اُس نے جب اک نگاہ دیکھا ہے | حالِ دِل کا تبہ دیکھا ہے |
| سچ بتا تو نے ہی شبِ فرقت | کہی روزِ سیاہ دیکھا ہے |
| دِل ہے دو نونِ طرف کا جانبِ اک | کہیں آیا گواہ دیکھا ہے |
| مجھ کو بے جرم کیوں سزا ملتی | کچھ نہ کچھ تو گناہ دیکھا ہے |
| بزمِ مین مجھ کو تاک کر بولے | چُپ کے بیٹھے ہوا وہ دیکھا ہے |
| ساتھ اُس بت کے اہلِ تقویٰ کو | صورتِ گردِ راہ دیکھا ہے |
| آئینہ دیکھ دیکھ کر تم نے | کی سفید و سیاہ دیکھا ہے |
| اُس سے پوچھا ہے اُس نے اپنا حال | جب کوئی داؤدِ خواہ دیکھا ہے |

| | |
|------------------------|--------------------------|
| واقعی ہمنے تیرے کو چین | داغِ کو گاہ گاہ دیکھا ہے |
|------------------------|--------------------------|

| | |
|-----------------------------|------------------------------|
| ساتھ شوخی کے کچھ حجاب ہی ہے | اس ادا کا کہیں جواب ہی ہے |
| رسمِ کر میرے حال پر وا خط | کہ اُمنگین ہی ہیں شباب ہی ہے |

| | |
|--|---|
| <p>عشق میں ہر متاعِ درد کی قدر مار ڈالا ہے اس دوزنگی نے سن لی کیفیتِ جانِ واعظ کیا رہی گا ہی ترا عالم چھٹے وقت گھر چلے جانا عشق بازی کو ہر سلیقہ شرط کچھ مجھے یاں کچھ مجھے اُمید اس جہاں پر وفا کروں کہ تک تجھے سانا آشنا نہیں کوئی دل ہمارا ہر تشنہ مقصود سوچیں ہم ہر اک تری بخشش ہوش میں ہو تو کچھ کہیں تم سے</p> | <p>یہ گران بھی ہر انتخاب بھی ہر مہربانی بھی ہر عتاب بھی ہر دیکھ اس قسم کی شراب بھی ہر ساتھ عالم کے انقلاب بھی ہر دن بھی ہر گرم آفتاب بھی ہر یہ گنہ بھی ہر یہ ثواب بھی ہر صبر کے ساتھ اضطراب بھی ہر آدمیت کا کچھ حساب بھی ہر بیوفا جان بھی شباب بھی ہر دشتِ مین بحر بھی شراب بھی ہر اس سے بڑھ کر کوئی عذاب بھی ہر نشہ بھی ہر حسنا و خواب بھی ہر</p> |
|--|---|

داغ کا کچھ پتا نہیں ملتا

کہیں وہ خانمانِ خراب بھی ہر

| | |
|---|---|
| <p>پہرے راہ سے وہ یہاں آئے نہ جانا کہ دنیا سے جانا ہر کوئی سنا ہر کہ آتا ہر سرِ نامہ بڑکا</p> | <p>اجلِ مری بھی تو کہاں آئے آئے بیتِ دیر کی مہرِ بان آئے آئے کہاں رہ گیا ارمغان آئے آئے</p> |
|---|---|

| | |
|---|---|
| <p> ہرے منہ میں تیری زبان آتے آتے وہی رہ گئی درمیان آتے آتے بکھلے دم چکیاں آتے آتے یونہیں لب پرآہ و فغان آتے آتے انہیں آئین گی شوخیاں آتے آتے مکان پہ گیا میہان آتے آتے وہاں جاتے جاتے یہاں آتے آتے گیا جان سے اک جوان آتے آتے میری راہ پر آسمان آتے آتے طبیعت رُکی ہر جہاں آتے آتے چمن اڑ گئے آندہ بیان آتے آتے نہ آتے نہ آتے یہاں آتے آتے مگر رہ گئی ہمعنان آتے آتے بہار آتے آتے خزان آتے آتے </p> | <p> یقین ہو کہ ہو جائے آخر کو سچی سنانے کے قابل جو تہی بات اُنکو تجھے یاد کرنے سے یہ مدعا تھا کلیجا مرے منہ کو آئیگا اک دن ابھی سن ہی کیا ہر جو بیباکیاں ہوں چلے آتے ہیں دل میں آراں لاکھوں نتیجہ نہ بکھلا تیکے سب پیامی مہرا ہی مشتاق دیدار ہوگا تری آنکھ پہرتے ہی کیا پڑے پڑا ہر بڑا پیچ پہر دِلگی میں مے آشیان کے تو تہہ چار تیکے کیسے کچھ اُنکو ابھارا تو ہوتا قیامت بھی آتی تھی ہمراہ اُس کے بنابے ہمیشہ یہ دِل باغ و صحرا </p> |
|---|---|

نہیں کہیں اے داغ یار و نہ کہیں

کہ آتی ہر اُردو زبان آتے آتے

بگئی دونوں جہان سے مجھ کو کیا
 بگئی بیخودی شوق میں اُحت کیا

کیا کہوں دل نے اُٹھائی ہر اذیت کی
 چوڑی مشق ستم چھٹ گئی عداوت کی
 ایک دل لاکھ خیال ایک نظر لاکھ جال
 کیسی ٹھوکر کا ہر مشتاق مر عاشق
 اپنی گنہوں میں سمایا ہر کچھ ایسا جلوہ
 کہنچتا ہر مجھ کا ٹٹوں میں جنونِ قتِ علاج
 عکس ہی آئینہ میں چار گہری بعد آیا
 خار خارِ سرِ بستر سے نہ چوٹا دہن
 مجھ پر الزام ہر کیون تو نے مرا غم کہا یا
 بندہ چاہے جو خدا کی کوئی بات کہتی ہو
 عیش و اقبال عجب شکر ہو یہ ہم دیکھتے ہیں
 جو مرعشوق کی پرشش ہی نہیں دنیا میں
 خوازی عشق کا رتبہ کوئی ہم سے پوچھے
 عذرِ بجا ہی سے ظالم نے ندی مجھ کو سجا
 امتحان اور جو باقی میں وہ یوں ہوشیہ
 ساتھ غیر و ننگ وہ کیا چوڑا گھر چنگاری
 جو تیرے بحث نہیں ہاں یہ بتاؤ راز

مرنے والے کی رہی رات کو حالت کیسی
 باندہ لی آپ نے ساتھ اپنے عداوت کیسی
 کوئی دیکھے تو یہ وحدت میں ہر کثرت کیسی
 بے نشان ہو کے اُبھرائی ہر تربت کیسی
 نہیں تمیز بری ہوتی ہر صورت کیسی
 اور شر ماتی ہر وحشت کہ یہ حُث کیسی
 بڑ گئی حد سے سوا انکی نزاکت کیسی
 رہی کانٹوں میں الجھ کر شبِ فرقت کیسی
 اور ہوتی ہر امانت میں خیانت کیسی
 لوگ قیمت کو لئے پرتے ہیں قیمت کیسی
 چار ہی دن میں بدل جاتی ہر صوت کیسی
 اپنے بندہ سے خدا کو ہر محبت کیسی
 ایسی دولت کی کیا کرتے ہیں غرت کیسی
 شکوہ حجبِ کہاں شرحِ مصیبت کیسی
 یہ ہی انداز ہر مجھ سے انہیں نفرت کیسی
 میرے ہمراہ چلی ہر مری تربت کیسی
 لاکھ دُلا کہہ میں جہاں ایک دھور کیسی

| | |
|---|---|
| <p>دوست کی رنگ جو اکیا کہیں ملے نہیں مین جو خاموش ہو یہ صرف تمہارا منہ ہر</p> | <p>لطف کے ساتھ گزر جاتی ہو محبت کیسی ور نہ ہر بات ہوا کہ تیسرے شکایت کیسی</p> |
| <p>دہمکیاں دیتے ہو تم جذبہ دل کی ادا بندہ پرور یہ محبت میں حکومت کیسی</p> | <p>جا کر اُس بزم میں آجاتی ہو شامت کیسی عشق نے دی ہیں دعائیں دم چلت کیسی</p> |
| <p>میرے امہ نے رکھ لی مری غمت کیسی مجھے مل ملے گلے روئی ہو حسرت کیسی یہیں انصاف نہ ہو جائے قیامت کیسی کیا کہوں میں کہ بہشت کی ہو طبیعت کیسی جسکی آنکھوں میں یہ فتنے ہوں دیکھ کیسی یہ تو دوزخ کے گھمٹا بل نہیں جنت کیسی جلد ہوتی ہو بُری بات کی شہرت کیسی یہ تو فرمائیے ہر آج طبیعت کیسی ہار دی حضرت دل آپ نے ہمت کیسی تلملائی ہوئی پرتی ہو قیامت کیسی درد نے پانی میرے سینہ سے اٹھائی کیسی شکر کرتے ہوئے ڈرتا ہوں شکایت کیسی اعمال تجھ کو بھی ہو گردش قیمت کیسی</p> | <p>آدمی مر کے جیسے ہو یہ مصیبت کیسی کہی آتی ہیں قصو میں جو دلقصیرین سحر و سفاکی و بیباکی و شوخی و عقاب لے ہی تو لینگے گنہگاروں کے ہوتے زاہد خواب میں ہی جو بُرا اُسے کہا ہے سُنا آپ ہی جو کرین آپ ہی پوچھیں مجھ سے اب تو دو چار ہی نالوں کا رہا تھا جگر چل کے دو چار قدم اگ لگا دی کس نے اسکو میں نے جھکے سے لگا رکھا ہر بے محل بات پہلی ہی تو بُری ہوتی ہو کوئی دنیا میں نہیں تیری طرح ہو جانی</p> |

| | |
|--|---|
| <p>میں تو خست نہو آپ کی خست کیسی اور ہوتی ہر خطا وار کی صورت کیسی سی دیئے ہونٹ خموشی نے شکایت کیسی چور ہو جب کوئی مہمان تو غرت کیسی کبھی کیسی ہر کبھی اپنی طبیعت کیسی پوچھ کر کوئی اگر دے تو سخاوت کیسی اپنی اولاد سے ہوتی ہر محبت کیسی بعد مر جانے کے مل جائے گی نصیب کیسی</p> | <p>تہیئے تھیئے کہ کھجائے مری جان خیرین ہتے کہاں رات کو آئینہ تو لیکر دیکھو اپنے جینے کی دعا بھی تو نہیں کی جاتی زنگہ یار کو میں دل میں جگہ دوں لیکن چہرہ ہر وقت کی اچھی نہیں یہ یاد رہے بخشدے پرش اعمال سے پہلے بار بار شعر ترنگے تو وہ نحت جگر اپنا کر دل کو سمجھائیے گئے بھلائیے گئے پہلائیے گئے</p> |
|--|---|

نظر آتا ہر پرورد جو کوئی شوخ و شہریر
گدگدانی ہر پھر امداد غ طبیعت کیسی

| | |
|---|--|
| <p>کچھ کھائے تو جاتی نہیں فریاد کیسی لمتی نہیں منہ یاد سے فریاد کیسی سُتی ہی پڑے گی تبہیں فریاد کیسی رکھتا لگی لپٹی نہیں آزا د کیسی یون مفت میں نشتی نہیں بیدار کیسی کیا یاد ہو کیا یاد ہو کیا یاد کیسی ایسے میں کوئے کیا کوئی امداد کیسی</p> | <p>کیا خوف ہو آنکو جھٹے داد کیسی ہر دل میں نئے در سے ہو یاد کیسی منصف ہو اگر دو پیگے تم داد کیسی جب قطع تعلق ہو تو پیر پاس کہا نجا آرام طلب ہوں کرم عام کے طالب دل تہاے ہو پہرتے ہیں سب گبر و ملکا اُس حُسن جہان سوز سے برا ہو قیامت</p> |
|---|--|

| | |
|--------------------------------|-------------------------------------|
| پوری نہیں ہوتی کبھی میعاد کیسی | بڑھتی ہو محبت کی اسیری میں کبھی |
| آئے تجھے آئی دلِ ناستا کیسی | پڑتی ہی نہیں کل کسی کروٹ کسی پہلو |
| مٹ جائے اگر لذتِ بید کیسی | ایمان تو جب الیمج ایشانِ کریمی |
| اگلی نہیں رہتی مرے جلا کیسی | بھلی تو سہی جان اگر سہلِ بھلی |
| اسکو ہی اچک لیتی ہو فریاد کیسی | جب دیکھتی ہو نالہ بلبُل میں اثر کچھ |
| اُف اُف وہ حسینِ شکلِ خدا کیسی | اللہ کرے زندہ رہیں دیکھنے والے |
| نقصِ کسی کی ہو تو بنیاد کیسی | یہ جن کا فتنہ جو بنا بڑھ کے قیامت |
| جاگ پر نہیں ہو عدم آباد کیسی | گہر کے اگر موت بھی مانگوں تو کہیں |
| جنت میں بھی یاد آئیگی بید کیسی | کیا عیش بھلا دیگا یہ آزارِ بیکلف |
| اسی حضرتِ دل کیجئے امداد کیسی | ہو آفت دشمن میں بُرا حال کیسا |

کمبخت وہی داغ نہو دیکھو تو جا کر
بے چین کیئے رہی ہو فریاد کیسی

| | |
|--------------------------------------|------------------------------------|
| اتنا ہی کہہ کے چھوٹ گئے وہ خطا ہوئی | پرسش جو اُنسے ظلم کی روزِ جزا ہوئی |
| اچھی کبھی یہ ایک رہی اے دلِ ربا ہوئی | دل لیکے پوچھتے ہو زری خیر کیا ہوئی |
| ناصح کی بات بات ہمار سی دعا ہوئی | کس دن قبولِ خاطر اہلِ وفا ہوئی |
| وہ مر گیا وہ رُوح کیسی ہوا ہوئی | جلوہ دیکھا کے دیکھ لیا بزمِ مازن |
| آج اُنسے صاف صاف مری بڑھلا ہوئی | بے دُور ہوئے نہ نکلتا کبھی بجلا |

پوری ابھی سنی ہی نہیں تھوڑا سا
 کیوں میں نے کی شکایت حیران بجا درت
 جلتے ہیں بزمِ غیر میں ہم ہی ہرے ہو
 جتنا ہر دیکھ دیکھ کے تجھ کو ہر اک بشر
 رحمت کے کارخانے ہیں اعطاء کچھ اور ہی
 بندِ قہر سے ہیں دامن ہر چاک چاک
 خنجر میں تیرے خون کی بوکھڑی ہر آج
 دل ہاتھ سے گیا ہر تو پہر مل ہی جائیگا
 اتنا اثر تو نالہ پُر درو نے کیا
 کہتے ہیں وہ ہماری اطاعت کر گیا
 واعطاء طہور کی قیمت گراں سہی
 شہور ہر زمانہ میں دو فون کی لاگ تھا
 یا پی پلا کے حضرت زاد ہی ننگ لا
 قاتل نے بعد قتل پڑ ہی عید کی نماز

ایک بات میں بگڑ گئے یہ بات کب ہوئی
 کہتا ہوں بات جوڑ کے بخشو خطا ہوئی
 دو ٹوک اُسنیا نہ ہوئی آج یا ہوئی
 کیا بند تیرے عہد میں راہ فنا ہوئی
 بخشش اسیکی ہو گئی جس سے خطا ہوئی
 کسکی طرف سے یہ تو کہا بتا ہوئی
 کیا جانے کس غریب کی حاجت روا ہوئی
 یہ جان تو نہیں کہ ہوئی جب جلا ہوئی
 چاروں طرف سے حق میں ہمارے دعا ہوئی
 جس بندہ خدا سے نہ طاعت ادا ہوئی
 میں دام پہر لو لگا اگر بد نما ہوئی
 میری فغان ہوئی کہ تمہاری ادا ہوئی
 کیا یہ ہوا کہ دستِ رز پار سا ہوئی
 میری قضا کے ساتھ یہ چہ ادا ہوئی

ار داغ کسکو دیکھ لیا تو نے خیر
 اب تک تو ہوش میں نہا تجھے کیا بلا ہوئی

دیا میں ہیں سب عیش کھساں کوئی نیک
 یہ جلوے نظر آتے ہیں نادان کوئی بونک

بین مغسہ مرغان خوش الحان کوئی دم
 عالم ہر شب دروزیر سے وصل کا خواب
 دراتی ہر بلا بھی تو میرے روز سیتے
 بیباک ہوئے جلتے ہیں اب وہ کوئی نہیں
 دل دیکھ اب اُس شوخ پہ جاتی ہر میر کاں
 میں رنگ و بہار چمنان کوئی دن کے
 رات کوئی رات کے آسمان کوئی دن کے
 ہو سکتی ہر روکش شب ہجران کوئی دن کے
 دربان کوئی دن کے میں گہبان کوئی دن کے
 میں اور یہی تقدیر میں نقصان کوئی دن کے

لیجائے کہان دیکھئے اب گردش قسمت
 دل میں ہم اے داغ
 ہنسی
 ہنسی

اطاعت میں اغیار خامی کرینگے
 وہ کیا چارہ تلخکامی کرینگے
 کرونگا جب اظہار رنج و مصیبت
 یہ بے بسی ہو آوارگانِ محبت
 ہوئے آپ بدنام جن جن کے پیچھے
 یہی غم رہیگا مرے دوستانے
 یہ جب لو کہ ہوگی جہان خاکِ ماضی
 کریں ہم دعا آپ سے توبہ توبہ
 کوئی کچھ پڑا یا کرے منجھون کو
 کہا تنگ اٹھائیں یہ نازک مزاجی
 ہمیں بندہ پروردگارِ ملامی کرینگے
 یہی ناکہ مشیرینِ کلامی کرینگے
 حمایت مری اُنکے حامی کرینگے
 جنابِ خصمہ کو معافی کرینگے
 وہی آپ کی نیکیاں می کرینگے
 ذرا پختگی میں جو حامی کرینگے
 وہیں تو وہ مشرِ خرامی کرینگے
 یہ کوئی کرینگے بہ شامی کرینگے
 یہ بس یاد اشعارِ جامی کرینگے
 کسی اور کی آبِ غلامی کرینگے

| | |
|---|--------------------------------|
| ریگیا نہ دشمن تو مجھ کو خوشی کیا | وہ خود اسکی قائم مقامی کرینگے |
| قیامت بھی مٹ جائیگی ہر قدم پر | قیامت کی وہ خوشخبری کرینگے |
| میرے قتل کے روز میلہ لگیگا | یہ جاب وہ ایک دھوم دہائی گئے |
| عجب شان پر رحمت عام ہوگی | خوشی خاص بند و نین عامی کرینگے |
| <p>نہ گہر آؤ تم داغ مطلب تھا</p> <p>آداب پس می سلامی کرینگے</p> | |
| دل پریشان ہوا جاتا ہر | اور سامان ہوا جاتا ہر |
| خدمت پیر معان کر زاہد | تو آت انسان ہوا جاتا ہر |
| موت سے پہلے مجھے قتل کرو | اسکا احسان ہوا جاتا ہر |
| لذت عشق الہی مٹ جائے | وہ درد ارمان ہوا جاتا ہر |
| دم ذرا لو کہ مراد مہر | ابھی قسربان ہوا جاتا ہر |
| گریہ کیا ضبط کروں انی صبح | اشک پیکان ہوا جاتا ہر |
| بیوفائی سے بھی زعفرانہ | وہ مری جان ہوا جاتا ہر |
| عرصہ حشر میں وہ آہنیچے | صاف میدان ہوا جاتا ہر |
| مدد اسی ہمت دشوار پسند | کام آسان ہوا جاتا ہر |
| چھائی جانی ہو یہ حشر کی | گہر سیا بان ہوا جاتا ہر |
| شکوہ سن اکہہ ملا کر ظالم | کیون پیشیمان ہوا جاتا ہر |

| | |
|--|---|
| <p>خاک آرمٰں ہوا جاتا ہر تو بھی نادان ہوا جاتا ہر قید مہمان ہوا حبِ تانا ہر</p> | <p>آتشِ شوق بھی جانی ہر عذر جانے میں کراہی قاصد مضطرب کیوں آرمٰں دل میں</p> |
| <p>داغ خاموش نہ لگ جائے شعر دیوان ہوا حبِ تانا ہے</p> | |
| <p>ہم نہیں بیچتے کچھ زور زبردستی ہر بند غفلت کی ہر باچہائی ہوئی ہر ہم ہی بستے ہیں جہاں خلقِ خدا ہستی ہر روکشی اُس سے کرے تو تیری کیا ہستی ہر ہم یہ سمجھے کہ یہی وجہ تہید ہستی ہر مار کر کہتی ہر یہ ناگن یونہیں کتبِ ہستی ہر ہم پر آوازے ہماری ہی فغانِ کستی ہر چشمِ بدو دور یہ قافل کی شُبکدہ ہستی ہر فاقہ ہستی تیری کیا بات ہر کیا ہستی ہر غبتی کہتے ہیں جسکو وہ یہی ہستی ہر پانوں سے ناۃِ لیلیٰ کے زمینِ ہستی ہر پست ہمت کو بلند ہی ہو جو ہر ہستی ہر</p> | <p>خسرو لکچر کیا مہینگی ہر یاسِ ہستی ہر جھک جھک جیسے غش آیا اُسے گدرا یہ گمان انہرے ملکِ چین سے دم بہر تو پڑا رہنے دے ہر ہمیشہ رخ رنگین کی بہارِ گل تر بات سے دامنِ اُمید کرم چھوٹ گیا زہر چڑھتا ہر تیری زلف کے نظارِ یسے ہر ہر بابِ بے اثری غیر کے طعنے کیسے دل کے ٹوکڑے اڑے تن کو خبر تک نہ ہوئی رغبتیں سار کجیاں کی ہون تو پروا نہ کر کوئی دم موت کا کہنگا نہیں جاتا دل سے کہیں روتا تو ادھر سے نہیں گند غم جو حوصلہ چاہیے انسان کو پائے جو عروج</p> |

| | |
|--|---|
| <p>شاخ گل تارِ رگ گل سے کمر تنی ہر ور نہ پہراور ہی عالم کو یہ چل بستی ہر</p> | <p>بہرِ گلشت جو آتا ہر وہ نازک اندام آدمی روح کو آرام سے رکھے ہر</p> |
| <p>حیدر آباد رہے تا بہ قیامت قائم یہی آب داغ مسلمانوں کی اک بستی ہر</p> | |
| <p>یہ نئی طرح کی عیاری ہر مجھ کو ایک ایک گہڑی بہاری ہر اک چسکتی ہوئی چنگار مردم کس سے سے</p> | <p>غیر سے میری طرف داری ہے آنکو وعدہ میں بھی دشواری ہر میرے دل میں وہ حنائی فتنہ چشمِ فغان میں کہاں شرم بچا عسفرہ و ناز نے کہیں چھیٹو کم نہیں موت سے دل کا آنا سنگِ اسود نے ٹلا کعبہ سے آنکھیں بھرتی ہر روز کیا کریں شور عصرِ ضلّہ آئے چکر میں اتنی ہی راہ یہ رہے</p> |

داغ دشمن سے ہی جھک کر بیٹھے

کچھ عجب چیز رکشا رہی ہے

خوش کسی حال میں انسان رہا ہرگز ہے
دست معشوق سہی پنجہ وحشت تہی
نہ کیا قتل و نہین سبکو گھلا کر مارا
میرے ہی قتل کی حسرت کر دلیں تو ہی
نہ سے خبردار ہوا یا ہوگا
ہکا ہم جان لگا کر سودا
رہا فندق بند
تہو

ہو کے بیفکر کسی آن رہا ہرگز ہے
ثابت اپنا تو گریبان باہر ہے
مرنے والوں کے سر احسان باہر ہے
بجز اسکے کوئی ارمان رہا ہرگز ہے
یہ حقیقت میں وہ انسان باہر ہے
اس میں انجام کو نقصان باہر ہے
سادہ اُس تیر کا پیگان باہر ہے
کوئی باند ہے سے تو جہان باہر ہے
غیر کے ہاتھ یہ میدان رہا ہرگز ہے
مراہ نگہبان رہا ہرگز ہے

ہیں
ہے

ارہے یا نہ ہے

نہ ہے یا نہ ہے

نہ ہے یا نہ ہے

| | |
|--|---|
| <p>آن رہے ہیں میری جان رہے یا نہ رہے شب کو جا کر کہیں جہان رہے یا نہ رہے بہر بھی کل دیکھیے سامان رہے یا نہ رہے کہیے حضرت کے ہی اوسان رہے یا نہ رہے آپ کے تیر میں پیکان رہے یا نہ رہے پہر بلا سے کوئی ارمان رہے یا نہ رہے عمر بہر کوئی پشیمان رہے یا نہ رہے</p> | <p>ابتر کمال ترے ملنے کی قسم اعظم ہوش میں آؤ نہ گہرا جواب اسکا آج یاروں نے میری موت کی تیاری کی جلوۂ یار قیامت ہر جنابِ ناصح جذبِ ل کی نہ خبر تھی تو لگا یا کیوں ہٹا تو تو اکبرِ مرے دل کی تمنا برآ ات سے وقت گیا آپ جو قابو سے گزر</p> |
|--|---|

تیری تصویر نے دیکھی تھی کب ایسی صورت

دیکھ کر داغ کو حیران رہے یا نہ رہے

| | |
|--|---|
| <p>ادھر آؤ لیلوں بلا میں تہاری کہا گئے ہیں ہم خطا میں تہاری دستا میں ہماری جفا میں تہاری جو ہم بات بگڑی بنائیں تہاری رسیلی سُر ملی صدا میں تہاری اگر شکلِ جسم دیکھ پائیں تہاری قسم ہی جو کہائیں تو کہائیں تہاری ہم اپنی کہیں یا سنائیں تہاری</p> | <p>قیامت میں بانگی ادا میں تہاری جو چوچا کہی شعل تہائی اُونے زمانے میں بن یا دگار زمانہ ہمیں دو گے انعام کیا رُفدِ محشر پہرک جائے کیونکر نہ انسان سُکر - تجلی کی موسیٰ سے بڑا دُوباتین ہمیں بے تہا رہے ہر سم آب و آ ہر اک داسان ہر نہایت مزے کی</p> |
|--|---|

| | |
|---|---|
| <p>سین کان سے ہم صدائیں تمہاری بڑے لینے ولے بلائیں تمہاری بچے کوستی ہیں دعائیں تمہاری کہانتک سنیں التجائیں تمہاری محبت جو ہم آرزائیں تمہاری اثر کر چکین بس دعائیں تمہاری</p> | <p>کرین گنہ سے ہم نظارے تمہارے کرو صدقہ غیر و کموسر سے اپنے بظاہر محبت جتانے سے حاصل وہ گہرا اگر آخر ای حضرت دل یقین ہو کہ اب سے زیادہ فلق ہو شبِ غم وہاں سے یہ پیغام آیا</p> |
| <p>اٹھائے ہیں صدے بہت داغِ تنے ابھی مرادین برائیں تمہاری</p> | |
| <p>ادبِ لایات مٹھی بھول پیو چری ہیں نکلی نہیں نکلی نہیں نکلی نہیں نکلی نہیں نکلی تنہا آپکے دل کی بھی نکلی یا نہیں نکلی پڑی جب گھڑی لمین نہیں سلجھی نہیں نکلی کیجے سے ہمارے جل کے آہ آتشیں نکلی جسے میں ہات بھجاتا وہ حالی آسین نکلی ہماری ناک میں جو تہی وہ خود زیرِ کمین نکلی زالی آن باکی وضع جب نکلی ہیں نکلی ہماری آہ سے مل کر نگاہ واپسین نکلی</p> | <p>بگم نکلی ندول کی چو زلفِ عنبرین نکلی تری خاطر سے کہدن آوازے نازین نکلی تہ شمشیر گہٹ گہٹ کر مر جی جڑین نکلی مٹی چین چین تو چاندی تیری چین نکلی دعائے بے اثر کی جبے ہی کچھ بر بارزای اٹھے دستِ دعا کیا صفی ایسا گہلا کر بہت انگین لگی رہی میں اسکی چشمِ پرفں بجالو حضرتِ واعظ کہان دنیا کہاں نہ رسانی ضعفِ شکل تہی سکے دُعا کی</p> |

| | |
|--|---|
| <p> دیکھنے کی چھپہ مارا زبان سے آفرین نکلی ابھی کجست پوری بات پہنچ رہی تھی نہیں نکلی نہ پوچھو وصل کی حسرت کہاں نکلی کہیں نکلی کہیں سے چلایا دامن کہیں سے استین نکلی توقع چشم جانان سے تھی وہ ہی شریک نکلی وہ ہی کیا یزنا حسرت جو وقت دہیں نکلی چہری کیسے ہوئے اس شوکتی چہرہ میں نکلی نہ اس لائق فلک نکلا نہ اس قابل زمین نکلی خدا کی شان ہر لو وصل کی شے دہیں نکلی جو یہ صحرانشین نکلا تو وہ محل نشین نکلی ہمارا سی کوئی صحت کہیں دیکھی کہیں نکلی آدم گر سے وہ نکلا چہرین خیرین نکلی </p> | <p> وہ دیکھنے کی آپ ہی تعریف کرتے تھیں کہوں کیا پہلے ہی انکھیں نکالیں اپنے چہرے مجھے خوش دیکھ کر تم کیون مبارکباد دیتے ہو کھل کر تم مری آغوش سے اس حال کو پہنچو ہمارا حال نیا میں کوئی کب دیکھ سکتا ہوں زمانے کو تو یہ ارمان جھکوا سکا روزگار مرے ہی سنا باد صبا نے کیون نقاب الٹی جھکانا خانہ ویران محبت کا کہاں ہوتا تمہیں دعویٰ تھا ہم ہونگے مقابل مہ کا کل نیاز و ناز عشق حسن دیکھا قیس و لیلیٰ میں یہ لگنو لاگ ہر وہ پوچھتے میں ہر سانس سے اصل نے دنی مہلت بات کی یہی گنجی حشر </p> |
|--|---|

مری طبع سے لایا ہوا
 دیکھنے کی چھپہ مارا زبان سے آفرین نکلی

| | |
|--|--|
| <p> کیا کہیں میں نے آپ کیا سمجھے نگہ ناز سے خدا سمجھے ہم تو اسکو بھی اک آدم سمجھے </p> | <p> عرض کو کھلا سمجھے ان کو کوئی کیا سمجھے وعدہ اس خوشی کے ساتھ </p> |
|--|--|

| | |
|---|---|
| <p>ہم تجھے مطلب آشنا سمجھے مجھ سے وہ پوچھتے ہیں کیا سمجھے اُس کی شوخی کو بھی حیا سمجھے بات وہ ہر جو دوسرا سمجھے اُس کو مطلب جو دعا سمجھے اپنے آگے کس کو کیا سمجھے وہ شکایت کو التجا سمجھے میں نے ہی طعن سے کہا سمجھے رمزِ الفت کو غیر کیا سمجھے ایسے نافرہم سے خدا سمجھے</p> | <p>چلتے چلتے وہ کہہ گئی مجھ سے پردے پردے میں گالیوں کی اپنے بے چین دل کے آگے ہم ان کس یوں کو اپنے تم سمجھو خط کو دیکھا نہ دیکھا چاک کیا پسح تو یہ ہے کہ وہ بت معرو کیا یقین ہر مری محبت کا جب کہا اُس نے تجھ سے سمجھیں گے تو پرانی سمجھ پہ کام نہ کر دل نے سمجھا ہر دوست دشمن کو</p> |
|---|---|

آدمیت کی شرط ہر ادا
 خوب اپنا بُرا بھلا سمجھے

| | |
|---|---|
| <p>کیون مہلیا اُداس کیا جانے نہ کھلا جانے وہ کس کا جانے جا کر نہ جانے اُس کو تم کیا جانے حالِ دل آپس میں جانے</p> | <p>دل کو کیا ہو گیا خدا جانے اپنے غم میں ہی اُس کو ضرور اس تجاہل کا کیا بھگانا کہہ دیا میں نے رازِ دل اپنا کیا عرض کیوں اور تو مجھ کو</p> |
|---|---|

| | |
|--------------------------------|---|
| جہم میں کیا ہر ابی وہ کیا جانے | جاسنے جاسنے ہی جانے گا |
| جو ستائش کو بھی گلا جانے | کیا ہم اُس بے گمان سے بات کریں |
| جو تعافِ قل کو بھی حیا جانے | تم نہ پاؤ گے سادہ دل مجھ سا |
| جب خطا وار بھی خطا جانے | ہر عیثِ حبرمِ عشق پر الزام — |
| آگے اب دستِ نار سا جانے | — نہیں کوتاہ دامنِ اُمید |
| واعظِ اُس بت کو تو برا جانے | جو ہوا چہا ہزارا چہون کا |
| کسی نواب نے نہ راجا جانے | کی مری و تدرِ مثل شاہِ کن ^{دائم} |
| ابستہ کو جو انتہا جانے | اُس سے اُٹھکی کیا مصیبتِ عشق |

داغ سے کہہ داب نہ گہیرے

کام اپنا بنا ہوا جانے

| | |
|---------------------------------|----------------------------------|
| دہن کا ہر دعویٰ تو کیجے سخن بھی | کمر کی طرح بے نشان ہر دہن بھی |
| پُرانی ہر سرکارِ چرخ کہن بھی | ہزاروں طرح کے ہین سامانِ اس میں |
| اگر چالِ بگڑھی تو بگڑا چلن بھی | سنبھل کر ذرا پاؤں رکھئے زمین پر |
| مگر نرمِ جنت ہر یہہ انجمن بھی | بہت خوب و دل میں بیٹھے ہوئے ہیں |
| عدم ہو گیا ہر مہارِ وطن بھی | نہ خط بھیجتا ہر نہ آتا ہر کوئی |
| زبان سے زبان بھی دہن سے دہن بھی | اگر دل ملائے تو مل جائے باہم |
| عجب باکپن ہر ترا باکپن بھی | تجہ ابرو سے یارِ سید ہا نہ دیکھا |

| | |
|---|--|
| <p> خدا نے دیئے تھے زبان ہی دہیں ہی برے کام آیا یہ دیوانہ پن ہی نہیں آتی ہم تک ہولے وطن ہی ہی راہ آسان ہی ہو کشتن ہی جہان ساوگی ہر وہاں باکپن ہی رعیت ہی آباد ملک و کن ہی وہی دستگیر غریب الوطن ہی سکندر خشم ہر توجہ انجمن ہی میرا شاہ ہر قدر دان سخن ہی </p> | <p> وہاں کچھ نہ بولا گیا نامہ برے نہ مانا بڑا میرے شکوے کا سنے بلا سے ہوں برباد ہم اڑ کے پٹھن طریق محبت میں رہیں ہوا چہا شرارت سے خالی نہیں انکی بائیں سلامت رہے شاہ محبوب یارب وہی چارہ فرمائے اہل غرض ہر فلاطون حیدر ہر نولقان حکمت میرا شاہ ہر مالک ملک و دولت </p> |
|---|--|

خدا کی غایت سے ہر دل غم سے
 جو وہ پھر بان ہر تو شاہ دکن ہی

| | |
|---|---|
| <p> ایک دو ہی نہیں آرام کے دیئے دل کون ہوتے ہیں وہ پیغام کے دینے دل آفرین اعرطع حرام کے دیئے دل تم سلامت رہو انعام کے دیئے دل جام بہر کرئے گلفام کے دیئے دل نام مکتبہ میں مجھے نام کے دیئے دل </p> | <p> سیکڑوں ملتے ہیں الزام کے دیئے دل میرے قاصد کو دیا اسے پیچھے جلا کے جوا وعدہ وصل پہ پیچھے چنگی و استحکام جان نثاروں کو ملا کرتے ہیں اکثر دشنام اس خرابات سے وہ اہل خرابات گھر اکبر و عاشق بد نام کی کب رہتی ہر </p> |
|---|---|

| | |
|--|---|
| عشق کے حکم سے ہر دستِ جنونِ سر کا نا تو انی پہ نہ جا تو کہ ہمیں باقی ہیں اب مکر سے منہ خاموش ہو کیوں کیا با و وہی تو وعدہ دیدار کرینگے پورا وہی لپچے وہی دانا ہیں تہا رننے دیک آپ ہیں جان کے ایمان کے لینے دے غیر کیا دیگا تہیں نقد دل جان اپنا قتلِ عشاق کا وہ حکم نہ دیتے بیوجہ | کام لیتے ہیں سہی کام کے دینے دے سو دعائیں بچے دل تہام کے دینے دے لب گستاخ سے دشنام کے دینے دے مجھکو دھوکے سحر و شام کے دینے دے مشورے ٹکڑے کام کے دینے دے آپ ہیں درد کے آلام کے دینے دے نہیں ہوتے کبھی اس نام کے دینے دے کچھ سمجھ لیتے ہیں احکام کے دینے دے |
|--|---|

| | | |
|--------------------|---|--------------|
| صلی اللہ علیہ وسلم | داغِ عاصی کے لیے نعمتِ فردوسِ نعیم یا نبی ولیّ السلام کے دینے والے | رضی اللہ عنہ |
|--------------------|---|--------------|

| | |
|---|---|
| یہ دل محبوبِ سبحانی کے صدقے میرے دل پر چلے وہ سحرِ عشق تہا رہی ذات سے ہر نظمِ علم نثارِ قبہ انور سے دم سے تہا رہے لطفِ پہنانی کے قربان یہ زیب ہے جو ہون لوح و قلم ہی سبکِ روحی میں کب ہر لذتِ درد | مجی الدین جیلانی کے صدقے ملک ہوں جس کی قربانی کے صدقے جہا نانی کے سلطانِ کے صدقے فرشتے قبرِ نورانی کے صدقے تہا رہے فیضِ روحانی کے صدقے تہا رہے اسمِ لا ثانی کے صدقے دمِ بھل گرانِ حبِ نبی کے صدقے |
|---|---|

یہ کشتی موج طوفانی کے صفحہ

یہ دل ہوا اور جوشِ قلمِ عشق

فلے شمع پروانہ ہوا ہر داغ
ہم اپنے قطبِ ربانی کے صفحہ

جن زہ جی مرا جائے اُدھر سے
اکہی بھیہ بلا آئی کہ ہر سے
ہمارے ہاتھ لپٹا لو کر سے
بند ہا ہر موج پہ کیا گہر کے گہر سے
بہت باتیں ہوئیں ہیں نامہ بر سے
دو ما فی دے رہا تہا میں سحر سے
گرے ہیں ٹپ ٹپ آنسو چشم تر سے
ہمیں فرصت کہ چھوٹے در سے
لڑائی ہو پڑی ہے چارہ گر سے
یہ بندے لائے ہیں کیا اپنے گہر سے
نظر کی چوٹ رکتی ہو نظر سے
یہ ہر انسان کیا جائے کہ ہر سے
بچے آنسو مرے شمع سحر سے
کہ میں باتیں کروں دیوار و در سے

محبت ہر مجھے اُس رہگذر سے
بچانا آفتِ تیرِ نظر سے
لچکتی ہو بہت بارِ نظر سے
گنہہ دل سے لڑے مرگانِ جگر سے
ٹپکتا ہو یہ صاف اسکی نظر سے
نہ رُو کا شامِ فرقت کو کسی نے
کیا ہے ضبط جب درِ محبت سے
انہیں فرحت کہ اسکا سر آمارا
ہم اپنی حبان پر کھیلے ہوئے ہیں
خدا کی دین ہو غم ہو کہ شادی
تمہارا دیکھتا کیونکر نہ دیکھوں
نرالی وضع زاہد نے بنائی
بلی سوز و گدازِ حشر کی داغ
شبِ فرقت تمہیں اتنے تو مالے

| | |
|---|---|
| <p>تری آنکھوں سے بھی کیوں خون برسے ہمیشہ چہرہ ہوتی ہر ادھر سے یہ ہم سمجھے ہوئے تھے پشترت سے اکہی لاؤں جنت کسکے گہر سے</p> | <p>ندیکہا کر بچے غصہ سے ظالم مرا آتا ہے اُنکے رُوٹھنے میں دعا ہم سے کرو گے آخر کار اُنہیں تو حور ہی سے لاگ ٹہیری</p> |
| <p>رقیب روسیہ کیوں سہر چڑھا ہے اُسے صدقہ کرو تم داغ پر سے</p> | |
| <p>ایکبار اور بھی دنیا ابھی پٹا لیگی اتنا دین بھی پڑ گیا اُسے جتنا لیگی خسیرین خلق خدا نام تہا لیگی با تہمین دامن یوسف کو زین لیگی خود طبیعت دل بیتاب کو سہا لیگی کیا دہرا ہر شب غم آکے یا کیا لیگی دیکھئے کب ترے دامن کا سہا لیگی آٹے ہاتھوں مری حشت کبھی ایسا لیگی بخشش نام نہ اُنکا کبھی ٹھیکا لیگی ہم سے کیا بن کی تیری لف چلیا لیگی کیا شب ہجر بلا ہے کب مجھے کہا لیگی</p> | <p>لذت سیر و گرچہ تمنا لیگی - دل کا سرمایہ وہ زردیدہ نظر کیا لیگی شکوہ و بے سبب ادرا فلک کی فریا پر وہ درہوگی محبت پہ خبر تھی کسکو نہ کریں میرے لئے حضرت نا تکلف لٹ چکو جانِ دل و صبر خرد و زوال ایک مدت سے ہر برباد ہماری مٹی چارہ گر ہو گئے تجھے کپڑے چھانے شکل خاص بخشو گے تمہیں اپنے گنہگاروں کو کج آواؤں کو بیت ہمنے کیا ہو سیدھا چین سے آپ ہین کچھ مری پروا نہ کریں</p> |

| | |
|--|---|
| <p>دل کا سودا زنی لفون سے بنا رکھا تھا شب کو دیکھ لگی جو بیہ دل غل چاک جگر غیر پر خواب شب وصل میں آ کر رہا اوپری دل ہی سے اسیدل کے خریدار کام بگڑا نہ بنائے سے بنیگا ہرگز دروغہ منج و الم مول لئے کیا کیا کچھ گرم بازاری دل دیکھ کے وہ کہتے ہیں دل سودا زدہ آزار محبت لیگا</p> | <p>کیا خبر تھی کہ مکہ مفت میں ہتیا لے گی خوف سے کاہشان ہاں تو نہیں بھگا لے گی کام بچا لے گا سوتے کو اگر جا لے گی جسکو تم لوگ اسی چیز کو دنیا لے گی میری تدبیر نہ تقدیر سے بدلا لے گی اور کیا کیا نہ مری خواہشیں لے گی ہم نہ لینگے اُسے جس چیز کو دنیا لے گی عقل دیوانی نہیں ہر جو یہ سودا لے گی</p> |
|--|---|

شاہ دیندار کا وہ فیض ہر جاری ہے داغ
حشر تک جس سے مرے دین کے دنیا لے گی

| | |
|--|---|
| <p>جب سے جی ہوئی کسی گلگون قبائین ہر اگر وہ دس ستم پہی ہتے ہیں سیکڑن خالی نہیں ہر انکی شرارت سے شرم ہی افسوس یہ ہوئی نہ مقدرین غیر کے گندری کہی نہ چین سے ہلکو کوئی گہری اگر خضر بادہ خوار کو کیا اسکی آرزو آسودگان خاک کی آہیں لگی نہ ہوں</p> | <p>میں کیا کہوں کہ نگہت گل کس ہوا میں ہر میری وفا کا رنگ تہاری جھان میں ہر جو کچھ بچے اول سے وہ شوخی حیا میں ہر مضبوط جو گرہ ترے بند قبائین ہر جوا بند امین غم تھا وہی انتہا میں ہر کیفیت شراب ہی آب بقائین ہر دامن دم خرام ترا کس ہوا میں ہر</p> |
|--|---|

| | |
|--|---|
| <p>پوری کچی نہیں یہ چھائی ہوئی سی ہر یہ طرزِ التفات اُڑانی ہوئی سی ہر یہ خون میں کیسکے تہائی ہوئی سی ہر یہ تو لڑی ہوئی سی لڑائی ہوئی سی ہر اک مشت خاک وہ ہی اُڑائی ہوئی سی ہر موجوم اک لکبہ مٹائی ہوئی سی ہر زرگس کی آنکھ آج جوانی ہوئی سی ہر</p> | <p>افسردہ خاطر ہی میں ہی ہر اک شوق کی تم دل سے مہربان ہوا سکا یقین نہیں دھویا ہر تمنے تیغ کو باقی ہر دم ابھی ہر چشمِ نیمباز پہ دھوکا حصار کا میرا نشان جو کوچہ جانان میں دیکھیے دستِ فلک سے ہری سرِ نوشت ہی چشمک زنی نہ کی ہو کسی چشمِ مرنے</p> |
| <p>زنگت اڑی ہوئی سی ہر کیا آج داغ کی چہرہ پہ مُردنی ہی تو چھائی ہوئی سی ہے</p> | |
| <p>چوٹے چٹاے ریل پر اب تک یہاں ہر چوڑو بھی رسمِ وارہ کہا نکا و بال ہر تم دیکھ لو فقیر کی صورتِ سوال ہر اللہ جانتا ہر جو اس دل کا حال ہر غصے کو تمنے ضبط کیا یہ کسان ہر میرا کمال ہر نہ تبار کمال ہر جوشِ کُ خواب تھا وہی و نکو خیال ہر قاضی کو بھی نصرت کی داغِ حلال ہر</p> | <p>ہر دم اُسی کی دُہن ہر اُسکا خیال ہر لو دُہی دن کے بعد یہ انکا خیال ہر میں کیا کہوں کہ جو مجھے شوقِ چال ہر جب ہونہ اعتبار تو کہنے سے فائدہ سکر مری زبان سے بُرائی قیاب کی قیمت سے بچھ گئی ہر چلو فیصلہ ہوا لیل و نہار اپنے گزرتے ہن ایک شکل میں ہوں گدا سے میکدہ بچھ پر کیوں حرم</p> |

| | |
|---|---|
| <p>کس طرح لے سکوں تیرے دُرخِنا سے دل وہ کہہ رہے تھے بزمِ جنِ سخنِ کمال کر جینا ہر ننگِ عشق تو مرنا خلافِ عقل کا فرزندِ مین ہوں اور محشر ہر بزمِ یار</p> | <p>اندیشہ ہو گیا کہ یہ چوری کا مال ہر اُس ول کو لاؤ جمین اُمید وصال ہر یہ یہی محال ہر مجھے وہ یہی محال ہر اپنے کئے سے پرہیز کیوں انفعال ہر</p> |
| <p>اے داغِ انکی رنجشِ بچا کا کیا علاج اپنے قصور پر رہی تو مجھ سے کمال ہر</p> | |
| <p>دل لے ہی چکے ناز سے شوخی سے نہیں ہے مافیٰ ہین نیازِ مین ہی مانگی ہین دعائیں آئینے مین کیا دیکھتے ہو اپنی آدھین ارٹا دہوا ہر کہ تجھے قتل کرینگے معتوقن کو عشاق نے بیدار دینا یا ہم کیوں اُنہیں سمجھا کے عتبِ رنج اُٹھایا گہرِ ہونک دیئے آتشِ الفت نے ہزاروں ہوں مجھ قصور مری باقون پہ سب او ایسا ہونشانہ تو وہ کیوں غیر کو تا کین دیکھی نہ بہار اور ثمرِ عشق کا پایا دہرِ ردہ تو نہوتے ہین گئے اُنکے ہزاروں</p> | <p>اب انکی بلا اکنبہ ملائی ہر کسی سے انشہ بچائے مجھے تیری خفگی سے اس ناز اس انداز کو چھو میرے جی سے پرہیز یہی ہر تا کید کہ کہنا نہ کسی سے انصاف تو یہ ہر کہ ہوئی چوک بہی سے کچھ بات ہو مطلبِ بری سے پہلی سے بہہ آگ قیامت کی لگی دل کی لگی سے کچھ بخودِ شوق مین کہنا ہوں کسی سے الفت ہی مجھی سے ہر عداوت ہی مجھی سے اس باغ مین پہلِ شہزادہ ہر کلی سے دیکھا تو دُعا صاف بیکجا فی ہی جی سے</p> |

| | |
|---|--|
| <p> اندیشہ ہر جہاں میں ہم فرط خوشی سے بس لیجے سلام اپنا بھی وعدہ ہر کسی سے اکسیر اُٹھالائے ہیں دشمن کی لگی سے بخلا تو سہی کام مگر بے ادبی سے اک عسمر ہوئی توبہ کئے بادہ کشی سے دم سو کہہ گیا اسکا مری تشنہ لہی سے کیون چپ ہو گیا پوچھنے جانا ہر کسی سے آثارِ قیامت ہیں نمودار ابھی سے </p> | <p> والسہ ہی رو لیتے ہیں اس بزم میں جا کر مہمان کہیں جانیکو ہیں آپ ہی تیار پہچانو تو کس نقش کف پاکی ہو بہ خاک گستاخ ہوا جب نہ پذیرا ہوئی منت بہولے سے پیابھی کوئی ساغر تو گنگو گیا شہرہ تھا کہ ہر سحرِ قاتل میں بہت آب میں وصل کا سایل ہوں جواب بگاڑو وہ شام شب وصل سے برہم ہیں ابھی </p> |
|---|--|

اے رداغ کرین وہ ستم ایجا دکہا تک
کیا ناک میں دم ہر تری ایذا طلبی سے

| | |
|---|--|
| <p> دیکھے تو سبت ماہِ وفا کو کوئی دیکھے اُس ظالمِ مظلوم نسا کو کوئی دیکھے اسوقت زمانہ کی ہوا کو کوئی دیکھے پیکر توئے روحِ ذرا کو کوئی دیکھے کتک گرہ بند قبا کو کوئی دیکھے وہ بولے مری زلف رسا کو کوئی دیکھے انداز کو دیکھے کہ ادا کو کوئی نہ کہے </p> | <p> مشکل ہر آن انگہوئے خدا کو کوئی دیکھے اُس چشمِ فسونگر کی حب کو کوئی دیکھے میرے نفسِ سرو پہین طعنہ زن احباب کہتے ہیں کہے جا میں ہر حضرتِ غلط کہل کھیلے کھیلجائے دل کہو لکے ملے جب ذکر ہوا طولِ حیاتِ آبادی کا تقریر سے کوئی کہ تعریفِ ثہاری </p> |
|---|--|

| | |
|--|--|
| <p>کہتا ہر کہ مر جاؤ تو کچھ ہمکو عین ہو اس واسطے لیجاتے ہیں غیر انکو اڑا کر اس پر وہ نشین تنگ بین سب اہل بصارت نیز نگینی اندازِ صنم کو کوئی سمجھے جو دیکھتے ہیں چشمِ تحیر سے زرا حسن</p> | <p>بیدار کی بس شرط وفا کو کوئی دیکھے ایسا نہ ہو نقشِ کفِ پا کو کوئی دیکھے کیا دخل ترے ناخنِ پا کو کوئی دیکھے دلستگئی مردانِ خدا کو کوئی دیکھے اُن دیکھنے والوں کی آدا کو کوئی دیکھے</p> |
| <p>ایر داغِ سنے ہیں بہت آگے تو فسانے کیا حال ہر اب اہل وفا کو کوئی دیکھے</p> | |
| <p>دل جگر بآبلو نے بہر چلے کہتی ہر رگ رگ ہمارا خلق کی راہ ہر دشوار و منزل و دور تر جس جگہ ٹھیرا دیا ٹھیرے رہے دیکھئے پس ماندگان پر کیا بتے کیسی بچپن ہر سرائے و ہرن حضرتِ دل تہی ہی شرطِ وفا کر بلا ہر کوئے قاتل کی زمین غیر کیا جانے کہ پردے پردے میں مار ڈالے گی قفس میں بوسے گل</p> | <p>مر چلے اے سوزِ فرقت مر چلے دم میں دم جب تک رہے خنجر چلے پاشکستہ کیا کرے کیونکر چلے جس طرف کو لے چلا رہے چلے ہم تو اپنی سی بہت کچھ کر چلے سب مہمانِ چوڑا کر بستر چلے آپ میرے حق میں یہ کیا کر چلے شام کو پہنچے وہیں دن بہر چلے دار و جہاں چلے اُس پر چلے ہم اسیرون سے ہوا بچکر چلے</p> |

| | |
|---|--|
| <p>موج طوفانی و گرداب محیط حسرتوں سے کیوں نہ ہوں پاکیاں منزل مقصود کے خواہاں ہیں سب کیا دہرا تھا اس ہی خفا نہ میں ٹکٹے دیتی ہر کہین و حث ہمیں جادو راہ حقیقت چوڑ کر</p> | <p>اپنی کشتی کس طرف بچکر چلے اس زمین پر سیکڑوں لشکر چلے ساتھ کس کس کو کی لیکر چلے ہم بھی آکر اپنا بہرنا بہر چلے چہ انگر جھل بہر اپنے گہر چلے قافلے کے قافلے اکثر چلے</p> |
| <p>داغ کے لب پر ہر مصرع درد کا جب تک بس چل سکے ساغر چلے</p> | |
| <p>اب کیوں نہ کروں نالہ مجھے ڈرتو نہیں ہر</p> | <p>بیہ عرصہ محشر ہر ترا گہر تو نہیں ہر</p> |
| <p>مطلع ثانی</p> | |
| <p>گو وصل ہو لیکن مجھے باور تو نہیں ہر پہر جائے تو پہر جائے بلا سے نہیں ہر کیون مود و بیدا ہوں کچھ وجہ ہی سکی چھٹی ہر تری بات مرے دل میں ہمیشہ کس طرح نہ قدرت کا تماشا نظر آئے جاتی ہی وہ ہیکل بیہ پریشانی ہی معشوق کا جب ذکر کیا مجھ سے کہنے</p> | <p>ہاں دلیں نہ انکے زبانہ تو نہیں ہر کچھ اچکا دل سیرا مفت در تو نہیں ہر لکھا ہوا عاشق مرے منہ پر تو نہیں ہر آخر یہ زبان ہر کوئی نشتر تو نہیں ہر آئینہ رخ صاف ہر پتھر تو نہیں ہر اشفقتی لبِ معسبر تو نہیں ہر گہر کے بیہ پوجا وہ سنگر تو نہیں ہر</p> |

| | |
|------------------------------------|-------------------------------------|
| پنہامیترنگی سنجے باتون کا یقین کیا | اٹھل بیہ کچھ اڑتا دمپ تو نہیں کر |
| فرمائیے آب شوق سے جمد لفظ ہو | دل آپ کے فرمانے سے باہر تو نہیں کر |
| کرتا ہر امام آج بہت سہو کے سحر | پوشیدہ جماعت میں وہ کافر تو نہیں کر |
| ہر ایک کو دے دے فوفا کیوں دم داغ | ہر شخص کا روزینہ مقرر تو نہیں کر |
| آئینہ سے ہو جاگیگی اُس رخ کی صفائی | یہ کینہ دارا و سکندر تو نہیں کر |
| احسان ہو ہمپر جو ہمیں آپ تبادین | دنیا میں کوئی آپ سے بہتر تو نہیں کر |

پہر قصد صدم خانہ کب داغ جو تو
کنجت ترے پائون میں چکر تو نہیں کر

| | |
|--|--|
| واکس کی دون جو ہون و فون برابر سامنے | وہ جباتے میں تو آتا ہر مقدر سامنے |
| ہمکو کیا حاصل حسیں میں ہو کر غم آفتاب | شب کو اہلہ کتے نہیں ہتے ہوں بہر سامنے |
| لین کر ولین کسی کا فرنے کیا کیا چٹکیان | جب نظر آیا مجھے اشد گاہر سامنے |
| تازہ ہنگامے دکھاتا ہر ہمیں وہ فتنہ گر | روز ہوتا ہے نیا سامان مختصر سامنے |
| ہم اگر مانگین تو اعزاد یہ بیشک ہر گناہ | بے طلب رکھدے جو کوئی تہ کے سامنے |
| سُن چکے ہیں لڑائی ہو چکا جسے حجاب | آئے اب آئے اے بندہ پرور سامنے |
| یا اکھی خیر ہو بیٹھے ہیں دیون ہنم میں | تبع رکھی ہے براہ و رخبر سامنے |
| جسطح جی چاہتا ہر اسطرح ہو بے حجاب | یوں تو ہو نیکو وہ ہو جاتا ہر اگر سامنے |
| دیدہ و دل کی دیہ نہیں سکین ہوئی چٹک | ایک لبر ہو بغل میں ایک لبر سامنے |

| | |
|---|---|
| <p>دہم ہر اسکو کہیں ام و فام میں نہ جانو کوئی روکے سے کہیں نہ رکنا ہوں میں شوریہ بت پرستی سے تو کی تو بہ مگر یہ حال ہے جگو انکے جلوہ دیدار سے غش لگیا اگر گاہ شوق بس اتنی نہ تیزی چاہیے</p> | <p>اس لئے کہہ لی بڑائی سب کی لکھ بڑا منے توڑ ڈالوں ہو اگر سد سکندرا منے سر سٹپنے کے لئے رہنا ہر تہہ سارے وہ یہہ کہتے ہیں کیا بخود اسے سر سام ہے یہی صورت تو ہونگے وہ مقرر سام</p> |
|---|---|

دیکھئے اے داع کیا ہوتی ہر پاداشِ عمل
دیکھنے والا ہو تو ہے روزِ محشر سامنے

| | |
|---|--|
| <p>تو بجلی تہہ تہہ کر گر پڑی ہے خوابی بیچ والوں کی بڑی ہے یہی گلزار دل کی نیک بڑی ہے کہ دل تہاے صفِ محشر کھڑی ہے کہ یہہ تو انکی گھٹی میں بڑی ہے کسی بیاب کی میت گڑی ہے اُسے اپنی مجھے اپنی بڑی ہے وہ آیا عمر قاصد کی بڑی ہے جڑی ہے جب مری کہو ٹی جڑی ہے اُنی جڑی کی سینے میں گڑی ہے</p> | <p>نگاہِ شوخ جب اُس سے لڑی ہے اُسے ہی جگو بھی ضد آپڑی ہے لہو کی بوند شرکان سے بھری ہے قیامت میں قیامت کر گیا کون کرین کیا زند تو بے سے زاہد قدم جہا نہیں تیرے گلی میں عدو ہی تنگ ہے انکے ستم سے ابھی میں نے کیا تہا یاد اسکو بنا ہے مدعی پیغا مبر بھی کیا ہے میں نے ضبطِ آہِ جدم</p> |
|---|--|

| | |
|--|--|
| <p>تڑے تھے مجھے جب افشان چھری ہے تری تلوار پہ لوٹکی چھری ہے پرائی آفت اپنے سپر ٹری ہے مرنے ل سے مری ہمت ٹری ہے یہ کیا کچھ کہیل جو سر کی اڑی ہے قیامت کی گہری ہر جو گہری ہے اب انکی ہر طرح سے بن ٹری ہے</p> | <p>گل بستر ستارے جنگلے ہیں یہ کہتا ہر مراثوق شہادت وہ وہ ہیں غیر سے تو ہم مضامین تجھے دیتا ہوں اپنی جان ہی میں ٹلین وہ کب دل لینے پہ ارجامین اکہی کب سحر ہوگی شب حبر گلو کر رہنے سوا الزام پائے</p> |
| <p>نزل اک ادر ہی اے داغ کلبہ طبیعت اس زمین میں کچھ لڑی ہے</p> | |
| <p>کہان جا کر مری قیمت لڑی ہے یہ غم آٹھوں پہر چنٹہ گہری ہے پرائے دل کی ٹوکو کیا پڑی ہے کہ ہر دیوار سے مین کھڑی ہے تہیں دل دینگے کیا جلدی پڑی ہے نشلی ہر سیلی ہر پڑی ہے ہماری دے سینے میں اڑی ہے گل عارض کی کب پتی چھری ہے</p> | <p>نظر کعبے میں اوس بت پر پڑی ہے مجھے انجام الفت کی پڑی ہے ممان مشق تغافل ہر گہری ہے تڑے در پر تر پتے کسکو دیکھا پرائے مال پر اپنا تغاضا مروت ہی ہو تیری آنکھ میں کاش زبان تک اسکے کیا حرف مطلب خزان سے ہر بہا حسن محفوظا</p> |

| | |
|---|--|
| <p>اچٹ کر چٹ بھپڑی پڑی ہے انہیں باتوں پہ بٹھے ہو پڑی ہے بڑونکی بات جو کچھ ہر پڑی ہے مری کشتی بہنور میں جا پڑی ہے اودھر خدا نے بیڑی گہری ہے محبت آجکل پیسے دھڑی ہے سواری اس مسافر کی گہری ہے ہماری جان قاتل میں پڑی ہے مگر ڈرتا ہوں یہ جو کہوں پڑی ہے کنارے پر مری کشتی اڑی ہے یہ تہنا ہے اکیلی ہے چھری ہے حد سے نرم ہے مجھے کڑی ہے</p> | <p>بیٹھی تیغ عشق اُس سنگدل پر حسینوں کو بُرا کہتا ہے ناصح جھٹے آسمان کی انتہا کیا خدا سے التجا ہے نا خدا کیا ادھر وحشت لئے جاتی ہر جھکوں دل اپنا بچتے پہرتے ہیں لاکھوں جنازہ دیکھ لو عاشق کا در پر ہمارا دم ہے ٹخجیر میں دم بچ امانت رکھہ تو لون داغ محبت دبونا چاہتا ہے قلم عشق گہری ہر سوبلاؤں میں مری جان وہی اک بات ہر لیکن تری بات</p> |
| <p>مقام قبائلی کے ہیں</p> | <p>ملازم شاہِ آصفیاء جانبِ شمع کی قسمت بڑی ہے</p> |
| <p>کاری لگی نظر ترنہ کا فرجہاں لگی کیون چرخ تک زمین سے اک زردیاں لگی توؤں سے تیرے آگیاہ اتر کسمان لگی</p> | <p>ناوک لگا گا رو تو دل پر سنان لگی ہم پہ ہوا دعا کے بعد پہنچتے تو خوب تھا شاہِ سب سال میں پہولی نہیں شفق</p> |

| | |
|--|---|
| <p>اس چاٹ پر لگی تو تمہاری زبان لگی انکھوں میں آنکھ ڈال کے بولے وہاں لگی ایسی تمہارے دلوں پر مہربان لگی مجھ تیرے ہاتھ بات ہی انکھوں میں لگی فرار کے تو سر پہ لگی یہ کہان لگی اکھڑے قدم وہاں سے طبیعت جہاں لگی کسکی بُری نظر تجھے ہی نوجوان لگی</p> | <p>آتا ہے تمکو تلخی دشنام میں مزا پوچھا جو عشق غیر کی تمکو لگی ہر چوٹ اچھا کہا جو حور کو کیا قہر ہو گیا میرا فسانہ تو نے جو اسی پند گوشتنا پوشیدہ دل کی چوٹ قیامت کی چوٹ ہر تقدیر نے نہ جھنے دیا اُس جگہ مجھے روڑو کے کہہ رہے ہیں ہر دم کو غیر کے</p> |
| <p>داع</p> | <p>بنیاب مجھ کو دیکھ کے وہ پوچھتے ہیں داع کبکھت تیرے چوٹ بت تو کہان لگی</p> |
| <p>آج اُن سے دوہی باتوں میں ڈوٹوک ہو گئی اسی دل پہ کس بلا کی تیری ہجوک ہو گئی اس عاشقی میں ہم سے بڑی چوک ہو گئی آخر تیرے زمانے میں متروک ہو گئی کوئل کی کوک کہ اسکے لئے کوک ہو گئی تیری نگاہِ لطف جو مسلوک ہو گئی</p> | <p>کل کچھ طبیعت اپنی جو مشکوک ہو گئی ہوتا نہیں کچھ غم دو جہان سے بھی کیون غیر کی طرح سے نہ ہم بوجا ہوئے مدت سے رسم مہر و فامین کی تو تھی برسات ہی میں مست ہوا گن کی ہی صدا سب کچھ ہمارے دل کو ملا کب نہیں ملا</p> |
| <p>داع</p> | <p>اب نہیں درم داع بھی نصیب دنیا فلک کے ہاتھ سے مفلس ہو گئی</p> |

ابرو سے یار کیوں نہ کہنے اس مثال سے
 رہتی ہر اطلاع انہیں دل کے حال سے
 دل کو بچار رہا ہوں تبون کے خیال سے
 جانا کہ یہ بھی ایک طرح کا لگاؤ ہے
 جانین ترے خرام کو طاق و کبک کیا
 کیا شکوہ فراق کروں اسکی فکر ہے
 جُست میں ارج سینوں کو آتا ہے کیا نرا
 ام محبت لوٹ اسے تو یہ حکم دے
 بخشش نہوگی غیر کی یہ مجھ سے چھپے
 احوال چارہ گرسے کہا تک بیان کروں
 دو چار وہ ہمیں نے تو لگے بتا دیئے
 احسان ماننا ہوں تر اے دل حسین
 ملتی نہیں ہے راہ نکسیرین کے لئے
 پہچا ہے رشک غیر کا ہے یہ روٹھنا
 کہتے ہیں کیوں خدا کو کیا یا دحب میں
 بت ہر کسی کا چاہنے والا ہو کوئی ہو
 تب تک تب تک کے بند ہوتی ہر چیز چشم انتظار

اُسکے تو ناخون میں پڑے ہیں ملاں سے
 ملتی ہیں گالیان مجھے پہلے سوال سے
 اللہ تو عیسیٰ م ہے بندے کے حال سے
 ناخوش ہوا نہ میں کہی اُنکے ملاں سے
 یعنی تہی اسکی داد کسی پامال سے
 بے لطفیان بڑی مینگی ترے انفعال سے
 وعدہ کیا ہے اُسے بڑی قیل و قال سے
 مسجد بناے پیر مغان اپنے مال سے
 بندے کو اطلاع ہے عقبے کے حال سے
 دم مالک میں ہر روز کی اس کی بکیر ہال سے
 مشہور تم جہان میں ہو جسے کمال سے
 وہ شاد شاد میں میرے خزن ملاں سے
 کیا قبر اٹ گئی یہی گرد ملاں سے
 جانے ہی دو ملاں بڑی گال ملاں سے
 فرصت بڑی ملی تجھے میرے خیال سے
 دوزخ کو عید ہوتی ہر کافر کے حال سے
 آتا ہے شب کو خواب تہا رہنے خیال سے

| | |
|---|---|
| <p>طوفان گریہ و عسقری افعال سے دامن فلک سے چین گریبان ہلال سے باتیں جو کہ نہیں رات کو اُسکے خیال سے</p> | <p>ہوتا ہشک دامن تر کیا طلسم ہے اس دست و حش اور تجھے چاہیے اگر حیرت ہر اُس نے صبح کو مجھے بیان کیں</p> |
| <p>اے دامن ہے دکن سے بہت دُکھ منو رہتے امیر احمد و سید جمال سے</p> | <p>اے دامن ہے دکن سے بہت دُکھ منو رہتے امیر احمد و سید جمال سے</p> |
| <p>دل دیا ہے غیر کو اُسکا تقاضا ہم سے ہے کیا یقین ہے جلتے ہیں ہم یہہ یا ہم سے ہے ہم میں دنیا میں تو یہہ گلزار دنیا ہم سے ہے ہم تو کہیں اُسکی صورت کو ان جہاں ہم سے ہے بحث عالم کو فقط یا تم سے ہر یا ہم سے ہے درد ہم سے ہر پیش ہم سے ہر سودا ہم سے ہے ہم کو دشمن سے نہیں ہر تکوینا ہم سے ہے چرخ کج رفتار ہی گر ہے تو سید ہا ہم سے ہے اب مانے میں کچھ ان باتوں کا چرچا ہم سے ہے شکوہ بیجا کو سنکر ناز بیجا ہم سے ہے انگوٹھا ہر میں فقط اکھنڈ کا پردا ہم سے ہے کیا کہیں کیونکر کہیں جو قول اُنکا ہم سے ہے</p> | <p>کیجئے انصاف یہہ ناحق کا جھگڑا ہم سے ہے وصل کا وعدہ کسی سے ہو وہ گویا ہم سے ہے مٹ گئے جب ہم توجہ نوٹ گئی ساری بہار وصفِ یوسفِ پربت کا فرسے بھینجا کر کہا لیل و مجنون کا قصہ کوئی سننا نہیں دل یہہ کہتا ہر ہمارے دم سے ہیں عشق کیون نہ حیرت ہو کہ بغض و کینہ و رنج و ملال دل جلوئے آپ بل ہر تے ہیں یہہ اچھائیں جاچکی تھی سم افست مٹ چکا تھا نام عشق واہ کیا گنہگار اچھا دیا تم نے جواب دل میں ہی آئے تصور میں ہی آئے بے حجاب وعدہ دیدار کیسا اور کیا پیمان وصل</p> |

| | |
|--|--|
| <p>میں کیجے عیش کیجے مجمع اغیار میں ہم سے جو ملے تہہ اب ان سے ہم تلخ نہیں دل میں وہ گہرا رہے ہیں اور مجھے شیریں یار باس سے ہیں بہت وابستہ اپنی خواہشیں صاف ہو جاؤ تو پہرہ گفتگو بھی صاف صاف آپ کو اب واسطہ مطلب غرض کیا ہم سے ہے بخسے تھی ہم کو شکایت انگو شکوہ ہم سے ہے کہتے ہیں کہہ ڈال جو کچھ شجھو کہنا ہم سے ہے آسمان کو بھی کسی شکر کی تمنا ہم سے ہے جس قدر تکرار ہے یہہ رنجش ماہم سے ہے</p> | <p>میں کیجے عیش کیجے مجمع اغیار میں ہم سے جو ملے تہہ اب ان سے ہم تلخ نہیں دل میں وہ گہرا رہے ہیں اور مجھے شیریں یار باس سے ہیں بہت وابستہ اپنی خواہشیں صاف ہو جاؤ تو پہرہ گفتگو بھی صاف صاف آپ کو اب واسطہ مطلب غرض کیا ہم سے ہے بخسے تھی ہم کو شکایت انگو شکوہ ہم سے ہے کہتے ہیں کہہ ڈال جو کچھ شجھو کہنا ہم سے ہے آسمان کو بھی کسی شکر کی تمنا ہم سے ہے جس قدر تکرار ہے یہہ رنجش ماہم سے ہے</p> |
|--|--|

کوئی کافر ہی کہے اے داغ ۱۰ کئی آرزو
اے تیری شان اب تمنا کی تمنا ہم سے ہے

| | |
|--|---|
| <p>لگ گئی کیسکی نظر جو حسن زیبائی تجھے ناشکیبائی مجھے دی اور عنائی تجھے اور پہر سارا جہان کہتا ہے ہر جائی تجھے میرے دلمیں آئی شونی جب حیا آئی تجھے میں غنیمت جانتا ہوں کچھ تنہائی تجھے رنج ہے چلر قیامت کیوں اُٹھالائی تجھے بزم آرائی میں آتی ہے صفا آرائی تجھے ہو گئی اتنے میں کس کس سے شناسائی تجھے غیر کے آتے ہی ظالم آئی انگریزائی تجھے دیکھنے کو دی ہر اے غافل پہ پنائی تجھے</p> | <p>وٹھوٹتے پہرتے میں اک عالم میں آئی تجھے یہ بٹے کیا خوب کیا حصے عاشق موقوف تو میرے سر پر کبڑی رہتی ہے ہر دم چل چہرے کا موقع کوئی ملت نہ تھا اچھا دھن لگی رہتی اپنی دوست کی آٹھوں پہر شکوہ بیدا کیسا کیسی سزا بدست ایک طرف اہل ہوس میں ایک طرف ہن اہل عشق جلتے ہی سینے میں آیا باہر اے پیکان یا بے حجابی کا بہانہ کوئی تجھے سیکھ جائے جستجو جسکی ہو اپنے آپ میں تو دیکھ لے</p> |
|--|---|

| | |
|--|--|
| <p>دیکھ کر سمجھا ہر جوتیرا ماشائی تجھے ریخ تنہائی تجھے ہر فکر سوانی تجھے گو مشکل کہیں چکر میری کشش لائی تجھے آگئی ہے بانگین کے ساتھ کجرائی تجھے چارہ گرا آتی نہیں ہر چارہ فرمائی تجھے کیا غرض ہم کو مبارک دشت چمائی تجھے</p> | <p>تو اگر سچ تو کیا جانے کرے کیسا غرور گر یہی جھگڑے رہے باہم تو ملنا چوکا کاش نہیں دے پھرنے دے مگر لکھی نش دوست کو دشمن سمجھ لینا ہر تو دشمن کو دوست ہم کرینگے مرتے مرتے آپ ہی اپنا علاج آئیں کیوں میرے دل ویران میں فہمائے ہیں</p> |
| <p>تیری انائی کے قائل تھے سب اس لاطون فٹش شاعری نے کر دیا اے داغ سودائی تجھے</p> | |
| <p>ہاے جیسے شراب خانے کے اس زمانے میں اس زمانے کے تیرے زبان اس نشانے کے چار تنکے ہیں آشیانے کے حرف بکتے ہیں اس فسانے کے ہم تو ہیں منتظر بہانے کے گر وہیں تیرے آسانے کے مشورے ہوتے ہیں زمانے کے لاکھ دانے میں ایک دانے کے</p> | <p>جمع ہیں پاک اک زمانے کے ذکر بیفادہ نہ کرو اعظا دل سے کہتا ہر یہ لبِ سوغار برق پہونکے اڑائے بادِ خزان ہے مری داستان ہی کیا غور شب وعدہ اُمید وصل کے کعبہ و دیر میں دہرا کیا ہے شبِ فرقت ترے تصور سے تخیم الفت سے ہر دفور اشک</p> |

| | |
|---|---|
| یہ جو ہر مین کس خزانے کے | لعل لب اور گوہر دندان |
| <p>اہل جنت کے بھی دل سپہ داغ نقش ہیں اس نگار خانے کے</p> | |
| <p>خالی تہی دکان کرے میفروش کی صدقہ وہ دین حواس کا بنو تین ہوش کی حاجت نہیں ہے اسکے لئے قبر و شش کی کیفیت انجن مین رہے ناؤ نوش کی بہوشیوں مین یہ کہی لیتا ہے ہوش کی واغظ یہی تو عمر ہے جوش و خروش کی اک داستان ہے اپنی طبیعت کے جوش کی دعوت یہ ساری عمر ہی شیم و گوش کی زند و نئے جو چہی تہی وہ حضرت نوش کی کہتے ہیں پہلے فکر کروں بار و شش کی اسے بحر اصل کیا تیرے جوش و خروش کی غماز سے کہی نہ بنی عیب کش</p> | <p>رکھ دین اگر شبیہ ہی مجھ بادہ نوش کی کیون نا صحو کو فکری مجھ بادہ نوش کی ترت یہ سیری ڈال مین اسکی گلی کی خاک کب تک حجاب آنکھ بلاؤ پیو پلاؤ بنکاراٹھے مست محبت تو ہے وہ راز دل خون ہوگا تو بسے عہد شباب مین وہ دل کے ولولے وہ جوانی کے زور شور دیکھا حال یار سنی داستان عشق زاہد کی سرخ آنکھوں سے معلوم ہو گیا تدبیر بار دل کی اگر پچھتا ہوں مین پایاب ہے رشناور دریاے عشق کو باہم تری نگاہ و حیا مین ہے کیون سلوک</p> |
| <p>ہر خوبرو کو داغِ غم تا عاشقی عیار ہے کہی اس خود فروش کی</p> | |

| | |
|--|--|
| <p> ارجینون کی غضب تو ک پلک ہوتی ہے کہہ یا اُنسے کہ آنکھوں میں کھٹک ہوتی ہے وہ قیامت ہے جو چلین کی جھلک ہوتی ہے کم سنہی ہر ابھی اس سن میں چپک ہوتی ہے آج یہ کیہ ہے کہ ہم تم کے کسک ہوتی ہے باسی بارونکے جو ہر لون میں مہک ہوتی ہے آئینہ میں کہیں بجلی کی چمک ہوتی ہے فادہ ہے کہ زمین زیر فلک ہوتی ہے ساوگی اور مجھے باعث شک ہوتی ہے عجب انداز کی کچھ اینین لٹک ہوتی ہے غیب سے اُسکی مدد اُسکی کمک ہوتی ہے اسکی تاثیر یہی سوز خاک ہوتی ہے بدگانی مجھے بے شبہ و شک ہوتی ہے غنچہ چٹے تو بکے سپن دھمک ہوتی ہے شخ گلبن میں ہوا سے جو چمک ہوتی ہے </p> | <p> ولین عاشق کے تصور سے کھٹک ہوتی ہے اس بدلنے سے بہائے سرِ معطل ہوتی ہے جلوہ بے پردہ تو ہوتا ہے فقط ہوشِ ربا سہمے جاتے ہیں بڑے جاتے ہیں عاشق سے درِ فرقت بھی اکہی نہ دغا دیجائے جسے سو گئی کو وہ خوشبو کوئی اُس سے چھو ساوہ دل میں جو انہیں آئینہ دیکھتے ہیں پست ہمت کہیں پاتے نہیں عالم میں عروج کوئی تو غم ہے جو کہ آپ نے آتش ترک جھومنا اور وہ ہنسنا ترے دیوانہ کا کون بیکس کا معاون ہے بجز ذاتِ خدا آتش رنگِ جانے تو جلا یا دل کو وہ بُرائی سے بھی گو غیب کا نہ کو کرین اس نزاکت پر سے کیا وہ ہماری فرما ماتہ رکھ لیتے ہیں وہ دُر کے کمر پر اپنی </p> |
|--|--|

دل انداز دہند ہی اکہے ہمیشہ چراغ

"انامین اس میں نہ کچھ جہان پیک ہوتا ہے"

اچھی کہی کہ عشق میں پناہ کیوں ہو
 تیرے بلوں سے وصل کے انکار کیوں ہو
 پنی کرنے تو بہ کی ہو تو واعظ زبان بولے
 کیا یہ شہریرا نکہ لڑائی کا گہر نہیں
 کس کی مجال اُن سے کہے میرے باتیں
 ہم ذمہ دار ہو گئے اخفائے راز کے
 کہتے ہیں تے مجھ کو بن یا ستم شعار
 غفلت میں غیب چین سے سوتے تے پتہ
 یہ کیا کہا فلک کو جلا نماند آہ سے
 دیکھا نہیں یہ شان یہ جلوہ کچھ اور
 شہد مانگے دام بوسہ لب کے نہ دیکھے
 کہتا ہے عاشق کو کہ وہ کافر یہ طرے
 ہمو کہد کے جلوہ پیداوار کس نے دی
 جو ناہی نہاد وصال جو نہانہ تھا وصال
 خجلت تو کہہ رہی ہے نہایت بڑکیا
 دل کہہ رہا ہر اُس سے کہو بلبلے عشق
 اپنا سا وہ سرا نظر آنے لگا ہے

اچھون کے آپ در پئے آزار کیوں ہو
 یہ ناز کی مین و تابل گفتار کیوں ہو
 یہ اعتراض کیا ہے کہ میخوار کیوں ہو
 تم اسکے بدلے لڑنے کو تیار کیوں ہو
 اقرار کیوں کئے تھے انکار کیوں ہو
 عاشق ہوئے تو محرم اسرار کیوں ہو
 الزام ہے کہ طالب آزار کیوں ہو
 کسے جگا دیا ہمیں بیدار کیوں ہو
 اپنی تو کہنے آپ سے مگار کیوں ہو
 بت کیے تھکے لوگ گنہگار کیوں ہو
 پہر حضرت دل آپ خریدار کیوں ہو
 بندے خدا کے میرے طلبگار کیوں ہو
 چلے وہاں سے نقش و دیوار کیوں ہو
 یہ مرحلے تو سہل تھے دشوار کیوں ہو
 رحمت نہ یہ کہیں گے گنہگار کیوں ہو
 میں کہہ رہا ہوں کہ کئے گنہگار کیوں ہو
 جلتا ہوں میں وہ آئینہ رخسار کیوں ہو

| | |
|---|---|
| کیا جائے کیا دکھائی دیا انگو خواب میں | بیوقت کج شکوہ وہ بیدار کیوں ہوئے |
| اے داغ اک زمانے کے دل میں ہے گہرا وہ نام سنکے نام سے بیزار کیوں ہوئے | |
| <p>کیوں اے خلل انداز یہ انداز ہمیں سے یہ سحر ہمیں بن یہہ اعجاز ہمیں سے کیا کیجئے کہتے ہیں وہ سب راز ہمیں سے لڑتی ہی ہے پرچشم فنون ساز ہمیں سے نصویر تری کیوں نہ کرے ناز ہمیں سے ٹوٹے ہیں پھرک کر پر راز ہمیں سے لاکھوں میں بیان گوش برآز ہمیں سے غمڑے کی لیا کرتے ہیں غماز ہمیں سے گر غیب ہوئے صاحب اعزاز ہمیں سے انجام کو پہنچ گیا یہ غماز ہمیں سے دو چار اگر اور ہوں سراز ہمیں سے کرتا ہے دغا پر یہ دغا باز ہمیں سے</p> | <p>کاوش فلک تفرقہ پر راز ہمیں سے ہوتے ہیں اداعشق کے انداز ہمیں سے ہر خپ کچھ ایسی ہی ہیں باتیں کہ نہ سینے ہم سے ہی سر رزم چراتے ہیں نظر ہی سو دیکھنے والے ہوں تو یہ نگہ کہاں ہے صیا د کی بیداد نہیں کج قفس میں اٹھتا ہے ترے کوچے سے کب شور قیامت اشک آنکھ کے پردے میں ہیں ہر بہین آئے توقیر پر اُس نرم میں اپنی ہے مساوی ایجاد کئے رسم محبت میں ہم نے دیکھیں تری طاقت تری تلوار کی برش ہم سے ہی تو پالا دل مفسد کو نعل میں</p> |
| ہنگامہ محشر میں بھی اللہ کرے داغ راضی ہو تو جو وہ بت طناز ہمیں سے | |

یہ ٹپکتا ہر رنگ سہل سے
 نازِ اعدا اُٹھیکا مشکل سے
 ہو گئی یا س عہدِ باطل سے
 میری تصویر بھی وہ دیکھتے ہیں
 تیر تیرا ہے اور دل میرا
 کس نے مذکور کر دیا میرا
 اب نہ اُسے وہ پہر نہیں سکتیں
 کیون ہوا احسا کو اطمینان
 بڑھ گیا رتبہ تماشائی
 اب وہ ہر رخ کرے تو جان بون
 بات بگڑی بنی ہے قاصد کی
 ہے اک آندہ غبارِ محنون کا
 مٹ گئی تمہیں یہ اُس نے کہا
 صبر کرنا پڑا زمین کو مگر
 جب سے دیکھا ہے میرے دل کا داغ
 میں تو کیا ہوں کہ تیغِ خونجی بھی
 محسب آگیا تو اے ساتھ

ہو لی کہلیکا آج قاتل سے
 دل بدل بیچے مرے دل سے
 ہم کو جینا پڑا مرے دل سے
 کس کس کی اکنبہ کس کس کے دل سے
 اب چھٹے گایہ سا تہ مشکل سے
 بگڑے بیٹھے ہیں ساری محفل سے
 جو دعائیں نکل گئیں دل سے
 ابھی کشتی ہو دور ساحل سے
 اکنبہ ملتی ہے پشتِ دل سے
 تیر تیرا کہنک گیا دل سے
 کام آسان ہوا ہے مشکل سے
 ساربان ہو شیا رُخِ میل سے
 تو نے شکوے کئے تھے کس دل سے
 وہ نہ شرمائے عہدِ باطل سے
 انگو نفرت ہے ماہِ کارِ دل سے
 دم چراتے ہیں میرے قاتل سے
 ہم آذان دینگے اُٹھ کے محفل سے

| | |
|--|--|
| <p>کہ اسے رشک ہے مقابل سے ہوش پران میں ہنگ محفل سے کرتے ہیں وہ سوال سائل سے ایک کیا ہے ہزار منزل سے</p> | <p>آئینہ رکھ دیا میرے آگے کیا کہوں وجہ بدحواسی کی طالب وصل جانکر پہلے جذبِ دل کہیں سچ لائیگا لنگو</p> |
| <p>آتشِ عشق میں مزا کیا ہے پوچھیے اسکو داغ کے دل سے</p> | |
| <p>کلی بنی کرین ہم نہ کہی آبِ بقا سے اب کوئی ترے کوئی جیئے انکی بکلا سے یہ خوب ہوئی آپ تو لڑتے ہیں ہوا سے کیا عرش پہ جا پہنچیں گے یہ بات ذرا سے کیا چھوڑ دیا مانگنے والوں نے خدا سے مجبور ہے ورنہ شیوہ بیداد و جفا سے فیتے ہی ذرا سے نہ کہتی تم ہی ذرا سے بچتی ہے قیامت ترے دامن کی ہوا سے لبیک کا شور اٹھے مزارِ شہدا سے کیا خونِ جگر کم ہے مٹو روحِ فراسے جوابات ہو وہ کیجیے اندازِ واداسے</p> | <p>مٹا ہے محبت کا مڑہ زہرِ فاسے وہ دل پہ چھری پھیر گئے ناز و اداسے کیا وجہ گھٹنے کی میری آہ رسا سے وہ کہتے ہیں گہر کے مبرے دستِ دغا سے ہم تیرے سوا اور ہوں کس چیز کے طالب معتوق سے چھوٹے یہ کہی ہونہ میں سکتا اب قامتِ زیبائے اٹھائی ہر قیامت اٹھ کر کیا فتنہ گری ہر دمِ زفتا جائے حرفِ گورِ غریبان جو وہ قاتل عاشق کو کس طرح ملے جائے نعت شکوہ ہو بہا نہ ہو کچھ اسکی نہیں پوا</p> |

| | |
|--|--|
| <p>کیا خاک ٹزنگی میرے دل سترتی کہیں کیا حشر کے دن بچپن نہ توڑیگی قیامت دل میں ہی اس سطح گرہ پڑ گئی ہوگی انسان یہ بھی اپنی خوشی سے نہیں دیتا کلنزار محبت سے کہی خوش نہیں ہوتے یہاں بچے پہوش نہیں ہوں مجہ سمجھوں ناوک ہر نہ برچھی ہر نہ خنجر ہر نہ تلوار میں نہم سے اٹھ جاؤں نکلی جاؤں چلا جاؤں اب دوش پر اٹکے ہر کمان ہاتھ میں ہر تیر</p> | <p>جو شرم سے جھکتی ہیں چہتی ہیں حیا سے وہ چوکنے والے ہیں کہیں جو بھلا سے یہ عقدہ کھلا ہمو ترے بند قبا سے اس واسطے دل لیتے ہیں وہ مکروہات سے وہ کہتے ہیں تم ناک میں ہر بوئے فاس سے دم دیتے ہیں یہ آپ جو دیتے ہیں دل سے یہ یہ دے دل ہی ہیں ہر خون کے پیاس سے کیا بات ہوئی خیر تو ہر کیوں ہو خفا سے اس عہد میں مرنے کا نہیں کوئی قصا سے</p> |
| <p>جب دیکھتے ہیں داغ کو ہوتا ہی یہ ارشاد معلوم نہیں زندہ ہے یہ کیسی دعا سے</p> | |
| <p>مجہ میں دیکھو تو کچھ رہا ہی ہے دل لگی کا یہی نرا ہی ہے اس محبت کی انتہا ہی ہے ایسے جینے کا کچھ نرا ہی ہے تم میں اک بندہ خدا ہی ہے پیچھے پیچھے مری دعا ہی ہے</p> | <p>مرض عشق کی دوا ہی ہے کچھ جفا ہی ہر کچھ دفا ہی ہے عاقبت میں ہی دلجوئیں نہیں زندگی اور اس زمانے کی ذیر کے جانیوا لونسے کہہ تیری امداد کے لئے آہ</p> |

| | |
|---|--|
| <p> بخشوا یا کہا سنا ہی ہے آپ کو بات کا مزا ہی ہے یہ کسی سے کہی ہوا ہی ہے کچھ ترے دل میں مدعا ہی ہے ابتداء تو انتہا ہی ہے اس مکان میں کوئی رہا ہی ہے آپ سے کوئی پوجتا ہی ہے کچھ یونہیں سی میری خطا ہی ہے آجکل جھوٹ میں مزا ہی ہے یہ کیسے کہیں سنا ہی ہے اُس میں حصہ فقیر کا ہی ہے کچھ کہا ہی ہے کچھ رہا ہی ہے منہ سے تو پوٹ کچھ کہا ہی ہے اے وفا کچھ تراپتا ہی ہے اس میں ہر شرم ہی حیا ہی ہے </p> | <p> کیا یونہیں مر گئے ترے شوق میں سناؤں تو داستانِ اپنی رشک پر صبر ہو سکے کیونکر تو نے پوچھا نہ ایک دن ہم سے چار دن کے شباب پر پہ غرور دیکھ کر دل کو پوچھتے ہیں وہ رمزِ الفت بتائے نہ مجھے کچھ ہے بجا عتاب ہی اُنکا بانِ دراپہر قسم تو کہا لیجے نہیں سنتے وہ اپنے مطلب کی سبکو ملتی ہے دولتِ دیدار حالِ دل کب ادا ہوا پورا کیوں تجھے چپ لگی ہے اتنا ڈھونڈتی ہیں تجھے مری اکہیں چتو نہیں شوخ چلبلی تفریر </p> |
|---|--|

اُسکو عاشق ہی لوگ کہتے ہیں

داغ کا نام دوسرا ہی ہے

| | |
|--|--|
| <p>چمن اڑ گیا اور بورگئی وہ مدت سے بنگر نہ ہو گئی زبان تہک گئی گفتگو نہ گئی خدا جانے کس طرح تو رہ گئی تسائے جام و سبزو گئی کوئی دن کی جہان تو رہ گئی مگر رہ گئی جستجو رہ گئی اگر احتیاجِ رفو رہ گئی ہوس تجھ کو اجسب گھر رہ گئی تو عاشق سے شرط و فطرت رہ گئی پہ کیا ہو کے زیب گل رہ گئی نظر ڈھونڈتی چار سو رہ گئی</p> | <p>سٹے داغِ دل آرزو رہ گئی کہانِ دل میں اب آرزو رہ گئی شبِ وصل کی کیا کہوں استان بہت اوشبِ غم بلا میں تلین چلے ہم تری بزم سے تشنہ کام بہت چل بے یار اسے زندگی کہا نہ کہان لے گیا ہم کو شوق ہیرے چاکِ دل میں نک چارہ گر میرا سر گیا ایک ہی وار میں نہ دھوئے اگر جانے اپنے ہات پہرے ہی تو کچھ ستارک سے تیغ دکھا کر جھلک کون چلتا ہوا</p> |
| <p>اُس بزم میں عنایت ہوا آبرو رہ گئی</p> | <p>گیا دل گیا داغ عنایت ہوا آبرو رہ گئی</p> |
| <p>اچھ چشم شوق اسکی تجھے ہی خبر ہوئی دنیا کی طرح پیہ ہی ادھر کی ادھر ہوئی جسکی کافون کان کسکو خبر ہوئی</p> | <p>آئینے سے کہتے ہیں تیری نظر ہوئی جو مجھ پر چشمِ لطف تھی اب غصہ پر ہوئی محشر میں رازِ عشق خدا سے ہی یوں کہ</p> |

| | |
|--|--|
| میری بلاتے ٹوٹ کے پکان جو رہ گیا اسکا بھی اعتبار ہر گویا برائے نام کچھ روز وعدہ یاس کی حالت عجیب تھی کر لین گے حور کا بھی نظارہ دم خیر کہتے ہیں مجھے مرنے لگو میرے نام رکھا نگاہ میں جو دل بے پتہ ار کو کیا امتحان کروں کہ نہ چھوٹے گی جان اب کہہ رہا ہوں اُسکے تصور سے مدعا دل کو نفل میں پال کے مجبور ہو لگو جا تو ہسی دکھا تو سہی اُسکو خطا پچھتی تھی دخت رز کی حرمت کی طرح گو عرض مدعا پہ زبان قطع کیوں نہو کہتے ہیں بار بار وہ مجھے شب وصال | حاصل مجھے تولدتِ خسیم جگر ہوئی تیری نگاہِ لطف بھی تیری کمر ہوئی کیا گئے کس قدر ہنوائی کس قدر ہوئی دنیا کی ناک جہانک سے فرصت اگر ہوئی کیا چاہ میں وہ چاہ جو منہ دیکھ کر ہوئی اس ن سے اور شوخ تمہاری نظر ہوئی اُسکو خدا نخواستہ اُلفت اگر ہوئی میں مسر کی یاد بھی پینا مبر ہوئی دشمن کے ساتھ عمر بھاری بسر ہوئی آگے سے آگے فکر تجھے نامہ بر ہوئی یہ نیک بخت ہمارے قاضی کس ہوئی اب کیا چٹے گی وہ جو خطا عمر بھر ہوئی ہے اگر نہ تیری دعا سے سحر ہوئی |
|--|--|

ہمسایے میں یہ شور ہو لو داغ کی خبر
کم بخت کو نرپتے ہوئے رات بھر ہوئی

| | |
|--|---|
| زاہد کو روزِ حشر پڑی امتحان کی دم بہر میں پار آہ تھی اک نوجوان کی | پیر منان نے خلیہ میں جا کر دکان کی پیری کی سطح نہ چلی آسمان کی |
|--|---|

| | |
|---|---|
| <p>پوچی زمین کی تو کھی آسمان کی اس بات پر خفا میں کہ ہم سے زبان کی کیونکر زبان بند ہو سارے جہان کی کچھ رگڑی ہے آنکو بوس امتحان کی کہانے میں پیار سے وہ قسم میری ان کی لوگوں سے تو نے کیوں مری خوبی کی پسلی پڑک اٹھی تھی مگر پاسبان کی معلوم ہو ہیں نہیں حاجت بیان کی فرما بشین میں رونوئی داستان کی</p> | <p>قاصد ہی اُسکو دیکھ کے دیوانہ بن گیا تعریف غیر سنکے جو میں نے دیا جو اب کسکو گلہ نہیں تری بیدار و چرا سرکاٹ کر لگاتے ہیں گردن کے ستارہ گوجا تا ہوں جوٹ مگر اُسکو کیا کروں یہہ شکوہ رقیب پہ مجھ کو ملا جو اب آہٹ نہیں کہ مجھے دوسے سے لیا روکا اسی جانے سے اظہارِ شوق کب تک بنا بنا کے کہوں ماجرائے دل</p> |
|---|---|

| | |
|--|--|
| <p>کسکی نبی رہی ہے کسکی نبی رہے گی چچی میں دل رہیگا دل میں آئی ہے گی یادوستی رہے گی یا دشمنی ہے گی میرے فرار پر ہی تیرا لگنی ہے گی یہ تیرے دل میں کافر کب تک ٹہنی ہے گی یہ کیا خبر تھی برسوں یوں لگنی ہے گی</p> | <p>کیا پہر ہی دل کے دینے میں عداغ عذر ہو گروہ قسم دلائے تمہیں اپنی جان کی</p> <p>کتنک کچھ رہو گے کتنک تنی رہے گی اُسکی نگہ سے ہر دم جی پر نبی رہے گی ملکر تو اُن سے دیکھیں آئندہ جو مقتد کشتہ کیا ہے اُسکے تیر نگہ نے مجھ کو ہر بندہ خدا پر کب تک رہیگا کتنک کے دے لے باتوں چاہتا ہوں مرنے</p> |
|--|--|

| | |
|---|---|
| <p>جلوہ اگر دکھاؤ تو پتھر منہ چسپاؤ بہتہ جائے اُنسے اپنی جی طرح غنیمت مر مر کے ہم جیسے ہیں سوا امتحان دینے میں ہم سے نظر ملا کر بیتاب دل کو دیکھو لوٹیں گی وہ نگاہیں ہر کاروانِ دل کو</p> | <p>اک صاعقے کی باقی کیا روشنی رہے گی یہ جانتے ہیں اکثر بڑی بنی رہے گی اے بد گمان کبتاک یہ بدظنی رہے گی برق جہان سے کبتک چمکے نہ رہے گی جبتک چلے گا رستہ یہ رہنمائی رہے گی</p> |
| <p>اے داغ تیری صورت دیکھیں گے وہ نہ درک چھائی ہوئی جو مٹھ پر یوں مردنی رہے گی</p> | |
| <p>جو رکی خوترے دل سے نہ سنگار گئی آتے جاتے مری بالین پہ قضا ہار گئی جسکو کہتے ہیں اثر وہ نہ ملا ہے نہ ملے ناک جہانک اپنی نگہ کو رہی اُس کو چنے جان کیا نہ کئے کی شے سے کہ جسے لو کہیں چین سے بیٹھے ہو کیا تمکو خبر ہے کہ ہیں رکھے لئے منہ یہ عیث مات حیا سے تنے اسکا منہ دیکھتے ہی خواب میں ہم چونک اٹھیں نگہ باز کو ہم نے جو چپا یا دل میں میرے کہہ خوف سے تم تم کے قدم کہتے</p> | <p>عمو مجھ سے اپنی وفاسب یزیدین پکار گئی آئی سو بار شب و عدہ تو سو بار رگئی کیا گھر آہ فلک کے ہی اگر پار گئی روزن در سے ہٹی تو سردیوار گئی نہ گھر آج اگر کل یہ چلن ہار گئی آبرو آج عدو کی سر بازار گئی لذت وصل ملی لذت دیدار گئی اپنے مات آئی ہوئی دولت بیدار گئی وہ یہ کہتے ہیں کہ چوری مری تلوار گئی کیا ہوا اب وہ کہاں شوخی رفتار گئی</p> |

| | |
|--|---|
| <p>باقی بے باقی ہنسنار ذرا سی بے چہوڑ دیا کرتے ہن سنخوار ذرا سی کیا دیکھتے کرتی ہے یہ تلواری ذرا سی قنچی ہی ہوا سے لعل شکر بار ذرا سی دے ڈال بچھے شوخی رفتار ذرا سی جھلکی تہی پے طالب دیدار ذرا سی جھوٹ جھکی چشم گنگار ذرا سی دل توڑنے توپی لے میرے یار ذرا سی وہ کہتے ہن یہ جنس ہے درکار ذرا سی باقی ہے کسر تجھ میں یہ عیت ذرا سی اونچی رہے سر سے مرے دیوار ذرا سی تعریف ہی ہو جاتی ہے اک بار ذرا سی افیون ہی کہا بیٹے میں ناچار ذرا سی کر تو ہی کمی اے ستم یار ذرا سی اک بار بہت سی نہیں ہر بار ذرا سی</p> | <p>آتے تو چلے ہن وہ مری راہ پسین ہندیشہ ہر اک صاحب قوے کی نظر کا اے شوخ غضب ہے ترے ابرو کا ایشہ دشنام پس بوسہ جو تو دے تو مزہ ہے اُس فتنہ عالم سے یہ کہتی ہے قیامت موسیٰ کو توجہ ہی نہ رہی ناب نظار اُس شانِ رحیمی نے بہت رنگ کیا زاہد مری خاطر سے مسلمان سمجھ کر سوکھٹے کروں دل کے تولے کوئی خریدار کہہ جاتے ہن اکثر ترے فقرے ترجمی لین ہمسائے میں نہ آئے تھے جب جہان گناہ اکثر تو قریبوں سے مرے ہوئے ہن شکوے جب ہموئے تلخ میسر نہیں ہوتی بیدارِ فلک نے تو بہت زور دکھایا ساقی مجھے ترسا کے پلاتا ہے نئے ناب</p> |
|--|---|

کہنا ہے وہ ہم داغ کو دل میں نہیں کہتے

میں چاہوں گلہ دے مجھے دلدار ذرا سی

کہ ابتدا میں ہوئے بیچ انتہا کے مجھے
شب فراق نے مارا لٹا لٹا کے مجھے
بناؤ کرتے تھیں بدگمان بت کے مجھے
وہ منہ ہی منہ بین سنتے ہیں ہر چہکے مجھے
کہ اور جیپ چڑھی سامنے خدا کے مجھے
یہ لوٹے لیتے ہیں تنہا غریب پا کے مجھے
وہ گہورتے ہیں بہت سامنے بلا کے مجھے
یہ حال سینے ذرا سی کہی بلا کے مجھے
بگاڑ ڈال دیا آدمی بن کے مجھے
خیال تھا وہ نہ پکٹائے آزمائے مجھے
یقین نہ آئے تو وہ دیکھ جائیں آ کے مجھے
ہمرا قیب ہی رو یا گلے لگا کے مجھے
اجل کہاں سے کہاں لیگئی لگا کے مجھے
جفا کے لطف تجھے میں مرے فاکے مجھے
تم اپنے دل میں ہو خوش کہ قدر سدا کے مجھے

رہیگا عشق ترا خاک میں ملا کے مجھے
وئے بین چیرن دکھ درد کن ملا کے مجھے
ہوا ہے مد نظر اس طرح سے ترسانا
حدو کے شکوے یہ یہ انفعال ہی ہر نیا
نہ کی شکایت معشوق شرم عصیان سے
بجھوم ماز میں گہر کر دو ہائی دی دل سے
ارادہ قتل کا ہے یا میں شکل کے مشاق
عجیب غیر کے افسانے میں بے کیفیت
مکدر اہل فلک میری مشت خاک ہیں
طریق مہر و وفا میں کمی کی کیے ہی غیا
بغیر موت کے کس طرح کوئی مڑتا ہے
بلائے عشق تو دشمن کو بھی نصیب نہو
کہا یہ دل نے چلو آج کوئے قاتل میں
ہر ایک شخص کو حاصل جدا ہے کیفیت
ستم تو یہ ہی کہ ہر اس خوشی کی قدر نہیں

غضب ہے آہ مری داغ نام ہے میرا

تمام شہر جہلاؤ گے کیا جہلا کے مجھے

اشعار متفرقات

| | |
|--|--|
| روز سخت عشق جس ہی سرفراز تھا | کون نیا ز مند تھا تو ہی تجھے نیاز تھا |
| دی پیش نظر آیا کہ تہا جبات کا کہٹکا | دیگر رکا جب ہاتھ قاتل کامری آنکھوں میں دم اٹکا |
| نیلی پہلی کرتے ہیں آنکھیں وہ جب کو دیکھ کر | دیگر ایک رنگ آتا ہے اک جاتا ہے مجھہ رنجور کا |
| غیر گو گہریں چھپا میری آنکھیں ڈھانک سین | دیگر کبیل یہ آنکھ مچولی کا نرالا دیکھنا |
| آپ نے کیوں کر کیا اقرار کیوں کر گویا | دیگر اور پہر اس پر یہ حیرت محکوم اور گویا |
| کرم ایہ بر حمت دھو ہماری روسیا ہی کو | دیگر کہ آب غسل میت سے یہ داغ اپنا چھوٹے گا |
| قدم لینے کو کانٹے منظر میں شستِ حشتین | سنا ہر آج زندان سے تیرا دیوانہ چھوٹے گا |
| اے داغ ہے ایسی ترے اشعار میں گری | دیگر سنکر جے آجائے سخنور کو پسینا |
| دم بکیر میرا قاتل نادان جوش شد تھا | دیگر زبان تیغ پر بیاختہ اللہ اکبر تھا |
| جب آئے روبرو وہ کہہ گئے دیکھا نہیں ہو | کیا طرم کہ تیرے سامنے تیرا مقدس تھا |
| روزہ نہ کھلا عید کے دن بھی مضان کا | دیگر دشمن ہی رہا شیخ حرم پر مغان کا |
| پیش قدم کا تاشا نہ تھا | جب کوئی دیکھنے والا نہ تھا |
| لٹ گھر خود آئینہ دم مٹ بل کیا ہوا | دیگر آپ اپنی تو خبر لینا چکا دل کیا ہوا |
| گر چہ پانسے ہی گیا خوش ہوں مگر اس باب سے | میرے دل کو کہہ رہے ہیں مراد کیا ہوا |
| کیا جو وعدہ تو ملنا ضرور تھا کہ نہ تھا | دیگر کوئی تھا گئے ناصب تو تھا کہ نہ تھا |
| ایک ہی عدی سے کیا صبر بر میان ہو گا | دیگر اور ہی بعد قسم کے کوئی پیمان ہو گا |

| | | |
|-------------------------------------|------|---|
| مچکو وعدہ نے ترے جی سے گزرنے ندیا | دیگر | میں نے چاہا تھا کہ مر جاؤں تو مرنے ندیا |
| وعدہ لیتے ہی وہ باتوں میں لگا پھنسے | | دیر تک اسکو کبیر طرح مکر نے ندیا |
| کیا مرے نام سے محشر میں ڈگر ہو تی | | اس نے جھگڑا وہ کیا فیصلہ کرنے ندیا |

ر دیف تائے ہندی

| | | |
|------------------------------------|--|---------------------------------------|
| ظالم یہ دیکھ چوب پڑی میری آنکھ میں | | کاری لگی ہے کیا تری تر چہی نظر کی چوٹ |
| آگے آنکھوں کے اند ہیرا جہا گیا | | کچھ دکھائی دے تو دیکھو دل کی چوٹ |

ر دیف جمیم فارسی

| | | |
|------------------------------------|--|------------------------------------|
| ہر وقت دل کے یار میں تشویش فکر سوچ | | ہر آن میں ہزار میں تشویش و فکر سوچ |
|------------------------------------|--|------------------------------------|

ر دیف دال ہندی

| | | |
|------------------------------|--|---------------------------|
| چار دن کا ہے سب غم دور گھنڈا | | یکہیے اپنے دل سے دو گھنڈا |
|------------------------------|--|---------------------------|

ر دیف رائے مہملہ

| | | |
|--|------|--|
| جب شباب کر نہ لینا کے دو بارادین پہرے | دیگر | کہل گئیں آنکھیں مٹی سیف کی بیجا لم دیکھ کر |
| میر ہی جائے تو نہ جائیگا یہ سودا ہو کر | دیگر | مجھ کو لپٹا ہے جنون جھاڑ کا کانٹا ہو کر |
| شامت جری دل اذکو د کہا یا نکال کر | دیگر | چلتے ہوئے وہ حجب میں چھپکے نئے الکر |
| مرگ رقیب کا نہ زیادہ ملا ل کر | | تیرا کہ ہر خیال ہے اپنا خیال کر |
| افست کی ہم بلامین پہننے دیکھ بہا لکر | | دل کو غضب میں ڈال دیا آنکھ بھال کر |
| مجھ کو دیا ہے گرچہ لب یار نے جواب | | آنکھیں یہ کہہ رہی ہیں دو بار اسول کر |

| | |
|--|--|
| دیتے ہو گالیان مجھے غیرو نہ ڈال کر رکھ دے جو کوئی اپنا کلیجا کال کر | کیا کوئی اس کسایہ کو پہچانتا نہیں ان سنگدل تون کو ناعداغ رحم |
| ر د ی ف ر اے ہندی | |
| ہماری تجھے نہیں گفتگو نہ چھیڑ کر چھیڑ | غرض نہیں نہیں ذکر عدو نہ چھیڑ کر چھیڑ |
| ر د ی ف ز اے معجمہ | |
| کہتے ہیں بے تاب کسے جام ہے کیا چیز | واقف نہیں ہم عشرت و گرام ہے کیا چیز |
| ر د ی ف ضا د معجمہ | |
| پہر وہ ہی اس طرح کہ نہ اُٹھے ہر اعراض اُس نکتہ چین نے ہیجدیئے لکیر اعراض عالم کر گیا تمہارے محشر اعراض بے سوچے سمجھے ہونے لگے گہر گہر اعراض کرتے نہیں سنو دوا نشور اعراض | کرتے ہیں وہ تمام حسینوں پر اعراض لکھا جواب خط نہ جدا میرے خط ہی پر انگلیسیوں کی چال سے چٹا خیرین اہل زبان کی قدر تو اہل زبان کو ہر اعداغ کیوں حریف کو ہراس ستونہ |
| ر د ی ف ف ا ف | |
| ادھر جواب میں دل ہوا دھر جواب میں برق | ترپنے والوں کی تصویر کھینچ یوں بہر |
| ر د ی ف نون | |
| جو الجہتی میں انگلی میں تمہاری آنکھیں کر اب تک دیکھتے شیطاں آنکھوں نے کھلیے ہیں | آپ کے سر کی قسم زلف میں ہر ایک کہوں کیا خواب میں دیکھ |

| | | |
|---|------|---|
| جو مستاع ہنرمیش بہار کہتے ہیں | دیگر | انکو آنکھوں سے خریدار لگا کہتے ہیں |
| اسے تاکا اُسے جہانکا ہی نقشہ دیکھا | دیگر | چلتی پہرنی ہیں میتھی کی مٹھاری آنکھیں |
| جب جان کا سوال ہو کیا دے کوئی جواب | دیگر | من چپ رہا تو کہتے ہیں تو نے سننا نہیں |
| خیال ذرہ ریگ بیابان کوئی جاتا ہے | دیگر | پہرینے تیرے شربت میں ہی مجھ کو لگی آنکھیں |
| کرے دعویٰ تجھ میں تو شرکان دراز اسکی | | چھپوئے خوب تلخے زگرں شہلا کی آنکھوں میں |
| ہیں لال پری نشے سے پری آنکھیں | دیگر | پہر اسپہ دُہوان ہا وہ کاجل بہری آنکھیں |
| وہ نقد دل کو ہمیشہ نظر میں رکھتے ہیں | دیگر | جو آنکھوں والے ہیں اچھا برا پر کہتے ہیں |
| ہمارے شمع کے سامنے یوں شمع پر جلنا | دیگر | اتنی کیسی چربی چھائی پڑانے کی آنکھوں میں |
| سما جائے اگر وہ غیرت گل تیری آنکھوں میں | | نظارہ گل کا گزرے خار بل تیری آنکھوں میں |
| آدمی کو بُری نظر سے نہ دیکھ | دیگر | اے فلک خاک تیری آنکھوں میں |
| خیر سے کاجل گہلا رہتے اب تو ہر گہری | دیگر | اس بلا کو پالنا آنکھوں میں دیکھ اچھا نہیں |
| بیوجہ نہیں آپ کی شرمائی ہیں آنکھیں | دیگر | آشوب ہی نشہ سے جبک آئی ہیں آنکھیں |
| زاہد کو ہے پہر جلوہ دیدار کی حسرت | | بجلی کی چمک دیکھ کے چند ہوا گئیں آنکھیں |
| کیا یہ بتان خوشرواک ہم کو کہیں چیتے ہیں | دیگر | اپنی طرف یہ کافر عالم کو کہیں چیتے ہیں |
| ہزاروں تارک دنیا جہان میں دیکھے | دیگر | جہان میں مار کجبت وہ کون ہیں ہوں |
| بات کرتے ہیں خوشی کی ہی تو اکسج کے ساتھ | دیگر | وہ منسا تے ہی ہیں ایسا کہ ولادت سے ہیں |
| جو بار بار نہ وہ ترا عتاب نہیں | دیگر | نقصہ ہر شباب نہیں |

| | | |
|------------------------------------|------|---------------------------------|
| یہ بے حضرت کی خوبی و عجب کہیں نہیں | دیگر | ہم اپنے دل کے ہر صدمہ و آفت میں |
| یسے رہتے ہیں اپنے پاس کہیں | دیگر | عشق میں دل کہیں جو اس کہیں |
| بہر کے جاتے ہیں کیوں گلاس کہیں | | کون پر دے میں چپ کے پٹیا ہے |
| نہ غلط ہو مرا قیاس کہیں | | مجھ کو ہے اُس سے احتمالِ فا |
| یہ دوا آئے دل کو اس کہیں | | نہ ہر کہتے ہیں تنگ آکر ہم |
| یہیں ہو گا وہ آس پاس کہیں | | بزم میں داغ گر نہیں تو نہ ہو |

رویف واو

| | | |
|---------------------------------------|------|-------------------------------------|
| تیری بُرائی چاہیں گے تیرا بُرا نہ ہو | | تو ہمسے بد گمان تو دل مبتلا نہ ہو |
| کیوں التجا کریں جو کوئی مدعا نہ ہو | | بے وجہ یہ نیا زینین غور کیجیے |
| اب کہہ رہا ہوں یہ کہیں میرا کہا نہ ہو | | اول تو یہ دعا تھی کہ وہ بھی ہو پھر |
| سب کچھ مجھے قبول مگر تو خفا نہ ہو | | دل جا جان جا قیامت ہی کیوں نہ آئے |
| آنکھوں آنکھوں میں کہا گیا دل کو | دیگر | وہ نظر باز وقتِ نظر |
| کروں گواہ خدا کو تو وہ گواہ نہ ہو | دیگر | سری طرح سے شبِ غم کوئی تباہ نہ ہو |
| درست خیر سے اسکا مزاج ہو کہ نہ ہو | دیگر | وفا سے وعدہ خدا جانے آج ہو کہ نہ ہو |
| جب آدمی ہے تو پورا حیا ج ہو کہ نہ ہو | | گناہ کیا ہے و معشوق کی طلبِ عظم |

رویف ہاے ہوز

| | |
|----------------------|----------------------|
| یا مرے اندھیری تو ہے | یا مرے اندھیری تو ہے |
|----------------------|----------------------|

| | |
|--|---|
| میرے دل سے کوئی پوچھے غم الفت کے مگر | دیگر کہ لگا رہا ہر مدت سے اسے جان کے ساتھ |
| جھکے لگے میں یوں تو بہت آدمی کے ساتھ | دیگر یا رب نہو کسی کو محبت کیسے ساتھ |
| جب یہ نہو تو کیوں نہو دنیا و دین جبراً | سارے لگا ورہتے ہیں دل کی لگی کے ساتھ |
| کہہ دے ایمان سے تو غیر کے گہ جانے کی | کہ فقط جائیگا ایمان ہی انسان کے ساتھ |

رویف یاے تھانی

| | |
|---|--|
| بہرے بیٹے ہو تم محفل میں اے داغ | کہے دیتی ہے خاموشی تمہاری |
| جو مٹی کی کہیں تو پلکین ہی کوئی پل کی ہیں | رہی ہیں بس ہی آنکھوں کی سیان باقی |
| بلا یا جب مری آہ و فغان نے | دیگر زمین پکڑی ہے کیا کیا آسمان نے |
| رقیبوں سے ہر دوستداری تمہاری | دیگر سنبے گی نہ ہرگز ہماری تمہاری |
| ہر رنگ میں ہے داغ سا ہر گاہ کہاں | دیگر بوڑھوں میں وہ بوڑھا ہر جوانوں میں جوان ہے |
| بچ دیتے ہیں اسی کو آپ جو رنجور ہے | دیگر یہ کہان کی رسم ہے کس ملک کا دستہ ہے |
| خاک میں تم ملائے آئے ہو | دیگر یوں ہی کوئی کسی سے ملتا ہے |
| اسی داغ یہ کیا بات ہر ہمکو تو بتاؤ | دیگر رہتا ہے وہاں ذکر تمہارا کئی دین سے |
| ساقیا چاٹ لگی چاہیئے پیانے کی | دیگر ہم تو لے ڈالیں گے مٹی ترے میخانے کی |
| کہتے ہیں لوگ تیری طبیعت اٹک گئی | دیگر یہ جانتے نہیں مری قیمت اٹک گئی |
| غضب ہو اس سنگ پر دل امید وار ہے | دیگر کرم سے جسکو نفرت ہو وفا سے جسکو حار ہے |
| اپنی تقدیر پہ گریبان جو شب غم ہوگی | دیگر کل خورشید قیامت پہ "شبنم ہوگی" |

سپر پر انکی طبیعت آئی دیگر اگر عجب سچ ہے توقیامت آئی
 دل پہ ^{ہو ذرا} ~~لکھ لکھ~~ عیب آفت آئی عجب گئی اور قیامت آئی
 ہم اپنے کاتب اعمال کو ملا لینگے دیگر گناہ سہل ثبوت گناہ مشکل ہے
 یہ کیا ہے حضرت ناصح ذرا سنو تو یہی دیگر ہر اک سے کہتے جو میری ذرا سنو تو یہی
 باطن میں کینہ اور بظاہر یہ بات ہے دیگر دنیا کہے کہ داغ یہ کیا اتنا ہے
 محبوبیت کی شان نہیں ہے سنگری دیگر محبوب ہو کے آپ دل آزار کیوں ہو
 گر ہو نہ تو پتھو دے شوق حیرم ہو کیا جانیں ہم سزا کے سزاوار کیوں ہو
 اپنے جمال ہو شربا کی خبر ہی ہے کہتے ہو ہم سے طالب یدار کیوں ہو
 تھوڑے دو نمین لطف اسیری ملا نہ تھا ہم کیا کہیں کہ چھٹ کے گرفتار کیوں ہو
 ملا کر آنکھ سے آنکھ اسکو گرایاں کر دیا کس نے دیگر کہ اپنی آنکھ نم کی قطرہ شبنم سے نگرے
 اہل محفل سے ملائی آنکھ جیسا سے ذرا دیگر مختلف سب سے اشارے ہو گئے ہاتھ
 بولے وہ ماہِ مصر کی تصویر دکھیں کر ہاں خیر کچھ درست ہے یہ آنکھ ناک سے
 تنہا جو آئے مری آنکھوں پر آئے دیگر ساتھ اپنے غیر کو نہ کہی لیکر آئے
 دیکھا نہ وقت بوجھ ہی اُس رشک جو کو دیگر آنکھیں اٹ گئیں یہ مصیبت تو کچھ
 کرتا ہے داغ کو چہ قاتل میں تاک جہاں پر دے چڑے میں آنکھوں غفلت تو دیکھئے
 ٹھیکری آنکھوں نہ دانستہ جو مجنون رکھتا دیگر لیلے پردہ نشین جاے سے باہر ہوتی
 اُسے نگاہ دیتے ہی دل سپر لگی وہ چوٹ دیگر بجلی سی اپنی آنکھوں کے نیچے چمک گئی

دل کو چو الیا ہر نگاہ سے اور پر دیگر
 آپ کی آنکھوں میں کس طرح نہ ٹیسو پھوٹے دیگر
 خورشید میرے سامنے یا شمع طور ہے دیگر
 اس بے گمان کو نشہ سے کا گمان ہے دیگر
 ہر طرف محسوس اغیار بھی دیکھا ہم نے دیگر
 ہفت افلاک سے تاثیر دعا مانگتی ہے دیگر
 چپکے بیٹھے ہو مرے دل میں پیرا کیا ہے دیگر
 جو گہری عیش کی گزرے وہ غنیمت جانو دیگر
 بالین سے اٹھتا تھا کیا تم نے قیامت کی دیگر
 غم حشیں میں اٹھ گیا سر خروار داغ دیگر
 تو کسے الطاف دشمن پرستم یہ بھی تو ہے دیگر
 کوئے جانان میں اوڑا بچل تن لاغر مرا دیگر
 کیا ترپنے ہی کو خالی نے طبیعت دی ہے
 بادشاہوں کیوہی لوگ ہیں دینے والے

آنکھوں میں بیٹھے ہیں بٹھائی تو دیکھیے
 زروے چہرہ سب راز کر کرتی ہے
 آنکھیں جو تیرا گئیں یہ کس کا نور ہے
 آنکھیں چڑھی ہوئی ہیں ہماری بھارت سے
 آنکھیں ڈرائیں تری نرم میں کیا کیا ہم نے
 سات گہر سبک یہ مانند گدا مانگتی ہے
 دیکھنے والے سے پوچھے کوئی دیکھا کیا ہے
 زندگانی کا مری جان ہر دسا کیا ہے
 لو پٹھہ گئیں آنکھیں بیا محبت کی
 یہ بوجھ تو نے اٹھایا علی علی کر کے
 غم غلط ہو غیر کا محب کوالم یہ بھی تو ہے
 ایک تنہا اسے نسیم صبح دم یہ بھی تو ہے
 صبر دیگا وہی جس نے تری الفت دی ہے
 یہ فقیروں ہی کو اللہ نے ہمت دی ہے

خمسہ بر غنزل خود مصنف

رند نے آدمی تو فرزانے آدمی ہیں

زاہد نہ کہہ برے یہ ہست نے آدمی ہیں

کہتا ہے کیا کہ جاہل رند نے آدمی ہیں

جو آدمی ہو لیکن وہ جانے آدمی ہیں

| | |
|--|---|
| تجسکو پٹ پڑ گئے دیوانے آدمی ہیں | |
| یہ لوگ وہ ہیں انسے الفت ہزار کیجے | انکو یہ نہ فکر ہر دم چو کین تو وار کیجے |
| انسے جو ربط کیجے بیگانہ وار کیجے | غیر دن کی دوستی پر کیوں اعتبار کیجے |
| یہ دشمنی کرینگے بیگانے آدمی ہیں | |
| یہ سچ کہ لوگ جو ہیں سودر دو غم سہارے | ظلم و ستم کے گشتے اندوہ و غم کے مارے |
| سنت سے پوچھتے ہیں آزار و رنج سارے | جو آدمی پہ گزرے وہ اک سوا تہارے |
| کیا جی لگا کے سنتے افسانے آدمی ہیں | |
| جب غیر کوئی آئے بے شبہ اسکو ٹوٹے | ہم روز کے سلامی کیوں کہاتے ہم پہ دھوٹے |
| اب جی میں ٹہن گئی ہے جائیں گے جان کہوٹے | کیا چور میں جو سمجھو دربان پہ روٹے |
| کہہ دو کہ یہ تو جانے پہچانے آدمی ہیں | |
| دے جلد بہر کے ساغر و کچھہ ہو خم میں باقی | خافل یہ صحبت مل ہر امر اتفاقی |
| کم ظرف جو ہوں اُنسے کر تو یہ خوش مذاقی | مے بوند بہر پلا کر کیا ہنس رہا ہے ساقی |
| بہر بہر کے پیتے احسنہ بیانے آدمی ہیں | |
| قسمت پر اپنی محب کو کیوں نہ کر نہ آئے حسرت | ناکارہ جہاں ہوں صورت نہ میری سیرت |
| تم کو ہی کچھ زبانی ایسی نہیں کہ دوت | میں وہ بشر کہ مجھے ہر آدمی کو نفرت |
| تم شمع وہ کہ تمسیر روانے آدمی ہیں | |
| بے محنت مکیں کب کوئی مکان بند ہے | دیکھو خلیفہ ہی سے کتبہ بنا ہوا ہے |

| | |
|---|--|
| تخنے ہمارے دل میں گہر کر لیا تو کیا ہے | ہے گرچہ ایک خرابہ لیکن تمہاری جا ہے |
| | آباد کرتے آخر ویرانے آدمی ہیں |
| یہ عشق کا مزار ہے بول بپہ جام صہبا | ہم عشق کے مین بندے کس عشق سے چھوٹا |
| اے شیخ صاحب اس جا کیجے ایسا | صہباے عشق کو بھی کہتے ہیں آپ بچا |
| | حضرت کو تاکہ کوئی یہ جانے آدمی ہیں |
| دنیا میں جانتے ہو جسے فدا ہیں تمہرے | ایں خدمتوں کا اپنی حق لینے کے زور و شہرے |
| جب داو ر قیامت پوچھ گیا تمہارے | پہر بندگی ہماری دیکھو گے بندہ پردہ |
| | اکہدینگے صاف مہتو گنگانے آدمی ہیں |
| مجرع ناوک غم مقتول بیوفانی | اے کشتہ تغافل اے بسمل جدانی |
| ناباش داغ تجھ کو کی تیغ عشق کہاں | کب ہوتی ہے کسی سے جو تو نے کر کہاں |
| | جی کرتے ہیں وہی جو مردانے آدمی ہیں |
| <p style="text-align: center;">خمسہ برغزل حضرت شیخ سعدی شیرازی علیہ الرحمہ</p> | |
| بخودانہ مت صہبا میری | ایں چہ رفا رست بچا میری |
| سر و سیمنا بصر میری | سیر وی وبے مجا میری |
| | نیک بد عہدی کہے ما میری |
| جلوہ دیدارِ عشر ہو تو ہو | ثانی نظرہ روئے کو |

| | |
|-----------------------------|------------------------------|
| کب ملا یہ دن کلیم ملو کہو | اسے تماشا گاہِ عالم روئے تو |
| تو کجا بہر تماشا میروی | |
| کون کر سکتا ہر تجھے مہری | سب جینوں پر ہر تھکے بڑی |
| ہے حجاب و شرم طرزِ دلبری | روئے پنہاں ردا ز مردم پری |
| تو پریر و آشکارا میروی | |
| حسن تیرا غیرت شمس و قمر | ناز تیرا دلکش و جاد و اثر |
| خوش ہو کیا ایسا کیوں کیوں | گر تماشا سے کنی در خود |
| کے بخوشترین تماشا میروی | |
| آدمی سے بولتے آدمی | فکر یہ کیسی ہے کیسی خامشی |
| منظر ہوں دیر سے کہہ تو ہی | سے نوازی بندہ رایا کئی |
| مے نشینی یک نفس یا میروی | |
| ہے حرام ناز سے دل تاشا | اگرچہ پامالی ہی ہو حد سے زیا |
| عاشق پا بوس کی آئے مرا | اگر قدم چرشمین خوا ہی نہا |
| دیدہ بر رہے مے نہم تا میروی | |
| جو تیرا شیدا ہوا روخت | تیری فرقت میں رہا کب نہت |
| داغ غم نے اچھا سنا یہ شعرت | دیدہ سعدی و دل ہمراہ |
| تا نہ پسنداری کہ تنہا میروی | |

حج زیارت کر چکے اب کر بلا کو جی پہلو
داغ مدت ہو گئے تنکو یہاں بیٹھے ہوئے

| | |
|--|-------------------------------------|
| اسلام اسکو کیا جسے نام چار طرف | اسی کے نام درود و سلام چار طرف |
| پڑی ہی گہیرے ہوئے فوج شام چار طرف | حسین پنج بیچ روک تہام چار طرف |
| خضر ہی لانا سکے ایک بوند پانی کی | یہ اشقیاء کا رہا انتظام چار طرف |
| کھل کے جائیں شہ دین نہ کر بلا کسے کہیں | پہنچ گیا تہا ہی حکم عام چار طرف |
| جب ایک بار ہی ساری سپاہ ٹوٹ پڑی | کیا ہے شاہ نے کیا قتل عام چار طرف |
| مدد کہیں سے نہ پہنچے یہ سبکو دھڑکا تھا | حسین ابن علی کا تہا نام چار طرف |
| یہ عرض شاہ سے کی حرنے کیجئے اپنا | نہ بیٹھے یا مرے مولا غلام چار طرف |
| عدو کی جانید گرتی تہی ہر طرف بجلی | جھک رہی تہی چو تیغ امام چار طرف |
| ادھر توحید اطہر میں ہر طرف ماتم | اُدھر خوشی کی پڑی دہوم دہام چار طرف |
| قضا ہی آئی تو مر کے آئی مقتل میں | عجب طرح کا رہا اثر دہام چار طرف |
| در آیا جب صفِ عدل میں ابن شیر خدا | تو بہا گئے نظر آئے تمام چار طرف |
| بلا بلا کے کرین کر بلا میں شہ کو شہید | پہنچ گئے تہی یہ خفیہ پیام چار طرف |
| ہزار قتل کئے ذوالفقار جیڈرنے | قضا نے خوب کیا اپنا کام چار طرف |
| کٹری ہوئی تہیں شہید و نکے واسطے خون | لئے ہوئے بے کو شر کے جام چار طرف |
| حُب آلِ محمد صلبِ حبیب حق ہو گا | یہ شہر ہے نبی کا کلام چار طرف |

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

| | |
|-----------------------------------|-------------------------------|
| اگر چہ پہلے ہوئے تھے تمام چار طرف | مثال خطا غنا صرتے متفق دشمن |
| عسم صیق علیہ السلام چار طرف | رہیگا حشر تک اور داغ بے شکوین |

رباعیات

| | |
|------------------------------|----------------------------|
| جو حوصلہ تھا پست ہوا اگر ہوا | بے مہری پیمبر سے دل سر ہوا |
| بیداغ ہوا کوئی تو بیدار ہوا | جو متاثر ہو کر داغ کی قدر |

ولہ

| | |
|------------------------------|--------------------------------|
| ہر طرح اُسے رزق تو پہچانا ہے | بے فائدہ انسان کا گہرا ہے |
| منظور جو اللہ کو دِلوانا ہے | قارون کے خزانہ سے ہی ملایا گیا |

ولہ

| | |
|----------------------------------|----------------------------------|
| میراج مجھے ایسے مکان تک تو پہنچی | صد شکر پہنچ فخر زمان تک تو پہنچی |
| اونچی مری تقدیر بیان تک تو پہنچی | پستی سے فلک ناپ آیا اور داغ |

ولہ

| | |
|----------------------------------|--------------------------------|
| گرد و نیکو اگر مہر جانا تا ب دیا | درا کو اگر گو ہر خوش آب دیا |
| اللہ نے حاتم تجھے نواب دیا | اجرِ اغروہ انکالتا بہ تیرا حصہ |

ولہ

| | |
|----------------------------|-----------------------------|
| ہے مظہر جلال و فتا لامر | ہر صاحبِ اقبال و فتا لامر |
| ماضی کو کسے حال و فتا لامر | اجرِ اغر عجیب کی ہر ہرین سے |

ولہ

| | |
|-----------------------------|----------------------------|
| شہرت ہر بڑی شان سے آئے تو آ | اقبال کے سامان سے آئے تو آ |
| جان لگائے داغ بھان میں | جب ہم نے ساکان سے آئے تو آ |

ولہ

| | |
|------------------------------|--------------------------------|
| دریائے سخا کاں عطا کون کہ آپ | مشکل کے مری عقدہ کشا کون کہ آپ |
| داغ اپنی پریشانی دل کس کچے | نواب و تالامرا کون کہ آپ |

ولہ

| | |
|---------------------------------|------------------------------|
| بجھسا نہ وہ کہ درو کا سہنے والا | بیفائدہ ببقاعدہ رہنے والا |
| حضرت سے ملاشوق حضور جی کہے | ایک نہیں ملتا کوئی کہنے والا |

ولہ

| | |
|---------------------------------|-------------------------------|
| نوی مرتبہ دیشان ہر خان خانان | ہر چشم میں انسان ہر خان خانان |
| ہر سنیہ میں دل ہر اوڑل میں امید | قالب میں مری جان ہر خان خانان |

ولہ

| | |
|-----------------------------|----------------------------------|
| گنجینہ دولت سے سمنات بڑ بکر | اشار و سخاوت سے شجاعت بڑ بکر |
| نواب و تالامرا کے اوٹھا | بڑ بکر میں زمانے سے نہایت بڑ بکر |

ولہ

| | |
|---------------------------|----------------------------|
| نواب عسک و زنج سے آزاد ہے | اللہ کرے صاحب اولاد ہے |
| ایر داغ ہمیشہ بہر دعا ہے | تاد و رفلاک خوش ہے آباد ہے |

| | | |
|--------------------------------------|-----|----------------------------------|
| مہدی کو اگر خیر زمان کہتے ہیں | دلہ | یا محسن ملک اسکو بیان کہتے ہیں |
| زیادہ کہیں محسن عالمِ ارداغ | | جو چلے گئے کہا وہ کہاں کہتے ہیں |
| اس خیر کا انسان کوئی ہو تو سہی | دلہ | ذمی تہہ دیشان کوئی ہو تو سہی |
| ہر شخص کی ملحوظ ہے خاطر داری | | یوں دل کا نگہبان کوئی ہو تو سہی |
| ہے باغ شجاعت کا شجر افروز جنگ | دلہ | ہے بحر سخاوت کا گہرا فرخ جنگ |
| ذمی تہہ دھی مسد دیشان دخی عقل | | ارداغ نہیں کوئی مگر از جنگ |
| خورشید سے نور ہر تری اسے شیر | دلہ | امید سے طرک ہے ترافض کثیر |
| نواب میر ملک یکتاے زمان | | آپ اپنا جواب اپنی مثال اپنی نظیر |
| یہہ کہکے رہا تے ہیں مجھے سب غیا | دلہ | دولاد کو چھپے ہو تو موصول گما |
| ایمان کی ارداغ جو چوچھو بیہ | | ہیں اشی مرقشی تو دو نوں فانی |
| دلہ | | |
| سلطان کس کے ہوئے اشفاقیت | | اشخاص نے مجھے کئے اخلاقیت |
| دلی کو اگر جاؤں تو ملکر جاؤں | | میں آپ کے ملنے کا ہوں مشتاقیت |
| جیتک میں ضیا بخش رہ و مہر میر | دلہ | جیتک کو اکب سے خاک پر تنویر |
| دلشاد رہے خوش ہے آباد ہے | | نواب قدیر جنگ یار تہہ قدیر |
| جیتک ہر جہان میں دوساقتی باقی | دلہ | جیتک ہے لذت تملاتی باقی |
| باقی کی کہ کیوں ہو عمر و دولت کو بقا | | فانی فانی ہے اور باقی باقی |

قطعات

قطعہ تاریخ تہنیت منہ نشینی خباب ستطاب نواب محمد شاق علی خان بہادر
فرزند ولیپ زید دولت انگلشیہ والی ریاست مصطفی آباد فوج

نابہر غیرت فردوس مصطفی آباد
زبان زبان سے ادافہ مبارکباد
نفس نفس سے یہ آواز ہر کائی مرا
سخن سخن میں ہر شکوہ پاس جسے یا
بنا ہر عالم بالا یہ عالم ایسا
نمازیوں نے دعا دیکے دی مبارکباد
قدم جا کے سنبھلتا ہر باغین شیشا
جو فصد لے رگ شاخ نہال کی فضا
بزرگ غنچہ نشگفتہ ہر گل مسریا
سب اتفاق سے ہر آب خاک آتش و با
مرض کبھی مرض میں جمع ہوں اصدا
پکارا مٹتے میں نشہ میں ہر چہ بالبا
کسی مرض کو پہلے سے ہی آئے یا

زبہ نشاط زبہ خرمی زبہ عشرت
جہان جہان ہر خوشی عیش اینسا بسرد
نگہ نگہ سے ٹپکتا ہر بادہ عشرت
دہن دہن سے دعائے بقائے دل و عمر
عروج دولت و اقبال شان شوکت سے
ہوا و سادہ نشین روز جمعہ کو نواب
زبہ طراوت آب و ہوائے گلشن ہر
وہ جوش رنگ ہر ہوا بے شتر ہی شہا
شال خاطر بشگفت ہر گل امید
سب اعتدال سے ہیں اب غما صرابع
مزاج اہل زمانہ میں ہر وہ یک سوئی
چڑا کے ساغر سہلے عشق کو صوفی
قضا قضا کرے بیلکے چکیاں پیہم

ہوا سے عدل سے ہوا ضر خزان برباد
 کہے ناب سے زمانہ کو کوئی بے بنیاد
 پڑ ہے اگر خطا نقد بر کورِ مادر زاد
 ہوا تھا صاف سکندر کے عہد میں فولاد
 جو اس زمانے میں ہو خسرو کی کرے فرما
 تری نگاہِ دل آرزو ہے جانِ مرا
 مٹا ہر عہد میں تیرے وہ نام شو و فساد
 ہمیشہ تجھ کو رہا دیکھے بھول جانا یا
 یہ داغِ مچ سراسر ساکنِ جہانِ آباد
 قتلِ حنجرِ اعدا و گشتِ حسد
 مدامِ شاد رہا یہ بعضِ رعبِ عباد
 نگاہِ لطف رہے خلدِ آشیان سے زیاد

شرارِ برق ہی دانتوں میں سے لے نکلا
 تیرے سکونِ طبیعت قیامِ دولت سے
 فروغِ سیلِ اقبال سے عجب کیا ہر
 تیرے زمانے میں دل ہو گئے ہیں آئینہ
 کہ اکو بھی وہ تمول ہر عہدِ دولت میں
 ترا اشارۂ ابرو کلیدِ قفلِ اُمید
 ڈلی ڈلی کو نمک کی ترستے ہیں اعدا
 اب اسکو سہو کہیں ہم کہ حافظہِ طہیّین
 بہت قدیم نمکخوارِ مستِ ممتاز
 جگرِ نگار و دلِ انگارِ مضطرب و غمناک
 اسے خدا نے! عذرا ز و آبرو کہا
 امید وارِ ترحم ہی خواستگارِ رحم

دعائیں دیکھے یہ لکھتا ہے مصرعِ تیارِ بخ
 جلو سِ خسرو عالمِ پناہ نیک نہاد
 سن ۱۳۱۱

قطعہ تیارِ بخ مدارِ المہاسمی جنرلِ اعظمِ الدین خان بہا
 اعظمِ الدین خان بہا و مرقو
 جہاد و منصبِ بلا با سانی

| | |
|--|---|
| یہ مدارالمہام عالیجاہ کیون نہوتا یہ فوج کا جنرل عدل وانصاف و داد و فیض کرم داغ آشفته ہو گیا مجبور تن ہے آلودہ ہزار امراض مانگت ہی دعا بین صحبت کی اپنے جرسیل کو دیا عہدہ | مستقل ہے بحکم سلطان ہے شجاعت میں رستم ثانی عہد دولت میں با فسادانی ہے یہ آزار دشمن جانی دل ہے محسوسہ پریشانی پسلو چھوڑو فضل ربانی ہے یہ نواب کی ہنردانی |
|--|---|

اس نیابت کی یہ بھی تاریخ
اصف اعظم جابانی
۳۰۰

قطعہ تاریخ سالگرہ مبارک حضور نوح حضرت نظام الملک اصفیانی صاحب عجوبہ
بندگاری متعالی مذللہ العالی دامت دولۃ و صولۃ سلطنتہ و شمتہ

مسعود مبارک ہو بھگوان خسرو دوران سالگرہ
یہ سالگرہ ہے سالگرہ کہتے ہیں اسے مان سالگرہ
بڑھکر ہو کلا وہ کا بکشان ہر ایک گرہ خیم تابان
اللہ کرے ہو لا کہہ برس و ن لایت و شان سالگرہ

یہ چاند بربح الثانی کا یہ پیر کا دن تاریخ چہشتی
 ہر فضل خدا تیسویں ہر بابائشہ دیشان سالگرہ
 ادیش مسیح الیاس و خضر دین ہر کلاوہ رشتہ عمر
 تار و زخم سار اسکا ہو شمار ایسی ہر فروان سالگرہ
 یہ چہشتن سحابیہ دہوم بھی عالم کو ملا ہر گنج گہر
 ہر عفتہ کشاے بخت جہان بار و زرافشان سالگرہ
 وہ شور مبارکباد ہو اسب گونج رہے ہیں ارض و سما
 کیا حور و پری کیا انس و ملک گاہیں خوش الحان سالگرہ
 ہر وقت خوشی ہر آن خوشی ہر لحظہ خوشی ہر لمحہ خوشی
 ہے عیش کا سامان جشن طرب ہر جشن کا سامان سالگرہ
 آراستہ ہیں بازار و مکان پیراستہ ہیں سب پیر و جوان
 ہے زینت بلدہ سالگرہ ہر رونق ایوان سالگرہ

آخر داغ دعا سلطان کو دینے کی کتبہ کی کو
 جاوید ہمایون بیچو محبوب علیجان سالگرہ
 ۱۳۰۶

تاریخ دیگر

سالگرہ نظام
۱۳۰۶

قطب

| | |
|---------------------------------------|----------------------------------|
| ہوئی ہر سال گروہ آج شاہ والا کی | پنجستہ فال ہے یہ اور نیک فال گرہ |
| یہ جشن وہ ہر کہ ہستی ہر ساری خلق اللہ | کہلے نصیبوں کی یارب ذوالجلال گرہ |
| ہزار دانہ یا قوت کی بنے تسبیح | بڑے کلاوہ میں ہر سال ایک لال گرہ |

| | |
|-----------------------------------|--|
| لکھا ہے داغ نے یہ اسکا مصرع تاریخ | |
| ہزار دن سال مبارک یہ جشن سالگرہ | |
| سنت | |

قطعہ مبارکباد و تقریر بے لاوت باسعادت دختر نیک اختر حضور نرگس
حضرت مخیر بولچیان بہا نظام آصفیہ اُم قبائلہ

| | |
|----------------------------|--------------------------|
| اے خرم و جم شمع فلک قدر | ہے عہد تیرا با مبارک |
| اللہ رکھے تجھے سلامت | ہو عشرت جانفزا مبارک |
| اللہ نے دی ہے شان بڑی | اللہ کی یہ تحفہ مبارک |
| چلتے ہیں سکنڈرائٹ کا | یہ رسم کرے خدا مبارک |
| اس دن کی دعائیں مانگتے تھے | یہ دن ہے بہت بڑا مبارک |
| ہوتی ہے ولادت اسمین مسعود | ہے ماہ صیام کا مبارک |
| آئی رمضان میں عید گویا | سب عیدوں سے ہے بڑا مبارک |
| دیکھ چٹھی چٹے شادیاں سب | جلوس کا ہو دیکھنا مبارک |

| | |
|--|--|
| آتی ہے یہی نیا مبارک کہتے ہیں جدا جدا مبارک مقبول ہو یہ دعا مبارک اس باغ کی ہونے مبارک سب دوست سب آشنا مبارک دنیا میں ہے جایا مبارک | ہے مٹہر ہر فلک طرب ساز سب اہل زمین و اہل انلاک پہو لین پہن لین فہ ہمال شاہی سر سبز ہے ریاض اولاد عالم کو خوشی ہو کہہ ہے ہین تقریب سعید و جشن منرخ |
| تاریخ کہی ہے داغ نے آج نورس تجھے باد شام مبارک ۱۳۰۵ھ | |
| قطر مبارک با وسالگرہ شاہزادی علی حضرت حضور پر نور نواب میر محبوب علیجا بہاؤ نظام الملک آصفیادام آقبالہ و خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ | |
| رہے ہمیشہ الہی بہار سا لگرہ زیادتا بہ آبد ہوشیہ سا لگرہ ۱۳۰۵ھ | ہوئی ہے سالگرہ آج شاہزادی برائے نذر شہنشاہ داغ کتبہ تاریخ |
| تاریخ حصول شرف حضور رحی حضور پر نور علی حضرت نواب میر محبوب علیجا بہاؤ نظام الملک آصفیادام آقبالہ و خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ | |
| بڑے شوق سے اور آرا مان سے | قد ہو س حضرت کا حاصل ہوا |

| | |
|--|---|
| <p>حضور کی تاریخ پوچھیں اگر</p> | <p>یہ کہد و مطبع سلطان ۱۳۰۵ھ</p> |
| <p>تاریخ تصنیف و طبع دیوان مستطاب خاتم ختمی ناپہی حاجی شمس الدین مشیر قیصر مندوب کلب علیخان ہابر فرزند دلپذیر دولت انگاشیہ دلاؤ اعظم طبقہ اعلیٰ ستارہ ہند والی مصطفیٰ آباد عرف رامپوٹم ملکہم قباہم</p> | <p>سخن ہر نام اسکا طبع نیکو اسکو کہتے ہیں یہ ہر وہ بیت شک بیت بر و اسکو کہتے ہیں زبے معجز بانی عطر اردو اسکو کہتے ہیں ۱۲۹۲ھ</p> |
| <p>برسن دین کہا دیوان ایسا میرے آقا کہیں ہر داغ ناک بیت میں اسکی تاخین یہ اول مصرع تاریخ ہر تالیف دیوان کا</p> | <p>چو پوچھے کوئی سال طبع پڑے دون مصرع تانی چہا مطبع میں اچھا نقش جاوے اسکو کہتے ہیں ۱۲۹۳ھ</p> |
| <p>کیا خسرو آفاق نے دیوان کہا ہر کسطح یہ دیوان نہو سامع افرو ہر روح فراد دل کو یہ عیسیٰ فصاحت</p> | <p>اللہ رے اللہ رے یہ ہر سنگہ نظم کہتے ہیں اسے ہر سخن ہر یہ یہ نظم ہے اہنا شوق کو یہ خضر رہ نظم</p> |
| <p>اے داغ ہر اطمین کلام شہ دلا</p> | <p></p> |

اس نظم کی تاریخ کہی میں نے
شہ نظم
۱۲۹۵

ایضاً

| | |
|--|---|
| خسرو عہد کا چہپا دیوان سخن تازہ اسکو کہتے ہیں ملک اس کلام سے ابر داغ | کیون نو عرش پر داغ کمال ترو تازہ ہے اس سے باغ کمال ورنہ معدوم تھا سراج کمال |
|--|---|

یہ نتیجہ ہے طبع روشن کا
اسکی تاریخ ہے چسراغ کمال
۱۲۹۵

تاریخ طبع کلیات میان منیر صاحب

| | |
|---|---|
| چرخ طبع شد این بے نظیر کلیات خوش است مصحح سال شروع طبع داغ | خوشا تجلی طبع جہان فروز منیر طلوع شد باو دہ میر منیر ۱۲۹۵ |
|---|---|

ایضاً

| | |
|--|---|
| جب یہ دیوان ہو چکے مطبوع داغ نے اسکی یہ کہی تاریخ | ہو گئی نظم و نشر عالمگیر آفتاب منیر و بدر منیر ۱۲۹۶ |
|--|---|

قطعہ تہنیت خلعت یاست ذاب مشتاق علیخان بہادر الی صوفی

دارین مین برتری بلندی
نشریف شریف ارجبندی
۱۸۸۸ء

ذاب کو محصول یارب
خلعت کا ہر داغ عیسوی سال

تاریخ وفات فرزند جناب راجہ گروہاری کپشاو بہادر

ذی ششم ذی رتبہ عالی منزلت عالی ذی باغ
اسطرح بر باد ہو جا کیا ایک اسکا باغ
آفتاب خاندان ہوتا تو یہ گہر کا چراغ
تنگنائے دہر میں حاصل نہیں تھا
اس جہان پر المین کوئی کیا ہوا باغ
جو خدا کے ہمد میں ملتا ہر کب اسکا سراغ
آہ باقی کو ہوا اب دوسرے بیٹے کا داغ
۱۸۸۸ء

راجہ منی نگر کو باقی تخلص نیک خو
ایضاً کافوس یون ہو مبتلا و حادثات
سال بہر میں دونوں فرزند آگے پیچھے
پس ہر ہستی کے لئے لازم ہوئی ہر ہستی
ایک دن عشرت گدہ چالیس دن ہر غمگدہ
آدمی کو چاہیے صبر و شکیبائی کرے
داغ نے یہ عیسوی سنہ میں لکھی تاریخ آج

تاریخ ناول فشی ریاض احمد صاحب خیر آبادی

ہو سکے کیا ہم سے تعریف ریاض
ناول نادر ہے تالیف ریاض
۱۸۸۹ء

یہ فسانہ کس قدر رنگین ہوا
داغ لکھ دے اسکا سال عیسوی

تاریخ طبع دیوان مرزا محمد قادر بخش مخلص صابر

کیا اپنے اوستاد کا حق ادا
خوش پاک دیوان صابر چیا
۱۳۰۴ھ

بچے آفرین عامل خوش بیان
یہ تاریخ اسکی کہی داغ نے

ایضا

چہا فصیح و بلیغ ست و ششہ معقول
بسانتہجہ انکار صابر مقبول
۱۳۰۴ھ

شہ سخن سخن شہزادہ دہلی
گفت داغ چنین سال طبع دیوش

تاریخ وزارت نواب رفعت جنگ عمدہ الملک اعظم الامرا امیر اکبر
بشیر اللہ ولہ سر اسما نجا محمد مظہر الدین خان بہادر مدار المہام سرکار عا

پھر بشیر اللہ ولہ عا ول امیر ابن امیر
بادشاہت بے بدل ہو تو وزارت بے نظیر
شاہ عالمگیر دستور معظم شیرگیر
اُس سے جان آرام میں ہر اس سے دل احت پر
مالک اقبال روشن صاحب اے منیر
کیون ہے ملک کنین نام کو ہی افستیر

پہلے سلطان ابن سلطان خسرو ملک دکن
قابلِ مح و دعابن لایق و صف و ثنا
یہ دلاور ہر سکندر وہ بہادر خستین
حجۃ اخافان دولان مرعبا نواب عہد
یہ ہر شمع سلطنت تو وہ چراغِ اُبہت
یہ اگر اکبر کرم ہر وہ ہر دریائے نوال

داع تاریخ وزارت اتفاق شہ سے لکھ

| | | |
|--|--|---|
| | <p>سردار آسمان نورین شاہ و وزیر سنہ ۱۳۰۵ھ</p> | |
| | <p>تاریخ خلعت سر آسمانجاہ بہادر</p> | |
| <p>ہوئی دہوم سی دہوم ماہی سے تامہ وزیر شہنشاہ سر آسمان جاہ سنہ ۱۳۰۵ھ</p> | | <p>اب آج نواب کو خاص خلعت کہی داغ نے خوب تاریخ اسکی</p> |
| <p>تاریخ خطاب میجر میجر افسر جنگ بہادر</p> | | |
| <p>کر دیا میجر زراہ معدلت تجربہ کوائے نواب والا قربت مدح کے قابل ہر تیری ہر صفت شاہ کینا شاہ فخر سلطنت</p> | | <p>قدر دان ہے قیصر ہندوستان ہو مبارک یہ خطاب میجر می اے بہادر پاکدل پاکیزہ خوی قدر دان تیرا ہے شاہ کن</p> |
| | <p>مصرع تاریخ کلبا داغ نے میجر افسر جنگ عالی منزلت سنہ ۱۳۰۵ھ</p> | |
| <p>تاریخ - باختیار شدن اجہ برشن سنگ بہادر الی کشن کوٹ ملک پنجاب</p> | | |
| <p>سنا ہے بلا اختیار آپ کو مبارک کشن کوٹ راجہ کو جو سنہ ۱۳۰۵ھ</p> | | <p>جیو سپر برہرشن سنگہ جی کہی داغ نے آج تاریخ سال</p> |

ایضاً

| | |
|--|--|
| یہ ہزاروں میں ایک ہر تاریخ بخت بیدار و نیک ہر تاریخ ۳۱۵ھ | راجہ صاحب ذرا سے شینے آپ کے اختیار سہلنے کی |
|--|--|

تاریخ تیاری مکان و باغ نواب قادر اللہ بہادر

| | |
|--|---|
| کر و قصر رُنیع و باغ بین خوش جا قصر - باغ روح بین ۳۱۵ھ | میر نور الحسن خان ذی جاہ داغ بک مصرع و د تاریخ بہت |
|--|---|

قطعہ تاریخ صحت عظیم الدین خان بہادر مدار المہام ریاست مسو

| | |
|---|--|
| ترا منصب و جاہ و ثروت مبارک مبارک ہر آئینہ صحت مبارک ۳۱۵ھ | کرم گتر داغ جنرل بہادر شنیدم چو این مژدہ تاریخ گفتہ |
|---|--|

تاریخ انتقال نواب دلاور النسا بیگم

جلد نشر تاریخی
نواب دلاور النسا بیگم پاکدامن انتقال کیا
۳۰۵ھ

ایضاً

| | |
|---|--|
| <p>بیگم رابعہ اوصاف و خصال پنجشنبہ کو ذی الحجہ سال ۱۳۰۵ھ</p> | <p>قصر جنتین ہوئیں زینت بخش بہر تاریخ یہ کہدے داغ</p> |
| ایضاً | |
| <p>یہ واقع ہوا واقعہ جنگ پڑی دلا درین طاعنی جنتی ۱۳۰۵ھ</p> | <p>شب پنجشنبہ کو ذی الحجہ میں یہ تاریخ اسکی کہی داغ نے</p> |
| <p>قطعہ تاریخ اشغال آفتاب بیگم نور اللہ مرقدہ</p> | |
| <p>کرین جہان بجاں دگر خاں شد عجیب زیر زمین آفتاب پنهان شد ۱۳۰۵ھ</p> | <p>بہشت باد صیب آفتاب بیگم را نوشہ داغ جگر تفتہ مصرع تاریخ</p> |
| <p>قطعہ تاریخ رحلت حضرت محمد عبداللہی شاہ صاحب مجدد قدس سرہ واقع ہنکندہ ضلع ملک دکن</p> | |
| <p>کہ از ما ہی منور گشت تا ماہ ز عرش آید صدائے نور شد مراد خویش حاصل کردیغما چہ فتح الباب گشت بے کا</p> | <p>زہے در گاہ فیض آثار و پر نور برائے چشم و دل وقت زیارت در عجب ہر کہ حاجتمند آمد بہن سورہ انا فتحنا</p> |

| | |
|---|---|
| <p>شہ دیندار و آصف جاہ فیجاہ چہ خوش تعمیر شد الحمد للہ</p> | <p>بہمد میر محبوب علیخان بسی کار پردازان دولت</p> |
| <p>گہ داغ از سر اخلاص یارخ مزار اشرف عبد اللہ شاہ ۱۳۰۵ھ</p> | |
| <p>تاریخ رحلت حضرت حسین رسول نما قدس سرہ العزیز</p> | |
| <p>بعین عبد بود آشکار میر سما ۱۱۰۳ھ</p> | <p>چو کحل خاک شود زیب دیدہ بینا ۱۱۰۳ھ</p> |
| <p>ز قبر اطہر سید حسن رسول نما ۱۱۰۳ھ</p> | <p>حبیب پاک بزم نور شرب و لطفا ۱۱۰۳ھ</p> |
| | <p>اِکْضَا</p> |
| | <p>افکار داغ ۱۳۰۵ھ</p> |
| <p>تاریخ طبع دیوان منشی اقبال حسین صاحب وکیل راجہ بیکگیر</p> | |
| <p>بہار سخن سے گلستان عاشق نصایف اقبال دیوان عاشق</p> | <p>عجب روح افزا و فرستہ تم اے داغ بیسکلی تاریخ لکدو</p> |

تاریخ طبع دیوان جناب نواب احمد علیخان بہا - رونق

| | |
|---------------------------|----------------------------|
| سخن سنج نواب احمد علیخان | سخن را کز دست سامان رونق |
| ہویداشد اعجاز جادو طرازی | ز گفتار رونق بدیوان رونق |
| ہمہ زیب معنی ہمہ معنی آرا | ز بہ رنگ رونق خجہ شان رونق |
| چو پر سباز داغ تاریخ طبعش | بگفتہ - شمیم گلستان رونق |

تاریخ مراجعت اعلیٰ حضرت بندگان کاغذ متعاہد ظلمہ الکا از ہنگندہ

| | |
|---------------------------|-----------------------------|
| ہوے زیب بلدہ جو شاہ دکن | ظلا دیدہ و دل کو نور و سرور |
| کہو خیر مقدم کی تاریخ داغ | ہنگندہ سے آگئے آب حضور |

قطعہ تہنیت تسمیہ خوانی شہزادہ والا تبار میر عثمان علیخان بہا
ولیعہد شاہ دکن

| | |
|----------------------------|------------------------|
| شہزادہ ہوا ہے زیب کتب | سحبان ہوشانی ولیعہد |
| سوسرۃ اقرأ کی آج سن لی | سلطان نے زبانی ولیعہد |
| اللہ کرے کہ شاہ دیکھے | پیری و جوانی ولیعہد |
| اس رسم کی داغ تو ہیں تاریخ | لکھ تسمیہ خوانی ولیعہد |

| | |
|--|--|
| تاریخ وفات محمد تاج الدین خان صاحب بھانپوری حبیبت مہجراتی سرکار نظام | |
| کر جہان شد آہ آن کیتے عید بود تاج الدین خان دانائے عید ۱۳۰۷ھ | جمعہ ثانی مہ شوال بود داغ سال ارتحالش در قم |
| ایضا | |
| این جهان پدر و درویشان نوجوان دید تاج الدین خان حال جان ۱۳۰۷ھ | در مہ شوال روز جمعہ واسے داغ سال طاعت از ہاتف شنید |
| قطعه تاریخ تہنیت عید دیگجہ | |
| یا آہی خوش بے صبح و مساتمام گچا عید حج اسد مبارک ہوشہ گیتی پنا ۱۳۰۷ھ | میر محبوب علیخان خسرو ملک کن عید دیگجہ کی تاریخ لکھی داغ نے |
| تاریخ سند یافتن فیض محمد خان کیل ساکن بلند شہر | |
| بگرفت سند برائے کار سہ کار مختار جرد کل — وکیل مختار ۱۳۰۷ھ | چون فیض محمد امتحان داد این با نوشت تاریخ بیک مصرع داغ ۱۳۰۷ھ |
| قطعه تاریخ دیوان جناب لوی ممتاز احمد متا مقیم خواگاہ | |

| | |
|--|--|
| <p>کردست از چو بصدق و یقین جسده پروازت سرور دین ۱۳۰۸ھ</p> | <p>بَارَكَ اللهُ مُحَمَّدًا أَحْمَدًا داغ تارخ طبع دیوان گفت</p> |
| <p>قطعه تارخ ولادت با سعا شہزادہ بلند قبال بادشاہ دکن طو لعمروہ</p> | |
| <p>کہ جس سے ہوئے شاد سبغا من نام دعا گوین اسکے دعا گو تمام بحق محمد علیہ السلام</p> | <p>ولادت ہوئی شاہزادہ کی آج اسی دن کی سب مانگتے تھے دعا ابھی چھ مولود مسعود ہو</p> |
| <p>یہ سال ولادت کی آئی ندا کہ اے داغ لکھتے شبیہ نظام ۱۳۰۸ھ</p> | |
| <p>تارخ ہذا در شر</p> | |
| <p>مبارکباد سا لگرہ مبارک بندگائی آصف جاہ دام ملکہ ۱۳۰۸ھ</p> | |
| <p>وَلَهُ</p> | |
| <p>مبارک اعرشہ عالی تبار سا لگرہ حضور کو میرے پردہ دگار سا لگرہ ہزاروں بار ہوا شہر پار سا لگرہ</p> | <p>تبارک اللہ اب آئی یہ ساعت مسعود سعید و شریح و مسعود و سعید و آسعد ہو ہزاروں بار ہون در بار جشن سلطانی</p> |

| | |
|--|--|
| <p>ہوئی ہر باغِ جہان کی بہارِ لکڑہ کہ ہے زمانے میں یہ یادگارِ لکڑہ جو کہو لے ایکے مری ماہوارِ لکڑہ</p> | <p>سگندِ مخمّرِ خاطرِ باغِ ہر حلق زنا آج کے دن فیضیاب ہوتا ہے کشود کار کا یہ دن ہے کیا تعجب ہے</p> |
| <p>کہا ہے داغ دُعا گو نے رِصعِ تاریخ اسی روش سے ہوں اُسی ہزارِ لکڑہ ۱۳۰۸ھ</p> | |
| <p>یہ سرفرازی مبارک زیبِ ہر باغِ دستان ۱۳۰۸ھ</p> <p>سارگار آئے ابھی متفق لیل و نہا ۱۳۰۸ھ</p> <p>میرزا صاحبِ ملاہ یہ خطابِ یادگار ۱۳۰۸ھ</p> | <p>تاریخِ سرفرازی نوابِ دارالذولہ دارالملکِ داؤد جنگِ داؤد مرعلیخان بہادر ۱۳۰۸ھ</p> <p>داغ نے زیبا کہا ہر سال اس پہنچو کا ۱۳۰۸ھ</p> |
| <p>شاہ نے بخشا نہایت انتخاب جسکی قدر و منزلت ہر حجاب ستید والا حبّ عالی جناب</p> | <p>تاریخِ سرفرازی خطابِ نوابِ آصف نواز الدولہ آصف نواز الملک سید عبدالرزاق علیخان بہادر معتمدِ صرف خاص سرکار نظامِ دکن دامِ اقبال ۱۳۰۸ھ</p> <p>اک خطابِ آصف نواز الدولہ آج دوسرا آصف نواز الملک بھی ان کے تھے شایانِ آپ ہی</p> |
| <p>داغ نے تاریخِ ہنسکی یہ کہی</p> | <p>۱۳۰۸ھ</p> |

مستند صاحب ہوئے زیرِ باخط
۱۳۰۸ھ

تاریخ مسرِ فزاری خطاب فی اب انتصار جنگ وقار الدولہ وقار الملک مولوی
مشتاق حسین خان بہادر

از انتصار جنگ بہادر وقار ملک
تاریخ میں عطا خطابات داغ گفت
دایم وقار دولت وزیرِ مسادہ ہا
افزایش خطاب مبارک زیادہ ہا
۱۳۰۸ھ

تاریخ صیدِ افغانی حضرتیدگانِ اتماء مظلہ العالی شاہِ ملک دکن

محبوب علی خان خسرو آفاق کو
داغ اس شیر افغانی کا سال اگر پوچھ کرئی
سخت اسکندر دل رستم دیا اللہ نے
کہے اچھا شیر مارا شاہِ آصفیہ
۱۳۰۸ھ

ایضاً

دورانِ شیرِ ملک دکن
دو جوں شیر افغانی ہوش داغ
کز ہمیش شیرِ چرخ آمد ستوہ
بادشاہِ شیر افغانی باشکوہ
۱۳۰۸ھ

ولہ

تہ کا ہے حسابِ شکار
داغ کی تم زبان سے نشن ہو

| | |
|---|--|
| <p>شاہِ آصف شیرمار کے دو</p> <p>۱۳۰۸ھ</p> | <p>کہی گزشتی کی ایک ہی تاریخ</p> |
| <p>قطعہ تاریخ ترقیب دیوان شہزادہ حبیب الدین حیا</p> | |
| <p>مبت کان آدا و جان حیا</p> <p>تا ابد شہرہ زبان حیا</p> <p>کہ مہمانداز و نشان حیا</p> | <p>طبع شہزادہ حبیب الدین</p> <p>کرد و اب قدر دان محمود</p> <p>زیب ترقیب دادہ جملہ کلام</p> |
| <p>داع ہزشت سال دیوانش</p> <p>شاہر شوخی بیان حیا</p> <p>۱۳۰۸ھ</p> | |
| <p>ایضاً</p> | |
| <p>سخن کی قدر یہ ہر قدر کی بنا یہ ہے</p> <p>کلام کیا ہے کہ معشوقِ دلِ رہا یہ ہے</p> <p>کینے آنکھ سے دیکھا ہر دیکھنا یہ ہے</p> | <p>خوشا تو بہ زاب قدر و انجسود</p> <p>کیا ہے جمع کلام حیا بسعیِ طبع</p> <p>کلام صاف پہر اسطر کا نصیح و طبع</p> |
| <p>کہا ہر داع نے سن لو یہ مصرع تاریخ</p> <p>سخن طرازی شہزادہ حیا یہ ہے</p> <p>۱۳۰۸ھ</p> | |
| <p>قطعہ تاریخ تصنیف اسوخت نشی خجیب الدین صاحب ملام رایت کو رو</p> | |

| | |
|---|--|
| <p>بناد لبرز ماینگا پیہ واسخت ہوا جٹنے جلا نیگا پیہ واسخت ۱۳۰۸</p> | <p>نجیب الدین کیا کہنا تہارا کہی بے داغ نے تاریخ اہلی</p> |
| <p>قطعہ تاریخ تقویم میر حیدر علی صاحب حیدر آبادی</p> | |
| <p>نوشتہ دوشمس مادیہ زب نقش جهان تقویم حید ۱۳۰۹</p> | <p>کنون حیدر علی استاد کامل گفتم مصحح تاریخ اے داغ</p> |
| <p>تاریخ طبع دیوان مشفق میر ضامن علی صاحب جلال</p> | |
| <p>یارب رسد نوید بہر صاحب کمال آہنگ طبع نازک ضامن علی جلال ۱۳۱۰</p> | <p>دیوان با مذاق سخن سنج طبع شد جستہ گفت مصحح تاریخ طبع داغ</p> |
| <p>قطعہ تاریخ رحلت طوبی آشیان مرزا محمد سلطان فتح الملک شاہ فخر الدین ولیعہد بہادر گورگانی انار اللہ برہانہ</p> | |
| <p>دہش مت جنت زکرم کریم غفار بکشد آہ حسرت دوصدہ وازدہ بار ۱۳۴۲</p> | <p>غم فتح ملک سلطان چہ بلا جان دل شد چیز داغ سال طویل درمنہ سپید</p> |
| <p>قطعہ تاریخ مقتول شدن جنرل محمد اعظم الدین جان بہادر جنرل میاں پتہ</p> | |

| | |
|--|--|
| <p>محمد اعظم الدین خان بہادر وزیر امپور جسندل فوج حکیم مابہر طہر زمانہ سوم تیاہج ماد صوم در شب بہر چیل و پنج افسوس افسوس عجب نبود اگر تا عیش علی</p> | <p>عظیم الشان معظم اعظم عصر امیر با وقتار و اگر عصر فیہ واقف کیفت کہ عصر بفعلت کشتہ شدن ضعیف عصر رہائی یافت از قید بنجم عصر رسد فسر یاد اہل تا عصر</p> |
| <p>بفکر سال داغ از ماتف غیب نہ آآمد - مزار رستم عصر شہداء</p> | |
| <p>تاریخ حیات مانی یکم مرحومہ صبیحہ محمد بہرہیم خان لہر وار لونی ضلع میٹھہ گشت این حادثہ در ماہ ربیع الثانی سال مرحومہ و مغفور چنین داغ نوشت</p> | <p>در دو شنبہ شمار آمد بہست و چارم کاملہ رفت بفر دوسن مانی یکم ش ۱۳۰۸</p> |
| <p>برائے نواب محبوب یار جنگ بہادر نوشتہ شد اسے داغ آج پہ ہجرہ شنائین اُس سے زیادہ ہوسر سالان آب و تاب</p> | <p>جو آبرو ہے بیش بہا در کے وسط محبوب یار جنگ بہادر کے وسط</p> |
| <p></p> | <p></p> |

تقریظِ مثنوی ضیائے دکن مصنفہ مولوی سید باقر حسن صاحب
المتخلص بن ضیا مقیم مجلس عالیہ سرکارِ عالیہ

| | |
|------------------------------|---------------------------------|
| وہ عالی نسب میر باقر حسن | وہ سید وہ آل شہرہ المسنن |
| وہ اولاد دستور شاہ جہان | مخاطب بہ نواب اسلام خان |
| وہ سرکار آصف میں ہن باوقار | مغزز مکرّم بڑے عہدہ دار |
| عدالت کی مجلس میں ہن معتمد | نہیں عدل و انصاف کی جنگی حد |
| طبیعت منور تخلص ضیا | کہیں جسکو کاشمش و بدر اللہ حی |
| وہ شیریں زبان اور شیریں مقال | کہ پانی پیرے جسکے آگے زلال |
| ہنرور ہنرمند کے جو ہری | شفیق و کرم گستاخ ہی |
| کہی مثنوی کیا عیدیم المثل | محرم کے سنگر کا ہے حسین حال |
| وہ چمکی جہان میں ضیائے دکن | کہ ہر بیت سوچ کی ہے اک کرن |
| یہہ تاریخ بھی قابل دید ہے | اسی حجام میں جامِ بشید ہے |
| ہر اک سطر گیدوے دلدار ہے | ہر اک نقطہ خال رخ یار ہے |
| ضیائے دکن پر پڑے گرگاہ | تو قربان ہوں روز و شب مہر و ماہ |
| بیان صاف صاف اور ایسا متین | پھسلتا ہے چپر دل سامعین |
| زبان وہ زبان جو فصاحت کی کان | بیان وہ بیان جو بلاغت کی جان |
| نہیں اسمیں مضمون الججے ہوئے | ہزاروں کہیں ترے ہن بسلجے ہوئے |

ہزاروں میں مضمونِ جدت کے ساتھ
 ہر اک لفظ بیباختہ لوشین
 مضامین کی ایسی بند ہی ہے ٹری
 مرصع وہ ترکیب الفاظ کی
 پری بھی ہے حورِ خوش انداز ہی
 فنون ساز ہے ہر اک ڈھنگ میں
 کوئی اسکا مصرع بگڑتا نہیں
 ہر اک مصرع شوخ ایسا کہ
 کہیں کچھ کہیں کچھ کہیں کچھ ہے رنگ
 سنو کیا کہہا اور کیا کہہا
 گل اسپر ہے بلبل یہ ایسا ہے باغ
 طبیعتِ روان ایسی دیکھی نہیں
 کہیں رستی کر گئے رزم میں
 جو ہے عیش کی شکلِ جنت کی ہے
 نزائے مضامین نئے رنگ ڈھنگ
 چہلا وہ ہے بجلی ہے طبعِ روان
 طبیعت کی طرارِ بان دیکھئے

ابھی پھر ایسی فصاحت کے ساتھ
 مگر پھر کوئی بے رعایت نہیں
 کہ سادگی کی گویا لگی ہے جڑی
 کہ جیسے جو اہر جڑے جو ہری
 یہہ جادو بھی ہے اور اعجاز بھی
 یہہ ہے شعبہ باز ہر رنگ میں
 حریفوں سے ہی اپنے لڑتا نہیں
 ادھر مٹھ سے نکلا ادھر دل میں تھا
 مگر ہے زبان کا وہی ایک ڈھنگ
 بچا کر کہہا سب سے جتنا کہہا
 چراغ اسکا پروانہ یہ وہ چراغ
 روانی میں روئے کہ رکتی نہیں
 کہیں خسروی کر گئے بزم میں
 مصیبت بھی ہر توقیامت کی ہے
 طبیعت عجب چلی شوخ و تنگ
 ابھی یہہ بیان تھی ابھی ہے وہاں
 عمر کی سی عیارِ بان دیکھئے

| | |
|---|---|
| <p> نہیں اسکی بندش میں رسائی میں نجات سیکند منور مدد و مہر سے بیان سے ہر باہر زبان زبان پاک ایسی کہ مؤمر ضیا کا دہن موتیوں سے دکھائے تو دو شعر لکھ سیاہی شبِ قیر کی ہو نہ پوری ہو تو صیف آ جب اسکے لئے عہد محبوب رکھے جمع اہل بنر کے </p> | <p> کیونکر چستی نہیں نزاکت میں گل سے ہی بڑا ہے بلند ہی میں ہے آسمان بلند زبان سے ہر اظہر بیان کی صفت دل صاف سے آئینہ منفعیل سخنور اگر تارا اسکی کرین سزاوار اسکا بنین ہر کوئی جو کاغذِ فلک کبکشان ہو تلم صفت اسکی لکھین فرشتے اگر یہ کیونکر نہ مطبوع و مرغوب ہو سلامت رہیں پادشاہ و وزیر </p> |
|---|---|

سین اسکی تاریخ اہل سخن
 مؤثر تبیین ہر ضیاء کو کن
 شہزادہ

قطعہ تاریخ میلاد شریف مصنف وزیر الدین صاحب تحصیل

| | |
|---|--|
| <p> کیا خوب وزیرِ دین نے میلاد شریف خوب </p> | <p> اللہ کرے قبول اسکو اے داغ یہ لکھ دے اسکی تاریخ </p> |
|---|--|

رکبا و جشن عید الفطر دے حَضْرَتِ بَکَا نَعَالی حَضُورِ نَوَ رِ سْتِمِ دَوَانِ
 بَنَامِ سَیَّالِ مُنَظَرِ الْمَلَکِ فَتَحَ جَنَکَ السُّلْطَانِ ابْنِ السُّلْطَانِ
 بِعِلَیْنِ بِاِوَرِ نَظَامِ الْمَلَکِ اَصْفَ حَاجَہُ خَلَّدُ اللہُ تَعَالٰی مَلِکُہُ وَ اَمِ اقْبَا

| | | | |
|--------------|-------------------|--------------------|-------------------|
| نہ ستم | باوشہ دوحی ہشتم | تو ہے جہانِ کرم | تجسس جہانِ فضیلت |
| سپاہ | خسر و گیتی پناہ | رستم دوانِ نظام | اصف ثانی خطا |
| قبال میں | جاہ میں اجلاں میں | آپ ہی پناہ عیل | آپ ہی اپنا جواب |
| نیکان | کس سے گنی جائیگی | کل پہ مقرر ہوا | اسلئے روزِ حساب |
| بابِ برکرم | جسے ہوئی دبدبم | کون پریشان ہے | کیسکی ہر مٹی خراب |
| بغاصر اگر | صلح پہ ہو رہنمون | شیر و شکر ہو زمین | رستم و افرا سیا |
| نظر | چھائے جو طبعین پر | ایک بنے آفتاب | ایک بنے ماہتاب |
| خوف سے | ماہی بے آب ہے | شہرہ شیر انگنی | شکے ہوا زہر آب |
| مایت کر | وہ ہو قوی ناتوان | با و مخالف ہے ہی | سینہ سپر ہو حجاب |
| خضرِ نظام | ہے یہ پئے انتظام | قہر و سیاست پر | رحم و عنایت نشتاب |
| بن تیر سٹے | راحتِ عیش و سکون | دہر کو پہر کیا ہیں | جب نہ ہے انقلاب |
| و گلزار یوں | خلق ہر گل رنگ یوں | جیسے چمن دچمن | باغین ہو لے گلاب |
| ہا اکلِ مکمل | امن میں دارالامان | شہر کی اک اک گلی | جادہ راہِ صواب |

| | | | |
|--------------------|---------------------|------------------|-------------------|
| شاہ کے بدخواہ کو | اگر نہ جلا کر ڈبوئے | بحیرین کیوں موج | تارین کیوں اتھا |
| ہات دئے دشمن کے گم | دولت دنیا ہو یوں | آنہ سکے جس طرح | جا کے دوبارہ شب |
| کثرتِ اولاد سے | چھوٹے پھلے بادشاہ | اے مرے رب کی تم | ہو یہ دُعا مستجاب |
| رزم میں ہو دلنوا | نعرۂ کبیر و حمد | بزم میں ہو دلیر | نغمۂ جنگ و رباب |
| عید کا دربار ہے | ہوتی ہیں اکثر عطا | منصب جاگیر و زور | خلعت و جاہ و خطا |
| ایک زمانہ ہوا | آج ترقی پذیر | داغ ہوا خواہی | دڑھ سے ہوا فضا |
| شاہ سلامت ہے | تا بقیامت ہے | عدلِ سخاوت سے رو | لوٹے ہزاروں ثواب |

جشن شہنشاہ کا
عید مبارک تجھے ای شہ آصف جانا
۳۰۵ ہجری

قطعۂ تاریخ مبارک باد و ولادت باسعادت فرزندِ ارجمند نواب
رفعت جنگ عہدۃ الملک اعظم الامراء امیر الکبر بشیر الدولہ
سر آسمانجاہ محمد مظہر الدین خان بہادر مدار المہام سرکارِ عا

و یا آسمان جاہ کو حق نے بیٹا
اس اختر سے ہر برج اقبال روشن
یہ بھر کرم کا دُر بے بہا ہے
یہ عالی نسب فخر ہے خاندان کا
یہ ہے روشنی بخش کون و مکان کا
یہ ہے پھول اُمید کے گلستان کا

| | |
|--|---|
| <p>کھلا غنچہ آرزو ہے حنائین سے اسکو غم آبد یا آہی پھلے پھولے یہ نو بہاں آمارت</p> | <p>کھلا عقدہ بخت پیرو جوان کا یہہ لوٹے نرا غنچہ جاودان کا ترو تازہ جبتک ہے گلشن جہان کا</p> |
| | <p>جہاں داغ ہائے تیرے تاریخ پوچھی بڑا آئی۔ خورشید ہر آسمان کا شمار ۱۳۸۸</p> |
| <p>قطعی تاریخ سالگرہ مبارک خضر گیلانی عالی متعالی حضور نور وام قبالہ خلد اللہ ملکہ</p> | |
| <p>محبوب علیخان شہ ملک دکن کو ہو غم دراز اس مشہور والاکا آہی یہ روز وہ فیروز ہے وہ ساعتِ سعود دربار دربار ہے سلطان دکن کا گرد کیٹا جمشید ہی یہ جشن تو کہتا دیکھا نہیں ایسا تو زمین کو کہی پر نور</p> | <p>اللہ سلامت رکھے دنیا کی بقا تک دیتے ہیں دعا پیر و جوان زن و کو دوک منظم ہر خوشی مل سے غم درج ہے تنگ سب اہل چشم جمع ہیں فرزانہ وزیرک ایسا نہیں سامان میسر مجھ بیشک کرتا ہے فلک چشم کراکب سے چمک</p> |
| <p>بات فتنے کہا داغ سے یہ مصرع تاریخ سب نیک گھڑی سالگرہ جشن مبارک شمار ۱۳۸۹</p> | |

ایضاً

| | |
|------------------------------------|-----------------------------------|
| وہ آج دن ہر مبارک و وساعت مسنون | شہر دکن کی ہوئی شاہوار سا لگرہ |
| جہان کیون نہ سے منتظر بیہوش | کہ جسکی آپ تہی امید وار سا لگرہ |
| کیسکی سرخ قبہ ہے کوئی کلابی پوش | کہہا رہی ہے یہ رنگین پہاڑ سا لگرہ |
| خطاب و منصب و جاگیر آج سے من | ہوئی ہے باعث عز و وقار سا لگرہ |
| زمین سے تابناک و ہوم و ہام ہر اسکی | سعیہ تر ہو یہ پروردگار سا لگرہ |
| ہرے حضور کو یارب یونہیں مبارک ہوں | ہزار سا لگرہ سو ہزار سا لگرہ |

لکھی بلا کے سیر الف داغ نے تاریخ
ہمیشہ شاہ کو ہوسازگار سا لگرہ
۱۳۰۹ھ

قطعی تاریخ صحت اعلیٰ حضرت کا نفع معلیٰ حضور پر نور دام اقبالہ خلد اللہ

| | |
|--------------------------|---------------------------------|
| رہے شاہ دکن یارب سلامت | صنیا حاصل ہر جب تک مہر و مدد کو |
| لکھی یہ داغ نے تاریخ صحت | مبارک دور صحت بادشہ کو |
| | ۱۳۰۹ھ |

دیگر

| | |
|---------------------------------|---------------------------------|
| ہرے حضور اکبری جین ہزار برس | شفا سے جنگی سکون ہر دل نماند کو |
| لکھا ہر داغ نے یہ سال صحت سلطان | خدا نے دی ہر شفا عادل زمانہ کو |
| | ۱۳۰۹ھ |

قطعہ تاریخ انتقال حکیم محمود خان دہلوی نور اللہ قندہ

| | |
|---|--|
| خان محمود سیاح دم و لقان حکمت داغ این صبح تاریخ شنید از بانف | رفت ازین دار فنا از طلب و دود جائے محمود شود خوب مقام محمود |
|---|--|

قطعہ تاریخ شگاشیر افکنی اعلا حضرت نواز علی صاحبزادہ امیر قبا و خلدہ

| | |
|---|--|
| سلطان دکن رستم دوران دلیر لکھا سر آغاز سے یہ داغ نئے سال | ایسا ہے زبردست کہ شیر کو زیر بال فعل جہاندار نے مارے دوشیر ۱۳۰۹ھ |
|---|--|

قطعہ تاریخ ولادت باسعادت شاہزادہ نامور بلند قبال طومر

| | |
|--|--|
| شاہزادے کی ولادت کا ہمایوں سال ہر بجسے بانف نے کہا امرداغ یہ تاریخ لکھے | یا فروغ و ہد کعبہ نیا داغ و دوان چاند سا بیٹا مبارک شہر کیوان مکان ۱۳۰۹ھ |
|--|--|

قطعہ تاریخ ولادت باسعادت شاہزادہ دیگر طال اللہ عمر

| | |
|--|---|
| چاند سا فرزند اور شاہ کو حق نے دیا رت کریم اسکو دے سایہ محبوب میں خسرو ملک و کن دیکھے بہار چمن | غفلت تہنیت چار طرف ہے کمال بخت سکندر کی طرح عمر خستہ کی سال پہولے پہلے تا اب پیش میں یہ فو نہال |
|--|---|

| | |
|--|--|
| <p>شاہ کا ہے فیض عام ہر مہتمل تمام داغ دم فکر سال غیب سے آئی نیا کوئی نہیں خستہ دل کوئی نہیں خستہ حال یہ کہو — پیدا ہوا اختر جاہ و طلال ۱۳۰۹ھ</p> | |
| <p>قطعہ تیارِخ نو تعمیرِ تہج محلہ</p> | |
| <p>شاہ محبوب کا مکان بنا اس سے بہتر ہے اور کیا تیارِخ غیرتِ قصر و قیصرِ غفور کہدے اور داغ سیر کا چھوڑ</p> | |
| <p>قطعہ تیارِخ طبع دیوانِ مسر</p> | |
| <p>ہر کہ بیندین کلامِ نغز را گوید ہمیں مصیغ تیارِخ طبعش گفت داغِ دلبری وہ چہ خوش ترکیبِ الفاظ است اندازِ سخن چاپ دیوانِ نغز شد از اعزازِ سخن ۱۳۰۹ھ</p> | |
| <p>قطعہ تیارِخ طبع دیوانِ حق</p> | |
| <p>واہ عصمتِ آب کیا کہنا تپشِ دل کی آگ ہے اس میں کیا فصیح و بلیغ ہے یہ کلام جس طرح رنگ و گل ہوں نشہ و دل بندش اچھی زبان اچھی جوڑ کیا ہی اچھی کہی ہے لغتِ نبیؐ اور اک لاگ ہے محبت کی کہیں تمکین ہے تو کہیں شوخی یوں ہے چہ پیدہ لفظ سے معنی یہی شعر و سخن کی ہے خوبی</p> | |

| | |
|--|--|
| <p>کاغذ اسکا ہے یا دلِ صوفی خامہ اسکا ہے یا بے بالِ پری بطعِیل محمدِ عربیؐ</p> | <p>رگ مجذوب ہے خطِ سطر ہے دوات اسکی یا ہے دیدہ حور حق تعالیٰ اسے کرے مقبول</p> |
| <p>طبع دیوان کا سال قوامِ داغ کہدے۔ مطبوع عشق پاکِ خفی سنہ ۱۳۱۰ھ</p> | |
| <p>قطعہ تاریخ تعمیر مسجد حاجی جہانگیر بخش صاحب واقع کائٹو</p> | |
| <p>مسجد بنائی خوب جہانگیر بخش نے اللہ اکبر اسکی عمارت ہر وہ بند فرزند یا پیاں اسکو خدا نے عطا کئے مثل جو اس خسہ رہن اتفاق سے</p> | <p>حاجی کو بیت رب سے محبت جو ہر کمال پہنچے نہ جسکے طاق تک اندیشہ و خیال با بخت و جاہ و طنطنہ و عزت و جلال مسجد میں پہنچا نہ پڑ میں پانچون زونہال</p> |
| <p>اے داغ گر زمانہ تاریخ کی ہے فکر لکھہ۔ کعبہ جدید جہانگیر بخش۔ سال سنہ ۱۳۱۰ھ</p> | |
| <p>قطعہ تہنیت تسمیہ خوانی فرزند قاضی حسین صاحب برائے سرگول ملک ٹٹیا</p> | |
| <p>اے زہے شادمانی و شادی اے زہے بزم انبساط و مسرت</p> | <p>جسکو فرحت فراے جان کہئے جسکی خوبی جہان جہان کہئے</p> |

خوب شادی کا یہ منڈا چایا
 چتر اقبال کیجیے تحریر
 تختہ گلستان اسے لکھئے
 یہ سیدان کا تخت اور ستون
 لالہ لکھئے ہر اک کنول کو اگر
 کیا کمانوں سے بہر گپا منگول
 انبروؤں کی مین دو ہلال کی ایک
 ہر کمان میں ہے روشنی ایسی
 جلوہ برق چھوڑ دے لکھئے
 فرحت افزا ہے ہر گلی کوچ
 بدر دین کی ہوئی ہر بسم اللہ
 اُس سے چوچوں جو ہو بڑا ستاح
 آئے پن اپنا گہر سمجھ کے ریس
 بٹ رہا ہے طعام کو سون تک
 عطر بزم طرب کی خوشبو کو
 بینڈ بابے کی ہے صدا دلکش
 رقص کرنی ہے چرخ پزیر

نور کا جسکو آسان کہئے
 ہر رحمت کا سا بن کہئے
 چادر مہتاب بن کہئے
 سبز پر یان میں بگیان کہئے
 چوب کو شاخ ارغوان کہئے
 غیرت خانہ کمان کہئے
 شو کمانین میں یون کہاں کہئے
 جسکو ہمیشہ شکل کہکتا کہئے
 اختر بخت خسرواں کہئے
 غیرت کشت زعفران کہئے
 کہ جسے بدر آسمان کہئے
 کہیں دیکھا ہے یہ بہان کہئے
 میہانوں کو میزبان کہئے
 وہیں موجود ہو جہان کہئے
 نگہت گلشن جان کہئے
 ایسے نغمہ کو داستان کہئے
 اُتر آئے ابھی یہاں کہئے

| | |
|--|---|
| <p>جاووان سٹے جاووان کہئے یہ حکایت کہاں کہاں کہئے یہی کہئے جو داستان کہئے دوست فرمائے جائیں ان کہئے جنکو خورشید آسان کہئے</p> | <p>ایسے دربار کی صفات و ثنا اسکا چرچا کہاں کہاں کیجئے یہی کہئے جو داستان کہئے میں کہے جاؤں یوں مبارک با جلوہ گرہن بیان حسین میان</p> |
| <p>یہ ہے وہ میزبان خدا رکھے داغ کو جھکا یہاں کہئے</p> | |
| <p>ایضاً</p> | |
| <p>کرے قبول یہ اللہ مبارکبادی پہنچی ماہی سے یا ماہ مبارکبادی شادیاں بے کہی گاہ مبارکبادی دون تجھے نوشہ زیجا مبارکبادی گاتے جاتے ہیں سراہ مبارکبادی دے ہر اک بندہ درگاہ مبارکبادی گائیں بلبل کے جو ہماہ مبارکبادی</p> | <p>ہم تجھے دیتے ہیں نوشاہ مبارکبادی دہم سٹی ہوم ہر شہرت سی ہر شہرت اسکی چھپے میل گلشن کے سنے تو کوئی تن پہ ہر موزبان اور زبان سے ہر تو آج شب گشت میں نہیں سہرا بل طرب نکھو اللہ کی درگاہ سے بٹولیں کیا تعجب ہے گلشن میں چمک کر غنچے</p> |
| <p>دجد کیونکر نہ کرے سکرا سے اک عالم داغ بے مثل ہے واللہ مبارکبادی</p> | |

دیگر

| | |
|--|--|
| مبارک ہو یہ سنت اللہ کی مشادی خوشی اسکی مانے کو ہوئی ہر عید سے بڑھ کر کرے اللہ عمر و دولت و اقبال و فرازون قیامت تک حسین نامور کا نام ہو یا رب فلک پر شاد یا زہرہ گائے قاف میں پر یا | ہوئی ہر آج بڑا الدین شک ماہ کی شادی بڑے ارمان کی ہر آرزو کی چاہ کی شادی خدا دے دین دکھا لوگ دیکھیں سایہ کی شادی کہ جسے طوب ہی ال کہو لکر دخواہ کی شادی زمین سے آسمان تک ہو میرا نواہ کی شادی |
|--|--|

دعا ہے داغ کی بیہات دجن ہر وقت بخیر
مبارک ہو تمہیں فرزند عالی جاہ کی شادی

مبارک بادولادت باسعادت فرزند دلہند و ناب فت جنگ عمدة الملک
امیر کبر بشیر الدولہ سر آسمان جامع منظر الدنیاں دہا مار المہام سرکار عاظمہ

| | |
|--|--|
| شادیاں روز ہون سرکار مبارک تمکو آسمان جاہ تمہیں حق نے دیا ہر فرخ وہ دین اللہ کرے لائے دلوں پیہ دلہ بزم جشن طرب ویش ہمایون ہو تمہیں صد و سی سال ہے گلبن باغ اقبال تم سلامت رہو اللہ سلامت ہے | طالع مسخ و بیدار مبارک تمکو ماہ اقبال کا دیدار مبارک تمکو وہ سہاگ اور ہو وہ چار مبارک تمکو روز دربار گہر بار مبارک تمکو پہلا پہلا ہوا گلزار مبارک تمکو اور مسرور زنجیر افروز مبارک تمکو |
|--|--|

داغ مداح بیہ دیت ہے مبارکباد

تہنیت نامہ کے اشعار مبارک تمکو

بتقریب مزی سراج الدین احمد رضا بنیرہ بیہ الدین خاں انا اللہ

مایہ کان گہر حاصل گلشن بھیرا
دے رہا ہر رخ پر نور یہ جو بن بھیرا
یکہین گلشن کان کی نہ کیوں ڈال کے چلن بھیرا
آگیا ہے جو ترے تاسرہ من بھیرا
چشم بد دور جو اہر کا ہر معدن بھیرا
ہمنے دیکھا نہیں اسطر حکاروشن بھیرا
رخ نوشہ سے جو سرکار تیرے سن بھیرا
اسمین یہ شرط ہے گو ند ہے گی شہا گن بھیرا

جو ہری لایا ادھر لائی مالن بھیرا
ہو مبارک تجھے نوشاہہ سراج الدین خاں
مردم دیدہ کو ہی تاب نظارہ تر ہی
اس سانی سے بڑی عمر گل و گو ہر کی
ہر لڑی گو ہر دیا قوت و زمر کی گندہی
شجر طور کے کیا پھول گندہے بن سمین
سب نے جانا کہ یہ چلتا ہے زمین خوشید
حور کو ہی بیہ تمنا ہے کہ مالن بستی

بہر دیئے داغ نے گلہاے مضامین سمین

کیا عجب گلے اگر بلبل گلشن بھیرا

دیکر

سراج الدین احمد خان کا سہرا

پیشا نامہ سلطان کا سہرا

آبلہ نوشہ دیشان کا سہرا

سر نوشہ پر ہے تلج اقبال

| | |
|---|---|
| <p>کہ بن جائے مری شرکان کا سہرا خوشی سے یہ گل خندان کا سہرا شعاع تیرِ حُشّان کا سہرا سُحْبِ ہر گوہرِ غلطان کا سہرا منورِ اخترِ تابان کا سہرا بڑی چاہت بڑے ارمان کا سہرا</p> | <p>یہ ہر چشم تماشا کی حسرت نبین پہلا سنا آپ میں آج ہوا غیش کے سہرے سے ظاہر رُخِ نوشاہ پر نورِ علی نور شریا طرہ بڈی بہکشان ہے مبارک سب عزیزوں کو اکھی</p> |
| <p>نہ کہت داغ تو پھر کون کہت نہال باغِ عارت خان کا سہرا</p> | |
| <p>بے تقریب دی نواب محمد ممتاز حسین خان بہادر دام اقبالہ میں پاؤ دی ^{سہرا}</p> | |
| <p>کیا گلے ملتی ہر ایک ایک لڑی سہرے کی ہو گئی اس لئے تو قیر لڑی سہرے کی سبکو حسرت ہو نہیں آج لڑی سہرے کی گفتگو ہو گئی آپس میں لڑی سہرے کی بنکے انگشت جو ہر ایک لڑی سہرے کی چاندنی رات میں جیت پڑی سہرے کی ہو گئی بیچ میں دیوار کھڑی سہرے کی</p> | <p>عید آئی ہر کہ آئی ہر گھڑی سہرے کی خان ممتاز حسین آج بسا ہر دُولہ مونے کا کلر گد دل شہ جانِ ناطسہ جوہری کو ہر جوہری تو جہاں کو بہی ناز کیا عجب لے رُخِ نوشہ کی ہلا میں چٹ چٹ یٹ گئی تابِ قمر تابِ گہر کے آگے نظر نہ پڑے تاکہ رُخِ نوشہ پر</p> |

| | |
|----------------------------------|---------------------------------|
| ہر فزون کا جو اہر سے جو اہر خانہ | نہیں رہنے کی سی طرح ٹہری سہر کی |
| گل نے بل سے کہا نغمہ شادی سنکر | منہ ہر چوٹا سا ترات بڑی سہر کی |

ہے دعا داغ کی نواب کی جو عمر دراز
سب عزیزوں کو مبارک ہو گہری سہر کی

ایضاً

| | |
|-------------------------------------|-----------------------------------|
| مبارک ہو نوٹ کو زیبا ہر سہر | یہ دو لہا ہے دو طہا یہ سہر ہے سہر |
| نہیں پھول پھولے سماتے خوشی سے | کہ مشکل سے مالن نے گوند ہر سہر |
| یکہتی میں کہل کہل کے پہلوں کی کلیاں | ہمیں فخر ہے یہ ہمارا ہے سہر |
| گہر غسل یا قوت ہیر از مرد | جواہر لگا کر سجایا ہے سہر |
| کرن سے جو سورج کی اسکو ملایا | فرشتے پکارا اٹھے اچھا ہے سہر |
| دکھاتی میں لڑیاں ہی لہر کے موجیں | عجب آب گوہر سے دریا ہے سہر |
| ہوا شمع کا نور کا نور کیسا | مگر روئے نوشہ سے سرکا ہے سہر |
| خط کہکشان سے جو بالا ہے بدیہی | تو عہد ثریا یہ طرا ہے سہر |
| تنا ہے نوشاہ کے پانوں چوے | کہ قدموں سے لپٹا ہی جانا ہے سہر |
| پہلے پھولے نواب ممتاز یار | یہ ممتاز ممتاز اسکا ہے سہر |
| ہر اختر بنا روزن در فلک ہے | یہ ہے تاک حور و نکو کیسا ہے سہر |
| یہ کہتا ہے ای دعا جو شربت | متبارا ہی حق تھا جو لکھا ہے سہر |

قصیدہ حبیب حضرت نیکان کا مٹھا لے حضور پر نور رستم دور ان
 افلاطون مان سپہ سالار مظفر الماک فتح جنگ نواب سیم
 محبوب علیخان بہادر نظام الملک آصفیاء جلد اللہ ملکہ سلطنتہ و دام قیام

| | |
|---|--|
| <p>مین ہوا باد یہ پیاسا طرف ملک دکن نازنینوں کی کمر بند کی شاخ لرزان بستر قائم و سجاوٹ بنا سبزہ دشت قطرہ شبنم ہر فار سے گو ہر آب شاخ آہو پہ گمان چرخ جسم کا کل کا ذری ذری سے نمودار سر و غ انجم دیکھتے کو سون سے مسافر کہ یہ آئی منزل خاک اس دشت میں اڑتی ہر کہ اڑتا ہے پیر قوت نامیہ اس جو شش پر اللہ چو کری بہولے جو اس دشت کی سونگے ہو خار صحرا اسے انگلی کمر اشار سے بنا دیدہ غول سیا بان نے جلائی مشعل زمرہ دہشتا ہر تن عابر مرام کی شکل</p> | <p>سر سہ چشم غزالان ہونی گرد دامن موجد رنگ دان لف پریشان کی شکن نگہ مغل و کخواب ہر اک خشت کہن زرد رملہ لالہ کہار سے بر لعل مین سبزہ دشت میں ہر سبزہ نو خط کی پتہ بین جادو جادو سے عیان کا ہشتا کا جو بن صبح صادق کی طرح شام غریبی دین آگے اس خاک کے مٹی اثر مشک فتن دانہ مومیکا جو بوئیں تو ہو خرم چین کہ یہاں آہو سے تاتار کا ہونٹہ ہرن راہ بہولے جو مسافر کوئی آوارہ ملین ہر گولے سے عیان قصبت نسیم تن خشک ہو کر ہی بان مین بیان نکل مین</p> |
|---|--|

| | |
|--|--|
| <p>شجر طور کے مانند منور بخرسل آسمان سبز قدم ہو کے بنا سبز خضر ندیاں کوہ کی ہین شک وہ جو شے سیر موجیں کرتی ہوئی پرتی ہر صبا شل نیم حوریں پانی بہرین نگہٹ کا جو دیکھیں گلیمٹ ایسے جھڑکے باہم ہین ثریا تماں اشہب خانہ چالاک کی پرتی ہر عنان قوت باصرہ و ست تہ نکو ہو نوید</p> | <p>ملکب کیا کہیں اس شت و شت امین عکس انگن جو ہوا سبزہ کبار و دین جسے ہیکلی پڑی فردوس کی بھی نہیں لبہا تے ہوئے سبزہ کا زلا جو بن ہے اس انداز کا ہر ایک بت سمین تن کہ زمین پر نظر آنے لگے پردین پرن صفت شت و شت جبل طے شہر چین باغ کی مدح میں گل کہلتے ہیں گلشن</p> |
|--|--|

مطلع ثانی

| | |
|---|---|
| <p>وہ طراوت کا اثر ہے کہ دم سیرچمن برگ برگ گل و گلزار یہاں تک پہنچا لالہ و گل نے جو پینی ہے قبائے نگین قلقل شیشہ کی آواز ہے بستان نوع و سان چمن مست ہوئے ہین کیا کیا وہ رطوبت کا اثر ہے کہ چمن میں خورشید بویے تخم محبت کو تو پیدا ہو وفا لائے گرسن خزان کو فلک نیلی رنگ</p> | <p>پانی دینے لگے یوسف کا یہاں چاہ دین جس سے کوتاہ ہو گلچین کا سر آمدین دیتی ہے خلعت نوروز بہا گلشن توبہ نے یہ تقاضا ہو کہ بشکین کہیں پختی ہے کمر سرو کو بھی شاخ سخن گو ہر شبنم شاداب سے بہرے و تن دالے پر نورخ کو تو اگے سیب دین نیل پیلی ہو غضب دیکھ کے اسکو سن</p> |
|---|---|

پر پر دانہ بچلے پولن کا پنکھا ایسا
 کیا عجب پہونچے وہاں تک اثر فیض بہا
 گریو نہیں فصل بہاری کو را جوش عروج
 کس طرح دستِ جناائی کرے نخل چنا
 شہر اس شہر کا ہے نام یہی بلدہ ہے
 ناشی خلد دارم بانی ترین حشم
 چپ گھر سقف فلک یوں تہ ایلان بلند
 روشنی ایسی جواہر کی دکان میں عیان
 ایسے عشرت گدین کیوں نہو خلقت دلشاد
 شمعِ عدل کا وہ خوف ہے بازار یوں
 ہاتھ باندھے ہوئے پرتے ہیں یہاں دستِ آ
 ذی خردایتے ہیں فی فہم میں اتنے کی
 ناظم و ناشر و سرزادہ و دانا و ادب
 حیدر آباد کا بخت ہے جہاں میں
 طفل کتب بھی پڑاتا ہے فلاطون کو سبق
 حیدر آباد سے کیوں جائے کہیں پیش آمد
 دشت و کوہ و چمن و شہر کئی ماحی سے

کہ مٹے شمع کی بھی دل کی لگن دل لگی
 فلس ماہی بھی کہلین صورت گلہائے حین
 شاخ طوبیٰ میں عجب کیا ہر کھلے نرسنا
 تیغ اردی سے بہا پرتا ہر خون مین
 فخر گلگت و مدراس نصیب لندا
 روکش صین و ضن غیرت بغداد وند
 قشتری ڈھانکد جسے طرح کوئی زیر لگن
 جگے نظارے سے ہو چشم متار شین
 ایسے مامن میں نہ کیونکر جوز مانہ این
 نہیں ممکن کہ جو برتر سے ہی کہڑ کے ترن
 لب سے ریتہ بودہ سر و قشعین
 جگہ بولے میں
 سلامہ ہر اک ماہرین
 نو تین لیور جین ہو م سے باون
 خلق ہوتا نہیں اس شہر میں کوئی کوون
 خوشتر از ملک سلیمان ہو کیوں جب وطن
 ایسی شیب کوزیا ہر کہین چاچین

جس نے شاداب کیا آبِ کرم سے پہن
 جس سے داغ ہو شرمندہ گلشن

مطلع ثانی

خسرو تیر فکن تیغ فکن شیر فکن
 داد گر داد دہ و داد رس و داد سان
 پاک دل پاک نفس پاک نظر پاک نہاد
 قدر دان قدر کن و قدر فزا قدر شناس
 آفتاب شرف و اوج مدد عین و علا
 قاطع بغض و حد قاصد بیداد و حتم
 مجمع جود و سخا مصدر الطاف و عطا
 صاحب جاہ و شرف و وارث و ہمیشہ
 تیرے انوار کا
 بات و الایہ محالات
 وہ گہر بار ترادس
 ہن برستی ہر دکن بین یہ پیش پیش
 فیض ہر کوہ و بیابان کو یہی نہنگام نثار
 کوئی سخنی کرے اس عہد میں کیا ممکن
 میر محمد علی خان ملک ملک کن
 فخر دین فخر نگین فخر زمان فخر من
 نیک خونیک سیر نیک و ش نیک حلن
 حاکم علم و عمل بادشہ فہم و فہم
 شمع کاشانہ دین اختر بخت و شون
 بانی عیش و طرب یاحی آلام و خرن
 معدن حلم و حیا فخرن اوصاف حسن
 مالک سیف و قلم ظل و تیر ذوالمن
 سے اخلاق کی خوشبو ہر کہ خوشبو چمن
 نہ سکے کون عطا کو ترے مہا کن
 آگے اس فیض کے پانی بہر بہاد و کی بہر
 تو نے برسانے گہر فیض سے معدن معدن
 لیتے ہیں لیل و گہر دو نون بچھا کر دین
 موم سے بڑھ کے ہوا زم زمرا چہ تین

کاوش و گیتہ آزار و منہم و رنج و محن
 زخم پہلے جو دامن تھبے نہ تر دامن
 زخم میں ٹانگے میں یاد رکے در حین
 بات پختہ ہے تری راسے تری سخن
 تیرے اعدا کا نہ بیکار گیا تا کہین
 شمع کی طرح گہلجائے تن رو میں تن
 آنکھ میں گہر ہر ترا توبہ زبان پر مسکن
 تو کرے لاکھ طرح وہ تری مدح سخن
 دل شکن عہد شکن توبہ شکن روزہ شکن
 بانگ نا قوس پہ ہوتا ہے یقین ثبوت
 عصمتی اُسکو سمجھتے ہیں جو تھے تو بین
 سر شکن صف شکن آہن شکن لب شکن
 مغصہ و کبر و چار آئینہ حقان جو شش
 تیری تلوار اُڑا دیتی ہر تن سے گردن

محمد میں تیرے جو مقدم کر گیا ہے
 جو سلطان سے وہ منہم ہوے طرز رسال
 وہ ہی چپ چپ کے ہاں دیکھتا ہو پت
 حکمت آموز ظالموں پر تری عقل سلیم
 ریشہ بیخ ز قوم اسکو باقی ہو زمین
 آتش قبر سے رستم کا بھی ہوز ہر آ
 تیرے مداح ہیں سب اہل نظر اہل کمال
 سوز بانین گل صد برگ سے لے قرض
 ہیں ترے عہد عدالت میں شک لہ حال
 شکستہ زمین پر یہ ماتم تری دیندار سی
 جہر یان پر گئیں آخر کو رخ توبہ پر
 منہ چڑھے کون تری تیغ کے پہنچے گا
 ایک ہی وار میں تلوار کرے دو ٹکڑے
 راسخی حاصل ترے اعدا کو سکھ دیتی

تعریف اسپ

خب سے خوب خوش اسلوب مٹھ پر تن
 جتنی چوٹی چمکاتی تھی بڑی عجب گردن

کیا ترے اسپ پر ویش کی کروین تعریف
 سب چوٹی چمکاتی تھی بڑی عجب گردن

| | |
|--|--|
| <p>ڈالنے حُسن کے سانچے میں سب سے پہلے پہر سبکو رُصفت ہوئے بہارِ گلشن اگر بنے قوس قزح اسکی پچاڑی کی مرن نام لے اُسکا تو ہو صاف زبانِ اَلکن نار برقی میں ہے آمیزشِ لعل و تھن</p> | <p>یالِ مِ پانوں مشکم کان کنوتی پٹھے جستنِ برق ہر اڑنے میں پگشت میں چنچ نہ بند ہے اسپ فلک سیر فلک سے ہرگز اللہ اللہ رے اس تیز روی کی تاثیر اتنی سرعت سے نہ ہرگز خبر آتی جانی</p> |
|--|--|

صفتِ فیل

| | |
|---|--|
| <p>ریڑھ سنگ و خرف سے چن سبک کو ڈھون یا سہ طور پہ کا فور کی شمعین روشن شبکو جسطرح سے جو چرخ پہ مد جلوہ گن دیکھ کر فیل شکاری کو ترے شیر گلن لیس ہر طرح سے ہر ایک رسالہ ملن ہر سپاہی ترے لشکر کا ہر لشکر ملن اس عا پر تری کرتا ہو سب آختم سخن جب تک افلاک پہ ہوں اختر و انجم رہن جب تک اخبار پہ ہر رنگ گل و نسترون جب تک اندازہ عشرت ہو باندازِ حُسن جب تک آفت سے ہوں محفوظ زمین و آسمان</p> | <p>فلک آسادہ ترا پیل کہ جسکے آگے زمین ترے فیل کے دانتو پہ سنہری چوڑے یون سرِ فیل سید زرد عمار سی تابان ڈر کے رکھتا ہر قدم بوجِ اسد میں خورشید طوطا ق اور تری قزح کا وہ ذرق و برق دکنی و عربی کا بلی و پیچا بی دلاغ مداح و شاہان و ستارین ہر جب تک آفاق میں ہو دولت و ثروت کی نو جب تک انداز پہ ہے حُسن و جمالِ لکوش جب تک آوازہ اقبال ہو آویزہ گوش جب تک انجام کو پہنچے فلک پیر کی عمر</p> |
|---|--|

| | |
|---|---|
| <p>جنگ میں نام سنا باد ہو یہ دار کین اور پروانہ نثار سر شمع روشن دل عاشق میں کہی جاتی ہو تکیہ چوین زار ہو خوار ہو ناچار ہو تیسہ آہن جیسے اک دانہ سے پیدا ہوں ہزار دین</p> | <p>جنگ اسلام کا ہر نام جہان میں قائم بے لکین شیفہ جنگ ہوں بہا بگل حسن معشوق میں جنگ ہو کمال تاثیر تو سلامت رہے آباد رہے شاد رہے تیرے اولاد کی کثرت ہو تری نسل دین</p> |
| | <p>سرخ و داغ ہو یوں نخل کرم سے شیر پر تو بہر سے جس طرح بنے نعل میں</p> |
| <p>قطعہ جدید تہنیت العید الفطر بنا حضرت گانغا متعارف شرم و درون افلاطون مان سپہ سالار مظفر الممالک فتح جنگ نواب میر مجیب علی خاں بہا نظام الملک آصف جاہ خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ و اقبالہ</p> | |
| <p>کہ گلے ملی ہر خود شاہ کے اقبال سے عید تنگانے گلگون کی برائی اُسید تور دالین نہ کہیں میکہ کی سہ سید دست زاید میں عوض پر مخا کے ہر کلید کی ہر دو چار برس پہلے جو ساقی کے کشید خود ہر ساقی کے طرفہ سے یہی تاکہ لکید</p> | <p>آج وہ فرما رہا کہ ہر وہ ہر یوم عید دہرم ہی ہوم خوشی سی ہر خوشی چار طرف آج میخانہ پر رندوں کی چڑائی دیکھو آج یوں قفل در میکہ سے اہوتا آج وہ دن ہر کہ پتے ہیں اُسے مَر آشاک بان پیادہ کشو دیکھیں تو کستاد ہر</p> |

گنجی بادہ ہر وہ آج کے دلنہ بخشش
 زراہ خشک کے منہ میں ہی بہرائے پانی
 حُسن میں تلنے ہیں ٹٹا لکے جوا لہو شش
 اعتدال آب و ہوا کا ہے عجب روح فضا
 ذہن کیا کند ہو سوتے نہیں بتیا یہی کُنڈ
 خست نفس اہل کن میں زما نام کو ہی
 نبض خورشید میں پائے جو حرارت تو فلک
 دیدنی ہر یہ بہار چمن بوقلمون
 چمن ہر میں سوار خزان آئے تو کیا
 جو ہے بگیاہ تعلق سے یگانہ ہے وہی
 نیک بد کا ہو ہر کتابت میں انسان کو خیال
 وہی شہزور رہا جسے دُبا یا اسکو
 بس خبر واد ہوا مر داغ زاموش میں آ
 دیدہ دل سے اُٹھاپر وہ غفلت غافل
 آج دربار گہر بارشہ والا ہے
 ہوش آتے ہی یہ مطلع مرے لپٹ آیا

ہونٹ چاٹا کرے اک گہونٹ چنی محبت
 دست ساقی میں بہرا دیکھ اگر جامِ نسید
 جسطح برج میں میزان کے فلک پرناہید
 زہر ہولے سے کوئی کہلے تو وہ ہی ہویا
 مثل لوان نہیں بلد سے میں کوئی شخص مجید
 نہ ملے بہر دوا ڈھونڈ لے گر خست چید
 تخم سے قطرہ مشنم کے بنائے تیرہ
 دیدہ دل سے کرے غوجو ہونٹ صید
 نہو پڑ مردہ و افسردہ گل و صفحہ حمید
 کہ عجب شہر ہے زمانہ میں تفریقِ نسید
 دوست سے وعدہ واثق ہو تو دشمن سے عید
 نفس سرکش کو سمجھئے کہ یہ ہر دیو پڑ
 پند عطار کی اس طرح میں کیسی تقلید
 دیکھ سامانِ شہانہ کہ یہ ہر قابل دید
 چہائی ہر کیا درو دیوار پر دربارِ عید
 کی فرشتوں بے بھی مضمون کی جسکے تیا

| | |
|--|--|
| <p> کیا عجب دیکھ کر جیکے دو بار محمد شاہ وہ شاہ فریدون فروختا کی عینید میر محبوب علیجان شہ کیا وحید رحم والطف فروں ادو دشمن اس سے نبرد نہ لکھیں رسم کتابت میں ہی کا تب نشید وقت الطاف و کرم غھو کرے جرم مشید کہیں ٹہکانہ ابرو سے حسیان کی کشید جیسے الشمس کی تفسیر سے قرآن مجید دل کی فذیل میں روشن چراغ اُمید جس سے ہر صوت اسلام نمودار و پدید خانقاہوں میں یہاں سلسلہ محمدیہ کہیں قرآن کی تلاوت ہے بحسن تجوید ہر کہیں مشغلہ ذکر شہود و توحید شاہ دیندار کو ہر دم ہے لگا نشید کہ چمک جالے مرا بخت بھی مثل خورشید </p> | <p> جس آراستہ شاہ کی مدت ہے مدید شاہ و دشاہ سلیمان چشم و آصف جا صاحب بخت خوش و فرخ و فیروز و سعید غصہ و قہر ہے کم سہو خطا اس سے ہی کم گم ہوا عہد عدالت میں تشدد ایسا وقت انصاف کرے ہوڑی خطا پر ہی نظر سید ہر جاتی میں اس عہد میں بانگے ترچہ شمع اقبال سے یوں چہرہ زہرا روشن تیرہ باطن نظر آئے نہ کوئی کور سواد حیدر آباد ہے شاہ کے دم سے آباد مسجد میں ہر بیان شور اذان و تکبیر کہیں تعلیم و قسم ہے بدرسن و تدریس ہر کہیں تذکرہ عینیت ذات و صفات کیون نہو محکم و مضبوط بنائے اسلام مدح حاضر میں تیرہوں مطلع روشن ایسا </p> |
|--|--|

مطلع ثالث

| | |
|--|---|
| <p>یوں سلاطین و کنین ہر تراء و سجد</p> | <p>جس طرح سارے مہینوں میں مبارک عید</p> |
|--|---|

| | |
|---|--|
| چادر کھین بین مانے کی زمانے میں تیرے مان جلتے ہیں تری اے جہان آرا کو یوں تری رے کے پیرو ہیں تمام اہل خرد دس سے دس لاکھ جو بنجائیں عقول عشو ہو گیا تیرے زمانے میں فلک کم آرا چرخ کا نپاٹے لرز جائے زمین ہر شے رتیان باندھ کے رکھے جو عدوا اپنی سر تیرے بدخواہ کو دولت بھی اگر حاصل ہو | چشم لطف ایک بڑی ایک بڑی چشم آید اہل تقسیم میں ہوتی ہر جہان گفت و شنید جسطح اہل تشن ہیں سب اہل تقلید کر سکیں نہ تری رے کی ہرگز تریہ درد ہوتا نہیں عشاق کے لبین ہر شے بد الامان قت سیاست جو کرے تو ہدید تو ہی ہرگز نہ بنے بخل متین جس ویر جب ہی مرد و مرد طعون ہو مانند نیرید |
|---|--|

قطع

| | |
|--|--|
| آج وہ طغٹنہ و دہر پڑ سنا ہی ہے سکے لا حول و لا قوت الا باللہ تیرے بدخواہ تہیدت ازل آیتین تیری تلوار ہی مقراض اجل ہو گیا | یوں فغیر وہون ترے نام سے بدخواہ و جسطح بیباک کے فی انار ہو شیطان ملید کجھفین بھی حریفوں کو نہ ہرگز ہو سید جائے ہستی اعدا کی کرے قطع ویرید |
|--|--|

در صفت اسپ

| | |
|--|---|
| ہو ہی جائے جو سوار میں ترے اسے شط چہرے سکے دامن کو نہ کہی سخیال | پیچھے مڑ مڑ کے کرے باد صبا و پرتاکید طے کرے مشرق و مغرب کی وہ یونی رعد |
|--|---|

قطع

| | |
|----------------------------------|---|
| جس میں تیرے گہوڑے کا قدم پڑتا ہے | چاٹ لے خاک وہاں کی جو کوئی پیکر برید |
| اسکی تاثیر سے وہ تیز روی حاصل ہو | برق ضرر سے ہی ممکن نہیں جسکی تقلید |
| ابن لیل و ناز اور یہی جو بن لایا | تیرے صطل میں جاری ہوئی جسوقت خمد |
| خلد سے باہر اسید واسطے گندم نکلا | رملتی رہتی ہی طویل میں جو گہوڑوں کو خمد |

در صفت فیل

| | |
|---------------------------------------|-------------------------------------|
| فیلانہ میں ترے جمع ہیں عالم کے پہاڑ | ایک اکیلے میں پر ہر گھر خرچ حبید |
| ایک مہرہ میں اوڑا دے وہ اُسے صورت کا | گر مقابل میں ترے فیل کے ہو کوہ حبید |
| اُسکے خرطوم کا مضمون درازی بندھا | دو نوں کو تاہ ہو میں جس طویل اورید |
| تو وہ مدوح معرف ترے شاہان میں | میں وہ مداح کہ قابل مرے سبحان لبید |
| تجہ سے آسائش مخلوق خدا کا ایجاب | مجھے آرایش انداز سخن کی تجدید |
| ہیں سپہداروں ترے مفاد و مطمع | سیکڑوں اہل سخن سحر بیان میرے یثید |
| اسطرح حکم میں تیرے نہیں ہوتا اجال | جس طرح شعر میں میرے نہیں ہوتی تعقید |
| سجگو شایان ہری رتہ فرائی کے امور | مجلو زیبا ہے تری مدح و ثنا کی تمہید |
| نہیں جھپٹتے مجھے اشتراقی و مشائیں کچھ | تبہ فلاطون اسطو مرے شاگرد رشید |
| ہے وہ کس سال سے باہر جو کسوٹی نہ چرتے | نقرہ ماہ نہ لون میں نہ طلائے خوشید |
| شاہ سے مرتبہ و منصب و خلعت کی عطا | داغ سے حیرت نعمت شاہی کی رسید |
| بنکی داغ خرمین کا دل پر داغ آیا | جس طرح پہلو سے گلزار نے قبر شہید |

| | |
|--|---|
| <p>خسرو تجھے پہنچتی ہر زمانے کو مدد شاہ کا لطف و کرم اُسکے لئے ہر در کا تیری سرکار سے کوئی نہیں جاتا محروم حدِ اوصاف اگر ہو تو کرے جعفر کوئی روز نور و زہر ہو ہر شب ہو شبنم عیش و نشاط دل عارفین ہوں اسرار نہانی جب تک تجھے عشق کو بھی ہر وقت ہو عشرت حاصل</p> | <p>تو مویہ ہے من اللہ برائے تائید سب میں کسوۂ نمکخوارتِ یم اوجید تیرے دربار سے کوئی نہیں پرتا نوید میرے مکان سے ہرین تیرے صفِ جمید رات و دن جشن ہوں فرخندہ و فیروز سعید تیرے چہرے سے ہوں اقبال کلا ناپید تجھے امید کی ہر لحظہ برائے اُمید</p> |
| <p>تو رہے تباہ ابہ نامور و نام آور تیری اولاد ہو سب صاحبِ اقبال سعید</p> | |
| <p>قصیدہ در مدح حضرت بندگِ گافتا متعالی حضور پر نور رستم دوانِ افلاک زمان سپہ سالار مظفر الممالک فتح جنگِ نواب میر محبوب علیا نہا نظام الملک آصف جاہ دامِ اقبال و خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ</p> | |
| <p>کیا جوانِ نخت و جوانِ سال ہوا ہے عالم ہو گئے فصلِ بہار میں ہی اُسکے برسات چرخ پر چرائی میں اس طرح گہنائیں کالی ہر سنہ ابرین اش و پ یہ بگلون کی قطا</p> | <p>فلک پر یہی کہا تباہ جوانی کی قسم جوش سے ابر بہار ان کے ہوا یہ عالم جس طرح ہوں رخِ معشوق پہ رغبین برہم انجم کا کھشان کی ہو لڑی جیسے بہم</p> |

گردِ افلاک کو ہی ابر کرم دہتا ہے
 جوشِ پر حمتِ باری تعجب کیا ہے
 کہیں بادل کی گرجِ ہر کہیں بجلی کی کرلک
 نعرہٴ موت کا بادل کی گرجِ مین اندا
 ابر نیسان سے ہوئی ایسی تری شکن مین
 اب شمشیر مین جو ہر ہے بسکل باہی
 پسلیاں اب نہیں دریا کی دیکھا فی شین
 کشتیوں مین کہیں جیسے مین چڑھے دریا
 قوتِ نامیہ ایسی ہر تو کچھ دور نہیں
 خاک مین جان ہر ایسی کہ نہیں اسکا عجب
 نارد و زخ ہی بنو آج گلستانِ خلیل
 بات کی شاخ مین ہی آج وہ ہر استحکام
 اثر بادِ بہاری سے تعجب کیا ہے
 ارض کو فوق سما ہے اسی موسم مین
 وقت انشا اثر تازگی معنوں سے
 خطِ گلزارِ ہر قطر اس پہ پہنچیں جو لکیر
 ہے وہ بالید کی سبزہ سیرِ راہِ گداز

تارِ بارش مین ہر موتی کی لڑی کا عالم
 چاہِ بابل کا دھوان ہی جو بنے ابر کرم
 کہیں بوندوں کی پہواریں کہیں برسے چھچھم
 نگہِ شوخ کا بجلی کی تڑپ مین عالم
 گائین دیکھ تو اٹھ شعلہ کی جامو جیم
 آبِ آئینہ مین غواص ہے عکسِ آدم
 خوب تنِ تنکے روان ہونے لگے موجیم
 ہو رہی ہیں کہیں تیرا کونین شریطین باہم
 دوڑیں اٹھ اٹھ کئے مین برسے اگر نقش قدم
 زندہ ہو جائیں اگر زیر زمین اہلِ صنوم
 اگلے سوختہ ہی ہوں گلِ گلزارِ ارم
 توڑنا چاہیں تو ٹوٹیں نہ کہیں قولِ قسم
 گلستانِ صورتِ گلزارِ ہر بخسل ماتم
 کہ زمین لوحِ زمردی ہر فلک ہر نیل
 شاخِ سرسبز بنے بات مین کاتب کے قلم
 ہو بزمِ گلِ گلِ گلِ ریشہ سوراخِ قسَم
 زور سے جکے اکٹھے جاتے ہیں بُرکے قدم

شوخی نگ سے ہندیکے ہر رنگ شفق
 کہیں طاؤس چمن کی ہر نوائے لکش
 ہر کہیں گل کی مہک تو کہیں بلبل کی چپک
 نگہت کل کا اثر ہو نفسِ مطرب میں
 بہینی بہینی ہر وہ خوشبو کہ معطر ہو باغ
 بسے لیتا ہے شگوفے کے شگوفہ کہلکر
 روز ہر باغ میں ہیں گلبدنوں کے جلسے
 یہ ہر موجود وہ عدم یہ تازہ وہ کہن
 بزمِ عشرت کا عجب رنگ ہر اس مہتمم
 سب سے سیارہ کو بھی میں شرف حاصل ہر
 نہ ہے گرمی نہ کہیں حد سے زیادہ سردی
 روز نور روز ہر وہ فوج و مسعود و سید
 عکس ہی اسکا کہ بیضہ نولاد کو چوہ
 آج وہ قدر ہر آنکھ کے مقابل کیجے
 بیضہ مرغ کو گر بیضہ گردون کے
 شور ہر قنقل سینا کا چلو آؤ پیو
 لائے میخانہ پہ کیا آج قدم ہی پہلے

لالہ باغ پہ ہے لال پری کا عالم
 کہیں آتی ہیں پیہون کی صدائیں پیہم
 کوک کوئل کی ہر آگن سے ہی خوشتر ہر
 گائیں اس فصل میں گر لم کلی اہل غنم
 ٹہنڈی ٹہنڈی وہ ہوائیں ہیں کہ دل ہو مغم
 شاخ سے شاخ گلے ملتی ہر کیا کیا ہم
 چنڈیاں ساڈیاں سُرخ اُسپر رشک کم
 باغ محبوب کہاں اور کہاں باغِ ارم
 گاتے ہیں گونڈا رابل طرب اہل نفم
 معتدل آجکے دن چارون غنا ہر ہم
 حیدر آباد میں ہر فصل کا ایسا عالم
 کہ زحل کی ہی سعادت نہیں جیس سے کم
 بیضہ بازی نوروز ہے وہ سچ حکم
 تاج پرویز کے مو قی نہ خریدے عالم
 خطِ مخور سے لکیر اُس میں ہو ثابت ہر دم
 منجھون نے ہی پچا رکھی ہر کیا کیا ہم
 پہلے مومن کا جو ایمان تو ہندو کا ہر دم

| | |
|---|---|
| محو و پختو دیہی کوئی آپ سے اٹھ سکتا ہر جشن نوروز ہے دربار شہر والا ہے منصب و خلعت جاگیر و خطاب و خدمت عکس ہی نذر گزار و نکاح و نذر گزار شاہ کے نام سے ہوتی ہر محبت پیدا نام لیجے اگر اسکا تو اُسیدم کبھی ہے خسر و نامور و بادشہ نام آور | محفل عیش میں جم جائے یہاں پتھر کے جم اہل دربار ہزاروں میں یہاں کم سے کم خیر خواہوں کو عطا آج ہوئے میں پیہم جانجا آئینے یوان میں میں قد آدم کیون نہ محبوب دل خلق ہوا سہم عظم عقدہ کار ہو کیا ہی جو دشوار و اہم شان میں جہکی کیا داغ نے مطلع ہے |
|---|---|

مطلع ثانی

| | |
|--|--|
| صاحب طبع و علم مالک شمشیر و قلم مالک مملکت و مال سنان کنت کو کب کو کب بخت و اقبال و داغ و نگہ دل روشن جسکے جلو سے چمک مہر جہاں تاب کی نہ بذل میں عدل میں ہر حاتم و کسری کی نہ ایسی سلطوت ہے کہ تہا رہے میں اہل آند شاہ کا حرف سیاست جو ہوا ہے مشہور ہیبت شاہ سے کہ ہا رہیں پانی پانی | میر محبوب علی جان شہ فرخندہ شیم صاحب دبدبہ و طنطنہ و جاہ و شیم مہر اقبال چشم چشم و چراغ عالم فہم و ادراک و ذکا و عمل و علم علم جسکے چہرے سے دیک ما و فلک کی نہ ہم رزم میں بزم میں ہر ثانی اسکندر و جم موت ہی ڈھونڈتی ہر اپنے لئے راہ عدم خون سے دانت نکالے ہوئے ہر چہن بین علم اگر آذر ہی تراشے کہنی ترشے نہ صنم |
|--|--|

| | |
|---|--|
| <p>بازو سے بازین ہو پرورشِ بچہ قاز گنج سلطان کی اگر دیکھ لے کثرتِ قاون ایر نہ ہے جو کہ ہر خوانِ عطا خوانِ خلیل قدرا سی ہر سپاہی کی جو پاتا یہ نہ و نیکیان شاہ کی لکھی ہن ازل میں جو بہت منح حاضرین لکھا ہر داغ و مطلعِ پیش</p> | <p>اور بڑ خالہ کو آغوش میں پالے مستقیم تو دین ساتھ دولے کے بکجاے بہیم ایر نہ ہے فیض کہ ہر دستِ سخا ابر کرم چھوڑ کر خدمت کا دوس کو آستین کچھ تعجب نہیں فرسودہ ہون گرج و سلم شکے آمنت کہ جب کو زبانِ عالم</p> |
|---|--|

مطلع ثالث

| | |
|---|---|
| <p>کیا عجب ناموری سے تری آبر بھر کرم جمع ہیں ایک تری ذات میں کتنے اوصاف نور ایمان سے وہ روشن ہر دل پاک اور یہی دوسری پیدا ہو برابر کی حبل تو جو چاہے نہ ہے دہر میں کب تک باقی گر کسی نرخ یہ پٹیرے تری جس جنات ہر دم معرکہ حاصل تجھ وہ استقلال کعبہ مقصد آفاق ہے تیرا دیدار تیرے ہی دست سخاوت کی کرامت کیے تیرا حکمی ہے ترا حکم کثرتا ہی نہیں</p> | <p>فلس ہی پہ ترا سکھو مانندِ دم بذلِ انصاف و ہنر پروری لطف و کرم دیکھ یہ جب تو بروانہ بنے شمعِ حرم ملک الموت ار کا دم ماہی بھر کا ہی خار سے خالی ہو شکم تو فرشتوں کو یہ لالچ ہو کرین بیعِ سلم قطبِ نارے کی طرح نہ بنے تیرا قدم مردم دیدہ ہوں قربانِ صفتِ طوفِ حرم یون جو بے پائون کے چلتا ہر زمانے میں قہر انداز ہر تو مثلِ قصائے مبرم</p> |
|---|---|

| | |
|--|--|
| تیرے بند خواہ کو بہر طرحے سنگین پایا حشر تک قبرِ عدو سے یہ صدائیں آئیں یوں ہے مرد و عدد و بارگہ عالی سے سلامی فن ہی عدد و جو تو نہو اسکا گزر ہے ازل سے یہ تیرے در کا سلامی شاہ دخل کیا ہو جو تیرے عہد میں کوئی بر با حید آباد ہے جنت سے سودا دار الامن | اُسے اُلٹا ہی اُلٹ کو تو ملا وہ ہی اُلٹ ہو ہے غم و لے اُلٹ ہے غصہ و لے غم جس طرح رکھ نہ سکے چرخِ پالمیں قدم چوبِ دربان میں ہر موٹی کے عصا کا عالم پشت ہر پیر فلک کی اسی تسلیم سے خم کہ پر گاہ کو رکھتی ہے بھگو کر شبنم کہا کے گندم نہ یہاں نے کہی نکلے آدم |
|--|--|

تقریف اسپ

| | |
|--|---|
| شاہ کے اسپ کی کیا تیز روی ہو تیر صورت کا قد بادِ مخیہ اُسیدم اُسکا خامہ کا غدیہ نہ پہنچے کہ یہ مانند خیال چاٹ لے خاکِ قدم کی اگر اسکے وہ کہی جائے سیکہ جو تیرے اسپ کی صوت ہوتی | ہاتھ سے کاتبِ اعمال کے چھٹا ہر قلم کچے کر صفحہ قرطاس نہ نام اسکا قسم طے کرے آن میں صد و محو حیط عالم پشت ماہی یہ جسے گا وزیر کا نہ قدم کنج فارون میں در نام کو تہمتا نہ درم |
|--|---|

تقریف فیل

| | |
|---|---|
| فیل وہ فیل جسے کوہِ جواہر کیئے وقتِ رفتار و ہفت ہر دل کا وزین چلتے چلتے جو ٹہر جائے پڑے بوجہ ایسا | رودِ الماس میں ذانت اور بدن ہر سیم مست ہو کر جو چھٹے وہ تو ہو عالمِ برجم ماہی یزید میں کا بھی تو دہش جائے شکم |
|---|---|

سحر چشم ہر رنگ اسکا گرو صانع نے
 مدحتِ خسرو آفاق ہو کیونکر پوری
 سایہ عاطفتِ شاہِ دکن ^{دکن} ہر جیب سے
 بابِ عالی کی حضور سی وہ حاصل ہر شرف
 احمر بین فرس ^{فرس} و خسرو ^{خسرو} و دورانِ بخت
 از زبان تو ہونا ساز و ستایش پیرا
 اے نگہِ بخت کو میسر ہے انوارِ جلال
 حوصلہ میری دعا کا تو یہی کہتا ہر
 وہ دعا جس سے ہوئے زمین گفار و کلام
 وہ دعا جسکو فرشتے کہیں سُنکر تین
 وہ دعا جسکے شجر سے ہیں حجر تک متناق
 وہ دعا یہ ہر خدا تجھ کو سلامت کہے
 تجھ کو انہی خدائیں خدا یگانہ ملے
 خضر و الیاس ^{الیاس} و سب سے ہی ہر عمر در
 زیرِ فرمانِ حکومت رہے رُبعِ مسکن
 جبلِ طور تو شاہِ ہر سر تا بقدم
 اتنی طاقتِ نذر بان میں ہر بارے ظلم
 کہاتے ہیں قصہ و غفور ^{غفور} کے سر کی قسم
 جہین آتا ہے کہ خود چوم لون میں اپنے قدم
 اے عمر بنِ جَل ^{جل} اُس ^{اُس} ہا میں تو جسکے قلم
 اے رہن تو بھی ملح ^{ملح} حدِ بود عالم
 اے مرہ دست دعا ^{دعا} جسکے دعا کر ہیسم
 اور اونچا ہو کی طرح عرشِ عظیم
 وہ دعا جس سے شرف ہو قمر طاس و سلم
 وہ دعا حُر ز دل و قوت جانِ آدم
 وہ دعا جسکا اثر آج ہے عالمِ عالم
 تخت شاہی پہ رہے شاد و بصد از نعم
 تیرا حامی و مددگار رہے شاہِ عالم
 قیصر و خسرو و جہم سے ہو سوا جاہ و شم
 اور منقاد رہیں اہلِ عرب ^{عرب} اے بخت

اس دعا گو کی دُعا میں ہوں ابھی مقبول

داعِ مداح رہے مودِ الطافِ دکر

قصیدہ در بہیت الفطوح علی حضرت گالے متعالے حضور نور ستم دون
افلاطون نام سپہ سالار منطف الممالک فتح جنگ السلطان ابن
السلطان میر محبوب علیخان بہاؤ نظام الممالک آصفی و خلد المملکہ و سلطنتہ

| | | | |
|------------------|----------------------|----------------------|--------------------|
| صحن زمین سطح فلک | اسے جنبا اصل عالمی | صحن زمین سطح فلک | ہے عید کے دن کشتا |
| صحن زمین سطح فلک | ہے شامل اہل صفا | صحن زمین سطح فلک | پاک ابرجت نے کیا |
| صحن زمین سطح فلک | عید آتے ہی کچھ اوتار | برے یہ تخت فوق ہی | خصت سے ماہو موم کی |
| صحن زمین سطح فلک | اک صافانے باد صبا | آئینہ بون پست بلند | بے عید کا سامان چو |
| صحن زمین سطح فلک | ہے کس قدر رونق فرا | خورشید کو بھی عید ہے | ہر ذرہ اک خورشید |
| صحن زمین سطح فلک | بے عید سے کیا پھندا | قدسی بھی سب نشا دین | خوش جیسے آدم زہین |
| صحن زمین سطح فلک | تخت زمرہ کا بنا | رنگ آسمان کا اخضر | یہ سبز سبز ہے پتھر |
| صحن زمین سطح فلک | ہر برگ بڑکے ہو گیا | اندھے بالیدگی | یہ سبز کی رونیدگی |
| صحن زمین سطح فلک | ہے اک بے باخوشنا | اٹمین ستارے جلوہ گر | اسمین کیلے گلہاتے |
| صحن زمین سطح فلک | عشرت فراغت فرا | تو غفرانی ہے شفق | ہمراہ کے گل کاوق |
| صحن زمین سطح فلک | سامان کیا کیا زرق کا | ہے خوشہ پروین ہاں | ہے خوشہ گندم بیان |
| صحن زمین سطح فلک | طوبے جسکے پہر گیا | روشن جمال شاہ ہے | دربار آصف جاہ ہے |
| صحن زمین سطح فلک | جہاں کیا کیا خوشنا | اک چاندن کا سامان | فرش مقدس سے عین |

| | | | |
|----------------------|----------------------|------------------------|-----------------|
| رشن مین فرشی جلاوا | عقد ثریا ہے اُدھر | پر نور اک اک سے ہوا | صحن مین سطح فلک |
| مستہ نشین ہے بادشاہ | ہے شامیانہ رشک | کیونکر نہ اترائیں پہلا | صحن مین سطح فلک |
| وہ شاہ کا نور طر | پر تو سے جسکے سر سبز | شمس الضحیٰ بدر اچھا | صحن مین سطح فلک |
| بجر کرم ہے موج پر | سلطان کا طالع اوج پر | کرتے مین فخر اسکا بجا | صحن مین سطح فلک |
| اسکو بے ممکن تخی سے | اسکو تعلق نجات سے | تہہ حقیقت ورنہ کیا | صحن مین سطح فلک |
| محبوب سلطان کن | ہے ظل رب ذوالنور | پر تو سے جسکے پر ضیا | صحن مین سطح فلک |
| مطلع بضمون وسیع | اک لکھون با شان وسیع | جسپر مہن شیدا و فلا | صحن مین سطح فلک |
| مطلع ثانی | | | |
| جسکا فروغ شہ سے کیا | صحن مین سطح فلک | اب ہے جہین نہ لقا | صحن مین سطح فلک |
| اول تو حید امتی | پہر اسپہ تیرا حوصلہ | اتنا بڑا جتنا بڑا | صحن مین سطح فلک |
| اسپر تر نقش قدم | اسپر تر خطِ علم | کیسا لگاؤ مین گیب | صحن مین سطح فلک |
| یہ تیرے گوبر کے لئے | وہ تیرے اختر کے لئے | اسوا سطلے پیدا ہوا | صحن مین سطح فلک |
| گوہر کی اسمین آج ہے | اختر کی اسمین آج ہے | روشن مین اپنی اپنی جا | صحن مین سطح فلک |
| بدخواہ کی مین تا مین | لکڑی لائیں خاک مین | ہین گرچہ ظاہر مین جدا | صحن مین سطح فلک |
| قبرِ عدو ہو اسمین گر | سپر گرے وہ ٹوٹ کر | پاتے نہ کیوں ٹٹوٹا | صحن مین سطح فلک |
| منظور ہو گر شاہ کو | چسپین سہ بدخواہ کو | بلکہ برنگِ آسیا | صحن مین سطح فلک |
| شاہ دکن کی نیکیاں | لکھن جانیں بے گمان | گر صفحہ ہو قریاس کا | صحن مین سطح فلک |

| | | | |
|----------------------|----------------------|-------------------------|-----------------|
| یون شہ کا قلب صاف ہے | یون پاک یون شفاف ہے | جسے پس ابرو ہوا | صحن میں سطح فلک |
| دست قلب شاہ کی | کوئی کرے کیا روشی | چھوٹے ہنڈ سے سیوا | صحن میں سطح فلک |
| کیسے پنگ و شیراز | لے نسر طائر کی خبر | دو صید گہرین جا بجا | صحن میں سطح فلک |
| دست کرم ہرز روشن | بخت سا اختر نشان | انق و لتون بنے بہ دیا | صحن میں سطح فلک |
| گم ہو گئے مغلّی | تخاج ہی میں اغنی | کینڈ کر ہوں بے برگ فوا | صحن میں سطح فلک |
| دست سخاوت دیکھ کر | پہیلا ہول ہے کس قدر | ہی دامن جہر میں ہوا | صحن میں سطح فلک |
| اس میں قہر کیا کہاں | ہے جا بجا آمن و امان | رہکتے ہیں تاشیر شفا | صحن میں سطح فلک |
| آب ہوا کا ہے اثر | پہیلی ہر حکمت کس قدر | خود میں اشارت شفا | صحن میں سطح فلک |
| عالم میں تیر خج بیان | آخر سمانگی کہاں | کیا بڑے گے ہو گا چو گنا | صحن میں سطح فلک |

تعریف اسپ

| | | | |
|--------------------|-----------------------|------------------------|-----------------|
| وہ شپ چالاک ہے | بجلی ہی حکمت پاک ہے | اک آن میں طر کر گیا | صحن میں سطح فلک |
| جب گرم ہو تیر سمنہ | اڑ جا پٹ بلند | ہے اسکے آگے خیر کیا | صحن میں سطح فلک |
| گشت سمنہ باد پا | گر ہونہ دم میں جا بجا | بیکار ہے کس کام کا | صحن میں سطح فلک |
| نعل سم تو سن بیان | طاہر نہ نوہر و بان | روکش ہو کیا کیا دیکھنا | صحن میں سطح فلک |

در تعریف میل

| | | | |
|-----------------------|----------------------|--------------------|-----------------|
| بات ہی ہی میا زور مند | اسپہ غاری ہی بلند | نیچا ہوا ادسچا جڑا | صحن میں سطح فلک |
| یہ سچ وری فوج کی | جہود و عکس افکن ہوئی | مانند لالہ کہل گیا | صحن میں سطح فلک |

| | | | |
|-----------------------|-----------------------|-----------------------|------------------|
| مشقِ تواجدِ جہول | لشکر سے ایسی گمراہی | اپس میں اکثر لگیا | صحن میں سطحِ فلک |
| خاکِ عنبِ ربیعی | ہر چرخِ تک پہیلی ہوئی | چڑا ہو یا رب تا کجا | صحن میں سطحِ فلک |
| فوارہ خونِ عدد | کیا جوشنِ نہر چارو | مثلِ شفقِ رنگین ہوا | صحن میں سطحِ فلک |
| دیکھو عمارِ داغِ آب | تاثیرِ کرجی سے طلب | باندھا کر گیکانا کجا | صحن میں سطحِ فلک |
| ای بادشاہِ سپہر سے | اُس دُور کا سایہ ہے | جس فرت سے پیدا ہوا | صحن میں سطحِ فلک |
| ہو بے مسکونِ غل | آئے نہ تا گردِ خلیل | تیرے ہونے پر غلِ خدا | صحن میں سطحِ فلک |
| زر کے یہاں انبارِ ہون | حاصلِ ہوانِ نوارِ ہون | پھیلا کے اُس میں دُعا | صحن میں سطحِ فلک |
| سپہر سے بدخواہ | انکارِ بریں چرخ | اُسکو ہود و رخ سے ہوا | صحن میں سطحِ فلک |
| خاکِ تنِ بدخواہ ہے | دشمن کے دو دواہے | بن جائے یارب دوسرا | صحن میں سطحِ فلک |
| اس شش جہت میں باخدا | ہو دور دور شاہ کا | ہو زیرِ حکمِ بادشاہ | صحن میں سطحِ فلک |
| | یہ بادشاہِ ایم رہے | یہ سلطنتِ قائم رہے | |
| | جتنک میں حاجت روا | صحن میں سطحِ فلک | |

قصیدہ حمید و ترغیب عیدِ نبیام علی حضرت بندگِ کائناتِ متعالیٰ حضورِ کریم
 دورانِ فلاح و نجات سپہ سالارِ مظفر الممالک فتح جنگِ سلطانِ ابن
 السلطان میر محبوب علیخان بہادر نظام الممالک آصفیہ خلد اللہ ملک و سلطنت

جلوہ شاہ معنی نظر آ یا ناگاہ

شب کو تین منکر میں تہا خلوتی خلوت گما

بارک اللہ زبے حسن کج دل ہو پتلا
 رنگ و رنگ نیا میں گل و ریحان جسکو
 اُس پر پچھر خوش انداز کا وہ حسن و جمال
 غمزدہ تیر کہ نچیر ہوں ترکانِ فتن
 عشوہ وہ نادک دلہ دزنہیں جسے امان
 شوخ گفتار کہ بلبل ہی کہے جس بلبل
 ہانکے انداز سے کیا ترچہ ادا میں کوش
 سرو و شمشاد و صنوبر سے بھی زیبا قیامت
 تن نازک کو گران ہو جو چھوئے با و صبا
 نوک منقار سے لے نصدر گِ گل بلبل
 رخ پر نور وہ روشن ہو کہ جسکے آگے
 اللہ اللہ وہ تجلی ہو رخ روشن کی
 دولت حسن کی کرتی میں حفاظتِ یقین
 اُسکے عشقِ رخ پر نور کا دل شاد ہے
 اُسکے خوشبو سے معطر ہے دماغِ دل و جان
 شہیون میں وہ شرارت کہ راہی توبہ
 ترک چشم ایک جفا مند ہے یا ترک فلک

خوش اللہ خجے جلوہ کٹھیر سے نہ نگاہ
 نور و نور کہ پہونچے خجے مہر نہ ماہ
 حور ہی جسکو کہے دیکھ کے ماشاء اللہ
 عشوہ وہ سحر کہ تسخیر ہوں گردانِ ہر
 غمزدہ وہ تیغ جہانہ دزنہیں جسکی پناہ
 تیز رفتار کہ محشر ہی کہے بسم اللہ
 ہو گیا گوشہ ابرو سے طرف طرف کلام
 مسخ تر لالہ گل سے بھی قبا اور کلام
 چہرہ صاف ہو میلا جو پڑے گردنِ گناہ
 اس نزاکت کا ہو سودا اگر اسکو ناگاہ
 مہر تابان ہو تو اماں میں خالِ سیاہ
 دیکھ کر سورہ الشمس پڑھیں اہل اللہ
 اس خزانہ کے نگہبان میں یہ وہ بار سیاہ
 اُسکے حسن نظر افروز کی آنکھیں میں گواہ
 اُسکے رنگ گل رخسار سے نگین ہر نگاہ
 چتو فون میں وہ قیامت کہ عباد اللہ
 فوجِ مہرگان ہو کہ چنگیز کی خونریز سپاہ

نرگس شیم کی تسخیر بعینہ حب و
 ساتھ لاکھ کے وہ سسی کی دھڑکی لپ
 رخ پر نور ہے خورشید تو ابرو پر بلال
 دل کو اُس چاہہ زخمان سے وہی شیم
 سامعہ اسکی حکایت سے بشارت اندو
 نہ وہ حیرم نہ بیدر نہ بے مہر و غل
 ہوش افزا طرب افزا خرد افزا کیا کیا
 لطف و اخلاص و محبت سے نہایت غبت
 مہربانی سے وہ دے اسکو دلاسا کیا کیا
 اپنے ہا نوں سے بڑا ہے اُسی جانب ہن
 حور جنت یہ گرام اسباب میں ہے
 اُسکی شوخی وہ قیامت کہ جسے دیکھتے
 مینے دیکھا جو یہ جلوہ تو زربے ہوشن بجا
 متحیر متعجب متفکر ہو کر
 دلربائی کے سب اندازِ آدائین لکش
 زہرہ ہر یا ہے تھر برق ہر یا ہر خورشید
 زیر لب نالہ و آواز سے مُبْتَسِم ہو کر

خط عارض میں سراسر اثر مہر گیا
 شفقِ شام شبِ مہل ہم سُرخ و سیا
 جو ہر فرد و ذرین ہر تو کہ نارنگا
 پہلے کرنے سے جو یوسف کو خط نہالہ چاہ
 باصرہ اُسکے نظارہ سے مٹو رہو
 صاف چہرے پٹکتے تھے و نالہ اور نہا
 حیلہ و کمرو و غاتے نہ جفاے جانکا
 کینہ و بغض و عداوت سے بغایت کرنا
 مال دیکھے کسی مشتاق کا اپنے جوتہا
 دستِ مشتاق پڑ کر اسی صورت کو تا
 وصل اسکا ہر خواب و فراق اسکا گناہ
 لوٹ جائے دلِ مشتاق تڑپ جائے گناہ
 لب سے نالہ دل بیتاب سے نکلی اکا
 اُٹا گئے ہوش کہ یہ کون ہر یاماں الہ
 اُس سے پوچھا کہ ترانہم ہر کیا کر گناہ
 حور ہر یا ہے پری جسدِ بادے سے
 اُسے یہ مجھے کہا میں ہوں نوید و خواہ

بخبر شجوخو خبر یہی ہر کہ عید آئی ہے
 حج ہر کیا چیز یہ وہ چیز ہر وہ نعمت ہے
 نہیں عالم میں خوشی حج کی خوشی سے بڑھ کر
 آئے ہیں مکہ میں باہر سے مسافر لاکھوں
 حق تعالیٰ کو ہوا جامہ احرام پہنہ
 نیت عمرہ سے احرام کسینے باندھا
 شور لبتیک کہیں ہر تو کہیں شغل نہ رود
 سنگ آسودہ کا کہی بوسہ کہی لب پڑھا
 گشت کرتا ہر کوئی تن کے صفاء و کد
 رہتے ہیں چاروں اماموں کے متصل آبا
 کوئی ہر دولت عقیقی کا خدا سے ملتا
 ظلمت پر وہ کعبہ ہے مگر سر چشم
 چلکے کعبہ سے ٹہرتے ہیں مینا میں شیکو
 فاصلہ کعبہ سے نو کوس کا ہر تا عرفات
 ظہر کے بعد سے ہوتا ہر وہاں خطبہ شروع
 مسجد مزدلفہ میں منا و عرفات
 پڑھتے ہیں ساتھ وہاں آکے عشاء و معرب

عید حج کہتی ہر اس عید کو حسب حق اللہ
 مدت العمر کے ہو جاتے ہیں سب غفوکنا
 کہ مسلمانوں کو دیتا ہر یہ دولت اللہ
 اہل اسلام کا کیا جوش ہے اللہ
 ایک ہی وضع ہر درویش سے تاشا پختہ
 اور یہ شوق کہ طر جلد ہو تعمیم کی را
 بانگ تکبیر کہیں ہر تو کہیں بانگ صلوة
 ہے طواف اور کہی داخلے بیت اللہ
 کسی مشتاق زیارت کی حرم پرستے گنا
 ہوتے ہیں ورد و صلوة آئمہ پر شام پکا
 کوئی کہتا ہر میرے مجتہدے اللہ گنا
 ہوتی ہر اہل زیارت کی منور جو گنا
 اور سوئے عرفات آتے ہیں ہر وقت پکا
 اس میں نوا کعبہ سے ہوتی ہر سوا خلق اللہ
 عصر کے بعد سے لے جاتے ہیں خمی خراگاہ
 بہر حجاج ہر اکرات کی وہ طاعت گنا
 اہل حج کرنے میں تحمید و مناجات اللہ

جب چلے مژدغہ سے تو مینا میں پرستے
 رحم شیطان لعین کے لئے لنگر مارے
 شتر و دنبہ رُمرز فوج ہوئے ہیں تنے
 قابل دید ہر بازارِ سن کی خوبی
 ہفت اقلیم کے ہیں اطللس و دنیا موجود
 حج کے ارکان و مناسک کی یہی تکمیل
 یوں چلا فافلہ بٹلے سے بسوے شرب
 دلِ شائق کو یہ شوق کہ اُڑ کر پہنچوں
 آمد آمد کی خبر سننے ہی مہمانوں کی
 غلِ بواصلِ علی صل علی کا پیہم
 چاہیئے روضہ اظہر کی زیارت کئے
 چرخِ اخضر ہر کبانِ قبۃ اخضر کا نظیر
 کعبہ کرتا ہر طواف اسکا یہاں یہاں مقام
 یہ مقام متبرک وہ ادب کی ہے جگہ
 پہلے تمام کیا پھر وہیں بدلی پوشاک
 مسجدِ اکملِ مرسل میں ہوئے ربّ حاضر
 وہ نبی صل علیہ وسلم کا مزارِ اقدس

تین دن کے لئے ہوتی ہر وہی منظر لگا
 پڑھ کے لا حول و لا قوۃ الا باللہ
 آسمانِ شفقی رنگِ بنی مہربان گنا
 اسلحہ اقمش اشیائے فراوانِ کھوا
 ہے یہ بازار کہ گلزار ہر رنگین سیرا
 کرتی ہر طوافِ حرم جا کے جو پہرِ خلقِ تہ
 نغمہ پیرا خوش الحان میں صدیٰ خجّانِ ہما
 مجھے پیچھے ہی رہے بڑھ نہ سکے ننگا
 رہتے ہیں لوگ مدینے کی سبھی شہم براہ
 دُور سے قبۃِ انور کو جو دیکھا ناگا
 پاک ہوا شکِ ندامت سے وضو کر کے گنا
 ہفت افلاک نہیں جسکے مثالِ اشیاء
 اسکے قدسی ہی مجاور ہیں ہے وہ درگا
 زل لرزتا ہے جہاں کانپتے ہیں پائے کا
 سب بنے عظیمِ مین جیسے عروسِ نشا
 خاک اُس مسجدِ انور کی ہوئی زیبِ جا
 چادرین نور کی پڑتی ہیں جانِ شامِ گنا

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں
 ہر روز پڑھا کر

واسطے لغتِ نبی کے متقاضی ہو کر
شانِ حضرت میں پڑیوں مطلع مقبول
فخرِ انسانِ ملکِ شہ کو نین پناہ
ملک ہو ملک ہو یا کوئی ملک ہو کہ ملک
ہر رخ و مومے مبارک ہی کے پر تو کا
قابِ توسین کا یا ہر ممتاعِ عالی
آپ کی ذات ہو وہ ہادی دینِ ایمان
آپ سا کون ہو عالم میں شفیق امت
شافعِ روز جزا ہر وہی ذاتِ اقدس
آپ کی وجہ سے ہر دولتِ عقبی حاصل
نا تو ان کو قوسی دل جو کرے آپ کا لطف
صاحبِ علم لدن واقفِ اسرارِ حفی
آپ ہی تو ہیں مدوکارِ ملک و ملکوت
شاہِ وہ شاہ سکند حشم و قیصرِ تخت
شاہِ وہ شاہِ تہمتن تن و برز و بازو
شاہِ وہ شاہِ عطا پاش خطا پوش و شفیق
آج دربارِ دربارِ باہینِ سب حاضرین

مجلسِ عذیبہ و آلِ محمدیہ

دل نے جب مجھے کہلینے کہا بے لعل
سننے ہی نہ ملے سب کہیں سبحان
سیدی احمد محبوب و حبیبِ اللہ
زیرِ فرمانِ محمد بن وہ ہے شاہِ نشا
تاقیامت جو ریگیا یہ سفید اور سیا
اللہ اللہ سے یہ مرتبہ و رفعت جاہ
آگئے راہ پر اسلام کے لاکھوں گمراہ
کہ میرا رہتی ہر مانِ آپ سے شفقت کی نگاہ
بخشوا سینگے وہی امتِ عاصی کے گناہ
آپ کی وجہ سے فردوسِ نہایت گاہ
لے اڑے کوہ کو بھی اپنی ہوا میں پرکاہ
حالِ کونین سے ہر قلبِ مطہر آگاہ
آپ ہی شاہِ و گن کے ہی تو ہیں ایش پنا
شاہِ وہ شاہِ فریدیون فر و جمشید کلا
شاہِ وہ شاہِ ملکِ منزلت و کیوان جا
شاہِ وہ شاہِ جہان پرورد و آفاق پنا
شاہِ وہ شاہِ اہلِ متعلم اہلِ سپاہ

مدح سلطان مین پرمون مطلع روشن ایسا

رنگ رخسید جی شتاب موجود غیرت ما

مطلع

خسر و ملک و کن پادشہ ظل اللہ
مشتری جاہ و عطار درستم و ماہ خدم
شان و وہ شان کہ بقصد چمکے فرق نیاز
عدل و عدل نہیں جبین نایب مطلق
لطف و لطف کہ ہون رام رمیدہ خاطر
غرم و غرم کہ لے آن میں ربع مسکن
جاہ و اقبال کو ہر ظل سعادت سے شرف
جس قدر بخت بلند آسقا راقبال بلند
یہ فلاحون مان ہر توار سطوعے زمین
رو برو اسکے بڑسا مان سکندر ایسا
چشم نقش قدم شوق میں وارہتی ہے
نیزہ بردارون میں خدشید سے ہر نایز مخ
یہ وقار و رہہ نکین یہ جمال اور پہن
مہر پر نور کہان اور کہان ذرہ خاک
ڈھونڈ کر تھیر کی بخت مٹا دیتا ہے

میر محبوب علی جان نظام صف جا
شاہ نور شید علم خسر و سیارہ سپا
نام و نام کہ قربان بودل خواہ مخوا
بدل و بدل کہ لاکھون ہون خطا بحر فنا
خلق و خلق کہ بدخواہ ہی ہون نیکی خواہ
نظم و نظم کہ عاشق کا بھی دل ہونہ تبا
دست امید کو ہے و امن دولت میں پنا
دل ہی اتنا ہی بڑا جتنا بڑا امن جا
حال روشن ہوا سے دیکھتے ہی نبض نگا
مختصر جیسے ہو درویش کا رخت بنگاہ
جب گزرتی ہے سواری تجمل سررا
چتر بردارون میں برصیں سے لیکر تاما
رؤکش اس سے کرے کب ہر مجال مخوا
کوہ البرز کہان اور کہان حبشہ کا
اس نے روز جلانا ہے فلک مشعل ما

| | |
|---|--|
| <p>چشم بد و در یہ سرکار ہے کیا عالی جا سب کو آنتیسویں دن مٹی ہر پوری تھو اڑنے پائے نہ کہی ملک میں جو ٹی اؤ سب کہیں اہل زبان سنتے ہی اکرتے</p> | <p>خیر خیرات ہے انعام ہر جاگیرین میں ضرورت ص اور ملازم میں جو دیوانی کے قید ہر مرزبون کی ہر بیاتک منظر مدح حافیہ میں پڑھوں مطلع ثنائی کیا</p> |
| <p>مطلع ثنائی</p> | |
| <p>وہ اٹھتے موج کہ طوفان زدہ ہو کشتی ما ایک بازی کہ اطفال تہی وہ معرکہ کا یہ جرمی اور یہ باقاعدہ ایسی ہے سپا چرخ ڈرتا ہے جو پڑتا ہے کہی ما لہ ماہ تق گرد سے لشکر کے ہو گردا بر سیا حلقہ جو ہر کا ہے یا حور کی جے چشم سیا اسد و ثور فلک کو نہ ملے جاے پنا نالہ بانالہ ہو دما ز اگر آہ آہ آہن سنگ سہی مانگتے ہیں اس سے پنا چشم اختر میں اتر آئے دین آب سیا رکھ دے غفور سر معرکہ قد مونپ کلا اڑتے ہیں مثل شرفرق شریر و بخوا</p> | <p>خون اعدا جو بہائے تری خونریز سپا جنگ سکندر و دارا میں قواعد یہ کہاں مانتے ہیں اسے بروم سے نا انگلستان چاند ماری نہ سمجھ جائیں اسے اہل تفنگ تین سے فوج ظفر موج کے کانپ اٹھے برق پہل ہر شمشیر سیا کا یا بال پری گردم معرکہ ہو تیغ شہنشاہ علم ضرب شمشیر سے ہر وقت لب عدا کہیں گئی ہی نہیں کرتی ہر اک و امین اسکے جوہر کو وہ دیکھ نظر بد سے اگر خوف سے غجر سے لے دانتو نہیں بکا سنجر گدگرم سے ہو جاتے ہیں دشمن نے الٹا</p> |

| | |
|---|---|
| <p>دیکھ کر صورت بد خواہ خود بلیس لعین فیل وہ شام بزن اور وہ شبنگ ہوا کان تک اُسکے جو پیچھے ترے اشقر کی پہل اثر اپنا جو کہ شاہ کی نیت کا پہل ماہی زیر زمین بھی جو لگائے غوطے کیون نہ مخلص ہو رعایا کہ ولو پیر اُنکے نور ایمان کے لئے قلب تر از ظرف وین بجھو مسعود و مبارک ہو شہا عید سعید قفرم فکر میں آب غرق ہوا جاتا ہوں اس طرح اس آواہوں پر پورے اوصاف</p> | <p>کہے لائحہ عمل و لا قوۃ الا باللہ سایہ پڑ جائے جانا کا رخ کافر ہو سیا بھاگ جائے اسید چرخ بھی مثل روبا کیا تعجب ہو جو مٹم ہو ہراک برگ گیا نہ لے اُسکو ترے بحر سخاوت کی تھا لکھدے جب سورہ اخلاص ترا کلک لگا فیض نیران کے لئے سینہ ترا منزل گاہ مدعی خوار برین شاد رہیں دولت خوا دالہ مخکو کنا رہے یہ تری موج گاہ بے زبان مہ کی میری ہی بان سے کونا</p> |
| <p>داغ کی ہے یہ دھاتی رے مساعدا ہوں مدام بخت و اقبال و چشم سلطنت و دولت و جاہ</p> | |
| <p>قصیدہ روح نواب سکندر جنگ اقبال اللہ لہ قدار الملک و قدار الامیر بادام اقبال نواب ہے تونشان اقبال اقبال اللہ لہ نام آؤ ہے زینت خاندان شکوت پتھر ہے ہی نصیب کی قسم کہا</p> | <p>اقبال جہان جہان اقبال ہے روح دروان جان اقبال ہے رونق خاندان اقبال پیدا ہوا اگر زبان اقبال</p> |

قسام ازل نے روزِ اول
 وہ دیکھ لیں تیرا مصحفِ رُخ
 پیشانی اگر ہے آسمانِ قدر
 ویدارا میر ہے فوجِ بخشش
 ہاتھ آئے نہ کیوں گلِ مٹا
 اسکندر وجم کا سرِ چمکا
 چمکی میں تیری خدنگِ نصرت
 تو گو میر کا نِ سروِ بری ہے
 دیکھا تھے جسے بول اٹھا
 کہتے ہیں اسے قرآنِ سعید
 القاب ترا جو ہم عدو ہے
 دارا ہے کہاں کہاں سکندر
 انگھوں سے یہ کاتبانِ اعمال
 کرتا ہے مطیع سرِ کٹو کمو
 چرچا ہے ترازبانِ باہر
 گر جامہ زر ہے تو ہے بیکار
 جسے ہے گرانِ قار کے پاس

بخشا تجھ ار معانِ اقبال
 لیں فالِ خجکت دانِ اقبال
 خطا سپہ ہے کہکشانِ اقبال
 سرست میں میکشانِ اقبال
 گلزار ہے بوستانِ اقبال
 سرورِ تر آستانِ اقبال
 شہی میں تری کمانِ اقبال
 تو اخترِ آسمانِ اقبال
 کہتے ہیں اسیکشانِ اقبال
 تجھے جو ہوا قسطنطنیہ
 خوشحال ہیں تر جانِ اقبال
 ہو جا ساربا متحانِ اقبال
 ہیں تیرے نگاہبانِ اقبال
 سرکار کا قہر مانِ اقبال
 ہر لب پہ ہواستانِ اقبال
 جتنک نہو طیلانِ اقبال
 قیمت میں گرانِ ہے کمانِ اقبال

کیون ورنہ بہا گے اس سے ادا
 لاکھن تری ہی بندگی کا
 اکیر ہو خاک کو جو چھو لے
 بدخواہ جو ہو ترے مقابل
 ایوان رفیع و سعد و فرخ
 کہتے ہیں فلک نما ایکو
 اس کوہ پر اسقدر عمارت
 ہر ایک ستون ستون ثروت
 اسے شاہسوارِ آتش جلا
 اقبال ہے لازوال تیرا
 اقبال کی دیکھ کر ترقی
 کوئین کی نصرتیں ہوں موجود
 تا دورِ فلک رہے تیرے
 اللہ کرے کہ تاقیامت
 اقبال تیرا ہو روز افزون
 یاور ہو نہرِ دغ مثلِ آتش
 بہت رہے بمعنانِ دولت

ہشیار ہے پاسبانِ اقبال
 اقبال کرے زبانِ اقبال
 اللہ سے امتحانِ اقبال
 غنچہ کرے سنانِ اقبال
 گویا ہے اک آسمانِ اقبال
 کس اوج پہ ہے مکانِ اقبال
 معصوم ہے اصفہانِ اقبال
 ہر صحن مکانِ چنانِ اقبال
 قابو میں رہے غمانِ اقبال
 ہے فضلِ خدا ضمانِ اقبال
 کچھ کہتے ہیں بازوانِ اقبال
 آراستہ ہو جو خوانِ اقبال
 یہ نعمتِ جاودانِ اقبال
 دیکھ نہ کہی حزنِ اقبال
 ہر آنِ سوا ہو شانِ اقبال
 شوکت ہو عینِ بیانِ اقبال
 دولت رہے تو آمانِ اقبال

| | |
|--|---|
| <p>یوں طول کرے زمانِ اقبال تیرا ہی تو باغبانِ اقبال آباد ہے خانانِ اقبال میں کیا جو کروں بیانِ اقبال تو سر پہ ہے سائبانِ اقبال محبائے جو ایک آنِ اقبال نواب کا بادبانِ اقبال گیہانِ فدا یگانِ اقبال پہو لار ہے گلستانِ اقبال دن رات ہو دُورِ دمانِ اقبال</p> | <p>سو پُشت بہ پُشت ہو امارت ہے باغِ جہانگشا تا زگی بخش دنیا میں ترے ہی تم قدم سے محتاج بیان نہیں تجھے وصف گر زیرِ قدم ہے فرشِ دولت برسون کی مٹا دے کلفتوں کو ساحل پہ لگا دے میری کشتی زیبا ہے اگر تجھے کہوں میں اولاد کی تو بہت رو دیکھے روشن نہ دھڑکے زخمت</p> |
|--|---|

حاصل ہوا سے ہی دولتِ عیش

پہ داغ ہے مَحْ خزانِ اقبال



تقریظات دیوان مہتاب داغ از ساج انکار سخن طرازان

عالی دماغ بحساب حروف بھی

تقریظ از طبع وقاد جناب سید وحید الدین احمد صاحب

پہنچو و محاصل دہلوی شاگرد خاتم مصنف

ماست ہے جسے بڑا چھوٹا
کسکا بخت ہے آجکل کا
مستند زبان ہے کسکی
کسے سانچے میں شعر ڈالے میں
لوگ کہتے ہیں کسکو جان سخن
کون شیرین کلام ہے ایسا
کس سے دلی کا نام روشن ہے
نخم کسکا جگر پہ سے کاری
کسے پائی زبان نکسالی
جو حسین ہے وہ مجھ حسین ہے
کسے دل سے بہلا دیا سب کو
اسکو مانے ہوا ہے ایک جہان
اسکو اہل زبان نے کب مانا
ایسی شہرت دکن میں تھی کسکی
آج کسکی طرف زمانہ ہے
نام استاد کا سناؤں اسے
آج جو خسرو سخن ہے بیان
فخر مند وستان کہیں جگو
ہر جو عرفی ہی تو شہر رکھتا ہے

کون ہے دو جہان میں ایسا
کسے میدان شاعری مارا
لابق مع شان ہے کسکی
کسے مضمون نے نکالے میں
یون بڑائی ہے کسے شان سخن
آجکل کسکا نام ہے ایسا
کسکے حصہ میں آج یہ فن ہے
کسکا سکھوں پہ ہے جاری
کسکا مضمون ہے برتر و عالی
کسکا ایسا کلام رنگین ہے
کسے اپنا بنا لیا سب کو
اگلے لوگوں میں تھی بدلت کہا
جو خلاف اس زبان کے جانا
دہم اہل سخن میں تھی کسکی
شاہ آصف نے کسکو ناہر
جانتا جو بہت اون اسے
اسکا چہرہ تپتا ہے میرا دیوان
لوگ معجز بیان کہیں جگو
میرے استاد دماغ کے آگے

برقِ ایمنِ بیاضِ نامہ ہے
 کیا پچھنِ حاسدانِ خستہ جگر
 سخت و شوار ہے امانِ پانی
 مسنے والے کا ہوشِ پُران ہے
 اسکو دیوان کون کہت ہے
 ماہ کے دل میں داغ ہے ایکا
 مانتاب سخن ہے یہ دیوان
 ہے ترانہ لبِ معنی کا
 شاعر و ن کے لئے وثیقہ ہے
 اک جہان اس پہ جان دیتا ہے
 اس کی شوخی کا مبتلا ہے کوئی
 ایک رنگینِ یون پہ مرتا ہے
 کوئی مطلق پہ جان دیتا ہے
 گرم مضمون کو کوئی سنتا ہے
 ہے کسی کی زبان پر نالہ
 کہیں معشوق کی زبانی ہے
 شادیِ وصل کا بیان ہے کہیں

لسترا فی صبرِ رخامہ ہے
 گلکینِ سنانِ چین جو ہر
 ہے سیاہی میں تیغ کا پانی
 لفظِ قطع میں نکتہ پنہاں ہے
 یہ فصاحت کا اک صحیفہ ہے
 ریحین اس کے نام پر ہیں خدا
 آفتاب سخن ہے یہ دیوان
 ہے یہ نوشہ عروسِ مغنی کا
 لبِ زاہد پہ چیمہ و طیف ہے
 جسکو دیکھو وہ اسکا شید ہے
 طرزِ گفتار پر فدا ہے کوئی
 سادگی اک پسند کرتا ہے
 کوئی مقطع پہ پیٹ لیتا ہے
 کوئی پڑہ پڑہ کے سر کو دہنتا ہے
 ہونٹ پر ہے کیسے تجنا لہ
 کہیں گدڑی ہوئی کہانی ہے
 غمِ فرقت کی داستان ہے کہیں

| | |
|-----------------------------|------------------------------|
| عاشقانہ معیلا دیکھا | شکر دیکھا کہیں گلا دیکھا |
| ظلمِ افلاک کا بیان ہے کہیں | شکوہِ جورِ پاسبان ہے کہیں |
| کہیں قیمت کی یہی شکایت ہے | کہیں غیروں کی کچھ حکایت ہے |
| کہیں رونا ہے درِ وقت کا | شکر کرنا کہیں شکایت کا |
| ذکر ہے کچھ کہیں محبت کا | تذکرہ ہے کہیں رقابت کا |
| گل و بلبل کی داستان ہے کہیں | شمع و پروانہ کا بیان ہے کہیں |
| کہیں بیدا آسمان سے فغان | کہیں صیاد کے ستم کا بیان |
| کہیں شکوہ زبان پر لانا | کہیں کچھ کہے جھٹ پلٹ جانا |
| دلِ بیتاب کی کہیں خواری | کہیں معشوق کی طرنداری |
| کہیں چستی ہوئی سی کہیں | کہیں چٹکی جگر میں لے لینی |
| خود کہیں سادگی سے مچانا | کام اک بانگین کا کرجانا |
| کہیں شکوہ پہ اسکو دہر لینا | کہیں تہمت کا اپنے سر لینا |
| کہیں مٹی پسید کر دہی | کہیں دشمن سے بات کر لینی |
| اور ناصح پہ منہ کہیں آنا | کہیں اپنے سے بھی گڑبانا |
| اور کہیں حور سے حذر کرنا | کہیں جنت کے نام پر مرنا |
| اور کہیں مدح میگر روکی | کہیں توہین بادہ خوار دہکی |
| کہیں گلشن سے دشت میں آنا | کہیں صحرا سے باغ کو جانا |

| | |
|-----------------------------|-------------------------------|
| کبھی جنت میں جی کا گہرا نا | کو چہ یار یا د آج نا |
| گل و مہل پہ گر نظر کرنا | درد و فرقت میں رشک سے مرنا |
| کبھی ناسازی مزاج کا گو | اور کبھی ہجر وصال یار کی فکر |
| نامہ بر کی کبھی مدار تین | اور کبھی اُس سے رشک کی تہین |
| کبھی شرکان کا خون چکان بنا | کبھی اپنے سے بد گمان رہنا |
| راہ بر سے کبھی کھٹک جانا | اور کہیں راہ سے بھٹک جانا |
| جان دیکر بھی بوسہ لے لینا | گالیاں کہا کے دل کہیں دینا |
| کہیں ارمان دل بیان کرنا | راز الفت کہیں نہان کرنا |
| حسن لیلیٰ پہ مٹھہ کبھی آنا | طرز و حشمت نئی دکھا جانا |
| کبھی مجنون کے حال کی تقلید | کبھی کچھ ساربان سے گفت و شنید |
| کہیں الفت کی گرم بازاری | کہیں یوسف کی وہ خریداری |
| کبھی زندان میں نالہ و فیراد | اور کبھی قید زلف سے دل شاد |
| شوق دیدار کو نوید کہیں | وعدہ حشر کی امید کہیں |
| شوخیان میں کہیں جو آفت کی | دھمکیاں میں کہیں قیامت کی |
| کبھی کوچہ میں اُسکے کم جانا | کبھی محفل میں اُسکی جم جانا |
| بات اُسکی کبھی اوڑا دینی | اپنے مطلب کی کچھ ستا دینی |
| کہیں ہنسنے کہیں ہنسا دینا | کہیں رونا کہیں رولا دینا |

کہیں تعریف ظلم کی کرنا
 وصل آنکے خیال سے گاہے
 کہیں نالوں سے ہوش کہوینا
 کہیں ممنون لطفِ سحر کے
 یا دشوخی میں بیقرار کہیں
 کہیں تکرار کا مزا لینا
 کہیں توحید کا بیان کرنا
 دیکھ لینا وہ ہر کہیں اسکا
 کہیں تشبیہ ہے مثال کہیں
 کہیں اوستا و ذوق کے انداز
 کہیں جرأت کے ڈھنگ ہیں سار
 کہیں اندازِ مسیروں و مؤمن کا
 حمد میں خوش ادب ان کہیں
 دین و ملت کا ہے کہیں جہگڑا
 کہیں تجنازہ میں چلے جانا
 لبِ محبت نما کا حال کہیں
 کہیں زخموں پہ ہے عیتیں چمن

کہیں اپنی وف کا دم بہنا
 ناامیدی وصال سے گاہے
 اور کہیں بکیسی سے رُودینا
 ذکر چوٹے کہیں خوشامد کے
 جبر پر بھی ہے اختیار کہیں
 لستہ افی کہیں سنا دینا
 غیر پر یار کا گمان کرنا
 کہیں اپنے پہی بختیں اُسکا
 عاشقا نہی میں خیال کہیں
 طرز غالب کہیں بہ راز و نیاز
 کہیں سودا کے رنگ ہیں سار
 اور پہر خاص طرز سب جہا
 نعت میں گلِ فشان زبان کہیں
 مسئلہ ہے کہیں تصوف کا
 کہیں کعبہ میں اُسکو دیکھ آنا
 سحرِ چشمہ بانِ حلال کہیں
 کہیں نازہ ہے داعِ گلشن

| | |
|------------------------------|-----------------------------|
| کہیں فصل بہار کا ہے سنا | کہیں جلوہ گر ہے صاف خزان |
| کہیں دامنِ کمال پر تھیں | کہیں وہ ذکرِ الفتِ شیریں |
| کوہن کا لکھا ہے حال کہیں | پیرزن کا ہے اور جاں کہیں |
| اسطرح کی کوئی کتاب نہیں | سرے پانک کہیں جواب نہیں |
| جتنی غزلین ہیں بے مثال ہیں | جتنے مضمون ہیں مہِ جمال ہیں |
| جو رباعی ہے لا جواب ہے وہ | جو قصیدہ ہے انتخاب ہے وہ |
| کون ہے وہ جو مدح خوان ہوا | ختمِ پنجو وہ وصف بان ہوا |
| ایسا جادو زبان نہیں دیکھا | یہ زبان یہ بیان نہیں کیا |
| سیکڑوں اس زبان پہ مرتے ہیں | مدح میں اسکی گل کرتے ہیں |
| کر سکے مدح جو زبان میری | اتنی تاب و توان کہان میری |
| بے پلاتا نہیں ہے کیوں ساقی | شکرِ تاریخ ہے ابھی باقی |
| لکھوں جو کچھ وہ اختیال لکھوں | اسکی تاریخ لا جواب لکھوں |
| میں نے صنعت رکھی ہے کیا سمیں | نخِ جہ ہے جواب کا اسمیں |
| کنے پایا ہے اسطر حکا داغ | تیسرا ہے یہ - کارنامہ داغ |

تقریظِ نکتہ فہم و نکتہ سرائے علی سید محمد بشارت علی صاحبِ دلبوی مشاقص جان

کہولی ہے کہنے کا کل شکیں ایسی صبا | آتی ہے بوداغ میں مشکِ تارکی

حمد خدائے سخن آفرین و نعت رسولِ حنم المسلمین ایک دریائے بے کرانِ حبیبین
 بڑے بڑے شناور دن کا دم ہول جاتا ہے اور منقبت آلِ کرم و محدث اصحابِ معظم
 ایک دادی بے پایاں ہے جہاں خضر جیسا رہبرِ ستہ ہول جاتا ہے۔ مجتبیٰ پران
 کہان یارا جو گوہرِ مطلب کو بہ مد و غواصِ فکر تہ سے ہاتھ میں لاؤں یا جاؤں
 مقصود کو برساتی عقل رہبرِ یادوں۔ الحق جہاں تسلیم بالکل عاری ہے اور
 زبانوں پر بیہ شعور جاری ہے۔

زلفِ حمد و نعتِ اولیٰ است خیر کا دین سجودِ میثوانِ کردن درودی میثوانِ گفتن
 آج تسلیم کا دماغ ساتوین آسمان کی خبر لاتا ہے۔ اور کاغذ اپنے جامہ حریری میں
 پہلا نہیں سماتا۔ عروسِ بہار بصدِ شانِ رعنائی و اندازِ دلربائی مسندِ
 جمال چربلوہ افروز ہے۔ ہر نگار کی صورتِ زیبا بہرہ اندوز ہے۔ گوہر
 گرانمایہ سخن کے جوہریوں اور تلعِ زبان کے مشتریوں کو وہ زہرہ حسین
 شردہ سنار ہی ہے۔ محاورہ چست پر مرنے والوں اور طلیق اللسانی کے
 ہم بہرنے والوں کے دلوں کو گھبراہتی ہے۔ کہ ان ایامِ سمیت فرجامِ مین
 رونقِ ایوانِ سخن ناسخ و یوانہائے کہن روشن کنندہ دل و دماغ اعنی مہتاب
 داغ جو شہسوارِ معرکہ سخنوری شمعِ محفلِ پیرِ پوری بہارِ پیرائے گلشنِ معانی
 انجمنِ آداسے بزمِ نکتہ دانی ناظمِ جذبِ المہیا میں شادابی جنابِ نوابِ مرزا خان
 صاحبِ التملخص داغ و بھوکا تیسرا دیوانِ بلاغت عنوان ہے چپ کڑیاں لگ گئی ہیں

دیوان کیا ہے ویسے چہ کتاب الفت و لوح بیاض محبت ہے۔ قیلانِ خجرات
 کے لئے بخشش کا پیام بسملان تیغ نگاہ کے واسطے مرہمِ زخمِ التیام میجران
 دل انگار کے لئے مژدہ آمد و دلار یارانِ بادہ گسار کے واسطے شرابِ بے خار
 عاشقانِ دور از حبیب کے لئے قاصدِ صبارِ فگار۔ دوستانِ خوش نصیب کے
 واسطے آمد آمدِ فصلِ بہار۔ ہر مطلع مطلع آفتاب سے زیادہ نورانی۔ ہر غزل
 میں مضامین تازہ کی گل افشانی۔ ہر بیت بیتِ ابروے خوبان اور ہر مصرع
 رشکِ قدِ محسوبان۔ ہر شعر کا زلاٹہ نگ۔ ہر بیت میں نیارنگ۔ ہر شعر
 فرقتِ زوگان دور از پار کو تسلی بخش پیام۔ ہر بیت مہمان کوئے دلدار کو شہرہ
 موصلت کا جام۔ ہر فردِ لطافت مضمون میں طاق۔ ہر شعرِ نزاکت میں شہرہ
 آفاق۔ شوخی اس انداز سے جھلک دکھاتی ہے کہ ہر شعر پر نکتہ فہمانِ معنی
 رس کی جان جاتی ہے۔ جسے کوئی مصرع سنا نہ سُر مہنا خصوصاً عاشقان
 دل از دست دادہ کی توجان ہے غزل کی غزل و رد زبان ہے ایک طرف
 بندش مضمون واہ واہ کہواتی ہے۔ دوسری طرف سلاستِ زبان تڑپاتی
 ہے۔ کلام کیا عنبرِ بار ہے جسے دلی سے کلکتہ تک سبکو معطر کر دیا ہے
 شمالی ہند سے دکن تک ہر کہ وہ کا دماغ اپنی خوشبو سے بہرہ دیا ہے۔
 اعجازِ کہون تو بجائے سحرِ مری لکھن نوروا۔ مخمس کیسے پتہ خانی سے
 بھی زیادہ روشن۔ مدس ہر ہفت آرایش سے مزین۔ قصیدہ بلندی

شان و شکوہ سے فلک ہفتین پر کراتا ہے۔ ہر مصرعہ رباعی اپنے آپ کو
 بجائے خود ایک عنصر بنا تا ہے۔ غرض اس صاحبِ کمال نے قلم توڑتے
 اونے اونے شاگرد صاحبِ دیوان کر کے چھوڑ دیے۔ پہلا جب ایسا کلام
 فصاحت مرام جو تو کیوں نہ خریداروں کا اثر دام ہو۔ اکہی جب تکمیل
 کی زبان پر نالہ و آہ ہے۔ ہم شاگردوں کے سر پر سایہ اوستا و عطف
 پناہ رہے۔ این دعا ازین و از جملہ جان آیین باد فقط

تقریظ از ساج انکار جناب سید جلال عظیم آبادی عاشق کلام فردوسی
 شاگرد جناب مصنف منظرہ العاقل مقیم قصبہ بہمنی صلیع ممبئی

بنام ایزد بخشنایندہ بخشایشگر

افندستای گرامی نامہ مہتا بیاغ کہ از آسیم نامی فرخیشوران فرخیشور فرزا آباد دانش پور
 کہن ہستور زخان اردو جہان جہان اوستادیش را خستو کالبد سنخوری را
 روشن روان۔ نعمہ آموز ہزاران گلستان ہندوستان کیوان ایوان
 روشن دل و روشن دماغ نواب مرزا خان داغ دہلوی ہستیش ایزد برتر
 روز افزون گرداناد ازنگ شاگرد دانش سید جلال عظیم آبادی

| | |
|-----------------------|------------------------|
| سزایم چون خامہ سہ کتم | ستایش نوادار در سہ کتم |
| خدا یکہ مہتاب راتاب د | بسمین یاغ آن سہ ناب د |

| | |
|-------------------------------|-----------------------------|
| نسایان یکے داغ بر روی او | که باشد و را بنده نیکنو |
| بلند آسمان برین جلای او | یکے گردگان گردپنائے او |
| نه این داغ تنها گزین خداست | همانا که مهر نگین خداست |
| بگل تر قوش باغ باغ آمد است | دل اهل دل داغ داغ آمد است |
| نوگوئی دل ماه تابان شده | ز خیر بجا و رنما بان شده |
| از و آسا ساز است آراشی | وزو این جهان راست آسایشی |
| چراغی بر فروخت بر آسمان | فروغش فروزنده روی جهان |
| خدا را که همت و مانا بود | بنا بود نهی توانا بود |
| اگر مهر و ماه است گیتی فرو | یکم را شب آمد یکے راست فرو |
| دور و دور و دوسویست بهنگام را | یکے بهر چالش یک آرام را |
| ز کیوان و جبریس و بهرام و تیر | ز ناهید زینبده چرخ پیر |
| ز فروش و از نوش و چار و شیش | ز تری خشکی و کوه و سیلج |
| دگر هر چه از نیستی هست شد | بفرمان او بر تر و پست شد |
| بدونیک پیهم از و آمد است | اگر چه بداد نکو آمد است |
| ستایش گرش نیک جان و تن | نیایش گرش هر دل روشن است |
| ز به آن گزین جهان آفرین | فرستاده از آسمان بر زمین |
| هر آن کس بنزد خدا بهتر است | ز پیغمبر یا شمی که بهتر است |

خجہ ماہ تابندہ بر زمین
 زمین خاکبازیت خردیش را
 چہ اور استانی تو ای خود سکا
 تو موسیٰ نئی ہے کہ با ہوش باش
 پر اگندہ شہ چچ دستار ما
 در و د از خداوند گہبان برش
 بیاران و بر پیروان شرگ
 بمانا دآن سایہ پایدا
 تماشاے خوابیدہ رہہ دشت
 کشیم ز بلزا برنگ نوی
 بجشتم جہاز ہم از پنج گنج
 بیا اہرست ماہ سپکریا
 چانی بیا سادہ پُر کار من
 یکے بلبلی از نئے ارغوان
 چوبینمے و ما ہوش را بکام
 چوپیم بدست تو ساغر خوم
 سیہ ستیم دور دار و ز پنج

کہ فاکش یو سد سپہ برین
 نہم چرخ جلے بزرگیش را
 بدشوار را ہے منہ پیش پاے
 زبانت بگیرند خاموش باش
 ز پر کارافت د پر کار ما
 بود منبرہ ایزدی برش
 بر آن نامبرہ دار تخم بزرگ
 کہ پیغمبر از ابد از کردگار
 شب ماہ شبذیرانندن خوش است
 درمی اندر و گوئے پہلوی
 کہ شادی گداست شہ رات پنج
 کہ از پنج و اندوہ گردم ہا
 بہ پہلے من آے و شو بار من
 بدہ تا دل پیہر گرد و جوان
 تختین خورم بوسہ پسترجام
 ز سوز کیان د کے بیا داکرم
 یک آسایم اندر سراپنج

تراشیده هام خامه از مشک بید
 ز خوبان هندی و ترکان چین
 ز بالابند ان افغانیان
 ز نازک نهالان باغ فرنگ
 هم از سرو سیمینه شیرازیان
 کنون نام بردن ز بی اگهی است
 نمائند ز باغ جهان با بهشت
 که مهتاب داغست مینو سرشت
 بهشت اندرون کاخهای لبند
 سرسره زنگ و بون و بگا
 بگرداندرش باغهای پربها
 خیابان خیابان گل و یمن
 خزان اندرین باغ ننهاده پی
 شگفته هوا بشگفتند همه
 بهر سوز جوئے و انگین
 نه در روز تابش نه شب تیرگی
 کس را که هست آخته را چنبد

نوید می بامید واران نوید
 ز دوشیزه و ریدک نازنین
 ز خوشرو جوانان ایرانیان
 ز رومی پر یزادگان شوخ و تنگ
 ز طغ ز کشمیر داز تازیان
 و گردنه و چشمان بنیش تپه است
 نگهبان کرده باید بدین خوب و شت
 همانا چهار است خرم بهشت
 که از گرم و سردش نیاید گرد
 پرستار مهر و هزاران هزار
 ز گلبن هزاران بر آن صدرها
 چمن در چمن لاله و فترن
 که آردی بهشت است اینجا ندی
 ز هر رنگ گلها داماد همه
 لبالب بدست بتان ساکین
 خرد چشم پوشیده و از خیرگی
 نه وارونه آخته نه بخت نرند

سزود کو تماشاے مینو کند
 چرخش گفت گوینده در رزم سو
 جهان این پری را خریدار شد
 فروخته گیسوے او از سرست
 سفیدست گردن چو ندان پیل
 به پیشانیش ماه را بوسه گاه
 و ثرم ابرو اش که پیوسته است
 چه مرغان سناها برافروشته
 سیاهان خونی و چشم سیاه
 زمینی را دولاست خود بنیش
 چنان گوش ز آویزه گوش او
 رخا نش تر و تازه چون لاله زار
 دهاش یک جام پر گوهرست
 زخندان چو خوشترنگ سیب بهشت
 چکویم بر دوازده و دوش او
 بکارین هم آن نجبه نازنین
 دو پایش بچشم و دل دوستان

وزان پس بیدارشان خوکند
 چهلنے نیرزد بیک موے جور
 چه گویم چنان گرم بازار شد
 سزاایش مشکین پزند اندرست
 نمایان یکے فرسخ از دو میل
 گذار کند بوسه اش بادشا
 تو گوئی دو خنجر یک دست است
 نیربران از دوزخ برکاشته
 ستاره بریزد تپه سبز گاه
 ازین رو گوید که چغیش
 همه ریزد اختر باغوش او
 لباش شگفته گل اندر بها
 هم از شاخ طوبی زبان کیست
 گلوش خوش آواز از درشت
 جوانی زند جوش آغوش او
 خوش آینه گلدسته فردین
 نمایه جو سرو اندرون بوستان

چو نخل بهشتی ست بالاسر او
 چنانش جهان آفرین آفرید
 بکارش بسا سال پرداخت
 خوش آنکه یوسف بزر میخند
 گداز دل و سوز و ساز منش
 اباسو گوارش خوش آینه تر
 یکے مژده آوردم از بوستان
 که این نامه نامبردار گنج
 ز پرکار استاد مر و کهن
 ز باندان آسیم روشن و دل
 بهوش آورد و پیکر بهوش را
 خدایش که چالاک چیست آفرید
 که بهتور اردو زبان است
 بخوانند نواب مرزا و
 سخنور بخوانند استاد داغ
 خدا حجبش چنان آفرید
 هم از تحفه مر زبان زاده است

ز بالا بلند ان نه منتهای او
 که کس در جهان پیچ نشنیده
 سراپا ز ناز و اداساختند
 خرنده بجان و بسر میخند
 بصد سوگواری سر سبز نش
 که مهرش بهمانست پائیده تر
 برآمد امید دل و دوستان
 فراهم نموده به بسیار رنج
 سر انجام شد کار این سخن
 بهین پیشوائے سخن پروران
 ز کسان و دها گهی گوش را
 ز بهوش نغمین نخت آفرید
 زمینش بلند آسمان است
 بر راس و شوار اندیشه را
 دماغ خرد را بدانش چراغ
 نگون شد سرش مهر که زو کشید
 جوانمرد و خوشنوی و آزاد است

نهادش پدر بر پدر نامه دار
 بگیتی ز نام و نشان روشنست
 ز شیدا بیانی بدست گذاشت
 که از بیم دریای کولاک زن
 برودی گتا و ربر انگخته
 جهان ز خاک و خس سوخته
 چه گل گل شگفت ست گلشن ازو
 ازو میرزا مسیر زائی بماند
 وزو میرزا دست فرز انگلی
 ازو نام منظر هویداشت
 هم او نازش خاندان نصیر
 چو دیدش سخن راست و همیچم
 چه گلبرگ داغش که بدش شهر
 بتاراج رفت ست ز آشوب هند
 درینا که سر مایه ناز فوق
 از آن پس بگفت ست گلزار غ
 دگر آفتابست باداغ نام

نهادش بخوبی حسد او ندکا
 همن تنست و بدل بیژنست
 نه اید هرنه جید هرنه تید هر بدست
 گریزد با بر اندرون کر گدن
 که از ریخت سنگ ره ریخته
 چراغ دله را بر افروخته
 وزو آرزو دله آرزو
 که در نامه اش دلکشائی بماند
 و گرنه چه بود بیو انگلی
 وزو در در نام پیدا شدست
 هم او روکش شاه اُستاد پیر
 بنازید خافتان هندی بد
 سخن باغ باغ اندر و پیر پیر
 نشانش پیدا به بجال و مند
 نهان شد چنان گشت انباز و
 که راه سخن راست روشن چراغ
 که خورشید خشنده لور غلام

چو فدا مرغ آمد از کلبه او
 کنون این مه آسمان جا بگاہ
 بگردند گردون بگردش
 خدایش نگہ دارد از چشم بد
 درین نامه گوئی روان گرد است
 به افرنجہ و جرمش خرم است
 ز بهر اوستاد سخن آفرین
 بهر رنگ بہتور رنگ آمد است
 بہ اختر اگر سے خرد چرخ سپیر
 چو شاگرد شد شہر یار دکن
 کہ از خانہ پروردگان کنش
 کہ این تاج شاہ بہت استاد شاہ
 در آن آتش رشک میخستند
 بعد گر پزی دیدہ ہادو ختن
 چو کچھند زینگو نہ شہ روزگار
 درآمد بجختیش بے نیاز
 ہمہ حرکتان تا خمیدہ سر

شد از مالہ بلبلان نگ و بد
 کلاہش نخرشید تختش ز ما
 در خشنده اختر بیر اندیش
 پناہش داد از یزدان رسد
 کہ این جسم آبا و میو فرست
 کرد دانش آموز شد ہر دیا
 نگارش بود رشک از رنگ چین
 کجا ز ہر ہندانش سنگ آمد
 بسر مایاش دشت ناگردہ گہر
 یکچہ چشم بکشا بکار دکن
 کشادہ زبان از دہریش
 اگر چند باشند با فروجاہ
 وہاں دریدہ نہ میدوختند
 یکے آتش فتنہ آفرختن
 برآمد از ان روسیاہان ما
 نیایش کنان سرکش سرفراز
 ستایش کنان دست برینہ

زما گفتن ہا یک سو شدند
 از آن یک مشتے فرو پاگان
 ز بد دست ہر چند برداشتند
 دم عیسوی را شمارند باد
 ازین روست کہ سبلی روزگار
 بزرگی و ہر ہر کر کردگار
 چہ خوش گفت آموزگار این سخن
 بزرگی سراسر بود داد و داد
 ز ہے داغ چرخ برین جائے ام
 بہتر اے آوازہ کو س او
 بدان از دور فرہی راندہ اند
 بہ بد گفتن چہ بد گوہران
 ستایش نگار بود همچنان
 نہ سگ را توان گفت انباشیر
 بہ تندر نماناست بانگ جرس
 چہ ماند بہ آذر گشپ انگری
 یکے بے ہنر کہ دمکے خردال

بنا دانی خویش خستہ نہ
 پدر بر پدر خوار و کم پاگان
 نہانے ازین وے برکاشتند
 دل مردہ خویش از نہ باد
 فنا دند در پنجہ گیر و دا
 نکو ہندہ او بود خوار و نا
 بجلے بزرگان و لیری کمن
 ہم او دار و آباد و بر باد او
 دل ما و تا بان تہ پائے او
 مہین چرخ باشد زمین بس او
 بس کہ ز برگسند افشا ندہ او
 کجا بد شود نام نام آوران
 کہ سگ پاک گرد نہ از کا ذرن
 کہ قالین بافند از پشم کیر
 چہ خفتہ چہ بیدار گیر گیس
 خرنگ و شہدیز چالشگری
 چہ دانہ کہ استاد تہ جان

که باشد کلام است آن مروت
 شگفته نباشد بغوغای سنگ
 که ما شیر مردان یزدان پرست
 نوازیدن که بران خجسته
 بماند هر چه آید همانا زماست
 چه خوش گفت فردوسی ازین
 سرنا سزایان برافراشتن
 سرشته خویش گم کردن
 در تیکه تلخ ست ویران
 و رازجوی خلش بهنگام آب
 سرانجام گوهر بکار آورد
 بعنبر فروشان اگر بگذری
 و گر تو شوی نرد انگشت گره
 ز بدگوهران بد نباشد عجب
 بنا پاک زاده مدارید امید
 ز بد اصل چشم بی داشتن
 به ایزد کنون خاک آری کنم

چه دارد هنر پایگاهش نصبت
 دلیران مارانجمن بیدرگ
 بخون پلیدان نشویم دست
 چو گلها شگفته بود روی ما
 مبادا سر ما بداند پاست
 خداوند دانش خداست
 و زایشان امید بهیشتن
 بجیب اندرون مار پرور دست
 گرش در زنا فی باغ بهشت
 به بیخ انگبین یزنی شهید تاب
 همان میوه تلخ بار آورد
 شود جامه تو همه عنبری
 از وجسز سیاه بی نیایی دگر
 نشاید سترون سیاهی ربه
 که زنگی بشستن مگرد سفید
 بود خاک در دیده انباشتن
 سرانجام از خواستگار کنم

خدا یا نکوئے دہا دا ورا
 سراخام بہہ بادا این نامہ
 و ہد ماہ را داغ مہتاب داغ
 نگارندہ گو نہ گو نہ نگار
 بسام آوری وزبان آوری
 جہان دا ورا مرستایش است
 مرا پاک کردی ز ناخواندگی
 بیچپ رگیا نیایش کنم
 ہمیدون کہ خشت سبب الین من
 خرد اسوے تیرگی راہ شد
 پریشان دماغ و پراگندہ دل
 دیرنخ این برو بازوی چیدی
 کجا آن ہمہ ناز و آزادگی
 اگر خود ظہوری بیاشم چہ بود
 پریشان گہر ہا نیارست سفت
 سخن گفتن و بکرجان سنفت
 نگہدار آہنگ سید جلال

پناہندہ و مہترایا ورا
 مبادا نکو ہش بود خامہ را
 خوش آئندہ گرد چوزین یاغ
 بود تا بود مہر و مہ بر قرأ
 بسر وز گہبان پئے داوری
 کہ بند گران را کشایش ست
 توانا نمودی زوا ماندگی
 بہنگام شادی ستایش کنم
 ز خار و ز خاشاک قالین من
 ازین و از آن دست کوتاہ شد
 فروماندہ یکبارہ پایم بجل
 درینا درینا زوالا سری
 خداوندی و مرزبان ادگی
 ہم اورا بگویند بودا نیچہ بود
 مگر انچہ استا و دیرنیہ گفت
 نہ ہر کس سزای سخن گفتن ست
 خدای تو یارست چندین سال

| | |
|---------------------------|------------------------|
| در انجاش سال و سال شما | شہرم باندیشہ روزگار |
| سر انجاش نامہ درین سال بد | میر چارہ چند ہر ہفت شد |
| | ۳۰۹ ہجری |

تقریظ از تیجہ فکر میرزا محمد مشرف یار خان صاحب تخلص (شرف)
از عمائد ریاست جاوہر شاگرد حضرت داغ خطلم

یہ کیا کہا کہ داغ کو پہچانتے نہیں
وہ ایک ہی تو شخص ہے تم جانتے نہیں

اس وقت میں اپنے نامی گرامی استاد حضرت نواب میرزا خان صاحب داغ
دہلوی مدظلہم کے تیسرے دیوان اسمی مہتاب داغ پر ایک سرسری خیال ظاہر کرنا
چاہتا ہوں۔ میرا ہمارا فرض یہ ہو گا کہ عام طور پر مہتاب داغ کو ایک لاجواب کتاب
کہہ کر اپنا اطمینان نہ کر لوں بلکہ ایک ایسی تصویر کشی چوں جو اپنا ظاہری اور باطنی
جو بن ایک ہی جلوے میں دکھادے۔

مہتاب داغ ایک وسیع بازار ہے۔ اسکی ہر عالیشان۔ اسکی شاندار المیاری
سجا ہوا قیمتی سامان۔ درد۔ عشق۔ سوز۔ عبرت۔ معاملہ۔ زبان
اور اسکے بے انتہا سڈول سا پچے۔ غزل۔ قطعہ۔ رباعی۔ مسدس وغیرہ
دلپز ایک عجیب قسم کا اثر کرتے ہیں۔ اونچی اونچی میزوں کے اچھے اچھے
سامان اسٹے مکلف غلافوں سے ڈھک دیئے گئے ہیں کہ انکی حسرت دیدار

خریدار کو آگے قدم نہ بڑھانے دے۔ الماریوں کے دروازے کھول کر دیکھیے ۵
 گہٹا میں برق جو چمکی تو یاد آئی پھر ادا کیگی وہ پردہ اُٹھ کے آنے کی
 تو ہرشی اپنے نظارہ کی مقناطیسی قوت سے دل کو کھینچ لیتی ہے اور کہنے
 والی کی آنکھ کا یہ نقشہ ہے کہ اُسی حد میں ایک عرصہ تک چکر کھانے میں
 دریا کا بہنور بجاتی ہے شرف ۵

پہرا کرتی ہیں حلقہ میں شب و روز مری آنکھیں سا فرہین وطن میں
 لیکن اب تک یہ امتزج طلب ہے یعنی ہنوز کامل طور پر اس امر کی تشریح
 نہیں ہوئی ہے جسکے اظہار کا وعدہ ہو چکا ہے اسلئے دوبارہ میں مہتاب
 کو کسی اولی العظم بادشاہ کی نیز کا خوشنا گلدستہ قرار دیتا ہوں اور یہ کہنے
 کی قدرت رکھتا ہوں کہ کوئی مسکرا نے والا غنچہ ایسا نہیں جو اس میں نہ ہو
 اور نہ کوئی ہنسنے والا پھول ایسا جو اس سے باہر ہو حقیقت میں ہر پھول کی
 قدر اُسی مالی کو ہے جسے اسے تیار کیا یا اُس کو بیجاہ کو جسکے لئے تیار کیا
 گیا مصع ہے ۵ قدر گوہر شاہ داندیا بداند جمہری کو مگر میں جقدر
 خیال کرتا ہوں تو میرے اُستاد و مظلوم کی بانگین تصنیف اپنے دیکھ چکے
 دلکش اشعار اور نازک خیالات کی داد میں مجھ سے وہ لفظ مانگتی ہے
 جو میرے پاس موجود نہیں اور نہ شاید آئندہ میں مہت کر سکوں انصاف
 اس امر پر ایک عالم کا اتفاق ہے کہ ہندوستان میں آج تک کسی کتاب

گو ایسا فروغ نہوا سچ ہے! سچ ہے! سچ ہے!!!

الحمد للہ کہ یہ ملک کا سرمایہ ہماری بے انتہا خواہشوں سے آجکل زیر طبع ہے
اور غنقریب ہمارے گلون کی حامل بنے والہے آخرین بارگا و صدی
میں یہ دعا ہے کہ اس یگانہ روزگار کو عسخر خضر عطا فرمائے اور تھوڑے
ہی زمانہ میں ہم پر سنیں کہ حضرت داغ مدظلہم کا چوتھا دیوان جلوہ آرا
جہاں ہونے والا ہے فقط

اُردو ہے جسکا نام ہمیں جانتے ہیں داغ ہندوستان میں دہوم ہماری زبان کی ہے

تقریظ از جناب عالم باعمل فاضل اکمل جمیع علوم معقول منقول منبع
واصول ہر ہر فن مولوی منشی ابوالجلیل محمد عبد الجلیل صاحب شیفۃ بیکانپوری منظر
ضلع تربت

جہاں مثل زلیخا مشتری تھا جن مضامین کا
تماشا ہی وہ یوسف بنکے ہیں بازار میں تھے

اللہ اللہ کیا کلام فرحت السیام ہے جو منتخب و الاجاب لا کلام ہے سبحان اللہ
دیوان ہے یا بلاغت کی کان ہے ہر شعریہ نظیر ہر ایک غزل دلپذیر
ہر قطعہ خوش قطع گویا زبان ہزار داستان قطع کرتا ہے بندش چیت عباد
صاف و درست فکر بلند زبان شستہ و دلپند سراپا آمد آور و ندارد -

تکرار الفاظ کیا خوب روزمرہ کیا ہی مرغوب کہیں نعرہ عاشقانہ ہے۔
 کہیں شیدستان ہے کہیں آتش و ناسخ و اسیر و صبا کا رنگ ہے۔
 کہیں غالب و ذوق و نسیم و سودا کا ڈبنگ ہے۔ کہیں میر تقی میرزا
 و میر درد کا انداز کہیں مومن و آباد و میر حسن و زند کا پرداز
 ہر فرد بشر قطعہ زمین پر مسرور ہے اس حجت و انبساط کا شہرہ دور دور ہے
 بر مصرع بادہ سخن کی ایک بوتل ہے جسے ایک جام پیا وین مست بخود
 ہوا جو اس سے محروم پہا ہمیشہ کف حسرت و افسوس ملتا رہا کیون نہو
 یہ اُس شاعر عالی شان بلین البیان حضرت داغ دہلوی کا کلام بلاغت نظام
 ہے جسکی اطراف عالم میں دھوم دھام ہے آج کون ہے جو آپ کے کمالات
 شاعری سے واقف نہیں اور سوسن وار ہزار زبان آپ کے فصاحت و بلاغت
 کا و اصف نہیں حضرت مدظلہ کو ابتدائے شعور سے ذوق و شوق شعری ہوا
 بفضلہ اس فن میں ید طولی حاصل کیا کہیں فکر شعر و سخن میں دقت نہ پڑی
 ادھر احباب کی باتوں پر کان ادھر مضمون رنگین کا دھیان ادھر باتوں کا جواب
 ادھر شعر لاجواب غرض دیوانِ اول و دوم آپ کا تو مدت ہوئی گپہ پکڑ
 ہدیہ ناظرین ہوا اب یہ تیسرا دیوان ہے فخرِ نابالغ جسکا زیبِ عنوان
 ہے کبان پن مشاقان زلیخا نگاہ ادھر تشریف لائیں عزیز مصر شاعری کی
 گرم بازاری ملاحظہ فرمائیں شش جہت میں غلغلہ شادمانی بلند ہے اس

نویسے ہر اہل دل فرسند ہے المختصر اس شاہد ہوش رُبا کی تعریف خداوند
 سخن سے محال ہے مجھ ایسی کج حج زبانوں کی تو کیا مجال ہے سچ ہے کہاں
 حضرت داغ کی آتش زبانی کہاں شیفۃ دُخۃ کی آشفۃ بیانی لہذا اب
 میں قطع کلام کرتا ہوں اور اس قطعہ تاریخ پر اختتام۔

تقریظ نتیجہ طبع عالی جناب مولوی حکیم وکیل احمد صاحب عاجز نسکوی
 نائب صوبہ دار صوبہ شمالی ممالک محروسہ سرکار کا گورنمنٹ نظام دکن

| | |
|------------------------------|----------------------------|
| زہر سو خور در گوش من آواز | کہ داغ از غمہ نو گشت دماز |
| بحرفے دفتر معنی کشاد | فصاحت را صلاے عالم آ |
| چو این شرودہ زہر سو در شغفتم | چو گل در گلشن معنی شگفتم |
| بدل لغفتم بے او نکتہ سازیت | کزو در طبع معنی نیز را بیت |
| از و باشد مضامین را بلندی | وز و قد سخن را ارجندی |
| غزل را از سر نو تازگی د | فصاحت را بلند آوازگی د |
| ز طرز دیگران تا دل بہر خست | سخن از نوی سامان خوشا |
| ز طرز نو کہ آید سخن را | نیا را یہ کہے روئے چمن با |
| گنبد از نکتہ اش بہنگام دیدن | سپند آسا کند شوق طبعین |
| سلاست گو بہر آمائی پیش | فصاحت نکتہ پیرائی زبانش |

سلامت از مندا پیش عمل خوش
 بهار آینه دار گلشن او
 حدیث حبه معشوق از نگار
 ز بیستابی چو میگردد سخن ساز
 اگر از یاس گرد نکست پروا
 ز وصل یار چون گردد سخن ساز
 ز راز عشق چون لب را کرده
 غلط گفتم بمشوقان طناز
 نزاکت از کلامش تا دیده
 ز عشق و عاشقی افسانه داد
 دے که بے خبر از عشق بایست
 بعشاق از بیانش بیقراری
 همانا عشق زانده از بیانش
 کلامش چون داغ آتش فشانست
 کجا عاجز که منکر ناقص
 نه پنداری که این معنی طرازیست
 نباشد تا بدل داغی جو بهتاب

منطقی باز کلامش مدد آفرینش
 تجمل محو راز روشن او
 بزاهد حرف او مشیر بارد
 کند از شرم رنگ برق پروا
 در آید شکل نو میدی بیروان
 پری آید پیش جلوه پروا
 کلامش عشوه شاه نموده
 بیا موز و بیانش عشوه دانا
 عرق سان رنگ دی گل چیده
 همه نقصیر مشتاقان دار
 ز حرف او بد لها سحر سارست
 بزاهد از کلامش و لغاری
 تو گوئی در و خیزد از زبانش
 پسند خاطر گل سپیکرانست
 گردد از کمالش حشمت
 بے دریش تو افسانه سارست
 نباید بر زبان مضمون نایاب

| | |
|---|--|
| <p>بازم بردعا انجلم تقریظ بگردون تا بود مہتاب روشن نماند در جان تا داغ مہتاب</p> | <p>بدو شاید مگر مندر جام تقریظ بود اسرار پاکت لمعہ انگن نماند چشمہ فیضت پُر از آب</p> |
| <p>تقریظ از نتیجہ فکر گوہر بار جناب فیروز شاہ خان صاحب متخلص بہ فیروز رامپوری شاگرد جناب مصنف</p> | |
| <p>شب ہجوم یاس میں بیٹھا تھا میں میں نے دیکھا جس طرف بہر کر نظر سرخ و غم کی رو سے چرخ پیر پر عالم ہو ہر طرف آیا نظر شب ہی یا قہر خداوندِ قدیر میں تھا اور میرا دل نا شاد تھا خزین ہستی میں لگاتی تھی آگ میرا غمخوار جلانے کے لئے دیکھ کر عالم شب تاریک کا تھا اندیرا گہب کچھ ایسا دیرین چلتے چلتے مقصم گئی باوصبا</p> | <p>چھا گئی غفلت سی مجھ پر ناگہان ہو گئی ہر چیز آنکھوں سے نہان چار سو چھائی ہوئی تھیں بدلیں گہر ہی کیا انسان تھا سارا جہاں رات تھی وہ یا بلائے ناگہان اور درد و غم تھے اُسٹھیں مہیاں جب چمکتی تھیں فلک پر جلیاں اگ برسانے لگا تھا آسمان رک گئی تھی خوف سے عمروں ہلکین آنکھوں میں چپ کر تلیاں بتے بتے رک گئی تھیں بدلیاں</p> |

رگ گئے تھے دُور سے بل نہا
 اُڑ گئے تھے دل سے میرے فُتو
 کیا کہوں طبعِ حَزین کا حالِ اُ
 بڑ گہی تھی ناتوا فی اسعد
 شور برپا تھا تن مجروحِ مین
 بسترِ غم پر پڑا تھا مینِ ملول
 تباہِ غمِ داندوہ کا بھیرِ جُوم
 ناگہان آہٹ سی آئی کان مین
 مینے دی غُطیم پوچھا سکا نام
 اُسٹے آیا ہوں تیرے پاس آج
 حُضرتِ داغِ سَخو ز مکتہ دان
 قیاسِ دیوانِ اُنکا چہپ گیا
 کیا نہیں کچھ چُھپا سدا کی حق
 ہے اگر کچھ پاسِ شاگردی تجھے
 سُننے ہی اس مُردہ جانِ بخش کو
 ہو گئے کافور سارے دردِ غم
 گدگدی سی دل مین کچھ ہونے لگی

تھم گئے تھے چلتے چلتے آسمان
 صبر و ہوشِ طاقتِ تابِ توان
 کیا سناؤں دردِ دل کی داستان
 کر نہیں سکتا تھا مین آہ و فغان
 دل سے آتی تھی صدے لالہ
 دِلکستہ خستہ خاطرِ نیم جان
 اور مین ناچارِ سبکیں ناتوان
 آتے دیکھا اپنی جانبِ اک جُوان
 بولا وہ مین ہوں خیالِ شاعران
 کان رکھ کر سُن ذرا میرے بیان
 جُنکا سلطانِ دِلکن ہے قد دان
 اور طاری تجھ پہ ہے خوابِ گران
 پوچھنے آیا ہوں یہ تجھے بیان
 چاہیے اسوقت تو ہموحِ خون
 کہل گئی میری طبیعتِ غمچسان
 ہو گیا آنکھوں سے وہ لہ نہاں
 سینے مین کرنے لگا دلِ شوقِ خان

خاطر افسردہ میں آئی بہار
 پہ اٹھایا تینے کلاکِ دُرفشان
 خلق کہتی ہے تجھے معجز بیان
 تجھ کو کہیے انتخابِ روزگار
 تجھ کو کہیے شمعِ بزمِ کائنات
 تجھ کو معشوقوں کا کہیے دشمن
 ذہن ہے یا شاہِ گلِ پیرن
 ذاتِ تیری ہے مجسمِ لطفِ خلق
 نام لیتے ہیں ترا عظیم سے
 جانتے ہیں تجھ کو اپنا پیشوا
 آج تجھ سا عروں میں کون ہے
 تجھ سے خالق نے کہاں پیدا کئے
 سنتے ہی جی اُٹتے ہیں تیرا کلام
 شاعرانِ دہر کہتے ہیں تجھے
 لاکھ چکر کہا میں یہ بے لیل نہا
 دوسرا پیدا ہو تجھ سا دہر میں
 تجھے خوش اخلاق ہیں اب ناپہ

طبعِ رگین نے کہا میں تیرا بیان
 یوں ہوا تعریف میں رطبِ اللسان
 تو ہے بیشک بے لیل ہندستان
 تجھ کو کہیے رونقِ بزمِ جہان
 تجھ کو کہیے تاجِ فرقِ شاعران
 تجھ کو کہیے سرِ گروہِ عاشقان
 ہے طبیعت یا بہارِ بوستان
 مہر پرور مہر گسترِ مہربان
 اہل فن اہل سخن اہل زبان
 اہل دل اہل نظر اہل بیان
 نکتہ سنج و نکتہ پرور نکتہ دان
 تیز فہم و تیز طبع و تر زبان
 نیم بے لیل نیم کشتہ نیم جان
 خوش مزاج و خوش بان خوش بیان
 گردشِ لاکھوں کر سے یہاں آسمان
 یہ توقع اب زمانے سے کہاں
 تجھے خوش اوصاف دنیا میں کہاں

مین سچتا ہوں تجھے جان سخن
 جب سے تیرے مضامین گرم
 زلف و رخ کے تونے جب مضمون لکھے
 جب سنی تیری زبان سے اپنی سچ
 شاعروں نے جب سنی تیری غزل
 آجکل ایسی زبان کس کو ملی
 کچھ اکیلا ماحِ خوان میں ہی نہیں
 عویش و فرشی ترے مداح میں
 تیرا دشمن ہو ہمیشہ پائمال
 تیری بآفت ترے اعدا کے سر
 تیرے اعدا کو ترے ہاتھ لگے
 تیرا حافظ ہے خداوند و پر
 کیا کرے تعریف فیروز خیرین
 طبع دیوان کی جنبہ جدم سنی
 عیسوی پجری یہ دو مصرع دین
 مہتابِ داغ ہے زکینِ چین
 ۹۲ ۱۸ ع

تو ہر فن شعر کی روحِ روان
 سوزنی کے دل سے ہی اُٹھے دھواں
 سنبھل و گل کی اڑائیں دھجیان
 اور بل کرنے لگی زلف تابان
 رہ گئی انگشتِ حیرت در دلیان
 ایسا پایا ہے کیسے کب بیان
 اک زمانہ ہے مرا ہمدستان
 تجھ پناہِ ازان ہیں زمین و آسمان
 ہو ترا بدخواہِ مطعونِ جہان
 ہر بلا تیری نصیبِ دشمنان
 کہتی ہے تقدیر خاکش در دلیان
 تیرا حامی ہے شفیعِ عاصیان
 کیا کہے آگے زبان بے زبان
 جوش میں آئی مری طبعِ وان
 وہن میں اسطرح آئے ناگہان
 ہے کلامِ داغِ ماہِ آسمان
 ۹ ۱۳ م

تقریظ از تاج افکار محمد غالب مرزا صاحب مراد تخلص برادر زاد
و شاگرد جناب مصنف مظلہ العالی

شہرت ہوئی جان میں مہتابِ دلغ کی | گہر گہر ہے روشنی اسی روشن چراغ کی

اللہ جل شانہ کی حمد کا تبرک لکھنا اتنا ہی کافی ہے کہ اس نے انسان کو اشرف المخلوقات بنا دیا۔ اور زبان کو سخن سے اور سخن کو معانی سے آراستہ فرمایا۔

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت کا تبناً تحریر کرنا اسے یقین ہے کہ انہوں نے رحمت للعالمین کا خطاب پایا۔

آل و اصحاب رحمت اللعالمین کے محامد اور انسان کی زبان کا جازمین کجا آسمان حضرت داغ دہلوی کا تیسرا دیوان۔ اسکی تقریظ لکھنے کا ارمان۔ اور مجھ سے کس میسر وہیچدان۔ یہ بھی خدا کی شان۔ بات کرنی آتی ہی نہیں سخن آراستہ خیال ہے۔ واقعی ہر کس تجلیاں خوشتر۔ وارو۔ کی مثال سے حبال

ایسے بے مثال کلام کی تقریظ لکھنے کا ارادہ خیابے۔ اپنے نزدیک اسکو ہی لڑکون کا کہیل سمجھا ہے۔ دو حرف لکھنے پڑھنے کیا آگئے ہیں۔ کہ زمین و آسمان سر پر اٹھایا ہے۔ ۵۔ وون کی لے رہے ہیں یار وون میں تو ہم بھی ہیں باغون سوار وون میں تو دراصل مطلب کچھ اور ہے۔ یعنی شہرت حاصل کرنے کا یہ لڑک نیا طو رہے۔ کہ اس نامور تصنیف کے ساتھ اپنی تقریظ لگا دی۔ مفت کے پیرایہ میں اپنی فضیلت جتا دی۔ کوڑی خرچ ہوئی نہ پیسہ کلام نے طبع ہو کر

سارے جہان میں اشاعت پائی۔ ہندی لگی نہ پٹھری مفت کی شہرت ہمارے
 میں آئی۔ اب دنیا کے نزدیک ہم بڑے عالم و فاضل ہیں۔ اگرچہ الف کے نام
 بے نہیں جانتے اور مطلق جاہل ہیں۔ میری تحریر بالکل نئی ہے۔ میرے
 سمجھانے سے سمجھ میں آگئے ہیں ورنہ اسکا سمجھنا ذرا دشوار تھا۔ کیونکہ اک تیکا
 پوشیدہ اسرار تھا۔ منصفی شرط ہے۔ آپ حضرات کو ہزار ہا تقریظیں دیکھنے
 اتفاق ہوا ہوگا۔ لیکن اس بات کا سمجھ میں آنا درکار بلکہ ایسا خیال ہی نہیں
 کہہی نہ گدزا ہوگا۔ یہ ہمیں ہیں جو ایسی باتیں مفت میں بتا دیتے ہیں۔ کوئی
 مانے یا نہ مانے مفت کا احسان بتا دیتے ہیں۔ کیونکہ کہنے کا کیسا سچا دھوکا
 بنایا ہے۔ اور تقریظ لکھنے کا نشانہ کیا صاف صاف سمجھایا ہے۔ ورنہ آپ غور
 فرمائے کہ اس لا جواب تصنیف کو تقریظ کی حاجت ہی کیا ہے جسکے صنف
 کو تمام دنیا نے استاد مان رکھا ہے اسکی تعریف کی ضرورت ہی کیا ہے۔ قوت
 کوئی ایسا سخنور ہندوستان میں کیا تمام جہان میں نہیں کہ جو حضرت داغ
 کو نہ جانتا ہو۔ اب کوئی سخن شناس اب ہمارے ملک میں نہیں ہے۔
 جو انکو استاد نہ مانتا ہو۔ چار دانگ عالم نظم میں کوس لیں الملک
 کا دھوکا بجا ہے۔ اور اپنے لا جواب کلام سے ملک الشعراء ہونیکا سکھایا
 ہے۔ بڑے بڑے ریسان باوقار کے یہ فن شاعری میں شیر میں۔
 یوں سمجھ لیجئے کہ انکے قلم و سخن کے بھی وزیر ہیں۔ عجب بات ہے کہ مملکت

سخن کے کہیں یہ وزیر ہیں کہیں یہ پادشاہ ہیں۔ کیا تماشا ہے کہ آپ
 کسی جگہ پناہ سخن اور کسی جگہ سخن پناہ ہیں۔ کشورستان سخن کا کلی خربہ
 انتظام انکے ہاتھ ہے۔ انکے نزدیک کسی کو ملک الشعرا بنا دینا کیا بڑی بات
 ہے۔ انکی طبیعت کی روانی سے بحر سخن کی وہ روانی ہے کہ جیسے آگے بڑے
 سے بڑا دریا پانی ہے۔ زور قی کلام کے یہ خدا نہ سہی مگر نا خدا صفت ہیں
 کہ ڈوبتے کا بیڑا پار لگا دینے میں دور دور مشہور ہیں۔ قطر کو دریا بنا دینا
 انکے عجائب بیانی کے آگے ایک ادنیٰ بات ہے۔ اسکو اگر آپ باعتبار انکے
 رسول نہونے کے معجزہ نہ کہیں باز ہم کرامات ہے۔ اسمین دلیل کی کچھ حاجت
 نہیں۔ کیونکہ کشور معانی میں انکے سوا کوئی صاحبِ لایت نہیں۔ انکے بیانے
 اُردو زبان نے وہ نام پایا ہے کہ فارسی کی فصاحت و بلاغت کو ادنیٰ بنایا ہے
 اللہ رے اعجاز زبان دانی کہ نظم میں اور یہ سلیس بیانی۔ جو محاورے زور
 انکی نظم میں موجود ہیں دوسروں کی مختصر سے مختصر نثر میں مفقود ہیں۔
 اور کیونکر نہوں۔ یہ زبان کوئی کہاں سے لائے۔ ہیکڑی سے کس طرح کوئی
 اہل زبان بنجے۔ آخر یہ دلی کی زبان ہے جہاں کا ہر شخص جادو بیان ہے
 یہ بول چال کچھ ہنسی گھیل نہیں۔ جو یہ نہیں آجائے۔ یا سنی سنی دو چا
 باتیں یاد کرنے سے کام نکل آے۔ اسکا آنا دراصل بہت دشوار ہے۔ یوں
 آدھا نیتر آدھا بٹیر بولنے کا ہر شخص کو اختیار ہے۔ جناب مصنف نے اسی

دیوان میں کیا خوب فرمایا ہے۔ گویا واقعی بات کا نقشہ کھینچا ہے۔ ۵

نہیں کھیل اسے داغ یا رونے کہہ دو | کہ آتی ہے اُردو زبان آتے آتے

اب مجھ میں زیادہ لکھنے کی طاقت نہیں۔ لمبی چوڑی عبارت لکھنے کی طاقت نہیں۔ اسلئے یہ چند سطریں لکھ کر مصنف مظلہ العالی کی خدمت میں پیش کی ہیں۔ توبہ توبہ پیش کرنا کیسا نذر دین ہیں۔ اگر یہ نہ مذرتبول ہو میرے دل کا مدعا حصول ہو۔ رب العالمین مصنف مظلہ العالی کو بادولت و اقبال و عسمر طبعی قایم و دوایم تا روز قیامت رکھے۔ آمین ثم آمین فقط

تقریظ نتیجہ افکار پر بہار جناب سید شبیب حسین صاحب متخلص بن نسیم
بہت پوری شاگرد جناب مصنف مظلہ العالی

گو میرے چرخ ہی ہنگام کمال اچھا ہے
میرے مہتاب کا اُس سجی جال اچھا ہے
خداوند تیرا ہزار ہزار شکر ہے کہ اسوقت ہم اپنی مشتاق آنکھوں سے اُس خیر کو
دیکھ رہے ہیں جسکے شوق دید میں ہر شخص کا دل آنکھوں سے تقاضے پر تھا
کر رہا تھا۔ اور آنکھیں بڑی آرزو کے ساتھ کافون کی میستین کرتی تھیں۔
وہ کیا دنیاے سخن کا ایک نیا مہتاب ! نیا مہتاب !! بالکل نیا !!! بہت
چمکدار نہایت ہی روشن۔ وہ مہتاب نہیں جسکی روشنی کل دفرغ تک پہنچتی

اور جب کو فقط طلسم کے زور سے حکیم ابن عطا مشہور بابن مقفع نے چاٹھتے
 نکالا تھا۔ وہ ماہتاب نہیں جو آفتاب سے کسبِ ضیا کرتا ہے۔ وہ مہتاب
 نہیں جسکے چہرے پر سیاہ سیاہ بد نما ورتے معلوم ہوتے ہیں۔ وہ مہتاب
 نہیں جو اپنے ذاتی نقصان اور عارضی کمال کی وجہ سے روز گہتا اور چلتا
 رہتا ہے۔ بلکہ یہ وہ مہتاب ہے جسکی نورانی اور چمکیلی شعاعیں کسی حسین
 حین معشوق کے شہرہ حسن کی طرح مشرق سے مغرب اور جنوب سے شمال
 تک پہنچنے والی ہیں۔ یہ وہ مہتاب ہے جسکی دلکشیت کسی یوسف ثانی کے
 چہرے کی طرح داغِ غیوب سے بالکل پاک و صاف ہے۔ یہ وہ مہتاب ہے
 جسکا حسن و دلکش حسینوں کے جو بن کی طرح ناپائیدار و غیر استوار نہیں ہے۔
 یہ وہ مہتاب ہے جسکا نظارہ آنکھوں کو نورِ دل کو سرور بخشتا ہے۔

اس پرانے مہتاب کی روشنی تو معمولی طور پر صرف آنکھوں ہی تک پہنچ
 ہے۔ مگر اس نئے مہتاب کی روشنی تو ایسی حیرت خیز ہے کہ دیکھتے ہی دیکھتے
 حواسِ باطنی کی آنکھیں کھلتی ہیں۔ دماغ روشن ہو جاتا ہے۔ اسکی روشنی
 کی نسبت کبھی یہ خیال ہو نہیں سکتا کہ خدا نخواستہ یہ مانگوگی یا اسکے سامنے
 کبھی کسیکو فروغ ہوگا۔

یہ ہمارے اُستاد و مقرب الخاقان اُستاد السلطانِ بیلِ ہند وستانِ اعجاز
 نواب مرزا خدان صاحب داغِ دہلوی کا بنایا ہوا مہتاب ہے۔ وہ داغِ چمکی

استادی کے جھنڈے گرے ہوئے ہیں۔ وہ داغ جن کی کاملیت کے سکے
 بیٹھے ہوئے ہیں۔ وہ داغ جنکی شمشیر زبان کا ٹوٹا اساتذہِ حالان چکے ہیں
 وہ داغ جن کو دنیا کے سخن کا خدا سمجھا جاتا ہے۔ جنکی زبان دانی۔ سحر یابی
 معاملہ بندی۔ مضمون آفرینی۔ نازک خیالی کو سارا زمانہ مانے ہوئے ہے
 اور جنکی خدا داد طبیعت سے وہ۔ شوخ۔ چلبے۔ اور نئے نئے مضمون اشعار
 کا دلفریب جامہ پہنے ہوئے نکلے کہ جنکی صورت دیکھتے ہی دیکھتے بے اختیار
 کے ساتھ دیکھنے والے دل پکڑ کر بیٹھ گئے۔ معاملہ کی باتوں کا ایک لکڑش
 ادا کے ساتھ ہو ہو فتنہ کہنچا۔ اور محاورات کا بلا تصنع اس خوبصورتی
 کے ساتھ باندھ جانا۔ یہ سب باتیں کہیں آپ نے اور یہی کیسے کلام میں
 دیکھی ہیں۔ سچ کیسے گا آپ کو خدا کی قسم۔ حضرت داغ کا یہ تیسرا دیوان
 ہے۔ نہیں وہ غیبی الہامات کا ایک نیا صحیفہ ہے جو ابھی ابھی اُنکے پاس
 نازل ہوا ہے۔ اور اُنکے ذریعے سے ساری دنیا میں پہلے گا۔

اسکے پیارے پیارے جادو برے الفاظ۔ اور دل میں چھپتے ہوئے قہر
 کھجے میں چٹکیاں لیتے ہوئے جملے۔ اسکی شستہ زبان اُردو کے معلیٰ
 کی جان ہے۔ اسکے ہر مصرع کی نکیلی ادائیں شرکان یا سے تیز۔ اور
 ہر شعر کے تیور ابرو سے دلدار سے زیادہ دل آویز ہیں۔ سبحان اللہ سبحان
 بس نسیم بس کہانکت آفتاب کو گز سے ناپے گا۔ اُنکی شہرت تیری تعریف

کی محتاج نہیں۔ انکی تعریف کا دعویٰ کرنا چھوٹا منہ بڑی بات کا مصداق
 بنا ہے۔ زمانہ میں وہ کون ہے جو انکی شاعری پر ایمان لائے ہوئے
 نہیں ہے۔ خدا میسے شفیق استاد کو سب شاگردوں کے سر پر تادیر گاہ
 سلامت باکرامت رکھے آمین آمین ثم آمین۔

تقریظ از نتیجہ ناثر عدیم المثال وح و روان گلشن سخن جناب
 محمد شاہ کر حسین صاحب کبیت تخلص سہوئے

حسد و ثنا بر اسم حکیمی نیاست کہ بذات خود در جملہ صفات از مثل و مثال
 مبرا ست۔ انسان را منظر منظر خویش ساخت و بجعلت گرانہائے اثر
 المخلوقات نواخت زبان ہر ملک را رنگ و بوی جدا گانہ بخشید و لفظ را
 مجاور در گاہ معنی گردانید چون شاہ سخن را باین پیکر خوش منظر آفرید سبق
 خرامی داد و کلاہ چارتر کی فصاحت و بلاغت و متانت و سلاست بر
 سرش نہاد۔ تاکہ ہر خیال بوضع خویش بمعاملہ آرائد و بشایستگی و ہایتگی
 محکم نماید ہمانا حکیم داناست کہ بکار خویش تواناست ناظم بے عدل است
 و ناثر بے تمثیل چنانچہ مصرعہ برجستہ اش برق عالم افروز و مستزاد او
 زو زنب عسل سوز مطلع و نعتش ماہ تابان و مہر درخشان و صنعت
 مدورش گنبد گردان بنات النعش یک قطعہ مختصر از قصیدہ کہکشان است

وضعت تحتانی و فوقانی اوزمین و آسمان است - اگر شریع و اراک و اکاب
 بزرگانند به یکدست و به یک قلم تخم روشنی در زمین سخن کارند - نزل تلف
 الاوضاع خلقت معنی چیده و دارد که کس حاصل مطلب او را نگاشت و نه گاد
 رباعی اسطقات چار اطراف از آخر آتش و نور روح افراد عالم از ابد آتش
 خمس حواس خمس کرشمه قدرت بالغه او و مربع عناصر ربع جلوه ضفت کالمه
 شلت موالید ثلثه و مسدس شش جبت یک نکته از کتاب حکمتش و هر چه
 صفحه عالم نوشتند و نویسند گواه او همیشه سبع او هفت دوزخ و شش
 بهشت است معشره و عقول عشره نام دارد - و تسعه او که فلک نهم است
 چگونه کسی حاش و احصار انحصار آرد از بهیت جلالت قلم در دست کاتب
 چون انگشت ششم بیکار و دوات از قوط حیرت دهن کشاده و سکت در کنار
 جل شانہ و عسم نواله از انجا که خداوند عزا سمة پیغمبر مارا که ختم الانبیات
 به تنای کرم ستود و پیغمبر علیہ السلام اصحاب کبار را به محمّدت بزرگ
 اعزاز فرمود اصحاب بمقاب ثاقب آل اطهار دل بستند و بندر و کمال
 اخلاص و اختصاص نشستند بنده ناخیز با تخصیص همچو من بے علم چه کائنات
 دارد که در نعت و منقبت و محمّدت حرفی از لفظ بر نگارد مگر اینکه به عاشرین
 صلی الله علیه و آله و اصحابه و سلم تر زبان شود و مقبول بارگاه ایزد و سبحان
 و مورد رحمت ممدوح انس و جان ملک کوتاه و عسره ناظرین سامعین دراز باد

و درازی بر طسز دیگر کرشمه سنج پرداز که سوین دیوان اوج سپهر نکته دانی بچ
 بحر خوش بیانی مصباح کاشانه فصاحت مفتاح خزینة بلاغت صباح دامای سلا
 و صباح صحرای منانت مستجاب عای کلام نمکین و خدا داد دولت مذاق شیرین
 نازک خیال شیرین مقال جوهر تیغ زبان آوری شمع بزم مخموری صبا
 طبع سلیم و سلیقه مستقیم دانای حسن و قبح صحیح و سقیم درة التاج سخن بویا
 زمانه طره دستار دانشمندان فرزانه بلند فکر عالی دماغ جناب نواب مرزا خان
 صاحب دماغ که در اقران اعظم است و در امثال مقدم نشرش رونق بازار
 نشره شکسته و شعرش در نظم بر روی شعری بسته نغزلش مرقع غزلان
 پنداشتن مضمون زبون است و بیت اورا بیت العروس انگاشتن ناموزون
 زمین سخنش از آسمان چارم باج میخواهد و پیش لعانی نقاش مهرچون ماه
 شب پانزده می کا به شور ملاحظت لیلی شیفته اشعار نمکینش و شهرت رنگ
 بنافی شکر فرقیه ابیات شیرینش روانی طبعش سیل فدا در جوش و گرمی
 خاطرش بزرگان باغ خلد در آغوش کلام بلاغت تطامش بسا دلپذیر است و
 مثال خوبی خویش را خود نظیر حجاب نقاب از روی اخفا برداشت و بد نظری
 مجنون نشان شیفته کلام شیرین قدم همت برگاشت خاطر حیران است و
 طبعم پریشان که این تازه محبوب را بکدام الفاظ سلیم - و از عهد تحسینش بچ
 حیل برآیم بوصفش بگزار نیام که در آن خار است اگر پرستان کلام البته

شمع پرواز است هر صفحه اش بر روی مخطط خوابان حروف زند و هر جد و اش بر لب
 گویان خطی کشد بین السطور چون فرق معشوقان طناز دلستان و هر مضمون
 بسان چلبه محبوب آفت جان خریطه جواهر نگارم یا سبب گلهای تر ذخیره
 معانی نویسم یا معدن خوش بیانی رفیق تنهایی عبارت ازین است باقی
 افسانه چنان و چنین اے آه چه میگویم و چه بے راه میگویم عجب انسانم
 نه میدانم که این بزم سیه چهره دکان هندی نژاد است که از دست نشان سپید
 هر واحد فتنه محشر در فریاد آرزوی دیوان بزم است و معشوق اُردو اشعاره
 که بشیوه دلبری زنجیر پای افشارند هر مضجع رشک قامت محبوبان و پرست
 غیرت ابروی خوابان هر منقطع مریهم سینه مجروح و هر مقطع سبب راحت روح
 هر تشبیه صورت نمایی تصویر سایه دار و هر کنایه ساقی شیشه در کنار پاشا
 از چشمک خوش نگهبان باج خواه نشست و برخاست هر لفظ سبحان الله و اه و
 هر ترکیب چون موزونی اعضای معشوقان نازک اندام و لغیرب و هر اوستا و
 دلبران شوخ و دشتنگ غارتگر شکیب واقع این دیوان عجیب است اگر است
 پرسی غریب است جوش و فکرمضامین آفرین بر آنست که تا ز گفتمار منقطع نگردد
 و مشکلی تمام جفت کرده قدم از راه خویش بزرگد و تا که از چار سو شسته شتابش
 و تحمین و لمعه احنت و آفرین بر سرم تابد و ذره ام توانائی مهربان و زیاده
 لیکن ع مادر چه خیالیم و فلک در چه خیال و حکم دل چنین است خیر اندیش

زیادہ ازین مخروش و خود را بدست کور فہمان مفروش مبادا سخن راست دروغ
 انکارند و امر واقعی را بر مبالغہ محمول سازند و روی گریہ آلود کس خند بہ
 دوزد و جان ناتوان از آتش عشم سوزد ای ولے چہ کنم و چہ سازم بقول حضرت
 قابوس سلیم مغفور مرحوم ۵۰ کار بادل فادہ است مرا بڑ سخت مشکل فادہ مرا
 ناچار بسخن خیر یاد مے گویم و طرف کوچہ خاموشی مے پویم بار دیگر حرف نمکین
 مے گویم و داد مزہ دار مے جویم اگر کسے دست خریداری این آباد ستن
 را بکشد من و ایمان من کہ تلخ کامی حسرت او را کشد قاضی الحاجات مجیب
 الدعوات ابنِ طفلِ نو بیا آمدہ را بعسم طبعی رساناد و پدر عالی قدرش را از
 حوادث زمانہ محفوظ داراد بحرۃ محمد وآلہ الامجاد صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ
 وسلم کشید کثیرا

تبحری
 مایہ نغمہائی یون مہتاب داغ از شاخ انکار سخن طراز انالی مانع بحسب وقوف
 قطعین از شاخ فکر بلند جناب نشی محمد متا علی صاحب آہ تخلص ملید
 جناب نشی امیر محمد صاحب امیر مینائی لکنہوی

مضمون الے ہین نراور ہی کچھ ہے

دیوان نہیں نام خدا اور ہی کچھ ہے
 ۱۳۰۹ھ

شوخی ہے خدا و خیالات اچھوتے

تاریخ کا انعام ہے آہ کو اور داغ

ہے عجب محبوب بانگ داغ کا دلکش کلام
 شوقِ مصرعِ حلیہ الفاظ بول اُٹھتے ہیں آہ
 حسن میں آن آئینہ میں جاؤ گجہ میں شرم ہے
 سُو میں دیوان اک معشوق گر مارم ہے
 قطع تیغ اڑتیجہ فخر ضعف العباد محمد ابو محمد آرا و مخلص وکیل ہائیکوٹ گورنمنٹ
 سرکار نظام حیدر آباد دکن خلد اللہ ملکہ کمترین تلمیذ ان بلبل ہستان
 سرمد شاعران اسناد السلطان و کمن جنانواب زخا خضاد داغ و دہوی

| | |
|------------------------------|-------------------------------|
| میرے استاد کا جواب نہیں | فخر مند و ستان ہے کیا کہنا |
| ماہِ تاب سپر علم و ہند | آفتابِ جہان ہے کیا کہنا |
| رُشکِ سبحان و غیرتِ حُشان | سرورِ شاعران ہے کیا کہنا |
| اُسپہِ قربان ہے بلاغتِ آج | اُسپہِ صد قے زبان ہے کیا کہنا |
| زود گو شوخ طبعِ عالی فکر | خوش زبان خوش پان ہے کیا کہنا |
| نطق کہتا ہے ہم ہی کہتے ہیں | بے نظیرِ زمان ہے کیا کہنا |
| ختم اُسپر ہوئی سخن گوئی | نکتہ رس نکتہ دان ہے کیا کہنا |
| اُس سے سرسبز ہے ریاضِ سخن | اُس سے زندہ زبان ہے کیا کہنا |
| ملک در ملک جا بجا چہ چا | داستان داستان ہے کیا کہنا |
| ہو گیا طبع تیسرا دیوان | یہ نیا ارمعان ہے کیا کہنا |
| ہیں نئے سب سے اس چمن کے پہاڑ | یہ نیا گلستان ہے کیا کہنا |

| | |
|---|--|
| داغ مجنوب زبان ہے کیا کہنا تخلص | کہدے آزاد مصحح تاریخ |
| قطع تاریخ از نتیجہ فکر فلک پیما نظیری نظیر جناب منشی امیر احمد صاحب مینائی لکھنوی استاد نواب خلد آشتیان | |
| گو کیا ماہ زافسیم سخن طالع شد ماہتابے نوئے از طرف کس طالع شد ۱۳۰۹ | شیاع از ملک دکن شد سخن تازه داغ مصحح ساکن امیر آمدہ از ہاتھ غیب |
| ایضا | |
| نکلا ہے جیسے پہول بخت ہے باغ سے شاعر نکالیں جو صلہ بہاب داغ سے ۱۳۰۹ | ہر شعر فکر شاہ از کد داغ سے تاریخ اگر نکالنی ہونم سے امیر |
| قطع تاریخ از فکر فلک پیمای شاعر نازک خیال جناب منشی حسین الدین احمد صاحب اثر تخلص تلمیذ جناب منشی امیر احمد رضا امیر مینائی لکھنوی | |
| اثر آسمان سخن کا ہے دیوان قمر آسمان سخن کا ہے دیوان ۱۳۰۹ | فلک سے ہیں اترے ہوئے شعر سارے یہ مصرع ہی بالے کی صورت دیگا |
| قطع تاریخ از نتیجہ فکر احمد شاعر شیریں گفتار جناب مولوی محمد صدیق صاحب اشک تخلص تلمیذ جناب منشی امیر احمد رضا امیر مینائی | |

| | |
|--|--|
| <p>کہ زمین ہے آسمان تک شور شاعر اب میں اسی قمر کی چمکو</p> | <p>ہے یہ مہتاب داغ کی شہرت مصرع سال اشک نے یہ کہا</p> |
| <p>قطع تاریخ انتیجہ فکر گہر جناب سیّد محمد حسن صاحب احقر تخلص تلمینہ جناب مصنف مظلّم العالی</p> | |
| <p>یافت از دیوان ہوشم چون فراغ طلبہ عطار شد ہر یک داغ خجالت وغیرت وہ گلبا باغ از زمانے بود خالی این المیغ ہست بزم شعرار روشن چراغ فونہاں زندگی دیوان داغ</p> | <p>شکر ایزد را کہ داغ نامو بوسے گلہے مضامین اے زہے رنگینی فکر نفیس بادۂ الفت و لم را کرد پر این کتاب بے مثال فبے نظیر سال طبعش احقر از ہاتھ شنید</p> |
| <p>دیکھ کر جبکہ ہوا دل باغ باغ حسن بزم نور ہے مہتاب داغ</p> | <p>واہ کیا دیوان چہا استاد کا ہے سرِ انصاف سے یہاں طبع</p> |
| <p>قطع تاریخ انتیجہ فکر و قادیان حکیم میر محمد یحسین صاحب صنوی ام تخلص ڈاکٹر ریگید گو لکنہ تلمینہ جناب مصنف مظلّم العالی</p> | |
| <p>زہے شکر خلاق کون مکان کا</p> | <p>چہا داغ صاحب کا دیوان آ</p> |

| | |
|--|---|
| یہ تھنہ حسنین کے انداز کا ہے دل و جان سے عاشق ہے اس کا آلم نے کھی اسکی تاریخ ہجری | سر پایا ہے گویا یہ نازبان کا یہ محبوب معشوق ہے اک جہان کا یہ دیوان ہے داغ معجزان کا ۱۳۱۰ھ |
| ایضاً | |
| سال ہجری کا جو دیان آیا آلم مہلہ کے زبر سے لہجے عدد اور منقوطہ کے زیر و بنہ مصحح تاریخ پڑھیں اس طرح | ہا تھ فیبی نے مجھ سے یون کہا تخرجہ ہی اسمین کچھ ایک کا ایکے دیکھ دو دن کو باہم ملا تیسرا دیوان ہے یہ استاد کا ۱۳۱۰ھ |
| ایضاً | |
| چپ چکا استاد کا دیوان جب بیات و زبر میں دیکھو عدد | عیسوی تاریخ الم نے یون کہی گلشن بیجارہ ہے دیوان داغ ۱۸۹۲ء |
| ایضاً | |
| واہ کیا دیوان ہے مہتاب داغ طبع کی تاریخ آلم سمت میں کہہ | ہے سب اسمین رحمت حسن صبح فکر داغ آسمان قدر فصیح ۱۹۲۹ء |
| ایضاً | |
| تیسرا دیوان آلم استاد کا معجم میں سال فصلی کر قم | اجکل مطبع میں زیر طبع ہے نقد فکر داغ میں طبع ہے ۱۳۲۰ھ |

| | |
|---|---|
| <p>داغ عالی قدر مخمور و زنگ بلبل ہندوستان صاحب قفا انتخاب و بے مثال پر بہا یہ نہ ہا تق کی آئی اکیبار گر کہ کر کہ ہے پٹار و زنگ ۱۳۲۰</p> | <p>شاہد تسلیم سخن استاد شاہ شاعر شیرین زبان نازک خیال تیسرا دیوان ہے انکا زیر طبع محو تہا میں منکرین تاریخ کی سال فصلی یوں ہی نکلتا احوال</p> |
| <p>با صد بہار عالم گردید طبع تاریخ نغزو خوبی و صفت دو گنا درینودہ صدودہ مطبوع گشت امیر ۱۳۱۰ - ۱۳۲۰</p> | <p>دیوان استاد و شہر یاریم خطے چو بر قلم زد کلک الم رقم زد صدیست سال ہجری مغویست ۱۳۱۰ - ۱۳۲۰</p> |
| <p>قطع تاریخ از نتیجہ فکر جمید خوش مقال جناب شیخ محمد لطف الدین صاحب تخلص جہتوار وی ضلع مظفر پور تمیز جناب نیر بناری</p> | |
| <p>ہے ہر جگہ مذاق سخن طرفہ آشکار تاریخ اوج تم بہ کہو نغمہ نزار ۱۳۱۰ - ۱۳۲۰</p> | <p>گلزار پر بہار ہے دیوان ان کا دیوان چپ گیا تو سر بساط سے</p> |
| <p>قطع تاریخ از نتیجہ فکر شاعر نازک خیال جناب محمد اشتیاق علی صاحب اشتیاق تخلص تمیز جناب منشی ممتاز علی صاحب آہ</p> | |

| | |
|---|---|
| دیوان تمیز بری بر طبع داغ کا تاریخ عیسوی یہ کہی اشتیاق نے | زنگ اوہی نکلے گی اردو زبان آ مہتاب داغ سے ہونور جہاں آ ۱۸۹۲ء |
| قطعات تاریخ از نتیجہ فکر فلک پاشی غراز ک خیال شخبو ہمیشاں خباب مولوی محمد یعقوب صاحب مدنی جو پوری انیق تخلص خباب مصنف مظاہر | |
| ماچہ نبویسم صفات داغ را ایں گویوان سوم ترتیب د از پے تاریخ طبش الحریق از سر طوہرم کلیم اللہ گفت | ما را آیتا مثله تحت التما فی سماء الحسن کا الجم فیضیا فکرنا سارا لی عرش اعلیٰ قل لہ تاریخ - کا شمس الضحیٰ ۱۸۹۲ء |
| دلہ | |
| اذا انضاد داغ دیوانہ تاریخہ العیسوی یا انیق | باض الفصاحت کفرس الغیر نقل - بان نہ اکلام بلوغ ۱۸۹۲ء |
| دلہ | |
| صنف الاستاد دیوان الفصیح قال منی ما تف تاریخہ | سر تکلا فی البدقہ لا بطل یا انیق ارقم - ہو مغرب کل ۱۸۹۲ء |
| دلہ | |
| کسے دید دیوان مہتاب داغ | فقال ان بخا شیں عجاہ |

| | |
|---|---|
| <p>پیر خج بلوغت خج ماہتاب بگور است زان فاف و برتاب بہر لفظ رمزیت شعرا نیاب تجسس نمودم بعد اضطراب کہ ناگاہ روح نظامی شتاب گہر ماس روشن تر از آفتاب ۱۸۹۲ء</p> | <p>ز ہے آسمان فصاحت بین بیاد بہ بین مسکر فضل داغ کرامت فکر سا اینچنین پئے سال طبعش اینتی حزن لبوی سن عیسوی شخیال زردے جواہر ندا کر دو گو</p> |
| ایضاً | ایضاً |
| <p>گشت مطبوع شاعران زمین سخنے بنے نظیر گفت بن ۱۸۹۲ء</p> | <p>طبع مہتاب داغ شد چون اینتیق پچے تیار بج عیسوی ہاتھ</p> |
| ایضاً | ایضاً |
| <p>بین چہ زیبا عراسر انکا گفت ہر کس - کلام داغ بیاہ ۱۳۰۹ء</p> | <p>طبع گشتہ کلام استادم با ہزار آرزو و شوق اینتیق</p> |
| ایضاً | ایضاً |
| <p>گشت طبع مخموران مائل گوچہ طرفہ سخنور کامل ۱۳۰۹ء</p> | <p>شدہ مہتاب داغ چون مطبوع دل زمین گفت سال طبع اینتیق</p> |
| ایضاً | ایضاً |
| <p>مہریت روشنت چہل مقالہ</p> | <p>مہتاب داغ راچہ بدیدم بحیث غور</p> |

| | |
|---|---|
| در مصرعے اینیق و تاریخ شعیان | پن یا دگار داغ و چراغ کمال از ۱۳۰۹ |
| | ایضاً |
| ناگهان آئی صدائے آفرین پرست مستراحین و تاریخ یونان کی | طبع جنم ہو گیا دیوان است و شفیق نظم روح افزا و منظوم ہوا ۱۳۰۹ |
| | ایضاً |
| دیوان تیسرا بھی ہوا طبع کیا خمی بہ شکر سے کہد و لے سرا فصاحت ذرا | طرز سخن میں کچھ عجیب انداز داغ ہے آدیکہ یہ نمونہ اعجاز داغ ہے ۱۳۰۹ |
| | ایضاً |
| کیا ہی دیوان پر بہا رہے ہیں ہے سراوار اینیق اگر اسکو کسی یوان میں ہر یہ لطف تابان دیکھ کر یہ کلام سحر آگین سرا علان سے کہا میں نے | جسکے ہر شعر میں ہے لطف نیا کہیے گلدستہ بہا را فرا کوئی اہل سخن بتائے ذرا لکھیے تاریخ طبع دل نیکہا داغ سینہ پہ حاسد و نیکے ہوا ۱۳۰۹ |

قطعه نایخ از تیجہ فکر بلند شاعر فی نظیر جناب قشتی محمد ممتاز احمد صاحب شیر تحلیف
رشید و تلمیذ جناب حضرت امیر صاحب میانائی

| | |
|---------------------------|--------------------------|
| اغضب تیز ہے توسن کدواغ | اشارے میں یہ آشوب طبع کے |
| کہی میں نے تارخ دیوان شیر | تراسے میں یہ آشوب طبع کے |

قطعه نایخ از تیجہ فکر شاعر پیش نازک تلاش جناب میر محمد علی صاحب آبادی بخش
تخلص تلمیذ جناب مرزا قربا علی بیگ صاحب لکڑی محوم و میر عباس حسین صاحب ششدر

| | |
|----------------------------|------------------------------|
| اگر نئے و تم تک شہرت جنگلی | جناب داغ کا ہنس کہاں ہے |
| اب انکا تیسرا دیاں چپا ہے | کہ جنگلی خاص دہلی کی زبان ہے |
| یہ کہد و مصرع تارخ بخش | کہلام شاعر شیریں بیان ہے |

قطعه نایخ از تیجہ فکر شاعر شیریں گفتا جناب محمد باقر صاحب لوی بخش
ساکن ملک میور از احسن و سطر لکٹ

| | |
|--------------------------|------------------------|
| طبع شد چون کلام حضرت داغ | انکا استاد بادشاہ دکن |
| ملہم از برق مصرع تارخ | گفت - نہ تاب آسمان سخن |

تارخ بخش فکر امیر مدد کن خیل سخنوران دکن جناب اگر دہلی پشیا صاحب بابائی

| | |
|--|---|
| <p>چون طبع کلام داغ صاحب گید تاریخ رستم کرد عجائب باقی</p> | <p>نیز کنه بشد داغ دل لاله باغ دیوان سومی مبسوط داغ ۱۳۰۹ هـ</p> |
| ایضاً | |
| <p>دیوان داغ طبع گردید بهاقت تاریخ اوز باقی</p> | <p>هر سطرش هست سبیل باغ گفتا کل الجواهر داغ ۱۳۰۹ هـ</p> |
| ایضاً | |
| <p>دیوان سومی آن حضرت داغ چون دید کلام پر بهار است نگارنده باغ عشق دیدم غرضش تاریخ طبع خوش رقم زد باقی</p> | <p>شد طبع و بشد بند و کربانم محبوب علی شاه که نشدند شرع کس رنگ سخن نیست با این کتب دیوان سومی داغ محبوب ۱۳۱۰ هـ</p> |
| ایضاً | |
| <p>چون طبع شد کلام جناب شریف داغ</p> | <p>باقی سنش گفت کلام قری داغ ۱۳۱۰ هـ</p> |
| ایضاً | |
| <p>دیوان داغ در زبان ارد</p> | <p>شد طبع که هست بس فصیح و امع</p> |

| | | |
|--|--|--|
| دیوان داغ دیلوی فصیح ۱۸۹۱ء | تاریخ طبع اور قمر زبانی | |
| قطعی تاریخ از نتیجہ فکر شاعر حسن باب الہکات سید محمد تبارک حسین حبیبی تخلص | | |
| کہ غلیب ہی میں مخوفشانی داغ بہار چاندی ہے گل فشانی داغ ۱۸۹۲ء | چہا ہے برق وہ دیوان چہا داغ لکھنوی سہل سہی میں مصطفیٰ داغ | |
| قطعی تاریخ از نتیجہ فکر شاعر فی نظیر جناب خاتون حسین صاحب قمر تخلص تمکیز جناب مصنف مدظلہ العالی | | |
| کیا کہوں کیا ہوتی مجھے محنت اب ہی نازان نہو مری قیمت برنج سے ایک دم نہو راحت ماہ تابان گلشن بہجت ۱۳۰۹ء | حضرت داغ کا چہا دیوان مجھ کو یہ روز خوش نصیب ہوا انکے دشمن جلا کرین یارب سیر اعدا کو کاٹ کر لکھوں | |
| ایضاً | | |
| انج منسی گہر معدن شوق گفت ہاتھ سحر گلشن شوق ۱۳۱۰ء | ہت دیوان جناب استاد سال طبعش چوبیسہم توقیر | |
| قطعی تاریخ از نتیجہ فکر شاعر خوش تلاش جناب حکیم سید محمد رضی علیہ الصلوٰۃ ثابت تخلص رامپوری | | |

| | |
|--|--|
| <p>افسر دل ہی اس کو کتب بلغ ہوگا زیب سپر مطیع بہتاب اغ ہوگا ۱۹۶۲ء</p> | <p>ہیں یہاں ایسے استاد کے مضامین آج کے سال کا لکھا ہو خوب کہو</p> |
| <p>قطعیاں از نتیجہ فکر بلند شاعرانہ خیال جناب سید جلال صاحب جلال تخلص عظیم آبادی شاگرد جناب مصنف مظاہر</p> | |
| <p>سبحانک اللہ قلعہ تبارک شاہنشہ اردو معلیٰ بہ مبارک ۱۹۶۲ء</p> | <p>کیا داغ کا دیوان بہ بہتاب کی صفت ہائے جلال آج کہا طبع کا یہاں</p> |
| <p>ولہ</p> | |
| <p>رشتہ گل کہاں ہر اکری داغ نے چاند کو لوانہ کیا داغ نے ۱۹۶۲ء</p> | <p>کیا چمن و نیض ہے بہتاب داغ طبع کی تابخ ہے یہاں جلال</p> |
| <p>قطعیاں از نتیجہ فکر از مجید شاعر خوش مقال مولوی محمد حسین صاحب جلیس تخلص محلی شہر</p> | |
| <p>ماہ پارہ ہے مہر آگین ہے ہر غزل کا مزاج رنگین ہے روح ذوق آج محو تحسین ہے سلک گوہر ہے نظم پدین ہے صاف گلہ ستہ رہا حسین ہے</p> | <p>حضرت داغ کا چہا دیوان دلکش اک ایک مصحح موندنا دیکھ کر لطف بندش مضمون آب و تاب سخن کا کیا کہنا تازہ نازہ شگفتہ فکر کے پھول</p> |

| | | | |
|--|---|-----|--|
| | <p>بجز کلام تر تین ہے جلوہ شاہد مضامین ہے ۱۳۱۰</p> | | <p>لفظ لفظ اسکے سرسبز بیا مصرع سال طبع کبد و طلیس</p> |
| | | ولہ | |
| | <p>ز فکر مصفا داغ و چید بہار مضامین و صبح امید ۱۳۱۰</p> | | <p>شدہ طبع دیوان رشکِ حمن نو شتم پے سال طبعش طلیس</p> |
| <p>قطعہ تاریخ از تیجہ فکر جمیل جناب حافظ محمد جمیل حسن صاحب جلیل تخلص مائیک پوری تلمیذ جناب منشی امیر رضا امیر میانی لکھنوی</p> | | | |
| | <p>مہر کو حاجت چراغ نہیں کیا نیا چاند ہے کو داغ نہیں ۱۳۱۰</p> | | <p>وصف مہتاب داغ کیا ہو جلیل مطلع نور ہے یہ مصرع سال</p> |
| <p>قطعہ تاریخ از تیجہ فکر شاعر خوشحال جناب حکیم حافظ معشوق علی خان صاحب جوہر تخلص وکیل درجہ اول ریاست ہمایاں تلمیذ جناب نثار احمد صاحب</p> | | | |
| | <p>شعرانِ دل پسند لفظ طلیس کبد یا ہے کلام داغ نفیس ۱۳۱۰</p> | | <p>کیون نہ دیوان داغ ہو مرغوب بے سراشتار جوہر نے</p> |
| <p>قطعہ تاریخ از تیجہ فکر بلند شاعر نگار جناب محمد عبد الحمید صاحب تخلص گلکنت</p> | | | |

| | |
|--|--|
| <p>حضرت داغ کا چہا اب وہ کلام مثال نام سے نکتے ہے نشان اردو سے خاصیت کا انگور واپس گر کہوں ماہ منہ اوج فیض انکے صحاب فکر سے تازہ ہے گلشن سخن شعر تین کو دون مثال گیسو کھلے سے انکابیان جان قرا انکا کلام روح بخش کہہ گئے باتوں باتوں نکتے فنون شعر کے نکتہ دران ہند کو دعوت چشم و گوش سے فکر سنیں انبلا تہی کہ حمید ناگہان</p> | <p>جس سے بند ہو کر شوکت و شان رنجیت ذات پر انکے کرتی ہے ناز زبان رنجیت انگو بجا ہے کر کہوں مہر جان رنجیت انکے بہار طبع سے شاہ و روان رنجیت مصنع نغز کو کہوں سرور و ان رنجیت قوت روح رنجیت راحت جان رنجیت کہہ لہے جہان پر راز زبان رنجیت دیکھئے شان رنجیت سنئے زبان رنجیت ہاتف غیب نے کہا کہہ۔ دل جان رنجیت</p> |
| <p>ولہ</p> | <p>ولہ</p> |
| <p>حضرت داغ کا چہا جو کلام فکر تہی اس حمید نکتہ سرے ہاتف غیب نے کہا ناگاہ</p> | <p>دلین آیا لکھوں کوئی تاریخ کہے کوئی اپھی سی تاریخ درہم داغ دیوئی تاریخ</p> |
| <p>قطع تاریخ از نتیجہ فکر شاعر لبیب خباب میر سید علی حسنا حبیب تلخیص لکھنوی</p> | |
| <p>ہے عجب بندش عجب حسن کلام دیکھ کر نغز لبین یہ کہتے ہیں حبیب</p> | <p>ہیں گل مضمون کہ تختہ باغ کا واقعی دیوان ہے چہا داغ کا</p> |

قطعات تاریخ از تہذیب فکر بلند شاعر بزرگ خیال معانی بند جناب حافظ محمد متعلق
صاحب سر شریف دار الحکومت منصفی فوجدار می افندی است پیمال حافظ مخلص

بطریق جمع

| | |
|---------------------------------|---------------------------|
| مین نے جب چامہ لکھون از روے جمع | سال طبع اس گلشن اشعار کا |
| وارد خاطر ہوئے الفاظ ذیل | خوش بیانی حسن معنی چو چلا |
| | ۹۰۹ ۲۸۸ ۲۳ |
| | ۱۳۱۰ |

ایضاً بطریق تفریق

| | |
|---------------------------------------|-----------------------------------|
| چہا دیوان ثالث و لغ کا ہے التجا حق سے | حد کا داغ دل سے شاعران ہند کے دیو |
| سن فصلی اگر درکار ہے تفریق کی رو سے | سیاہی داغ سے لاف عدل اشعار سے کہو |
| | سنہ ۱۳۱۰ ہجری |

ایضاً بطریق ضرب

| | |
|----------------------------------|------------------------------------|
| شہرہ باداعی بلبلان سیر گلزار سخن | حالیا از سنگ لمبوع گلشن اردو و دب |
| سال طبعش گزر روے ضرب خواجہ جفا | اوج را بر قال زن تا سال نو آید پید |
| | ۱۰ × ۱۳۱ = ۱۳۱۰ |

ایضاً

| | |
|--|---------------------------------------|
| چہ رہا ہے داغ کا دیوان لٹ کون داغ | ہے جو خوش گوئی کے باعث شاعر نہیں بلند |
| ہر الف ہر دشمنوں کے حق میں اسکا تیر او | چشم بہ کیواسطے ہر ایک نقطہ ہے پسند |

| | |
|---|--|
| <p>دلربائی کے لئے ہر لاف خوش خطبہ کہند طالب تاریخ نو حافظ کی طبع ارجبند طوطی ہندوستان کا بوستان لہند ۳۰۰ فصلی ہندی</p> <p>حرف سب جادو بہر تانہ معانی مجرب ۳۰۰ فصلی ہندی</p> | <p>چشم مرئیان چشکین ہر اسکا عین صا زمین بین آدو مصلع شگفتہ جب ہوئی بلبل ہندوستان کا گلستان بخیران ۶۱۸۹۲</p> <p>یہ جناب داغ کا دیوان ہے حیرت نا ۱۸۹۲ء</p> |
| <p>کہ مصرع ہین سارے پڑکے تھے ہین سب شعر عمدہ چکے ہوئے ۳۰۰</p> <p>قطعہ تاریخ از نتیجہ فکر ارجبند معنی بنڈا کی خیال خامی مستجاب صاحب خلق تخلص جہا رسالہ خاص علامہ کالج آباد کرنل لکھنؤ تلمیذ جہا مصنف بد ظلمہ الہ</p> | <p>یہ چہرمان ہین یا معنے آبدار خیال آنکھین روشن ہوئیں دیکھ کر</p> |
| <p>سخن سے جنکے زمانے میں ہے بہار سخن انہیں کے نام سے آباد ہے دیار سخن انہیں کی وجہ سے چمکا ہے روزگار سخن نئے ہی رنگ سے ہے جوش پر بہار سخن یہی عروس سخن ہے ہی نگار سخن</p> | <p>چہا وہ حضرت استاد داغ کا دیوان انہیں کے نام سے سکھ ہے شعر کا جارا انہیں کی قدر سے اُردو نے پائی ہے رفی عجیب طرز فصاحت غریب دیوان ہے یہی تو ہے بت ہندی یہی مرتجعین</p> |

| | |
|---|---|
| اسی سخن کی بدولت بڑا وقار سخن اسی زبان سے باقی ہے اعتبار سخن اسی سخن سے ہوئے مست بارہ سخن زبان کہی ہے نزاکت سے ہمکنار سخن کوئی زبان پہ صدقے کوئی نثار سخن کوئی ہے بسمل مضمون کوئی شکار سخن کہیں زبان کی لطافت میں ہے بہار سخن کہا بیاد سنے کیلارنگ لال زار سخن | اسی کلام سے ہے آبروے اہل کلام اسی بیان کو سب مستند سمجھتے ہیں اسی کلام سے پر نشہ ہو گیا تازہ سخن زبان کی بغل میں کہی فصاحت کوئی بیان پہ تر بان گفتگو پہ کوئی کوئی نو نیستہ ترکیب پر ادایہ کوئی کہیں بیان کی فصاحت میں تازہ نگینی جو پوہی خلق سے مہتاب داغ کی تاریخ |
|---|---|

دل

| | |
|--|--|
| تاج فرق شاعران شاہ سخن بیل ہند وستان فخر زمین کرچون دیوان مرتب و دکن جلوہ صبح طرب مہر سخن | آن وحید عصر کینائے جان خوش طبیعت خوش بیان طلب اللسان حضرت استاد داغ دہلوی خلق ہاتھ گفت سال طبع او |
|--|--|

قطعی تاریخ از نتیجہ فکر شاعر سعید خاں سیل شاہ صاحب آبادی حمزہ تخلص
جناب حافظ محمد شمس الدین صاحب حمزہ فیض تخلص

| | |
|----------------------------------|--------------------------------|
| نام شہور جهان مہتاب داغ ایسا ہوا | حضرت داغ سخن کا جو یہ دیوان ہے |
|----------------------------------|--------------------------------|

| | |
|---|---|
| کیا ہی زیبا چپ گیا دیوان سوم داغ کا شیر | اسکے چہنے کی کہی تاریخ خرم عجیب |
| <p>قطع تاریخ از نتیجہ فکر شاعر میل خباب میر حسین علی صاحب دل مخلص حیدر آبادی تلمیذ جناب مصنف مدظلہ العالی</p> | |
| منہدم شد کمال اہل بساط گلستان خیال اہل بساط شیر | چون مرتب شد دست این دیوان فکر تاریخ کر و شش ای دل |
| ولہ | |
| نار ہے تہنوں کو دوسو کا ہے یہ داغ غیب سے آئی سدا بھیکانہ مہتاب داغ ۱۸۹۲ء | چپ گیا ہے اندون دیوان داغ نامہ آ دل یہ کہتا تھا کہ لکھوں عیسوی تاریخین |
| <p>قطع تاریخ از نتیجہ فکر شاعر نگین باجناب محمد عزیز الدین صاحب دل مخلص میرزا محمد علی صاحب دل</p> | |
| اہل دل کا سپید دل قربان ہوا دعائے غم و غم داغ کا دیوان شیر | وہ ہوا مطبوع دیوان جدید سال دل سے ہے نمایان فی اللہ |
| <p>قطع تاریخ از نتیجہ فکر سخن خوش باجناب فشی امین احمد خان صاحب راجہ مخلص تلمیذ جناب فشی امیر احمد صاحب امیر میانی لکھنوی</p> | |
| شعر جواسمین ہے گویا از خوان چہل ہے | واہ یہ دیوان ہے کیا رنگ میں ڈوبا ہوا |

باغ میں غنچہ چمک کر کہتے ہیں تاریخ راز
بلبل ہندوستان کے گلستاں کا پہول ہے

ولہ

عنوان تاریخی

گلستان خوبی ہے یا کیسزہ دیوان
۱۳۱۰ھ

کہان تھے شاہد معنی کا جلوہ دیکھنے والے
کہیں شوخی فصاحت خوش بیاں نکتہ آرائی
کہیں شہادت قد و زکس طناز کا جلوہ
یہ دیوان داغ کا جادو ہے یا اعجاز کا جلوہ
۱۲۹۹ھ فصلی ہندی

قطعہ تاریخ از نتیجہ شاعر خوش بیاں جناب میر محمد علی خان صاحب
کیمڈر رسالہ گو لکندہ حید آباد تلمیذ جناب مصنف غلام

مرتب گشت چون دیوان دور شہر صف
خیال این ناگہان آمد گولے تیغ تاریخش
دامتھا کہ منش نیت چمن بس آمد کا مطلب شد
نجد شہ جبراک اللہ سوم دیوان مرتب شد
۱۳۱۰ھ

ولہ

چہا جبکہ استاد کا میرے دیوان
لکھوہ تیغ یوں بل شاد تاریخ
جلد مدعی خوش تھوے دست احباب
یہ دیوان بھی داغ صاحب کا نایاب
۱۳۱۰ھ

قطعہ تاریخ از نتیجہ فکر شاعر خوش فکر جناب فیض محمد انصاری تخلص

| | |
|---------------------------|---------------------------------|
| چونکہ مطبوع شد بجان مطبوع | تازہ طباعتی جناب داغ |
| طبع از طبع خود بہا لش گفت | شدہ مطبوع ما بہتاب داغ ۱۳۱۰ھ |

قطعات تاریخ از نتیجہ فکر فلک پیم شاعر بیدیل سخنور گانہ جناب تیر اعلیٰ
زور حید آبادی ملازم دفتر خانہ عامرہ سرکار

| | |
|---------------------------------|---|
| دنیا پہ پڑا داغ کا مہتاب نمایان | پورا بخت تیسرا ارمان ہوا ہے |
| بیساختہ تاریخ لکھی زور نے اسکی | مطبوع جهان داغ کا دیوان ہوا ہے ۱۳۱۰ھ |

| | |
|-----------------------------------|--|
| ایضاً | |
| گلزار داغ اول و بعد آفتاب داغ | دیوان تیسرا ہی دل افروز چپ گیا |
| مژدہ ہے عاشقوں کو سن عیسوی کل زور | مہتاب داغ و نامہ جگر سوز چپ گیا ۱۸۹۲ء |

| | |
|------------------------------------|--|
| ایضاً | |
| کیا گلستان سخن کی ہے سچند اکلی بہا | جلوہ داغ کا روشن ہے زمانے میں چراغ |
| عیسوی سال اکہا زور نے مرغوب جہان | مژدہ زمیندہ چپا تیسرا دیوان داغ ۱۸۹۲ء |

| | |
|------------------------------------|---|
| ایضاً | |
| تہا جسکا منظر ہمہ تن چشم یک جہان | اے زور اب چپ ہو گیا اشعارِ قلب سوز |
| تاریخ عیسوی کی ہے چوتھے فلک پہ وہم | مہتاب داغ چپ گیا دیوان دل فزون ۱۸۹۲ء |

| | | |
|---|------------|---|
| | ایضاً باغی | |
| چیتے ہی ہوا پسند احباب داغ دلسوز ورق چہا ہے مہتاب داغ ۹۴ | | دیوان سوم عجیب و نایاب داغ سن تو نے لکھا ہے عیسوی کا اے زو |
| | ایضاً | |
| مہتاب عیان ہوا بصد شان داغ لالہ کا چمن ہے دیکھ دیوان داغ ۹۵ | | سر سبز رہے سدا گلستان داغ اے زور یہ ہے نوید تاریخ طبع |
| | ایضاً | |
| مہتاب داغ تیسرا جلوہ نما ہوا دیوان داغ دل چمن لالہ چھپ گیا ۹۶ | | گلزار کی تہی چمک آفتاب کی تاریخ طبع زور نے لکھی بچہ بیا |
| قطر تاریخ از نتیجہ فکر شاعر از خیال خباب سراج میخا ایضاً صاحب سحر ہر پانی | | |
| کہ جسپر لوٹ ہین لہاے عالم کسی معشوق کا گیسو ہے پر خم فدا ہونے کو جان موجود ہر کہ تصویر پیری ہے قد آدم مقولہ ہے زبانا نون کا بام کلام داغ ہے محبوب عالم ۹۷ | | چہا نواب مرزا کا وہ دیوان یہ ہے دیوان کی جد دل کیا انوکھے چلبے مضمون ہے ہر اک مصرع میں ہے انداز خوشی کہان پیدا ہین ایسے نکتہ پرو لکھو تاریخ اسکی سحر تم ہی |

قطعیارخ از تصنیف شاعر شیرین مقال ظہوری خیال جناب خواجہ
ولایت حسین صاحب سرور تخلص لکھنوی

| | |
|-----------------------------------|-------------------------------------|
| دیوان داغ کیسا چہیتا ہے شد و مے | صرف اسمین ہو رہا ہے کاغذ کا اور کلم |
| ہے زیر طبع حکم عالم سے وہ دکن میں | دیکھ تو کوئی اُسکو ہے لطف جام جم کا |
| تاریخ کے لئے تو کہہ سسرور فوراً | عالم میں دیکھو ہمدم ہتیا داغ چمکا |

قطعیارخ از نتیجہ فکر طبع وقادقحی الشعر شاعر پیشل و بی نظیر جناب
حافظ خان محمد خان صاحب شہیر تخلص ملازم سرکار بہاول

| | |
|------------------------|-------------------------|
| نیرنگ کلام میرزا داغ | افسون گوئی نوید آمد |
| آئینہ جلوہ راز معنیست | سرمایہ ذوق دید آمد |
| ہنگامہ فروش بی قیامت | دردانہ بے نہ دید آمد |
| ہر بستیم کشاد دل را | نغمہ البدل کلید آمد |
| خمیازہ کشان کجا کجائید | نخا نہ کشن نبید آمد |
| شاگرد جناب ذوق مرحوم | مرزا ست کہ بس رشید آمد |
| این سپر طریق شاعری را | ہر گوشہ دو صد میرید آمد |
| در معرفت سخن شناسی | ہم تر تبہ بایزید آمد |
| وارد باداے خود دم تیغ | صد دل چو دلم شہید آمد |

| | |
|--|---|
| <p>گلزار و ہمس آفتابِ اثر این جلوہ گرِ سوم بصدناز گفتیم شہیر سال طبعش - در لطف سخن مندید آمد باز اے دلِ نا امید آمد نظمِ نا در دید آمد ۱۸۹۲ء</p> | |
| <p>قطعہ تاریخ از نتیجہ فکر شاعر نازک خیال جناب ابو محمد صاحب شمس تخلص متوطن کلکتہ تلمیذ جناب مصنف مظللہ العالی</p> | |
| <p>تہا چار سو بیہ شہرہ لٹتی ہے داتِ نظم آئی نہ افک سے بہ بارانِ حمتِ نظم ۱۸۹۲ء</p> | <p>است و کا جو دیوان چپکریا مرتب تاریخ عیسوی کی اسے شمس فکر کی جب</p> |
| <p>ایضاً</p> | |
| <p>سب سے پایا جدا کلامِ داغ کہ مرتب ہوا کلامِ داغ نسخہ کیسا کلامِ داغ ۱۸۹۲ء</p> | <p>چپ چکا جبکہ تیسرا دیوان فکر تاریخ کی ہوئی مجھ کو شمس ہا لٹنے دی فلک سے ندا</p> |
| <p>قطعہ تاریخ از نتیجہ فکر فلک پیمای شاعر شیرین زبان نازک خیال جناب منشی نصیر احمد خان صاحب شوق میٹھی رسالہ اردلی خاص بہوپال تلمیذ جناب مصنف مظللہ العالی</p> | |
| <p>بے بہا قطعہ تاریخ ۱۸۹۲ء</p> | |

عنوان تاریخی
چہا دیوان ثالث صاف وینا
سنہ ۱۳۰۱

| | |
|---|--|
| استاد کا ہے کلک گہر بار موصور الفاظ دل آویز میں مضمون اچھوتے مصرع ہے ہر اک روکش ابرو سے حسینا یون زیور خوبی سے فرین ہین مضامین ترکیب ہے مرغوب خوش اسلوب ہے بندش جادو بہرے اشعار پہڑکتے ہوئے مصرع کچھ ہجر کی بانیں ہین تو کچھ وصل کی گہا تین کی داغ سخن سنج نے کیا خوب بان صفا دعوے سخن جسکو وہ ہم کو تبا دے اس گلشن اردو سے معلیٰ کی کرین سیر حاسد بھی پھر کجا میں وہ تیرا کھون شوق | کہیں نچا ہے ہر اک شعر میں معشوق کا اندا یہ وہنگ غضب کا ہے بلا کی سہی پردا نقطہ ہے ہر اک مردک چشم فسون ساز جسطح کہ آراستہ ہو شاہد طنانہ کچھ رنگ ہے استاد کا کچھ میر کا اندا دیوان کو کیونکر نہ کہیں نسخہ اعجاز عشاق کی منت کہیں معشوق کی اندا انیر ہوا انجام کیا میر نے آغاز یہ لطف یہ شوخی یہ بان اور یہ اندا سعدی ہیں کہ ہر اور کہاں بلبل شیراز یہ داغ کا دیوان ہے سویدے دل ناز سنہ ۱۳۰۱ |
|---|--|

عنوان تاریخی

دیوان ہے یہ داغ با صفا کا
۱۳۰۱ نور دور فارسی

| | |
|-------------------------------|-------------------------------|
| عجب حضرت داغ کا ہے یہ دیوان | د کہا ہے عالم کو رنگ طبیعت |
| کہیں عالم آشوبی عشق پر فن | کہیں شورش انگیزی شوق و صلت |
| کہیں ذکر خونریزی تیغ ابرو | کہیں اشک افشانی چشم حسرت |
| کہیں جلوہ حسن کی تریانی | کہیں عشق پیاک ویر فن کی لخت |
| کہیں شمع و پروانہ کی جاگلد | کہیں بلبل و گل کی رنگین حکایت |
| کہیں لذت وصل و تکلیف جبر | کہیں حسرت دید و رشک رقابت |
| کہیں ذوق کیفیت بادہ خوان | کہیں نازش ساقی جو طلعت |
| کہیں ناوک انداز میشت گان | کہیں مہر انگیزی چشم الفت |
| کہیں ناز و انداز میں جلوہ آرا | کہیں سحر پرداز مہر و محبت |
| کہیں چکیان لیں لیتے ہیں مضمون | کہیں شوخیان ہیں کہیں ہر شرارت |
| کہیں صاف لفظوں سے شوکت پیدا | کہیں چست بندش سے پیدائرت |
| یہ دیوان اہل سخن نے جو دیکھا | کہا ہے خدا ساز حسن بلاغت |
| اکلہی شوق نے اُسکی تاریخ روشن | یہ دیوان ہے جلوہ فروش فصاحت |

عنوان تاریخی
ہے نگارستان داغ با وفا
۱۸۹۲ء

گلستان مضمون ہر دیوان داغ
ہر دہرے سے اُسکے نازہ دماغ

| | |
|--|--|
| <p>کرین جستجو یا لیکر چراغ کہلا ہے معافی کا پاکینہ باغ سنہ ۱۳۸۹ نوروز فارسی</p> | <p>نہ پائینگے دنیا میں اسکا نظیر سنو شوق سے مصرع سال طبع</p> |
| <p>عنوان تاریخی عروج جلوہ سے مہتاب داغ اسکے ہوا سم ۱۹۲۹</p> | |
| <p>کہا ہے خوشنویس نے موشن بردا ہے مہتاب داغ ہو گیا نور سواد سے سنہ ۱۳۸۹</p> | <p>دیوان داغ کیون نہ بصارت فروز یہ روشنی طبع کا مضمون میں ہے اثر</p> |
| <p>عنوان تاریخی گلستان خوبی ہے پاکیزہ دیوان سنہ ۱۳۸۹</p> | |
| <p>وہ چشم دل سے دیکھیں اس پرانا ناز کا جلوہ کہیں عاشق کے وصل چھوڑو ساز کا جلوہ کہیں شمشاد قد و نرس طائر کا جلوہ یہ دیوان داغ کا چادو ہے یا اعلیٰ زکا جلوہ سنہ ۱۳۸۹</p> | <p>کہان میں شاہد معنی کا جلوہ دیکھتے دکھاتے کہیں شوخی فصاحت خوش بیانی نکتہ آرائی کہیں ہے بوستان عارض گلگون کی زنگی کہلا ہے راز فصلی سال کا حیرت ناغینہ</p> |
| <p>ولہ</p> | |
| <p>اسکی تاریخ ہو وہ مشفق من شوق سے لکے یہ شکر فسخن سنہ ۱۳۸۹</p> | <p>جب یہ دیوان جہان معنی ہے نکلے ہر چیز سے زمانے کی</p> |

| | |
|-------------------------------|-------------------------------|
| پہلے اُس چیز کے عد لکھ لے | جس سے ہو شکل مدعا روشن |
| پہرے ضرب کر تو بارہ سے | اور پانچ اُس میں جو اسے پُرزن |
| بعد ازاں اُسکو چھ پر کہ تقسیم | اور باقی کو اسے وحید بن |
| دو سے باسٹھ میں ضرب دیک | حاصل ضرب ہو گا پھر ہی سن |
| تمشیل قاعدہ | |

مثلاً لفظ آب سے تانچ نکالنی منظور ہے۔ اسکے تین تین تین کو بارہ میں ضرب دیا
چھتیس ہوئے۔ اس پر پانچ بڑا ہے۔ اکتالیس ہوئے۔ اکتالیس کو چھ پر تقسیم کیا۔ چھ بار
گئے۔ پانچ بچے۔ پانچ کو دو سے باسٹھ میں ضرب کیا حاصل ضرب آٹھ ہوئے علی القیاس

ولہ در صنعت ترجمہ

| | |
|------------------------------|-------------------------------------|
| از فضل کردگار درین موسم بہار | سر بزشد چو گلشن احتوائے داغ |
| گفتہ سال شوق بیک مصرع بلند | باغ گرین و نغمہ جادو دوائے داغ |
| | سلاخی سلاخی سلاخی سلاخی سلاخی سلاخی |

تصیریح صنعت

| | | | | | | | | | | | | | | | | | | |
|------|-------|----|-----|-----|----|------|-----|-----|-----|------|-----|----|----|-----|-------|------|----|-------|
| ب | دو | ۱۰ | یک | ۳۰ | غ | ہزار | ۲۴۲ | بست | ۲۴۲ | ہفت | ۳۱۵ | ی | دو | ۹ | پنجاہ | ۶۱ | ۰ | سلاخی |
| ن | پنجاہ | ۶۱ | غ | ۲۵۳ | م | چل | ۳۸ | ۵ | ۵۵ | ج | ۶۵ | یک | ۳۰ | ۲۰۹ | چہار | ۲۰۰ | شش | ۶۰۰ |
| چہار | ۲۰۹ | شش | ۶۰۰ | یک | ۲۰ | ی | دو | ۹ | ۲۰۹ | چہار | ۲۰۹ | یک | ۳۰ | ۲۱۳ | غ | ہزار | ۰ | سلاخی |

قطعہ تاریخ از نتایج فکر چند شاعر نگین پانچاب میرزا محمد شرفیاری خان
صاحب شرف از عماید جاوہر تلمیذ جناب مصنف العالی

| | |
|--|--|
| حضرت داغ کا دیوان سوم کیا کہنا غنیچہ دل کے لئے اسکی ورق گوئی کسی بیمار محبت کی کہانی ہے یہ لو سنا ہے کہ مرتب ہوا مہتاب داغ سن ترتیب شرف تم ہی لکھو کیون لکھو | مخزن علم و ہنر ہے کوئی کیا جانے آ جنش بادِ سحر ہے کوئی کیا جانے آ قصہ در و جگر ہے کوئی کیا جانے آ ہم کو تحقیق خبر ہے کوئی کیا جانے آ سر مہ مفت نظر ہے کوئی کیا جانے آ ۱۳۹۱ء |
|--|--|

| | | |
|---|-----|--|
| خوشامطوب شد دیوان استاد نذا کرد از سر تحقیق ہاتف | ولہ | سخن سنجان مبارکباد کش گہو دل کش شرف از نظم لکش ۱۳۹۱ء |
|---|-----|--|

قطعہ تاریخ از نتایج فکر جلیل جناب ابو جمیل مولوی عبد الجلیل صاحب شیفہ
بہنگواپنوری ضلع مظفر پور تلمیذ جناب نیر بناری

| | |
|--|---|
| یشک ہے کلام داغ خوش گو ہاتف نے کہا یہ شیفہ سے | مجموعہ لاجواب نادر تاریخ ہے انتخاب نادر ۱۳۹۱ء |
| ولہ | |

| | |
|--|---------------------------------------|
| اک دہوم چلی اہل سخن میں ہو | جب طبع ہوا داغ کا دیوان سوم |
| مینے ہی کہا شیفۃ بہر تارخ | اب طبع ہوا داغ کا دیوان سوم |
| ولہ | |
| چو کلام حضرت داغ ماکہ یکے ز اہل سخن ہوا | بخطاب طوطی ہند خواند کوشش شک ہزار گفت |
| و برای زربت ناظرین شد طبع شیفۃ خزین | پی سال طبع دلم ز بہ سخن ہمیشہ بہا گفت |
| قطع تارخ از نتیجہ فکر بلند جناب مولوی یوسف خاں صاحب دولوی بر تہ خان پیر پانی | |
| جسے دیکھا کلام حضرت داغ | دلے اُسے بہت پسند کیا |
| سیرت سے لکھا صابر نے | کیا کلام نفیس داغ چپا |
| قطع تارخ از نتیجہ فکر محمود گلین بایں جناب محمد عبدالرحیم صاحب صبا خفہ جا | |
| قاضی محمد پناہ صاحب سالہ دار سرکار تلام شاگرد جناب مصطفیٰ علی | |
| چہا کیا ہی دیوان استاد دوا | ہر اک کہہ رہا ہے بہت خوب ہے |
| یہ عشق کی جان عاشق کا دل | ہر اک زندہ دل کا بہ محبوب ہے |
| تجہ اس قدر مسکرائے کین | صبا کہہ پی دیکھا ہی مرغوب ہے |
| قطع تارخ از نتیجہ فکر شاعر شیریں زبان جناب محمد عبدالحق صاحب صفا قادری | |
| شہیدی رام پوری | |

| | |
|---|--|
| <p>تو کیا جلوہ آرا بہارِ دکن ہے یہ بحرِ طبعیت ہی کیا موجِ زن ہے جو مہتابِ داغِ آفتابِ من ہے کہ اب قدرِ دانِ شہِ حائرِ دکن ہے یہ دیوانِ رنگینِ وہ رشکِ چین ہے یہ مہتابِ اوجِ سما ہے سخن ہے</p> | <p>ہوے حضرتِ داغِ جو رونقِ افزا ہوے سیکڑوں چشمہ فیضِ جاری چہا آج دیوانِ ہمیشہ اگلا ہوا اوجِ آرا وہ بختِ ہمایون ہر اک شعر سے موجزن ہیں بہا صفائیں نے تاریخ پر نورِ لکھی</p> |
| <p>فروغِ نظمِ داغِ تیر کی نو مہتابِ ستار سرا جلوہ نیرنگی حسنِ شبابِ ستار چوسوز و طورِ آں شمعِ حسنِ بقا بستار ز گلابِ مضامینِ و کس گلشنِ کتابت لفظِ اندر کہا معنی ست در غرِ شربت پئے ہر شعر معنی خیرِ صفا و انتخابِ ستار کہ چشمِ گوشِ مشتاقِ سخنِ افتحِ بابِ ستار ہمہ ازش فروشِ شوقِ طبعِ شیخِ شبابِ ستار</p> | <p>ز انوارِ سخنِ شد چشمِ مشتاقِ جہانِ شبنم بشوخیہاے معنی پیکرِ الفاظِ سحرِ گمن بیا مومنی تماشا کن اگر چشمِ موسِ اری بچیند چشمِ نظارہ بہارِ دامنِ گلچین بہرینِ از دیدہ ست سخنِ کیفیتِ شوخی نگاہِ شوقِ محو دید چشمِ غویشِ راگوید بشوقِ دیدنِ ذوقِ شنیدنِ مژدہ اید سخنِ باطنِ ز دل آویز خود بہر دل غریزہ</p> |

| | |
|---|--|
| شد از سراپا حسن متبول آرایش معنی بہ کمرارای صبا تایخ راقف مکرر کن | کلام ستاین کہ تاثیر دعا سے تاجاب ستاین کلام لاجواب ستاین کلام لاجواب ستاین |
| قطعہ تایخ از نتیجہ فکر اینق شاعر خوش گونہ معانی جناب صبر صبا لکھنوی | |
| شیفتہ ہون دل سے مین ناز کلام انگ ترک دیوان غالب و مین طفر کے ہوئے سن کے جی اٹتے مین لاکھوں سال کے گنتے جب سنی یہہ دہوم چیتا مابتاب داغ ہے ببل دل سے ولایہ مصرع تایخ صبر | ذکر ہے ہر بار انداز کلام داغ کا خلق مین شہرہ ہے آغاز کلام داغ کا وصف ادنیٰ ہے یہہ اعجاز کلام داغ کا دم لگا بہرنے مین ولساز کلام داغ کا واہ کیا کہنا وہ انداز کلام داغ کا |
| قطعہ تایخ از نتیجہ فکر جناب سید محمد امرو علی جصاب صبر تخلص ہویالی | |
| داغ نے ایسی کہانی ہے بہا باغ نظم ذکر حبت مین بہا نظم کا پونچے اگر مابتاب داغ کی نایخ لکھو صبر گر | نقطہ نقطہ صفحہ دیوان کا ہے رشک چین دل مین رضوان کے ہو پیداشوق گلزار سخن کہہ دو تم۔ اب خوب چمکا نیرنگ کہن |
| قطعہ تایخ از نتیجہ سخنوی لطیف جناب فشی مسعود احمد صاحب ضمیر خلف قلمیہ جناب فشی امیر احمد صاحب امیر میانی | |

| | |
|--|--|
| <p>اور اہل سخن میں نام داغ لاہق ناز سے کلام داغ شاہد</p> | <p>نور بہتاب داغ سے چمکا سچے دل سے ضمیر کہتا ہے</p> |
| <p>قطرہ تاریخ از نیچہ فکر از جہد محمد نعیم الحق صاحب صنو تخلص شیخ پوری شاگرد جناب امیر و جناب مصطفیٰ ظاہر العالی</p> | |
| <p>کہ جو استاد استاد زبان ہے صنفا رکھا کہ جاد و بیان ہے خیال بلبیل بندہ وستان ہے سنتان</p> | <p>چہا دیوان اُردو استاد کا مسمو نہ کیونکر دل ہوا سربان میں متخیر سیر دیوان سے فصلی مال پایا</p> |
| <p>قطرہ تاریخ از نیچہ فکر فلک پیما ی شاعر شوخ فکر نگین بیان جناب نواب میرزا بہادر الدین خان صاحب نمبر۶ نواب ضیاء الدین خان صاحب مرحوم رئیس لودھانہ و طلبہ تخلص اسکندر لکھی و گوشتی سنٹرل انڈیا</p> | |
| <p>دکن میں داغ نے مکہ زبان اُردو کا حریف کوئی مقابل نہ اُسکے شہر کا کہ ہے یہی تو شہنشاہ ملک عقی کا خدا نے علم کی دی اُسکو نصرت غظنی کلام از کلمہ ہے معتبول بارگاہ خدا</p> | <p>بظہادیا نہ خدا کے کرم سے احسن کا قلم نے کام کیا تیغ تیز سے بڑا کر شہر دکن کے لئے زریب نہا ہی اُسنا دکن کے شاہ نے دی اُسکو دلچسپی کلام اسکا ہے مرغوب شہر یار دکن</p> |

| | |
|-----------------------------------|-------------------------------------|
| کلام اسکا ہر اک خاص عام کو دل سے | پسند آیا ہے آمار بھیگا آئے گا |
| نیام ہے رنگ نثر طرز ہے نثر بندش | نیام ہے لطف نئی بات ہے کلام نیا |
| دیا جو حکم کہ جو چپ کے مشتہر کلام | تمام بند میں مہتاب داغ جا چکا |
| ہے اس کلام میں وہ تازگی مضامین کی | چمن ہو جیسے لطافت سے مانع مانع کمال |
| اسی کلام پہ عاشق نراج بین نقول | ہے اس کلام میں انداز دلربائی کا |
| اسی کلام سے رونق زبان اردو کی | اسی کلام پر اہل زبان میں دل سے ندا |
| ہے اس کلام کی خوبی بیان سے ہر | کہ اس کلام کا شہرہ کہاں کہاں پہنچا |
| طلب بہ ہوائ غیبی نے دسی نہ محکمہ | اکہ اس کلام کی تاریخ نظم شیش بہا |

قطو تیار رخ از نتیجہ طبع آسمان پوید شاعر خوش فکر و بی نظیر خاتمیر ایلین
صاحب دہلوی ظہیر تخلص شاگرد استاد ذوق

| | |
|------------------------------|-----------------------------|
| زمانے کو شرورہ جہان کو نوید | کہ تلبان ہوا ماہ تابان داغ |
| بہار مضامین رنگین نثر چہرہ | شگفتہ میں نسیرن وریحان طغ |
| عجب حسن پر ہے ریاض سخن | عجب جوش پر ہے گلستان داغ |
| فصاحت کا دریا ہوا موج زن | زہے بادشایر فیضان داغ |
| بلاغت کی پوچھ تو کچھ حد نہیں | کہ مشکل سے مشکل ہے آسان داغ |
| اگر نکتہ نکتہ ہے باب سخن | تو گنج معانی ہے دیوان داغ |

| | | | |
|---|---|---|--|
| | جہا شک بہت حسین بنایان داغ زہے غفلت و شوکت دشان داغ ہوئی رہنمون طبع دشان داغ کہ طالع ہوا انجسم دیوان داغ | شکستے سخن میں ہے قلعہ عزبان زہے پایہ گاہ کلام بلوغ مجھے و سکر تارینج کی تہی ظہیر سرنگندہ انجمن میں فلاح پر | |
| تارینج طبع دیوان استاد سلطان دکن ببل ہندوستان جناب نواب مرزا خان صاحب داغ دہلوی۔ نتیجہ فکر محمد حبیب اللہ عشق شاگرد محمد مظلوم | | | |
| | غنچہ دل بزرگ گل شکفت نغمہ غنچہ دل دہلی گفت | از نسیم کلام حضرت داغ سال طبعش سرور غیب اغشوق | |
| ایضاً | | | |
| | صورت آفتاب عکس فکں گفت۔ مہتاب آسمان سخن | شہچہ دیوان سو میں داغ ملہم غیب سال طبعش عشق | |
| قطعہ تارینج از نتیجہ فکر شاعر نازک خیال جناب محمد یوسف حسین صاحب عربیہ مارہروی شاگرد جناب مصنف مذکور بالا | | | |
| | کہ ہر سطر اس کا درعدن بوجد اندر آمد دل و جان | مرتب کنون گشتہ دیوان داغ ازین نغمہ تازہ و ساز خوش | |

| | |
|---|--|
| <p>بافلاک شعری شہ دست ن بہار معانی دور و روح سخن ۱۳۹۱ھ</p> | <p>نہ ہے شاعر و شعر را پایہ چنین گفت مصراع سالش عزیز</p> |
| ایضاً | |
| <p>جب طبع ہوا بزیب فریت کھلے دست و جنت و فصاحت ۱۳۹۲ھ</p> | <p>دیوان جناب حضرت داغ تاریخ عزیز نے یہ لکھی</p> |
| <p>قطع تاریخ از نتیجہ فکر شاعر شیرین زبان جناب حکیم محمد قیام الدین صاحب جوہری فکر تخلص تمکید جناب منشی امیر احمد صاحب امیر</p> | |
| <p>کہ فلک کہہ اٹھا ہمت قربان مہر اس بابتاب پر قربان ۱۳۹۲ھ</p> | <p>فکر مہتاب داغ میں ہے وہن کیا قمر میں ہیں چار چاند لگے</p> |
| <p>قطع تاریخ از نتیجہ فکر شاعر خوش مقال جناب فضل شاہ خان صاحب فیاق شاگرد جناب منشی محمد ممتاز علی صاحب آہ</p> | |
| <p>مگر جادو میں بات ایسی کہاں ہے کلام شاعر شیرین بیان ہے</p> | <p>کلام داغ جادو ہے اثر میں نہ کیوں ہر لفظ سے ٹپکے طلاؤ</p> |
| <p>قطع تاریخ از فکر سخن خوش ما عذب اللسان جناب محمد قادر علی صاحب قادر سررشتہ دار بخش گیر حباب یاسین ہمالی</p> | |

| | |
|--|--|
| کلام نواب میرزا ہے یہ نظم و پچھ و لر ہے | زبان میں اور ہی میرا ہے پان میں ننگ و ہرا ہے |
| مذاق شیریں اس سخن میں شکر ہے باکمل دین | یہ آج شہرہ اہل فن میں کلام شیریں باہر ہے |
| سخن بہ منتخب ہے قادر سمجھتے اسکی ہر قدر | یہ خوبونے ہے اسکی ظاہر جو ہمیں ان پر ہے |
| خیال تاریخ و لیلین گذار تو سال بھر بنی بان | فصیح زیبا ہے تازہ بندش سار جا دو بہر ہوا ہے |

قطعہ تاریخ از نتیجہ فکر بلند شاغری کتبہ منج جناب مولوی محمد قمر الدین خاں صاحب
شاہ جہان پوری قمر و ملاں تخلص فشی حکمہ صد عدالت صوبہ
شمالی ملک سرکار عالی شاگرد جناب مصنف ظلہ العالی

| | |
|--------------------------|---------------------------|
| حضرت نواب مرزا خان داغ | اوستا و نامی ہندوستان |
| کرچون تصنیف دیوان سوم | شش جہت شد شہر تشراند جہاں |
| گشت روشن چشم مشتاقان ازو | تیرہ شد عالم بروئے عالم |
| سال طبعش عیسوی گفتم | ماہتاب داغ ملک افروز جان |

ایضاً تاریخ اُردو

| | |
|---------------------------------|-------------------------------|
| عجیب شیریں گلزار داغ ہے پیشک | غریب نور میں آفتاب داغ بیا |
| مگر بوا ہے جواب ماہتاب داغ طلوع | یہ چاند ہی ہے سپہر تنوری میں |
| کہا ملاں نے تاریخ طبع کا صرع | جناب داغ کا دیوان لا عدیل چیا |

قطعات تایخ از نتیجہ فکر ارجند شاعر شوخ فکر جناب محمد محمود صاحب
 محمود تخلص تلمیذ جناب مصنف دام فیضہ

| | |
|--|---|
| مری آنکھ چپکی تھی محمود اک شب نئے لوگ ہیں اور نیا ساز و سامان باما کر یہ ایک شخص سے میں نے پوچھا سبب منعقد ہونے کا تو بتا تو۔ کہا اُس نے اے پخیر تو مختار اُس استاد کامل کا چہیتا ہے دیوان کہا میں نے تاریخ کیا ہے تو بولا | تو کیا دیکھتا ہوں کہ اک انجمن ہے غرض بزم کی بزم گل پیر ہن ہے یہ محفل کہ پہلا اک چمن ہے خوشی ایسی کون زیر چرخ کہن ہے مسافر ہے کوئی غریب الوطن ہے کہ جو آجکل زیب بخش دکن ہے کہ۔ جلوہ نما ماہتاب سخن ہے ۱۳۰۹ھ |
|--|---|

ایضاً

| |
|---|
| مجھے حیرت تھی کیا ہے ایسی شادی نیدا آئی کہ لکھہ محمود تایخ کہ عالم ہے خوشی سے باغ باغ آج وہ شایع ہو گیا ماہتاب باغ آج ۱۸۹۲ء |
|---|

ایضاً

| |
|---|
| دیوان چپ ہے کہ میں چل کہلے ہیں گلشن جہان میں وہ ذوق اس کلام کیا جوش پر ہے باغ دکن میں بہار باغ بیل خدا داغ ہیں گل ہیں نثار داغ |
|---|

| | |
|--|---|
| محمود کو خیال جو تاریخ کا ہوا | آئی صد غیب - کہو لا زار داغ ۱۳۱۰ھ |
| ایضاً | |
| جب چہا دیوان جناب داغ والا جا کا مین نے ہی محمود سنکر لکھی یہ تاریخ طبع | دوستوں کے دل جو خوش دشمنوں کے ہوش کم اب ہوا شائع مرے استاد کا دیوان سوم ۱۳۱۰ھ |
| <p>قطعاً تاریخ از نتیجہ فکر گہر بار شاعر نازک خیال جناب مولوی عبدالغنی خان صاحب مقبل ساکن ٹونک ملازم محکمہ صہ المہامی بہوپال</p> | |
| سبحان اللہ حضرت داغ کر دیدن او بجز کرانہ مقبل چہ نمک فشانہ سال | زائگوں کلام خویش پر است احسن ز کام خلق بر خات معشوق طبع جلوہ آراست ۱۳۱۰ھ |
| ایضاً | |
| داغ کی روشن بیانی دیکھئے وصف دیوان میں یہ مقبل نے لکھا | داغ کہاے اس سے دل پر ماہ نے گل کہلائے داغ عالی جاہ نے ۱۳۱۰ھ |
| ایضاً | |
| کیا داغ کا دیوان ہے کوئی آئینہ خانہ یہ ہی جو نہایت تو پری خانہ ہے پشتک کیا خوب یہ مقبل نے لکھا سال الہی | مردم سے کیوں دیکھ کے رجا تے میں شہد دل دیکھنے سے جسکے ہے دیوانہ و مضطر معنی کا پرستان ہے یہ دیوان منور ۱۳۱۰ھ |

ایضاً

| | |
|--|--------------------------------------|
| یہ تیسرا دیوان بھی لکھا داغ نے کیا تھا | پہلے دوں سے مضامین کے سر پہ لکھتا |
| پایا ہے سخن میں بجز اطرز حداد | اُردو کا بجا ہے جو کہیں آپ کو سجا |
| ہے رنگ سخن رنگ زمانہ سے ملتی | پیدا ہے جو اک بات بے باتیں ہیں پنہان |
| حالیہ لکھا تو نے یہ مقبل سن فلی | اک داغ ہے حاسد کے لئے جلوہ دیوان |

۹۹ء آف مندی

قطعات تاریخ از نتیجہ فکر شاعر شیرین مقال جناب بران علی صاحب
محمود تخلص حید آبادی تلمیذ جناب مصنف مظللہ العا

| | |
|----------------------------|--------------------------|
| چہا تیسرا داغ صاحبکا دیوان | مضامین خوب اصطلاحات محمد |
| لکھا سال ہجری یہ مجموعہ ہے | ہو اطبع سب مخزن روزمرہ |

۱۳۱۰ء

ایضاً

| | |
|-----------------------------|----------------------------|
| جو دیوان چہا میرے اُستاد کا | ہو کیا ہی محمود دل باغ باغ |
| سُرُش سے سال لکھ عیسیٰ | ہو اطبع رنگین یہ مہتاب داغ |

۱۳۱۲ء

قطعات تاریخ از نتیجہ فکر شاعر خوش فکر نازک خیال جناب محمد غالب صاحب
مراد تخلص برادر زادہ و شاگرد جناب مصنف مظللہ

| | |
|----------------------------|---------------------------|
| واہ کیا دیوان ہے مہتاب داغ | شمس نورانی ہے یہ ماہ تمام |
|----------------------------|---------------------------|

| | |
|--|--|
| <p>کون وہ استاد اس فن کا امام مستند ذیامین جنگاہے کلام جسکے آگے ماہ و اختر ہیں غلام سوتے پاتک روزمرہ ہے تمام اور یہ بیدار باکل لاکلام اسمین نور اور اسمین آتش ہر تمام ہوتی تپتی ہے قلم کی روک تھام دشمن اسکی آگ میں لوٹیں دم سب کلام داغ ہے ماہ تمام</p> | <p>شاعری نازان ہے جس تپاکو واہ لے نواب زخان داغ انگاہیہ دیوان نامی چپ گیا ابتدا سے انتہا تک ایک ہے چاند سے کہئے تو اسمین داغ اسکو کیا سورج سے ہم قشتبین اب اسے کس چیز سے دیجئے مثال حاسد و نکار شکستوں کو کیا اسکا سال طبع یوں لکھو مراد</p> |
| <p>فرغ سے اسکے جنگاہا سپرہ جلال اُرد پکارا ہمارا دکھو۔ کمال فضل و کمال اُرد</p> | <p>یصاً</p> |
| <p>قطعاً تیغ از نتیجہ فکر شاعر نازک خیال روح و روان گلشن سخن جناب محمد شاکر حسین صاحب نگہ تخلص سہسوانی</p> | <p>ہو متا بہ داغ تاباکو جس و پوین و مہین مجھے ہوئی فکر اسکی جسد کم ختم کمال کیا لکھن</p> |
| <p>چہا پہ دیوان داغ کا ہے کہ شعلہ روشن چراغ کا ہے</p> | |

جو رنگ مضمون میں باغ کا ہے بہارِ معنی میں تازگی ہے
 بلند اشعار میں سراسر زمین غزلوں کی ہے فلک پر
 ہر ایک نقطہ بنا ہے اخترِ سوادِ تحسیرِ چاندنی ہے
 بہری ہیں کیا شوخیانِ بلا کی تڑپ ہے بندش میں انتہا کی
 یہ منکر ہے داغِ خوش نوا کی طبیعت ایسی کیسے ملی ہے
 یہ حسنِ ترکیب ہے سراپا کچا ہوا حور کا ہے نقشا
 ہر ایک مصرع ہے قد پری کا یہ سادہ پرکارِ شاعری ہے
 ہے روکشِ لالہ زار دیوان نہ کیوں دکھائے بہارِ دیوان
 قطر سے گزرے ہزار دیوان کچھ اسکی پرواز ہی نہیں ہے
 اسی پہ مڑتا ہے سب زمانہ یہی ہے اک زیت کا بہانہ
 بیان میں ہے رنگِ عاشقانہ سخن میں معشوقیت بہری ہے
 لہجہ ہے ہین و لوگوں مضمون بہر ہے شعرون میں سحر و فضا
 سخن پہ ہے چشمِ شوق مفتون نگاہِ حرفوں پہ جگمگی ہے
 زبان کی تعریف میں کروں کیا ہوا ہے اشعار سنکے سکتا
 نہیں ہے شبہ میں زبان گویا چپ ایسی کچھ آج لگ گئی ہے
 کہلاؤ نگہت گل مضامین سنناو تاریخ فور آگین
 کلام و دلکش بیان بزمِ نگین پہ معجزہ ہی ہے سحر ہی ہے

ایضاً

| | |
|--------------------------------|------------------------------|
| کلام حضرت نواب مرزا | پسند خاطر پیر و جوان ہے |
| نہیں دیوان داغ نکتہ پرو | متاع حسن معنی کی گمان ہے |
| پتھے دلیں نہ کیونکر زنگِ مضمون | زبان شاعر کی خنجر کی زبان ہے |
| بہری ہے کوٹ کر شوخی سخن میں | جزاک اللہ کیا حسن بیان ہے |
| نہ پوچھو رفتِ شانِ معافی | زمین شعر شک آسمان ہے |
| ڈھلا ہے حسن کے سائے میں شعر | سخن سے نور کا جلوہ عیاں ہے |
| بیان میں ہے بہارِ حسنِ بیف | ہجومِ شوق عالم کاروان ہے |
| پریچانہ کا ہے ہر بیت میں لطف | جو مصرع ہے قدحِ جنان ہے |
| ہر اک برجستہ مصرع شوخیوں سے | حریف مصرع برق طپان ہے |
| نہ کیونکر آبرو پائین مضامین | طبیعت جوش دریا روان ہے |
| لکھی برجستہ نگہت نے یہ تاریخ | کلام شاعر شیریں بیان ہے |

قطعی تاریخ از نتیجہ فکر زنگین سخن عالی فکر جناب مولوی محمد فیض علی خان
صاحب خیر تخلص رئیس شہر نابھیں تلمیذ جناب مرزا
محمد حسن صاحب فائز

جسکو روح و جان آراشیں کہو

چھپ گیا دیوان ثالث داغ کا

| | | | | |
|---|---|--|--|--|
| | ہے نگارستان آرایش کو ۱۳۱۹ | | فکر سال طبع اسے تیر جو ہو | |
| <p>قطعہ تاریخ از نتیجہ طبع بلند و فکر از جند جناب سید آل حسن صاحب نگہت شاگرد جناب نسیم بہرت پوری</p> | | | | |
| | شان الفاظ و معانی دیکھنا داغ کی معجزیانی دیکھنا ۱۳۱۹ | | واہ کیا عمدہ چہا مہتاب داغ فرق حاسد کا مگر نگہت لکھو | |
| <p>قطعات تاریخ از نتیجہ فکر شاعر شیرین بان جناب محمد فخر الدین صاحب نام تخلص فرزند جناب حافظ لطف الدین صاحب سوداگر رام پوری</p> | | | | |
| | ہوئے دیکھ کر شاہ اربابین رقم زد۔ مبارک عروس سخن ۱۳۱۹ | | چہا تیسرا جبکہ دیوان داغ پئے سال تاریخ نام شتاب | |
| ایضاً | | | | |
| | جو سخن گوئی میں ہیں عالی مقام دُر تاج شاعری ہے یہ کلام ۱۳۱۹ | | چہپ گیا دیوان ثالث داغ کا سال چہری طبع کا تا دم بہ لکھ | |
| ایضاً | | | | |
| | مشتاق جسکے دید کا سارا جہان ہے سب کچھ ہے حسن و عشق کی گویا جہان ہے | | دیوان تیسرا بھی چہا خوب داغ کا ناز و ادا و عشوہ و سوز و گداز دل | |

| | |
|---|---|
| <p>افت کی بندشیں میں بلا کا بیان ہے مضمون سحر کے میں غنچ کی زبان ہے ۱۸۹۲ء ۱۲۹۹ء</p> | <p>انصاف سے جو کہیں کہیں روایتی خصلت سے جو کہیں کہیں روایتی</p> |
| <p>از گل مضمون نگینش معطر شد و داغ از دل و جان گفت نام - سلک گوشت و داغ ۱۸۹۲ء</p> | <p>کشت و بران سوم طبع چون با صد شبنم بہر تاریخ سبھی فکر و انگیر شد</p> |
| <p>چہ زیبا در نظم نایاب سفت بد لہا گل شاہ دمانی شگفت بملک سخن سکہ داغ گفت ۱۸۹۲ء</p> | <p>زبست فکر داغ ہمدان فن بصد حسن صحت چو گرد طبع پئے عیوی سال نام شبنم</p> |
| <p>کہ از آن گشتہ روشنی بد داغ فکر حاضر - جناب مرزا داغ ۱۳۰۹ء ۱۳۰۹ء</p> | <p>طبع مہتاب داغ شد نام دم شد بد و طبع سال طبع کہ بہت</p> |
| <p>قطعہ تاریخ از نتیجہ طبع شاعر ستم بیان معرکہ سخن منشی محمد عبدالرزاق صاحب نصر باشندہ ناگیو حال ملازم سرکار نظام الملک وقف جاہلہ اللہ ملکہ</p> | |
| <p>بولے تاریخ اس کے سب کہہ وہ</p> | <p>سن کے مہتاب داغ کا چہینا</p> |

| | |
|--|--|
| <p>کون کہتا ہے تیسرا دیوان باب ہے رحمت خدا کا یہ</p> | <p>۱۳۹</p> |
| <p>قطعاً تاریخ از نتیجہ طبع شاعر نازک خیال جناب منشی شبیر حسین صاحب نسیم تخلص شکار در شید جناب مصنف</p> | <p></p> |
| <p>تیسرا دیوان چہا استاد کا اور ہے ایسا کوئی جادو بیان ہاں یہی ہے تازگی بخش سخن یہ ہے اردو سے معلیٰ دیکھئے عقل حیران ہے کہ اسکو کیا کہو اسکے ہر مصرع کے تیور دیکھ کر دیکھ کر ہر شعر کی بانگی آدا یہ مضامین یہاں بندہ کی شان ہاں یہی میوہ غذائے روح ہے ہے یہی تو انجمن آرائے عشق ہے اسی سے گریئے باز عشق بس اسیکا حسن ہے زاہد فریب صیوی تاریخ کی تہی محب کو فکر</p> | <p>کیون نہون خوش دیکھ کر اہل کمال اور ہے ایسا کوئی نازک خیال ہاں یہی ہے رفیق افزا کمال دیکھئے کہتے ہیں اسکو بول چال معجزہ ہے یہ کہ ہے سحر طال سنگون ہے بام گرد و پیر طال کٹے ہیں دلمین کیا کیا خوش طال یہ پری بندش یہاں کیر خیال گلشن قریح کا یہ ہے نہال ہے یہی تو شمع بزمِ حالِ حال ہے اسی سے رونق حسنِ حال ہے اسی کے دام سے چٹ پٹال دل چکا رہے عبتِ آنا خیال</p> |

قطعہ تاریخ انیسویں طبع و تالیف شاعر عیدیل خانبیرونی صاحب محبت و فقیہ احمد

| | |
|---|--|
| کلام داغ با وج معانی نگشتہ بے سبب این شهرت نظم بہ کمالی نظم خود ندارد رقم زد کلام واحد سال تاریخ | سر رفت ز گردون بر کشیدہ ہمہ مقبول ہست و برگزیدہ چنین مضمون کہ بشنید کہ دیدہ بیان مطبوع و تفر و پاک و چیدہ ۱۳۱۰ |
|---|--|

قطعات تاریخ طبع و تالیف شاعر خوش فکر کلمتہ پنج جناب مہدی سن صاحب
اہل پیشی عدالت منصفی فوجداری خاص یا ست بہاول

| | |
|---|--|
| عنوان تاریخی دیوان ہے یہ شاعر گلشن طراز کا ۱۳۱۰ | |
|---|--|

| | |
|--|---|
| کیا داغ کی گلاب گہرا نشان نے کہلایا ہر لفظ گل تازہ ہے ہر نقطہ عیش و خنج چہنیکہ لکھا وجد نے مصراع شگفتہ | کا غد کے خیابان پر فصاحت کا گلستان ہے سرو ہر اک مصرع جربستہ و پیمان ہے بحر مضامین دل آویز بہر دیوان ۱۳۱۰ |
|--|---|

ایضاً

| | |
|---|--|
| عنوان تاریخی داغ دل دوزبے حاسد کے لئے یہ دیوان ۱۳۱۰ | |
|---|--|

| | | |
|--|--|---|
| <p>نہال کلک داغ خوش بیان نے سرا عدا اڑا کر وجد لکھ دے</p> | | <p>مضب میں کے کہلائے باغ کیا کیا دیئے ہیں حاسد و نکو داغ کیا کیا</p> |
| | ایضاً | |
| | <p>عنوان تاریخی دیوان داغ ہو گیا اعدا کے واسطے</p> | |
| <p>محسود کے لئے ہے نہ حامد کی واسطے دیوان ایک داغ ہے حاسد کی واسطے</p> | | <p>لطیف زبان ریختہ مخصوص داغ ہے کیون ہو نہ بار رشک سے اعدا کا شکنجہ</p> |
| | ایضاً | |
| | <p>عنوان تاریخی ہے مہ کامل یہ دیوان داغ والا جا کا</p> | |
| <p>جناب داغ خوش آہنگ بلبل کہلائے داغ نے اعجاز کے گل</p> | | <p>زبان ریختہ کے باغ کے ہیں صبا کا رشک سے کیوں دل نہ نکلے</p> |
| <p>قطعہ تاریخ از طبع شاعر نازک خیال سخن گوئی تطہیر جناب محمد وزیر صاحب</p> | | |

وزیر مالک مطمع رین پس اجا خبر لگو ہر آصفی کلکت

مری آسکھہ تھی مائل خواب اگر شب
 نہ لینا تھا چٹکی کوئی شوخ دل میں
 غم دنیوی سے فراغت تھی حاصل
 سرت کا ہنگامہ تہا شش جہت میں
 کہلے نظم کے گل زمین سخن میں
 دمان سننے والوں کا ہوتا ہے مجمع
 رسا ہوتی ہیں مرجا کی صدا میں
 طبیعت کی جدت میں بھی شوخیان ہیں
 عجب وقت تہا وہ سہانا سماں تہا
 غضب ہے موزن کی آئندہ اکبر
 عجب نور کا وقت ہے صبح صادق
 کوئی کہہ رہا ہے بالکان عشرت
 کسی نے کہا دل میں خدشہ ہے ناحق
 چپا دہلوی داغ صاحب کا دیوان
 وزیر آکے کا نوغین کہتا ہے تھف

غلن سے آزاد تھا قلب میر غم
 تھی اشک جہت سے تھی چشم پر غم
 ہر اک گہر میں تھی شادمانی فراہم
 مزاج زمانہ ہی تہا کچھ نہ جسم
 مضامین کے طائر مچاتے ہیں آؤ ہم
 جہان ہم سخن شعر کہتے ہیں باہم
 نقلی کی لیتے ہیں شاعر جو پیہم
 بدلتا ہے رنگ آسمان لاکھ ہر دم
 فلک پر سحر کی سفیدی تھی کم کم
 شب وصل کے سونے والا نکو ہے غم
 بہت طبع انسان کی رہتی ہے حرم
 یہی قلب مخزون سے فرحت ہے توام
 میسر ہر اک کو یہ ہو وقت جسم جم
 دل خستگان بہان کا ہے مرہم
 ابھی یہ ہو - نظم مقبول عالم

